UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234362

UNIVERSAL
LIBRARY

دعوت اسلام

ترجمہ ۱۵۹۳

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر

محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی ایل ایل ڈی غفرلہ

اردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قاسم علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

دعوت اسلام

۱۸۹۳

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر

محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی مغفرلہ

اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

آخر سنہ ۱۸۹۶ء مین جسوقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ کی یہ کتاب پریچنگ آف اسلام انگریزی زبان مین انگلستان سے چھپکر آئی تو جناب ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر مرحوم و مغفور نے اوسکے اردو ترجمہ کے لیئے مجھسے فرمایا مین زمانہ طالب العلمی مین بھی جبکہ علی گڈھ کالج مین رہتا تھا اس کتاب کے چند حصے مصنف ممدوح کے قلم سے جو وہ سے محمدن ایڈوکیشنل کانفرنس کے لیے ترجمہ کر چکا تھا۔ غالباً یہی وجہ ہوی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بھی مجھی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا شروع جنوری سنہ ۱۸۹۷ء مین مین نے اس ترجمہ کو شروع کیا اور گذشتہ ماہ نومبر مین بجز ضمیمون اور دیباچہ کے کل کتاب کو ختم کر دیا جسقدر ترجمہ ختم کر کے صاف کر لیتا تھا سید صاحب کی خدمت مین روانہ کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ اس وقت مین اسبات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ بجز چند اوراق کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم و مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گذر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفون اور مضمون نگارون نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکھے ہین اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے اس کتاب کے مضامین کی نسبت علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی بیشبہا اطلاعین ملک مین بار بار شایع کی تھین کہ اگر اسوقت مترجم اونکی طرف اشارہ کر کے خاموش ہو رہے تو دیباچہ لکھنے کا فرض ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہہ عذر کافی نہین معلوم ہوتا کیونکہ جناب سید صاحب کا آخر والا نامہ جو میرے پاس آیا اوسمین ارشاد تھا کہ "جب یہ ترجمہ ختم

کرلو تو ایک دیباچہ اپنی طرف سے ضرور لکھنا اور اوسکو دیکھنے کے لیے میرے پاس بھیج دینا" اس خط کے تقریباً دو ہفتے کے بعد آن جناب نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور مین اونکی حیات مین اس ارشاد کی تعمیل نہ کرسکا جسکا اس وقت مجھ کو نہایت افسوس ہے - سید صاحب کا قصد تہا کہ اس کتاب پر جب اوسکا ترجمہ ختم ہوجاوے تو ریویو لکھین اور پروفیسر آرنلڈ کی اس بمثیل تصنیف کے ترجمہ کو بہت دھوم دہام سے ملک مین شائع کرین - لیکن افسوس ہے موت نے ان سب منصوبون کو غارت کردیا -

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہین ہے یہ کام اُن عالمون کو شایان ہے جو قدیم علوم مگر نئے سکول کی عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر ہین - مین صرف اُن چند باتون کو سرسری طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہون جو اتنے عرصہ تک اس کتاب کو مطالعہ کرنیکے بعد میرے ذہن مین رہ گئی ہین -

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مضمون بالکل اچھوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی ضاحت و ترتیب سے قلم نہین اوٹھایا مضمون یہ ہے کہ تمام دنیا مین جہان جہان مواعظ حسنہ کے ذریعے سے اسلام پہیلا اوسکی تاریخ لکھی جاوے زمانہ حال کے علمای یورپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبون کا دو قسمون مین تقسیم ہونا تسلیم کیا ہے - ایک مشنری اور دوسرا نان مشنری - نان مشنری مذہب وہ ہین جنکے ماننے والے غیر مذہب والون کو اپنے دین مین شامل نہین کرسکتے مشنری مذہب وہ ہین جنکے ماننے والے غیرون کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین - اب جو مذہب مشنری ہین اونکی اشاعت کے دو طریقے ہین - ایک یہ کہ مواعظ حسنہ اخلاق اور نیکی کے بہترین نمونے دکہاکر غیرون کو اپنے مذہب مین داخل کیا جاوے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حکومت اور قوت حاصل ہو تو تلوار کے زور سے جبر و تعدی سے غیرون کو زبردستی اپنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے - دنیا کے بڑے مذہبون

ہین صرف تین مذہب مشترکی ہین - ایک بدھ مذہب جس سے ہمکو بحث نہین - دوسرا عیسائی مذہب تیسرا اسلام - صرف اسلام کی اشاعت کے حالات اور واقعات کو لکھنا پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے - لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لیے کہ مصنف اپنی کتاب مین زیادہ تر کرسچن یورپ سے مخاطب ہے کہین کہین عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے - اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی اشاعت مین دونون طریقے جو اوپر بیان ہوے برتے گیے - یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونون کبھی تلوار کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا مین پھیلائے گیے - مذہب کے پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہین اور انسان کی طبائع مختلف ہین - ایک وہ ہین جنہون نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا ناجائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو فی الحقیقت ترقی دی - دوسرے وہ ہین جنہون نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت اور قوت کے پندار مین مذہبی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جنسے خود ان ہی پر حرف نہ آیا بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنہون نے سیاہ داغ لگا دیے - مذہب کے پھیلانے مین زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے اور خاص کر اس زمانہ تہذیب مین تو وہ بالکل وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے - عیسائیون مین یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا مین پھیلایا گیا اور احکام قرآن کی رو سے غیر مذہب والون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا مسلمانون پر فرض ہوا - اسلام کی نسبت یہ دونون خیال بالکل غلط ہین - اگر عیسائیون کا اعتراض صرف اس حد تک ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہون یا لڑنیوالون نے اسلام کی بجبر اشاعت کی تو یہہ اعتراض چندان سخت نہ تھا کیونکہ جب فریقین پر ایک ہی سا اعتراض عائد ہو تو وہ ہی اعتراض ایک کے منہہ سے دوسرے کے حق مین زیادہ کارگر نہین ہوتا - لیکن عیسائیون کا سب سے سخت اعتراض جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے اون مین چلا آتا ہے یہہ ہے کہ غیر مذہب والونکو

زبردستی مسلمان کرنا ازروی قرآن مسلمانون کا فرض ہے - پروفیسر آرنلڈ نے پہلا کام یہہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراض پر جو واقعات کے خلاف تھا کئی پہلو سے حملہ کیا اور قرآن شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کرکے اور تاریخی مثالین پیش کرکے اوسکو بالکل غلط اور لغو ثابت کردیا چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجھہ سکتے ہین کہ مصنف ممدوح کو اس بحث مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوی -

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اوس حد تک لکھی ہے جسمین اسلام مواعظ و نصائح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکون اور جزیرون مین شائع ہوا - اُنھون نے ایسے واقعات کے لکھنے سے پرہیز کیا ہے جن مین بعض مسلمان بادشاہون یا لڑنیوالون نے عیسائی بادشاہون یا لڑنے والون کی طرح اپنے مذہب کی بجبر اشاعت کی ہو کیونکہ جن لوگون نے ایسا کیا یہ اونکا ذاتی فعل تھا - اسلام کی تاریخ اشاعت کو جو اشاعت ازروی اسلام جائز طریقون سے ہوی ہو ایسے لوگون کے ذاتی افعال سے بحث نہین ہوسکتی مصنف ممدوح نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جنمین وعظ و نصیحت اسباب تحسین اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لیے مسلمانون نے تمام دنیا مین جہان کہین پاؤن رکھا قدم ہوسکا کوشش کی -

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اسوقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ ہے کوئی کتاب پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ مین ایسی نہین لکھی گئی جس سے بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت ، کا حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم ہو اسکا حال فہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکھکر بخوبی کھلتا ہے - مصنف نے اس کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیمون مین تقسیم کیا ہے - باب اول مشنری مذہب کی تعریف اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے نقل کرنے مین کہ ہمیشہ مواعظ و نصائح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بجبر اسلام کو شائع کرنے

کی ہمیشہ سے مسلمانون کو ممانعت رہی اور مذہب اسلام ابتدا ہی سے کافۂ انام کی ہدایت
کے لیے تھا لکھا گیا ہے۔ دوسرے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی
جہانتک کہ اُنکو تبلیغ اسلام سے تعلق تھا بیان کیے گیے ہین۔ اسکے بعد چار باب ایسے
ہین جن مین یورپ افریقہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قومون اور فرقون کے مسلمان
ہونیکے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکھے گیے ہین۔ اسکے بعد ایران مین
زردشتیون اور آتش پرستون وغیرہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔ پھر ہندوستان چین
افریقہ مجمع الجزائر کی بدہ مذہب اور بت پرست قومون کے اسلام لانے کے متعلق ایک
ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے۔ اخیر مین خاتمہ کا باب ہے
جسمین عیسوی اور اسلامی مشن کے طریقون کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی
گئی ہے۔ پھر چار ضمیمہ ہین جنکی تفصیل فہرست مضامین سے معلوم ہوسکتی ہے۔ پروفیسر
آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اسطرح مختصر لفظون مین بیان کر دینا بے انصافی ہے
کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑھنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے وہ وسعت مضمون
ہے۔ تیرہ صدیون مین دنیا کے تین براعظمون اور متعدد جزیرون پر جو کچھ
اسلام کی ترقی اشاعت کے لیے مسلمانون نے کوششین صرف کین وہ نظر کے سامنے
لائی گئی ہین۔ اسوقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن
مین۔ دنیا کے تین براعظم اور اونکے جزیرے ہین جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہین کہ اسلام یہان
پھیلا اور وہان پھیلا۔ **براعظم ایشیا** مین عرب۔ شام فلسطین۔ آرمینیا۔
کاکیشیا۔ جرجان۔ طبرستان۔ ایران۔ خراسان۔ افغانستان۔ ہندوستان
کشمیر۔ تبت۔ ترکستان۔ سائبیریا۔ چین۔ اور چینی تاتار۔ **براعظم یورپ**
مین اسپین اور یورپین روم کے ملک ترکی۔ البانیا۔ بلغاریا۔ سرویا۔ بوسنیا۔
مانٹ نیگرو۔ اور یورپین روس کے بعض حصے **براعظم افریقہ** مین مصر۔ نوبیا۔

حبش - شمالی ساحل افریقہ کے ملک طرابلس - ٹیونس - الجزیرہ - موراکو - مغربی ساحل اور مشرقی ساحل کے ملک - وسط افریقہ کے صحرا اور جنوبی حصہ مین کیپ کوسٹ کولونی وغیرہ - جزیرون مین مالدیپ - سمطرہ (سماٹرہ) جاوا - ملوکا - بورنیو - سلیبیز - فلیپائن - زولو - نیوگنی - کریٹ - امریکہ کے بعض جزیرے - ملایا اور ملاکا کی جزیرہ نما دنیا کے وہ مقامات ہین جہان گذشتہ تیرہ صدیون مین سے کسی نہ کسی زمانہ مین اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور ابتک اونکے آسمان پر چمک رہا ہے - یہہ صرف ملکون کے نام تھے جنکو یہان آسانی سے لکھدیا گیا - اگر اُن قومون اور مذہبون کا شمار کیا جاوے جنکے لوگون مین اسلام کی اشاعت ہوی تو اونکی فہرست بنانی سخت دشوار ہوگی - علم انتھنولوجی کے عالمون نے بنی نوع انسان کو السنہ کے اصول تقسیم پر چھہ نسلون مین تقسیم کیا ہے یعنی ایرین - سریو عریبک - منگولین - امریکن - نیگرو اور نیگرائٹ اب یہہ نسلین جدا جدا متعدد حصون مین تقسیم کی گئی ہین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین مختصر یہ سمجھنا چاہیے کہ ایرین نسل کی یورپین اور ایشیائی شاخون مین غالبًا سوای کیلٹک قومون کے ٹیوٹانک - سلوانک - اٹالک - الربک - ہیلینک - ایرانی اور برہمنی اقوام مین کہین کم اور کہین زیادہ اسلام کا چرچا ہوا - اسیطرح سریو عریبک نسل مین ایرامک - عبری اور عربی قومون پر اسلام کا تسلط ہوا - اور منگولین نسل کی تورانی شاخون مین مغل - تاتار - ترک - تبتی اور ملایا وغیرہ کی قومون مین کروڑون مسلمان موجود ہوگئے - اسی طرح نیگرو نسل کی صدہا قومون مین اسلام کی تہ جمی ہوی اور نیگرائٹ کی نسل جو نیگرو نسل سے کسی قدر مشابہ ہے اور مشرقی مجمع الجزائر ایشیا کے جزیرون مین زیادہ تر آباد ہے اسلام پھیلا - یہہ نسلین وہ ہین جو تقریبًا کل بنی نوع انسان پر محیط ہین اس سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ دنیا کی ہزارون قومون مین گنتی کی قومین باقی ہونگی جن مین اسلام کا چرچا نہ ہوا ہو - یہی حال اُن مذہبون کا ہے جنکو چھوڑکر لوگون نے اسلام قبول کیا - برہمنی اور بدہ مذہب - موسوی - زردشتی اور عیسوی مذہب کے صدہا فرقون

مین سے لاکھون آدمیون نے وقتاً فوقتاً اسلام قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ مثالین بت پرستی کے مذہبون سے ملتی ہین جنکے شمار مین گھانس پھونس۔ درخت۔ پتھر۔ دریا پہاڑ۔ کواکب۔ روحون اور مورتون کے پوجنے والون سے لیکر مناظر قدرت کے پرستش کرنیوالے اور فلسفیانہ بت پرست بھی شامل ہین۔ غرض یہ وسعت مضمون ہے جسکی وقعت ہمیشہ کے لیے دل پر نقش ہوجاتی ہے اور اوسکو دیکھکر پڑھنے والا کھویا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف مین مصنف کو جو محنت و جانکاہی کرنی پڑی ہے اوسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ادنی بات یہہ ہے کہ فقط اُن قلمی یا مطبوعہ کتابون کے نام جنکے حوالے متعدد جگہہ دیے گیے ہین اصل انگریزی نسخہ مین بڑی تقطیع کے بارہ صفحون پر باریک ٹائپ مین چھپے ہوے ہین۔ گریک۔ لیٹن۔ جرمن۔ انگریزی اٹالین۔ اسپینش۔ ترکیزی۔ عربی۔ فارسی اور اُردو زبانون کی یہہ کتابین ہین اول تو ان کتابون کی تلاش اور جمع کرنے مین یورپ اور ہندوستان کے تمام کتبخانے چھانکر کسقدر بصرف وقت و زر کرنا پڑا ہوگا پھر اونسے استنباط اور التقاط مین کیسی دماغ سوزی کی ہوگی اور خون جگر پیا ہوگا۔ ہمکو معلوم ہے کہ پروفیسر آرنلڈ نے اپنی نہایت فیاض نیک اور عزیز زندگی کے نو یا دس برس اس تصنیف کی نذر کیے ہین اور ابھی بس نہین کی۔ کیونکہ آیندہ بھی اس مضمون پر وقت صرف کرنیکا انھون نے وعدہ فرمایا ہے۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کے مضمون پر پروفیسر آرنلڈ کی کوششونکی کوئی حد نہین رہی ہے۔ تاریخ اسلام کی وسیع سرزمین پر جسکے آثار شیرہ سو برس کی مسافت مین تاریخ کے صفحون پر پھیلے پڑے ہین مصنف نے وہ وہ کٹھن منزلین طی کی ہین اور ایسے ایسے بر و بحر کو چھانا ہے کہ مصنف ہی کا دل و دماغ خوب جانتا ہوگا۔ دنیا کے پردے پر شاید ہی کہین مسلمانون کی کوئی قوم آباد ہوگی جسکی تاریخ اوسکی تیز و دقیق نظر سے بچی ہو۔ فی الحقیقت یہ کتاب لکھکر پروفیسر آرنلڈ

نے تمام دنیا کے مسلمانون اور عیسائیون پر ایسا احسان کیا ہے کہ جسقدر اس کتاب
کی قدر اور مصنف کی شکرگزاری کیجاوے کم ہے۔ مسلمانون پر تو مصنف کا یہ احسان
ہے کہ مصنف کے علم و فضل اور انصاف پسندی اور سچے مسیحی دل نے اسلام کی نسبت
ایک اعتراض کو جو خاصکر عیسائیون کی طرف سے ہوتا رہا ہے غلط ثابت کرکے ایک
ایسی بیش قیمت اور بے نظیر تصنیف مسلمانون کو لکھہ کر دی جسکا لکھنا علمای اسلام کا
فرض تہا اور عیسائیون پر مصنف کا یہ احسان ہے کہ اپنے ہم مذہبون کے دل سے ایک
غلط خیال کو جو واقعات سے بطور صحیح نتیجہ کے نہ نکل سکتا تہا رفع کرنیکی کوشش کی
یہان اسبات کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر مین
طرفداری سے مطلق کام نہین لیا ہے۔ اعلی درجہ کی مورخانہ قابلیت کے ساتهہ
جسقدر واقعات اس مضمون کے متعلق مل سکے انکو ترتیب سے جمع کیا ہے اور جو نتایج
اونسے پیدا ہو سکے انکو ایسی عبارت مین لکہا ہے جسکے ادنی سے ادنی لفظ کو بہی بدلنا
یا گہٹانا بڑہانا مشکل ہے اکثر ملکون کے حالات فرنگستانی اور عیسائی مصنفون کی کتابون
اور تحریرون کے استناد و اشتہاد پر مبنی کیے گیے ہین۔ کیونکہ مشرقی زبانون کی کتابون
سے زیادہ مدد نہین مل سکی۔ خاصکر عیسائیون کے مسلمان ہونے کا جہان جہان ذکر
ہے وہان بڑے بڑے پادریون اور عیسائی عالمون کی عبارتین نقل کی گئی ہین اور
اونسے نتایج استخراج کیے گیے ہین۔ ان عیسائی عالمون سے جیسا کہ مصنف نے خود
بار بار لکہا ہے اس بات کا متوقع ہونا کہ انہون نے کسی غیر مذہب کی نسبت اور غیر مذہب
بہی وہ جسنے لاکہون عیسائیون کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ہو بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ
نہ لکہے ہونگے فضول ہے۔ ان عبارتون مین گو کہ جگہہ اسلام یا بانی اسلامؐ کی نسبت نعوذ باللہ
سخت و سست الفاظ استعمال کیے گیے ہین لیکن نفس مضمون پر ضرور اسسے عمدہ معلومات
حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کسی پادری نے اس رنج اور غصہ مین کہ صدہا عیسائیون نے

عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرلیا اسلام کی نسبت سخت و سست لکھا مگر اسکے ساتھہ ہی بیان کیا کہ مسلمانون نے عیسائیون کو مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا تو ظاہر ہے کہ ایسی عبارتون کا نقل کرنا مصنف کو مؤرخ کی حیثیت سے ضروری ہوا کیونکہ مسلمانون کی مذہبی مسالمت اور طریق صلح کل پر اونسی شہادت بستیاب ہوی گو اسکیساتھہ مسلمانون کو چند تاریخ باتین بھی سننی پڑین اس قسم کی عبارتین کتاب مین اکثر جگہہ نقل ہین لیکن انکو غور سے پڑھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی پہلو سے مسلمانون کی نسبت عیسائیون کے کسی اعتراض کو جو غلط واقعات کی بنیاد پر قائم ہے دور کرتی ہین - ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ہمیشہ اسبات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو عبارتین نقل کی گئی ہین انکو مصنف کی عبارت سے خلط ملط نہ کردین - مصنف کے قلم سے کوئی بات جو خلاف انصاف ہو اور واقعات سے بطور نتیجہ کے نہ نکلتی ہو یا جسمین ذاتی خیالات کا رنگ پایا جاتا ہو نہین نکلی ہے -

اس کتاب مین علاوہ انگریزی زبان کے اور بہت سی یوروپین زبانون کے نام اور عبارتین درج ہین - مصنفون اور کتابون کے نام ٹرانس لیٹریشن کے قواعد کے مطابق اُردو مین لکھے گیے ہین - اگر یہ نہ کیا جاتا تو ان ناموں کو چھوڑ دینا پڑتا اور اس طرح نوٹ بھی جن مین مصنفون اور تصنیفون کے نام بکثرت ہین نہین لکھے جا سکتے تھے جنکے بغیر کتاب کی اصل قیمت اور مصنف کی محنت اور جانکاہی کا ثبوت نہ مل سکتا - ان تمام ناموں کو خود پروفیسر آرنلڈ نے اُردو مین اپنے قلم سے لکھہ کر میرے پاس بھیجا جسکا مین نہایت مشکور ہون - مین خود ان غیر زبانون کا تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے ان ناموں کو کسی باقاعدہ طریقہ سے اُردو مین نہین لکھہ سکتا تھا - کتاب مین نوٹ بکثرت ہین اور ان نوٹون کی عبارتین انگریزی کے علاوہ اکثر یوروپین زبانون مین ہین جن کا انگریزی ترجمہ بھی صاحب ممدوح نے خود لکھہ کر جسکے سوا یا ڈیڑھ سو صفحے میرے پاس موجود ہین بھیجا اور مین نے ان عبارتون کو اُردو مین ترجمہ کرکے نوٹون مین درج کیا - اس لیے

پریچنگ آف اسلام کا اُردو ترجمہ اُن صاحبوں کے لئے بھی مفید ہی جنکے پاس انگریزی کا اصل نسخہ موجود ہو کیونکہ انگریزی نسخہ مین جو عبارتین انگریزی کے علاوہ یوروپین زبانون سے لی گئی ہین وہ بجنسہ اونہین زبانون مین لکھی گئی ہین۔ انگریزی مین اُنکا ترجمہ موجود نہین ہے۔

مین نے اس کتاب کے ترجمہ مین جسقدر مجھہ سے ممکن تھا محنت کی ہے اور برابر میری یہ کوشش رہی کہ جہانتک ممکن ہو ترجمہ صحیح اور صاف ہو لیکن پھر بھی ضرور ہے کہ غلطیان رہ گئی ہونگی۔ مجکو ناظرین کتاب سے امید ہے کہ ترجمہ کی قسمون پر نظر کرکے سہواً جو غلطیان ہوی ہونگی اونکو معاف فرمادینگے۔

یہان اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر خود پروفیسر آرنلڈ اس کتاب کے ترجمہ مین میری مدد نہ فرماتے تو اس ترجمہ کا ختم ہونا مجھہ سے غیر ممکن تھا۔ جہان کہین جس قسم کی مشکلات مجھہ کو درپیش ہوئین اور وہ مشکلین کچھہ کم نہ تھین پروفیسر موصوف نے اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کرکے ہمیشہ میری مدد کی۔ مین مدرسۃ العلوم کے اُن خوش قسمت طالبعلمون مین سے ہون جنکو پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی کی عزت حاصل ہے۔ پس سب چیز نے اس مشکل کتاب کے ترجمہ مین میری ہمت کو قاصر نہ ہونے دیا وہ صرف یہ خیال تھا کہ اپنے نہایت شفیق اور مہربان اُستاد سے جو کچھہ مشکل پیش آئیگی جب چاہونگا پوچھہ لونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مین اسوقت اُن تمام تکلیفون کی معافی چاہتا ہون جو مسٹر آرنلڈ کو اس ترجمہ کے متعلق مین وقتاً فوقتاً دیتا رہا ہون اور تہ دل سے اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔

مین اپنے پرنسپل جناب مسٹر تھیوڈور بک کا بھی نہایت مشکور ہون کہ سید صاحب کے انتقال کے بعد یہہ صرف صاحب ممدوح کی توجہ تھی کہ اس ترجمہ کا جو کچھہ مسودہ باقی رہ گیا تھا وہ مطبع کو روانہ کیا گیا۔ اگر پرنسپل صاحب اسطرف توجہ نہ فرماتے تو یہ ترجمہ کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوسکتا۔

مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھہ کو اس وقت ضروری ہے

مولوی صاحب نے باوجود عدیم الفرصت ہونیکے جب کبھی مجھکو اونسے مدد لینے کی ضرورت ہوئی نہایت فیاضی سے میری مدد کی۔

آخر میں میں چاہتا تھا کہ جناب سرسید مرحوم و مغفور کی جو کچھ مہربانیاں اور عنایات مترجم کے حال پر مبذول رہیں اُنکو ظاہر کرتا اور جو تعلق جناب مرحوم کو ہر ایک اسلامی مضمون سے تھا اور جو دلچسپی خاص پروفیسر آرنلڈ کی اس کتاب کے ساتھ اونکو تھی اوسکا ذکر کرتا۔ لیکن اس خیال ہی سے بے اختیار دل بھر آتا ہے اور سوای اسکے کچھ بن نہیں پڑتا کہ اس دیباچہ کو جناب مرحوم کی دعای مغفرت پر ختم کردوں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سید اندر قوم نقدے بود اندر کیسۂ
کیسہ خالی ماندۂ و نقد از میان انداختند

اہل دین بے یار و دین بے کس و بے یار ماند
ہر گہہ این آوازہ در ہندوستان انداختند

رفت و با خود رونق بزم مسلمانی ببرد
ملت از مرگش بپژمرد و مسلمانی ببرد

محمد عنایت اللہ

دہلی ۲۳ جون ۱۸۹۸ء

پریچنگ آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے

لَكِ الْحُكْمُ فِي أَمْرِي فَمَا شِئْتِ فَاصْنَعِي	فَلَمْ تَكُ إِلَّا فِيكِ لَا عَنْكِ رَغْبَتِي
وَحُكْمِ حُبٍّ لَمْ نُحَاوِلْ بَيْنَنَا	تَخَيُّلُ نَسْخٍ وَهُوَ خَيْرُ آلِيَّةِ

دیباچہ مصنف

مین اس کتاب کو نہایت تذبذب کی حالت مین چھپواکر شائع کرتا ہون جس مضمون سے اس کتاب کو تعلق ہے وہ ایسا وسیع مضمون ہے اور ایسی بیسروسامانی کی حالت مین مین نے اوسکو لکھا ہے کہ کامیابی کی امید کم ہے۔ لیکن جسوقت مجھہ کو زیادہ مطالعہ کا موقع ملیگا اور ایسا سامان میسر ہوگا کہ جو حالات اس وقت چھوٹ گئے ہین اونکو آیندہ لکھہ سکون تو امید ہے کہ اسلامی تاریخ کی اس شق مین (کہ مسلمانون کا مذہب دنیا مین کس طرح پہیلا) جسکی طرف کسی نے توجہ نہین کی ہے یہہ کتاب ایک بہتر قسم کا اضافہ ہوسکیگی اور اسی خیال سے مین اون شائقین علم کا دل سے شکرگزار ہونگا جنکو اس کتاب کی طرف توجہ ہو اور وہ اوسپر تبصرہ لکھین یا جو غلطیان ہون اونکی تصحیح فرماوین۔ میرے اکثر احباب نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر مین اس مسئلہ کی تردید مین کہ اسلام کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی ہے کوئی مضمون تحریر کرون تو وہ میری مدد کرینگے۔ اس لیے مین نے نمونہ کے طور پر یہہ کتاب لکھی ہے کہ اسکو پڑہکر وہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ مین اس کام مین کامیاب ہوا یا نہین۔ اور مجھے ایسے وسائل بہم پہونچ سکتے ہین یا نہین کہ مجھہ سے اس کام کا خاتمہ بخوبی ہوجائیگا۔ مین اون فارسی عربی اردو تواریخ سے مستفید ہوسکتا ہون جنکا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان مین موجود ہو مگر انکے سوا اور کتب تواریخ کے مطالعہ مین دقت ہے۔ اشاعت اسلام کا بڑا حصہ اولیای کبار اور فقرای بزرگوار سے متعلق ہے۔ پس جن کتابون مین اونکا ذکر ہو وہ مجھے دستیاب نہین ہوئین۔

اگر ہندوستان ہی کے ملک پر غور کیا جاوے تو یہان بہت سے خاندان ایسے گذرے ہونگے جنکی تاریخ اور حالات سے اشاعت اسلام کے واقعات پر علم حاصل ہوسکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ پر ہو اور اونکو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جنسے کہ مین لاعلم ہون وہ مجھے عنایت فرماکر اطلاع دین اور مین اونکا بدل ممنون ہونگا۔ مجھے خاص ہندوستان کے متعلق ان امور کی تفتیش زیادہ مدنظر ہے۔

اول شیخ بہاءالدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین شکرگنج پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام اسلام کی اشاعت کے لیے کیے ہون اور غیر مذہب والون کی ہدایت اور رہنمائی مین جو سعی کی ہو

دوم۔ ان بزرگون کے سوا جو فقرای کامل نے اشاعت اسلام مین کوشش کی ہو

سوم۔ پہلے اس سے کہ خاص ہندوستان مین اسلام کا علم سلطنت قائم ہوا ہو اسلام کی اشاعت کے لیے اہل اسلام نے کیا کام کیے؟

چہارم۔ زمانہ حال مین غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کے لیے جو واقعات پیش آتے ہین۔

اب اون ارباب علم کی خدمت مین جنکو امور مذکورہ بالا پر علم ہو یہ التماس ہے کہ وہ مجھے اون سے محروم نہ رکھین اور مجھے یقین ہے کہ جو صاحب اشاعت اسلام کا شوق رکھتے ہین وہ مجھے ضرور اس قسم کے حالات سے اطلاع دینگے۔

چونکہ اس کتاب مین ایسے تاریخی واقعات درج ہین جو اکثر زیر بحث رہ چکے ہین اور مجھہ کو خود مورخ ہونے کا دعوی نہین اور نہ جس تاریخ سے اس کتاب کو تعلق ہے اوسکے کسی خاص عہد یا زمانہ کا مین محقق ہون اسلیے جن کتابون سے اسطرح کے واقعات لکھے گیے ہین اونکا ہر جگہہ پورے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھہ کو یہ خیال ہوا کہ کتابون کا مفصل حوالہ دینے مین زیادتی کرنا اس غلطی سے بہتر ہے کہ جن ماخذون سے مضامین

لیگئی ہون اونکو نام و نشان لکھنے مین کی گیا ہے چونکہ مین نے خود اکثر کتابون کا مجمل حوالہ دیکھکر اونکی تلاش مین سخت پریشانی اوٹھائی ہی اور وقت ضائع کیا ہے اسلیے مین اپنے ناظرین کو اس پریشانی اور تضیع اوقات سے بچانا چاہتا ہون شاید وہ لوگ جو سرسری نظر سے کتابون کو پڑھتے ہین اس طرح بہ کثرت حوالہ دینے کو نمود سمجھینگے لیکن کیا عجب ہے کہ کوئی علم کا شائق ایسا ہو کہ اس کتاب کے کسی مضمون کو تصدیق کرنا چاہے یا کسی مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنے کے لیے اصل کتابون کی طرف رجوع کرے اور مین اوسکو کتاب تلاش کرنے کی زحمت اور پریشانی سے بچادون۔

اس کتاب کے لکھنے مین مین نے اس بات کی احتیاط کی ہے کہ جن مذہبون کا ذکر اوسمین ہے اونکے ماننے والون کے خیالات کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے اسلیے موٴدب زبان مین اونکا ذکر کیا گیا ہے۔ کسی مذہب کی نسبت ادب کے ساتھہ خیالات ظاہر کرنیکا طریقہ انگریزی اور اُردو زبان مین مختلف ہے اسلیے اس کتاب کے اُردو ترجمہ مین مشرقی آداب کے موافق بزرگان دین اور انبیاء کے نامون کے ساتھہ تعظیمی جملے لکھے گئے ہین جو اصل انگریزی کتاب مین موجود نہین ہین۔

مین اس موقع پر چاہتا ہون کہ شہزادی ہر اکسلنسی پرنسس بابیرینی اور ہز اکسلنسی پرنس کیچی اور موسٹ ریورنڈ ڈاکٹر پال گوتھالز آرچ بشپ آف کلکتہ اور دی رائٹ ریورنڈ فرانسس پیٹی بشپ آف الہ آباد اور ریورنڈ ایس۔ ایس آلنٹ آف کیمبرج مشن دہلی اور کتبخانہ ڈاکٹر ولیم (گورڈن اسکوائر لندن) کے ٹرسٹیون کا شکریہ ادا کرون کہ ان تمام صاحبون نے مہربانی فرماکر اپنے اپنے کتبخانون سے کتابین دیکھنے کی مجھہ کو اجازت دی۔

مین سر سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی کی مہربانی اور ہمدردی کا نہایت مشکور ہون جو اُنھون نے اس کتاب کے ساتھہ ہمیشہ ظاہر فرمائی۔ بغیر اُنکی

توجہ کے یہ کتاب طبع نہین ہوسکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے مین جناب سید صاحب نے گوارا فرمائی اوسکا مین کافی شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین اپنے بڑے پیارے دوست شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسانمند ہون جنہون نے اپنے قدیم اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیون کے ساتھ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے ساتھ میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصون مین جو بیش قیمت واقعات درج ہین اونسے مین لاعلم رہ جاتا۔ مین چاہتا ہون کہ اپنے شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کرون جنہون نے عربی ترجمون سے میری مدد کی۔ اس کتاب کے مترجم اور اپنے پرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی اے کا بھی مین دل سے شکر رہون کہ انہون نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

اخیر مین سب سے زیادہ مجھ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ ہوتین تو واقعات غیر مسلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پاکر کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوتا۔ اونکی ہمدردی اور اس کتاب کو اونکا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے

ٹی ڈبلیو آرنلڈ

فہرست مضامین

باب اول

دیباچہ	صفحہ
تبلیغی مذہب کی تعریف۔ تبلیغی طریقون یعنی وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت۔ اسلام بزور شمشیر شائع نہین کیا گیا۔ قرآن مین کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے وعظ و نصیحت کا حکم ہے جبر و اکراہ یا زبردستی کی ممانعت ہے۔ یہہ کتاب وعظ و نصیحت کے طریقون سے دعوت اسلام کی تاریخ ہے ظلم اور جبر کی تاریخ نہین ہے۔	۱

باب دوم

پیغمبر خدا صلعم کے حالات زندگی کا مطالعہ واعظ اسلام ہونیکی حیثیت سے داعی اسلام کے افضل نمونہ آنحضرت ہین۔ اشاعت اسلام مین آپ کی ابتدائی کوششون کا حال اور ہجرت سے پہلے مکہ مین لوگون کا اسلام قبول کرنا مسلمانون کی تکلیفین اور مدینہ کو ہجرت۔ مدینہ مین مسلمانون کی حالت اسلام مین قومی زندگی کا آغاز۔ اہل عرب اور پھر کافہ خلائق کے سامنے اسلام کا پیش کیا جانا۔ قرآن مین بیان ہونا کہ اسلام کل دنیا کا مذہب ہونا چاہیے اور یہہ وہی قدیم مذہب ہے جو حضرت ابراہیم پر اترا تھا۔ آنحضرت ایک قومی انتظام کے بانی ہوے۔ آپ کی

لڑائیان اقدامی نہ تھین بلکہ دفاعی تھین - اسلام کی اشاعت ہجرت کے بعد عربونکو
مسلمان کرنا - ایام جاہلیت کی زندگی سے شعار اسلام کا مقابلہ - ۱۱۰

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

ابتدا مین مسلمانون کی کامیابی کے اسباب - مسیحی بدؤن کا اسلام قبول کرنا
مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا انتظام - جو لوگ عیسائی رہے انکو مذہبی آزادی
اور سلامتی دی گئی - شہرون کی مستقل آبادیون کا حال - قیصر ہرقل کی کوشش
کہ عیسائیون کے مختلف فرقے متفق ہو جائین - شام اور فلسطین مین اہل عرب
کے فتوحات - مسلمانون کی مراعات پسندی اور مذہبی آزادی کا اصول - امان
حضرت عمرؓ - حفاظت اور فوجی خدمات سے بری رہنے کے عوض مین جزیہ کا
دیا جانا - مسلمانون کے دور حکومت مین عیسائیون کی حالت - عیسائی بڑے
بڑے عہدون پر مامور کیے گیے - نئے گرجا اونہون نے بنائے - نسطوری
کلیسا مین ترقی ہوی - عیسائیون کا اسلام قبول کرنا - اور اوسکے اسباب - روم
کے کلیسائی سررشتہ اور انتظام سے عیسائیون کی سرکشی - اعتزال کا اثر - اسلامی
تہذیب کا بارعب اثر - سختیان جو عیسائیون نے برداشت کین - اشاعت اسلام
مین مسلمانون کی کوششین - اسلام قبول کرنیکے تفصیلی حالات صلیبی مجاہدون
مین سے لوگون کا مسلمان ہونا - آرمینیا اور جرجان کے کلیسا ۵۹

باب چہارم

افریقہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

مصر - عربون نے مصر فتح کیا - قبطی عیسائیون نے مسلمانون کا خیر مقدم کیا
اور رومی عیسائیون کی جابرانہ حکومت سے مسلمانون کو اپنا شفیع جانا - مسلمانون

کے عہد حکومت مین قبطی عیسائیون کی حالت - پادریون اور قسیسونکی غفلت سے
عیسائی مسلمان ہوگئے - نوبیہ - اہل نوبیہ کے مسلمانونسے تعلقات - نوبیون
کو مسلمان ہونے سے پہلے ملکی آزادی حاصل رہی - اور وہ بجبر مسلمان نہین کیے گیے
بلکہ عیسائی مذہب کے زوال اور مسلمان تاجرون کے اثر سے مسلمان ہوگئی حبش
ساحل افریقہ کے عرب - چودھوین صدی عیسوی مین اسلام کی اشاعت کیلیے
کوشش کی گئی - احمد گراگنی کی لشکرکشی - لوگون کا اسلام قبول کرنا موجودہ صدی
مین اسلام کی ترقی - مسلمانون پر عیسائیون کا ظلم - شمالی افریقہ ساتوین صدی عیسوی
مین شمالی افریقہ مین عیسائی مذہب کس حدتک شائع تھا - کہا جاتا ہی کہ شمالی افریقہ کی
عیسائی زبردستی مسلمان کیے گیے - دلائل جنسے یہ بیان غلط خیال ہوسکتا ہے
عیسائیون کو مذہبی آزادی حاصل رہی - شمالی افریقہ سے مسیحی کلیسا کا رفتہ رفتہ
معدوم ہوجانا ۱۱۵

باب پنجم

ہسپانیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

مسلمانون کی فتح سے پہلے ہسپانیہ کا عیسائی مذہب - یہودیون اور
غلامون کی سخت مصیبت کی حالت - ابتدا مین کن لوگون نے اسلام قبول
کیا - پادریون کی خراب حالت - عربون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی
بخشی - ایسے عیسائیون پر مسلمانون کی تہذیب کا اثر جو عربی زبان پڑھتے
تھے اور عربی لباس اور طرز اختیار کرتے تھے - اسلام قبول کرنے کے
اسباب - قرطبہ کے عیسائی شہید جو جان بوجھ کر ہلاک ہوتے تھے -
کس حدتک اسلام کی اشاعت ہوی ۱۴۵

صفحہ

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

حکومت ترک کے آغاز سے دوسو برس تک عیسائی رعایا کے ساتھ ترکون کے تعلقات سلطان محمد ثانی نے یونانی کلیسا کو مذہبی آزادی دی - ترکی حکومت کے فوائد اور اوسکے نقصان - عیسائیون کے بچے جو خراج مین لیے جاتے تھے - جزیہ - خاص خاص لوگون کے ظلم - جبراً مسلمان کرنیکی مثالین بہت کم ہین - دعوت اسلام مین ترکونکی کوشش - حالات جنہون نے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی - یونان کی کلیسا کی ذلیل حالت - یونانی پادریون کا ظلم - ترکون کا اخلاقی تفوق - فتوحات ترک کا باعث اثر - عیسائی غلامون کا اسلام قبول کرنا - البانیا مین اسلام کی اشاعت - البانیا کی فتح - اہل البانیا ملکی آزادی پسند کرتے تھے - عیسائی مذہب کا رفتہ رفتہ زوال ہوا - اور اس زوال کے اسباب - سرویا مین اسلام کی اشاعت - اہل سرویا کا ترکون سے اتفاق کرنا - قدیم سرویا کے علاوہ سرویا خاص مین خاصکر شہر فاور دسا کا اسلام لانا - مانٹ نیگرو (جبل الاسود) مین اسلام کی اشاعت - بوسینا مین اسلام کی اشاعت - فرقہ بگومائل - فرقہ بگومائل کے عقائد مین جو عیسائیون کا بدعتی فرقہ تھا اور مسلمانون کے عقائد مین مشابہت - جزیرہ کریٹ مین اسلام کی اشاعت - نوین صدی عیسوی مین اہل کریٹ کا اسلام قبول کرنا - وینس کی سلطنت کا ظلم - ترکون نے کریٹ کو فتح کیا - اہل کریٹ مسلمان ہوے -

صفحہ

باب ہفتم

ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

اہل عرب کے فتوحات کے زمانہ مین ایران کی مذہبی حالت - اہل ایران کے اکثر فرقون نے اسلام کا خیر مقدم کیا - قدیم مذاہب ایران اور اسلام کی باتون مین مشابہت - مسلمانون نے مذہبی آزادی دی - اہل ایران مسلمان ہوے - فرقہ اسماعیلیہ اور اوسکے داعیان مذہب وسط ایشیا اور افغانستان مین - علام کی اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲۹

باب ہشتم

مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

فتوحات مغل کا حال - بدھ اور عیسائی مذہب اور اسلام مین رقابت کہ مغلون کو اپنا پیرو بنائین - مغلون کے اصلی مذہب - شامانی کا حال - مغلون مین بدھ مذہب عیسائی مذہب اور اسلام کی اشاعت - اسلام کو اپنی اشاعت مین جو مشکلین پیش آئین - مسلمان رعایا پر بعض مغل بادشاہون کا ظلم - ابتدا مین جو مغل مسلمان ہوے - برکہ خان پہلا مغل بادشاہ تہا جسنے اسلام قبول کیا - ایلخانیون کا اسلام لانا - چغتائیہ مغلون کا مسلمان ہونا - سیر یا وار دا مین اشاعت اسلام کے حالات - اُزبک خان - روسیون کو مسلمان کرنیمین ازبک کامیاب رہا - آجکل سلطنت روس مین اسلام کا پہیلنا - ملک سائبیریا کے تاتاریون کا مسلمان ہونا ۲۳۹

باب نہم

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

ہندوستان مین مسلمان آبادی کی تقسیم - ہندوستان کے مسلمان بادشاہون

صفحہ
نے اسلام کی اشاعت مین کس حد تک حصہ لیا۔ اجیوتون اور اور لوگون کا
اسلام قبول کرنا۔ دعاۃ اسلام نے ہندوستان مین کیا کام کیا۔ جنوبی ہندوستان
مین اسلام کا پھیلنا۔ ابن ملک اور اونکے مصاحبون نے دعوت اسلام مین
کوشش کی۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت مین لوگ زبردستی مسلمان
کیے گیے۔ موپلا کی مسلمان قوم۔ جزائر مالدیپ مین اسلام کی اشاعت۔ دکن
مین اسلام کا پھیلنا عرب کے قدیم داعیان اسلام اشاعت مین خاص خاص مسلمانون
کی کوشش۔ سندھ مین اسلام کی اشاعت۔ عربون کی حکومت اور رعایا کو
مذہبی آزادی کا ملنا۔ خاص خاص داعیان اسلام کا ذکر۔ خوجہ اور بورہ قوم کا مسلمان
ہونا۔ بنگال مین اسلام کی اشاعت۔ صوبہ بنگال مین مسلمانون کی حکومت۔
نیچ قومون کا بکثرت اسلام قبول کرنا۔ کچھ زمانہ سے شعار اسلام کا زندہ ہونا۔
ہندوستان کے باقی حصون مین داعیان اسلام کی کوشش۔ موجودہ زمانہ مین
دعوت اسلام کی تحریکین۔ حالات جن سے اسلام کی اشاعت مین آسانی پیدا
ہوی۔ ہندوؤن مین ذات برادری کی سختیان۔ ہندوؤن کا مسلمان فقیرون
اور درویشون سے اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ کشمیر اور تبت مین اسلام کی اشاعت ۲۶۹

باب دہم

چین مین اسلام کی اشاعت

چین مین اسلام کے متعلق قدیم خبرین۔ مستند مورخ یا سیاح جنہون نے چین مین
اسلامی اشاعت کا حال لکھا۔ یعنی پروفیسر وسلیف اور دے تیرسان اور سید
سلیمان۔ عربون سے اہل چین کے تعلقات۔ شمال مغرب مین اسلام کی اشاعت
مغلون کی فتوحات کا اثر جنوبی ملک مین اسلام کا پھیلنا۔ چین مین عربون کی قدیم
آبادیان۔ وہاب ابن ابی کبشہ۔ چین کی گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانان چین

صفحہ
کے تعلقات - تبلیغ اسلام مین چین کے مسلمانون کی کوشش ۳۱۳

باب یازدہم

افریقہ مین اسلام کی اشاعت

شمالی افریقہ مین اہل عرب - بربر قوم کے لوگون کا مسلمان ہونا - تبلیغ اسلام مین عبداللہ ابن یسین کی کوشش - سودان مین اسلام کا شائع ہونا - اسلامی سلطنتون کا قائم ہونا - دعوت اسلام کی تحریکون کا حال - دانفودیو عثمان الامیر غنی فرقہ قادریہ - تجانیہ - اورشوسیہ - مغربی ساحل افریقہ پر اسلام کا شائع ہونا - اشانطی - داہومی - مشرقی ساحل پر اسلام کی اشاعت - مسلمانون کی قدیم آبادیان - گالا قوم - سومالی قوم - کیپ کوسٹ کولونی مین اسلام کی اشاعت - افریقہ کے داعیان اسلام کا حال اور لوگون کو مسلمان کرنے کے متعلق اونکے طریقون کا ذکر .. ۳۳۵

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

مجمع الجزائر ملایا اور عرب اور ہندوستان مین قدیم تعلقات - اسلام کی اشاعت کے طریقے - اشاعت اسلام کی تاریخ - جزیرہ سمطرہ - جزائر ملایا - جزیرہ جاوا جزائر ملوکا - جزیرہ بورنیو - جزیرہ سلیبیز - جزائر مندانوا و رزولو - پاپوان قوم مین اسلام کا پہیلنا - داعیان اسلام اور مسلمان تاجر اور حاجی .. ۳۸۱

باب سیزدہم

خاتمہ

اسلام مین اشاعت مذہب کے لیے کسی باقاعدہ سررشتہ یا انتظام کا
نہونا۔ دعوت اسلام کے متعلق مسلمانون کا ذاتی شوق۔ داعیان اسلام کون
لوگ ہین۔ اسباب جن سے اونکو کامیابی ہوی۔ کلمۂ اسلام کی سادگی۔ مذہب
اسلام مین مذہبی عقائد کا عقل پر منحصر ہونا اور پابندی اعمال۔ اسلام زبردستی نہین پھیلا۔ اسلامی سلطنتون نے غیر مذہب والون کو مذہبی آزادی دی۔
حالات جس سے قدیم زمانہ مین اور آجکل اسلام کی ترقی ہوی۔ ۴۳۳

ضمیمہ اول

جہاد۔ اس لفظ کے معنی۔ آیات قرآنی جن مین یہ لفظ آیا ہے۔ ۴۵۵

ضمیمہ دوم

الہاشمی کا خط الکندی کے نام دعوت اسلام کی غرض سے ۴۶۸

ضمیمہ سوم

مسلمان اور غیر مذہب کے لوگون کے درمیان مناظرانہ تحریرین ۴۸۱

ضمیمہ چہارم

ایسے لوگون کا اسلام قبول کرنا جنکو مسلمان ہونے کے لیے داعیان
اسلام سے براہ راست ہدایت نہین پہونچی۔ ۴۸۳

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت اسلام

باب اول

پروفیسر مکس مولر نے مسیحی مشنون کی دعا کے جلسہ مین جو دسمبر ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ابی مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذہب تبلیغی اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کیے جاسکتے ہین قسم آخر مین یہودی - برہمنی - اور زردشتی مذہب داخل ہین اور قسم اول مین بودہ مت - عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین - پروفیسر مذکور نے تبلیغی مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہیے نہایت خوبی سے یہہ کی ہے کہ "تبلیغی مذہب وہ ہے جس مین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو نیے مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے جو اوسکے قریب زمانہ مین ہوے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو ..... یہہ ایمان والون کے دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہین رہتا تاوقتیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے اپنے تئین ظاہر نہ کرے اور اوسکو اوس وقت تک چین نہین آتا جبتک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر انسانی روح تک نہ پہونچا دے اور جس چیز کو وہ برحق یقین کرتا ہے اوسکو بنی نوع انسان کا ہر شخص برحق نہ تسلیم کرنے لگے"[1]

مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پھونک دی کہ اسلام کی خبر کو

[1] مسٹر لایل کے آرٹیکل موسومہ بہ "مشنری ریجنز" پر ایک نوٹ فورٹ نائٹلی ریویو جولائی ۱۸۷۴ء

جس سرزمین مین داخل ہوون اسکے باشندون کے پاس پہونچائین اور یہی جوش ہے جسنے مستحق کیا کہ انکا مذہب ٹھیک ٹھیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہین اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونیکی تاریخ اور اوسکے برانگیختہ کرنیوالی طاقتون کا حال اور اوسکے عمل کے طریقون کا بیان ہے جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے سترہ کروڑ تیس لاکھ مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت کے کامونکی شہادت ہین جو بارہ سیدیون کے زمانہ مین سرانجام ہوے۔

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدائے احد کی خبر اہل عرب کو ساتوین صدی عیسوی مین اس نبی نے پہونچائی جسکے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبیلے جمع ہوکر ایک قوم بنگئے اور اس نئی قومی حیات کی جنبشون سے پُر ہوکر اور دینی حمیت اور گرمجوشی کے ساتھہ جسنے انکی لشکرون کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا جانتی تھی دنیا کے تین براعظمون پر سیلاب کی طرح پھیل گئے تاکہ فتح کرین اور محکوم بنائین۔ شام فلسطین مصر شمالی افریقہ۔ فارس پہلے ملک تھے جنھون نے اسلامیون کے سامنے سر تسلیم جھکایا۔ مغرب مین ہسپانیہ کی طرف بڑھکر اور مشرق مین دریاے سندھ عبور کرکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دیکھا کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہے جو رومۃ الکبریٰ کی شہنشاہی سے بھی جبکہ اسکی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تھا وسیع تر ہے۔

اگرچہ اسکے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہوگئے اور اسلام کی پولیٹکل قوت کم ہوگئی تاہم اسکی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری ہین۔ جب مغل کے وحشی گروہون نے بغداد کو تاراج کیا (۱۲۵۸ء) اور خاندان عباسیہ کی پژمردہ شوکت کو خون مین غرق کردیا۔ جبکہ فرونند لیونی وقسطیلی نے مسلمانون کو قرطبہ سے نکال دیا (۱۲۳۶ء) اور غرناطہ نے جو اخیر مستحکم جاے پناہ اسلام کے لیئے ہسپانیہ مین رہ گیا تھا عیسائی بادشاہ کو خراج دیا تو اسلام نے اوسی زمانہ مین جزیرہ سماٹرا مین اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر ملایا کے جزیرون

مین وہ اپنی زبردست قوت جاری کرنیوالا ہوگیا۔ ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے بعض عظیم الشان کامیابیان حاصل کین۔ دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمانونکو پامال کیا۔ یعنی سلجوقی ترکون نے گیارہوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرہوین صدی عیسوی مین۔ لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اونہی کا مذہب اختیار کرلیا۔ دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ دعاۃ اسلام نے اپنے مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند مین پہونچایا۔

آج کے دن اسلام مراکو سے لیکر زنجبار تک اور سارا لیون سے سایبریا اور چین تک اور موسمبیا سے لیکر نیوگنی تک پھیلا ہے۔ ایسی ملکون کی حدود سے باہر جنکو تخصیص کے ساتھہ اسلامی کہہ سکتے ہین اور ایسی سرحدون سے باہر جنمین مسلمان کثیر تعداد مین موجود ہین مسلمانون کے چند چھوٹے چھوٹے گروہ ایسے بھی ہین جو منکرین کی کثرت مین اسلام کے شاہد ہین۔ ان مین پولش زبان بولنے والے مسلمان ہین جو تاتاری النسل ہین اور لتھوانیا مین آباد ہین اور جو کولنو۔ دلنو اور گرودنو کے اضلاع مین رہتے ہین۔ اور کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہین اور ہندوستان کے قلی ہین جنھون نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ڈچ گائنا مین پہونچایا ہے۔ قریب ہی کے زمانہ مین چند لوگ انگلستان مین (جہان کہ مسلمون کی تعداد ۱۸۹۴ء مین ۷۳ تک بڑھ گئی ہے) اور امریکا اور اسٹریلیا مین مسلمان ہوئے ہین۔

کرۂ ارض کے اسقدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب اس مہتم بالشان نتیجہ کا ان دعاۃ اسلام کی متواتر محنتین ہین جنھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام مین افضل مثال مانکر منکرین کی دعوت مین اپنے تئین صرف کردیا۔

لہ رکلو۔ جلد ۵ صفحہ ۴۳۳

تاریخ اسلام مین دعوت مذہب کا فرض ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اوسکی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانون کو ہوئی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی مفصلۂ ذیل آیات سے مستنبط ہوتا ہے - یہہ آیات اوقات نزول کی ترتیب سے یہان درج کی جاتی ہین -

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

سورۃ النحل آیت ۱۲۶ یعنی لوگون کو دانائی اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستہ پر بلا اور اون سے جھگڑا کر مگر ایسے طریقہ سے کہ وہ اچھا ہے -

وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳ یعنی جن لوگون نے انبیا کے بعد ورثہ مین کتاب پائی ہے وہ اوس کتاب کے مطلب مین بہت شبہہ کرتے ہین -

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ - سورۃ الشوریٰ آیت ۱۴ یعنی اس لیئے تو اونکو بلا اور جو تجکو حکم دیا گیا ہے اوسپر مضبوط رہ اور اونکی خواہشون کی پیروی مت کر اور کہدے کہ مین اس کتاب پر ایمان لایا ہون جو خدا نے اتاری ہے اور مجکو حکم ہوا ہے کہ مین تم مین ٹھیک بات کہون کہ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی - ہمارے لیئے ہمارے عمل ہین اور تمہارے لیئے تمہارے عمل - ہم مین اور تم مین کچھہ جھگڑا نہین ہے - اللہ ہمکو اور تمکو اکٹھا کریگا اور اوسی کے پاس جانا ہے -

ایسی ہی احکام اون دو رکوعون مین پائے جاتے ہین جو مدینہ مین ایسے وقت مین نازل ہوئین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت مین ایک بڑا لشکر تہا اور آپ کو سب قسمون سے زیادہ قوت حاصل تہی - اور وہ یہہ ہین -

وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ - سورۂ الم آل عمران - آیت ۱۹ - یعنی وہ جنکے پاس کتاب ہے اور جو ان پڑھ ہین یعنی عرب کے رہنے والے اون سے پوچھہ کہ کیا تم میری بات مانتے ہو - ؟ پھر اگر اونھون نے مانی تو بیشک ہدایت پر ہین اور اگر اونھون نے نہ مانی تو تیرا کام حکم کا پہنچا ہی دینا ہے اور اللہ اپنے بندون کو خوب پہچانتا ہے -

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - سورہ الم آل عمران آیت ۹۹ - یعنی اسیطرح اللہ تمہارے لیے اپنے حکم کھولکر بیان کردیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - سورۃ الم آل عمران آیت .. یعنی اور چاہیئے کہ تم مین کچھہ لوگ ہون جو لوگون کو بھلائی کی طرف بلاوین اور اچھی باتون کے کرنے کا حکم دین اور بری باتون کے کرنے سے منع کرین اور وہی لوگ ہین فلاح پانیوالے -

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ - سورۃ الحج - آیت ۶۶ - یعنی ہر گروہ کے لیے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے اور وہ اوسی طریقہ سے حج کرتے ہین پھر اس کام مین تو اونسے جھگڑا مت کر اور اونکو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سیدھے رستہ پر ہے -

وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - سورۃ الحج آیت ۶۷ یعنی اور اگر وہ تجھہ سے جھگڑا کرین تو کہہ دے کہ جو تم کرتے ہو اوسکو اللہ جانتا ہے -

مندرجہ ذیل آیات سورۂ توبہ سے نقل کی جاتی ہین جسکی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر سورۃ ہے جو نازل ہوی ہے -

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ - سورۃ التوبہ آیت ۶ - یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی مین تجھہ سے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اوسکو اوسکی امن کی جگہہ پہونچا دے -

ان منکرون کی نسبت جنہون نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنہون نے "اللہ کی نشانیون کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسرون کو اوسکے رستہ سے روکا" اور وہ جنہون نے "کسی مسلمان کے حق مین قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی" انکی نسبت کہا گیا۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ - سورۃ التوبہ آیت ۱۱ یعنی پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھتے رہین اور زکوۃ دیتے رہین تو وہ تمہارے دینی بھائی ہین اور ہم تفصیل سے تمام احکام اون لوگون کو بتا دیتے ہین جو سمجھتے ہین۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول مین اور کیا عمل مین تبلیغی مذہب رہا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ دعاۃ اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہین جسنے منکرون کے دلون مین اپنے دین کے لیئے رستہ کھون دیا اسکے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر و غضب مین تبلیغ اسلام کی شہادتون کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کامون مین جسکی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک اسلامی جنگجو تھا کہ ایک ہاتھ مین قرآن کہتا تھا اور دوسرے مین تلوار اب اس بات کو ڈھونڈھنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان دعاۃ اسلام اور تبلیغ کی خاموش کوششون مین ملتا ہے۔ جنہون نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ مین شائع کیا۔ وعظ اور دعوت اسلام مین پر امن کے طریقے اوس وقت ہی نہین اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر و اکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہمکو یقین دلاتے ہین بلکہ قرآن کی آیات مین نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال مین دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۰ یعنی جو کچھ وہ کہتے ہین یعنی تجکو جھوٹا بتاتے ہین اوسپر صبر کر اور نیکدلی کے ساتھ اونسے الگ تلگ ہو جا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۱ یعنی

اور چھوڑ دے مجکو اور اون دولتمند جھٹلانیوالون کو اور اون کو تھوڑی سی مہلت دے۔

قُلْ اِنِّیْ لَنْ اُجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ... اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ

سورۃ الجن آیت ۲۴ یعنی کہہ دے کہ نہ میرے اختیار مین تمکو نقصان پہونچانا ہے نہ فائدہ ... مین تو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہون اور اوسکا پیغام پہونچا دیتا ہون۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۔ سورۃ الجاثیہ آیت ۱۳۔ یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہین اونسے کہہ دے کہ اون لوگون سے درگذر کریں جو خدا کے عذاب کی امید نہین رکھتے تاکہ جو کچھہ وہ کماتے تھے خدا اونکو اوسکی سزا دے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۔ سورۃ النحل آیت ۳۷۔ یعنی جو لوگ کہ شرک کرتے ہین اونھون نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اوسکے سوا کسی چیز کو پوجتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم خدا کے حکم بغیر کسی چیز کو حرام جانتے۔ ان سے پہلون نے بھی یہی کیا ہے پھر کیا پیغمبرون پر اور کچھہ ہے بجز صاف صاف پیغام پہونچانے کے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۔ سورۃ النحل آیت ۸۲۔ یعنی پھر اگر وہ نہ مانین تو صرف تیرا کام صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ یعنی اور اہل کتاب سے بجز اون لوگون کے جنھون نے اون مین سے زیادتی کی ہے جھگڑا مت کرو مگر ایسے طریقے سے جو اچھا ہو اور کہو کہ ہم اوسپر جو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اور جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ایمان رکھتے

ہین اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اوسی کو مانتے ہین۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۴۷۔ یعنی پھر اگر وہ نہ مانین تو ہمنے تجکو اون پر نگہبان بنا کر نہین بھیجا۔ تیرے ذمہ سوائے حکم پہونچا دینے کے کچھ نہین ہے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ سورہ الرا یونس آیت ۹۹۔ یعنی اگر تیرا خدا چاہتا تو سب لوگ ایک ساتھ ایمان لے آتے۔ کیا تو لوگون پر دباو ڈالتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین؟

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ سورۃ السبا آیت ۲۷۔ یعنی اور ہمنے تجکو نہین بھیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو

یہہ ہدایتین مکی سورتون ہی مین نہین بلکہ کثرت سے اون سورتون مین بھی پائی جاتی ہین جو مدینہ مین اُتریں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ۔ سورہ الم البقر آیت ۲۵۶ یعنی دین مین لانے کے لیئے جبر کرنا نہین ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ التغابن آیت ۱۲۔ یعنی خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر نہ مانو تو ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ النور آیت ۵۳۔ یعنی کہہ دے کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم نے نہ مانا تو اوس کا کام وہ ہے جو اوسکے ذمہ ڈالا گیا ہے اور تمہارا کام وہ ہے جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور اگر تم اوسکا حکم مانوگے تو ہدایت پاوگے اور رسول کے ذمہ سوائے صاف صاف حکم پہونچا دینے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ - سورۃ الحج آیت ۴۸ - یعنی کہدے کہ اے لوگو ہین تو تمکو علانیہ ڈرانے والا ہون -

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - سورۃ الفتح آیت ۸ - یعنی ہمنے تجھکو بھیجا ہے خداکو برحق بتانیوالا اور لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا -

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - سورۃ الفتح آیت ۹ - یعنی تاکہ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کرو اور اوسکی تعظیم کرو اور صبح شام اوسکو یاد کرو -

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ - سورۃ المائدہ آیت ۱۶ - یعنی اور تو ہمیشہ اون مین سے چند لوگون کے سوا اون لوگونکی دغابازی کی خبر پاتا ہے - تو اونکو معاف کر اور اونسے درگزر کر - خدا نیکی کرنیوالون کو پسند کرتا ہے -

ذیل کے صفحون کا مقصد یہ ظاہر کرتا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلیٰ خیال کو تاریخ نے عملی صورت مین کس طرح دیکھا اور تبلیغ کے اصولون کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل مین لائے ناظرین کو پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کتاب کا مقصد یہ نہین ہے کہ مسلمانون کے جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت کا حال لکھا جاوے - یعنی اس کتاب کا یہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبراً تبدیل مذہب کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جابجا بیان ہین اونکو لکھے - یورپ کے مصنفون نے ایسی مثالون پر زور دینے مین جو غرق ریزی کی ہے کہ اونکو بھول جانیکا خوف پیدا نہین ہو سکتا - لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ مین نہین آتین مسیحی مشنون کے حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ کنڈگر اور سینٹ ولیبرڈ کی کوششون کی طرف جو اونہون نے بت پرست قوم سیکسن کے لیئے کین زیادہ متوجہ ہوتے ہین بجائے اون اصطباغون کے

جو بادشاہ شارلمین نے عیسائی بنانے کے لیئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دلائے۔ ملک ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگز اور اوسکے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے بت پرستی کو بجبر اپنے ملک سے نکالا[۵۱]۔ ایبٹ گوڈفرائڈ اور بشپ کرسچن۔ اگرچہ بت پرست پروشن لوگون کو عیسائی کرنے مین کم کامیاب ہوے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر طریقہ کرنیوالے بہ نسبت "برادران شمشیر" اور اور صلیبی مجاہدون کے تھے۔ جنہون نے اپنے کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا۔ "فرقہ سپاہ مسیح کے بہادرون نے" لودنیا کے باشندون کو زبردستی عیسائی کیا۔ لیکن یہ جنگجو مذہب کے پھیلانے والے نہین بلکہ منک مائن ہڈ اور تھیوڈورک وہ لوگ ہین جنکی طرف ہم اشارہ کرسکتے ہین کہ وہ اپنے ملک مین مسیحی مذہب کے سچے مشنری تھے۔ فرقہ جیسویٹ کے مشنریون[۵۳] نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کیے اونسے سینٹ فرانسس زیویر اور اور واعظین مذہب عیسوی کی عزت جسکے وہ مستحق ہین کم نہین ہوسکتی اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امبونا مین اس وجہ سے کم درجہ کا مسیحی سوال ٹھہر سکتا ہے کہ ۱۶۹۹ء مین ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤن کے نام جاری ہوا تھا کہ بت پرستون کی ایک تعداد اصطباغ پانے کے لیئے اوس وقت موجود رہا کرے جبکہ پادری[۵۴] اپنے دورہ مین اونکے پاس پہونچے۔

اسیطرح سے یہہ نہین ہوسکتا کہ المتوکل۔ الحاکم۔ نیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاوا مین ولی ہوے ہین اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان مین بڑے ولی اللہ گزرے ہین اور اور بیشمار لوگون کو جنہون نے امن کے طریقون سے لوگون کو مسلمان کیا مستثنے کردیا جاوے۔

---

۵۱ دیکھو تمہارو فلدیہ کی تاریخ صفحہ ۔۔ "بہت سی لڑائیون اور قتل عام کے بعد سیکسن لوگ برباد ہوے اور آخرکار انکو عیسائی بنایا گیا اور وہ ڈنمارک کی حکومت کے محکوم ہوگئے۔" پیغمبر منومت گرہانی مسٹر کا جلد یکم صفحہ (۳۴۹) (صفحے ۱۵۶-۱۵۹ تک بھی دیکھو)

۵۲ مذہب کی اشاعت کے جوش سے مستقل وسیع غیر ملکی سلطنت پر جہاد کیا اور مفتوح اور محکوم قومون پر عیسائی مذہب کا جوا رکھدیا۔ بریٹانیکا مورخہ جنوری ۱۹۰۱ء

۵۳ مارٹن ڈیسیئیر دی لاکروز۔ ہسٹوریہ دو کرسٹیانسمو دیزاند صفحہ ۵۲۹-۵۳۱ (دی ہیگ ۱۷۲۴ء)

۵۴ روڈوی لسٹوپریدی ایجیون جلد یازدہم صفحہ ۸۹۔

باب دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر واعظ اسلام کی حیثیت سے توجہ

اس باب مین یہہ تجویز نہین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مین جو متعدد تصانیف لکھی گہی ہین اسی قسم کی کوئی تصنیف اضافہ کی جاوی - بلکہ مقصد یہہ ہے کہ آپکی زندگی مبارک کی مختلف حالتون مین سے فقط ایک حالت کو مطالعہ کیا جاوے یعنی وہ حالت جس مین آپ اسلام کے واعظ اور لوگون مین مذہب جدید کے رسول مبعوث ہوکر ظاہر ہوے[1] - بانی اسلام اور اشاعت اسلام کے شروع کرنے والے کی زندگی سے قدرتی طور پر توقع ہوسکتی ہے کہ اسلام کی تبلیغی کوششون کی اصلی کیفیت اس سے ظاہر ہوگی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولی مسلمان کے حق مین اسکے چلن کے لیئے نمونہ اور مثال ہوسکتی ہے تو داعی اسلام کے لیئے اُسکا مرتبہ اس سے بھی زیادہ ہوگا پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی مثال سے اوس جوش اور حمیت مذہب پر کسی قدر علم حاصل ہونے کی امید ہوسکتی ہے جس نے اون لوگون مین تحریک پیدا کی ہوگی جو اس مثال کی پیروی کے

[1] سوائے ان مقامات کے جہان خاص طور پر کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو اس باب مین جسقدر واقعات بیان ہین وہ پیر سوال - میور - سپرنگر - کریل وغیرہ وغیرہ کی تصانیف مین جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر لکھی گئی ہین مل سکتی ہین - جہان کہین کلام مجید کی آیات (یا آیات کے حصے) نقل ہین وہ اوقات نزول کی ترتیب سے ہین -

ہمیشہ جویا رہے ہونگے ۔ اوران طریقوں کے تحقیق ہونیکی بھی امید ہوسکتی ہے جنکی نسبت متوقع رہنا چاہیئے کہ دعاۃ اسلام نے مذہب کی اشاعت کے لیئے اختیار کیے ہونگے ۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کا جوش اسلامی تاریخ مین ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ وہ مذہب مین مذہب کی ابتدا ہی سے شامل ہے اور ذیل کے بیان کا منشا یہی اظہار کرنا ہے ۔ پس رسول اللہ صلعم کی ابتدائے تاریخ کو بیان کرنا یا اُن واقعات کو لکھنا جنمین آپ بعثت کی عمر کو پہونچے یا مدبر ملک اور سالار فوج ہونے کی حیثیت سے آپ کے حالات پر غور کرنا ہمارے مقصد سے زائد ہوگا ۔ ہماری توجہ آپ کے حالات زندگی پر فقط واعظ اسلام ہونے کی حیثیت سے ہے ۔

جبکہ مدت کے اندرونی اضطراب اور بے چینی اور غار حرا مین شب و روز کے استغراق اور دعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرکار اپنی رسالت کا یقین ہوگیا اور وحی نے یاس و بیم کی حالت سے آپ کو بیدار کیا اور حکم دیا کہ آدمیون مین اس حق کی منادی کرین جو روز بروز آپ کے دل پر قوت کے ساتھ منکشف ہو رہا تھا تو آپ کی ابتدائی کوششین دل بائے ہی خاندان کے لوگون کی طرف رجوع ہوئین تاکہ نیے دین کے حق ہونے پر انکو ترغیب و تحریص فرماوین ۔ خدا کی وحدانیت کا یقین اور بت پرستی سے نفرت اور انسان کا فرض کہ خالق کی مرضی پر توکل کرے یہہ حقائق تھے جنکا آپ تسلیم ہونا چاہتے تھے ۔ سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام کو قبول کیا وہ رسول اللہ صلعم کی ثابت قدم اور رفیق بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین جنکو پندرہ برس ہوے تھے کہ اپنے غریب شتہ دار کے ساتھ جسنے مضاربت کے طریقہ پر انکے مال کی اچھی تجارت کی تھی شادی کر چکی تھین اور یہہ کلمے کہے تھے "اے میرے قرابتمند مین تو ابت کے سبب سے جو ہم مین ہے اور تیری اُس توقیر کے باعث جس سے لوگ تجھکو دیکھتے ہین اور تیری دیانت اور حسن سیرت اور صداقت کلام کے باعث تجھہ سے اُلفت رکھتی ہون" ، حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت افلاس سے نکالا اور اس قابل کیا کہ آپ اس درجہ اور مرتبہ سے ہین جسکے سبب عالی نسب ہونے کے آپ مستحق تھے ۔ لیکن یہ باتین اوس فدائیت

اور محبت برتنے کے مقابلہ مین جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر کے ترددات کو بانٹ لیتی تھین اور اونہین دلسوزی اور تقویت کے ساتھ جن سے یاس و ناامیدی کی ساعت مین وہ آپ کی معاونت کرتی تھین کچھ حقیقت نہین رکھتین - جبکہ ایک دفعہ ایک رویا دیکھنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشان خدیجہؓ کے پاس تسلی کے لیئے گئے تو اونہون نے آپ کی پریشانی طبیعت کو اسطرح بحال کیا "خوف نہ کر - کیونکہ تو خوشخبری لایا ہے - مین اب سے تجھہ کو اپنی قوم کا رسول مانونگی - خوش ہو - اللہ تجھہ کو شرمندہ نہ کریگا - کیا تو اپنے عزیزون سے الفت نہ رکھتا تھا - اپنے ہمسایون پر مہربان محتاجون پر فیاض - کلام کا سچا اور عمدہ حق کا حامی نہ تھا" اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو تزوج کی پچیسویں برس بعد (سنہ ۱۹ عیسوی مین) ہوی جب کبھی رسول اللہ صلعم دشمنون کے ظلم سے ستائے گئے یا فکار سے پریشان ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لیے تیار اور مستعد رہین — آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کا لکھنے والا لکھتا ہے "اسطرح حضرت خدیجہ اوس سچائی پر ایمان رکھتی اور گواہی دیتی تھین جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسطرح خدا نے پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجھہ کو کم کردے - کیونکہ اونہون نے کوئی بات قوم کے انکار کی جو انکے رنج کا سبب ہوی ہو ایسی نہین سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو اور حضرت خدیجہ پیغمبر خدا صلعم کو تسلی دیتین پھر یقین دلاتین اور اونکی مدد کرتین" سچ یہہ ہے کہ زمانہ تاہل کی حسین اور کامل تصویرون مین سے یہہ ایک تصویر ہے جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے -

ابتدائی مسلمانون مین رسول اللہ صلعم کے متبنےؓ زید بن حارثہ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور آپکے رفیق دوست حضرت ابوبکرؓ تھے جنکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا کہ "مین نے کسی سے اسلام کے لیئے نہین کہا جسنے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابوبکرؓ نے جسنے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی مین نے اسکو خبر دی" حضرت ابوبکرؓ دولتمند سوداگر تھے جنکی متدین خصائل اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے

تھے - اسلام قبول کرنیکی بعد انہون نے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمان غلامون کے خریدنے مین صرف کیا جنپر اونکے آقا اس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انہون نے رسول اللہ صلعم کی تلقین کو تسلیم کرلیا تھا - غالبًا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پانچ بڑے شخص جو ابتدا ہی زمانے مین مسلمان ہوے تھے اہل اسلام کی تعداد مین اضافہ ہوے - ان بزرگ شخصون کے نام یہہ ہین - سعد ابن ابی وقاص جو آیندہ زمانہ مین عجمیون کے فاتح ہوے - زبیر ابن العوام جو رسول اللہ صلعم اور بی بی خدیجہ دونون کے رشتہ دار تھے - طلحہ جو بعد کو بڑے نامی شجاع ہوے عبدالرحمن بن عوف جو دولتمند سوداگر تھے - اور عثمان بن عفان جو خلیفہ ثالث ہوے -

حضرت عثمان کو شروع زمانہ مین بہت سی ایذائین اوٹھانی پڑین - انکے چچا نے انکو پکڑا اور باندھا اور کہا "کیا تو نیے مذہب کو اپنے آبائی دین پر ترجیح دیتا ہے - مین قسم کہاتا ہون کہ جبتک تو اس نیے دین کو جسکی تو پیروی کرتا ہے ترک نہ کردیگا مین تجھکو نہ چھوڑونگا" حضرت عثمان نے جواب دیا "خدا کی قسم مین کبھی اسکو ترک نہ کرونگا" حضرت عثمان کے چچا نے جب یہ دیکھا کہ اونکو اپنے مذہب کے تعلق مین کیسا استحکام ہے تو انکو چھوڑ دیا -

اور اضافون کے ساتھہ جو خاصکر غلامون اور مفلسون مین سے ہوے مسلمانونکی تعداد رسالت سے تین برس کے اندر چالیس کے قریب پہونچ گئی - جب ان آیس کی کوششون مین کامیابی ہونے سے ہمت ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام مین زیادہ علی طریقون کے برتنے کا قصد فرمایا - آپ نے اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اونسے اسلام قبول کرنے کے لیے فرمایا اور ارشاد ہوا کہ "کسی عرب نے اپنی قوم کو ایسے بیشبہا فوائد مین نہین کیے جیسے کہ مین تمہارے لیے لایا ہون - مین تمکو خوشی اس دنیا مین اور اوس زندگی مین جو آنے والی ہے دیتا ہون - کون تم مین سے اس کام مین میری مدد کریگا -؟" سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن کے جوش مین بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے رسول مین تیری مدد کرونگا" اسپر کل مجمع ہنستا ہوا برخاست ہوا -

اس وعظ کی ناکامی پر پیغمبر یاوس ہوے آنحضرت نے بار باران لوگون کو آیندہ موقعون پر جمع کیا لیکن پیغام اور ہدایت کے عوض مین سوا سے طعن اور استہزا کے اونہون نے کچھہ نہ کیا۔ فی الحقیقت یہ ان ہی لوگونکی مخالفت کا زور تہا جو اس بات کا سبب ہوا کہ رسالت کے چوتہی برس مین آپ ارقم کے گہر مین جا رہے جو شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تہے۔ ارقم کا گہر خانہ کعبہ کے سامنے بیچ کے موقع پر ایسی جگہہ تہا جہان آمد و رفت زیادہ رہتی تہی اور یہان حالت امن مین بغیر ہرج کے پیغمبر خدا صلعم ان تمام لوگون کو تلقین فرماتے اور قرآن سناتے تہے جو تحقیق کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اس طرح مسلمانون کی تعداد بڑہتی گئی اور دو برس کے اندر پچاس تک پہونچ گئی۔ قریش نے نیئے مذہب کی اس ترقی کو بہت بدظنی اور عداوت کی نظر سے دیکہا۔ انہون نے ہر طرح کے طریقے اختیار کیئے۔ دہمکیان دین وعدہ کیئے برا کہا دنیا کی عزت اور اختیار کا لالچ دلایا تاکہ رسول اللہ صلعم اس کام کو ترک کردین جو آپنے اختیار کیا تہا۔

قریش مکہ نے ایک ہی مرتبہ نہین بلکہ کئی بار کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کو اس خیال سے کہ وہ بنو ہاشم کے سردار تہے اور اوسی قبیلہ سے آنحضرت صلعم بہی تہے اس بات کی ترغیب دین کہ آپ کو قریش کے آبائی مذہب پر سخت حملہ کرنے سے منع کرین اور قریش نے دہمکی دی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو زیادہ سخت طریقے آپ کے خلاف اختیار کیے جاوینگے۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ اپنے اوپر اور اپنے خاندان کے سر پر آفت نہ لاوین مگر آپ نے فرمایا "اگر سورج اتر کر میرے داہنے ہاتہہ پر آجاوے اور چاند بائین ہاتہہ پر اور مجہہ سے کہا جاوے کہ اس کام کو ترک کردے یا اسکے حاصل کرنے مین ہلاک ہوجا تو بہی مین اسکو نہ چہوڑونگا" ابوطالب یہ جواب سنکر حیران ہوگئے اور آنحضرت سے کہا "وعظ کر جو تیری مرضی ہو۔ مین قسم کہاتا ہون کہ کبہی تجہہ کو تیرے دشمنون کے ہاتہہ مین نہ چہوڑون گا"

جب اسلام کی مخالفت کے لیئے ایسے امن کے طریقے ناکام رہے تو قریش کا غیظ

وغضب و دگنی تیزی کے ساتھ بھڑکا۔ وہ سمجھ گئے کہ اس نئے مذہب کی کامیابی سے اُنکے قومی مذہب اور قومی پرستش کی بربادی اور خانہ کعبہ کے متولیون کی دولت و اقتدار کا نقصان مراد ہے۔ رسول اللہ صلعم خود ابوطالب کی حفاظت مین امن سے تھے اور بنی ہاشم اگرچہ کچھہ موافقت اس مذہب سے نہ رکھتے تھے جو انکے قبیلہ کا شخص سکھاتا تھا مگر ایک ہی قبیلہ سے ہونیکا مستحکم خیال جو اہل عرب کے ساتھہ مخصوص تھا اسنے آپ کو ایسے حملون سے محفوظ رکھا جو آپ کی جان لینے کے واسطے ہوتے گو مخالفین کی طعنہ زنی اور ایذا رسانی سے آپکو برابر سابقہ تھا۔ لیکن اُن غریبون کو جنکا کوئی محافظ نہ تھا اور غلامون کو سب سے زیادہ تکلیفین اوٹھانی پڑتی تھین۔ اونکو قید کیا جاتا تھا اور سخت اذیت دی جاتی تھی کہ اسلام کو ترک کرنے پر مجبور ہوجاوین۔ یہی موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو جو حبشی غلام تھے خریدکر آزاد کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حبشہ کا پہلا ثمر کہا۔ بلالؓ کو نہایت بیدردی سے روز روز اذیت اس طرح دی جاتی تھی کہ جلتی دھوپ مین لٹاکر پیٹ پر بڑا پتھر رکھہ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو یہان پڑے پڑے مرجاؤ یا محمد کا دین چھوڑکر بتون کو پوجو۔ بلالؓ اسکا ہمیشہ جواب دیتے "احد احد" نہین ہے خدا مگر ایک نہین ہے مگر ایک۔ دو شخص ان تکلیفون کو سہتے سہتے مرگئے۔ چونکہ رسول اللہ صلعم مظلوم مسلمانون کو دشمنون کی ایذاؤن سے رہا نہ کرسکتے تھے اس لیئے آپ نے انکو صلاح دی کہ حبشہ مین جاکر پناہ لین اور رسالت کے پانچوین برس مین (۶۱۵ع) گیارہ مرد اور چار عورتون نے سمندر پار کرکے حبشہ کو ہجرت کی۔ حبشہ کی عیسائی بادشاہ نے مہاجرین کا خیر مقدم کیا۔ ان مین ایک شخص مصعب ابن عمیرؓ تھے جنکے حالات قابل غور ہین۔ کیونکہ انکو وہ خاص تکلیف اوٹھانی پڑی جو مذہب تبدیل کرنے والے کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی اون لوگون کی عداوت کا سامنا ہونا جو اسکو پیارے ہون اور جنکو یہ کبھی پیارا تھا۔ مصعبؓ نے ارقم کے گھر مین اسلام کی تلقین

لہ بلالؓ کل اسلامی دنیا مین پہلے موذن مشہور ہین۔

کو سنکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر کو عام کرنے سے خائف تھے کیونکہ اونکی ماں اور قبیلے کے لوگ جو اونکے ساتھ خاص الفت رکھتے تھے اسلام کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ جب ان لوگون کو مصعب کا مسلمان ہونا دریافت ہوا تو انہون نے انکو گرفتار کرکے قید مین ڈال دیا۔ لیکن مصعبؓ حبشہ کو ہجرت کرنے مین کامیاب ہوے۔

قریش کی عداوت نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک پہنچوڑا اور ایک سفارت بھیجی جسکا مطلب یہہ تھا کہ حبشہ کا بادشاہ مہاجرون کو اپنے ملک سے نکالکر ہمارے پاس روانہ کرے۔ لیکن جب حبشہ کے بادشاہ نے خود مہاجرون کی زبان سے اونکا حال سُنا تو اوسنے انکار کردیا کہ مسلمانون کو وہ اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا۔ کیونکہ مہاجرین نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ "ہم جہالت کے اندھیرے مین گھرے ہوے تھے اور بتون کو پوجتے تھے خبیث خواہشون مین مبتلا ہم کوئی قانون زبردست کے قانون کے سوا نہ جانتے تھے جبکہ خدا نے ہماری ہی قوم مین سے ایک شخص کو اُٹھایا جو نسب کا اونچا تھا اور جسکی نیکیون کی وجہ سے ہم بہت سے اوسکی عزت کرتے تھے۔ اس رسول نے ہم سے کہا کہ توحید کا اقرار کرو اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اپنے آبائی توہمات سے پرہیز کرو اور لکڑی اور پتھر کے خداؤن سے نفرت کرو۔ اوسنے ہمکو حکم دیا کہ سچائی سے بہا گو۔ بات کے سچے وعدے کے پورے ہو مایت سے محبت رکھو اور ہمسایہ پر مہربانی کرو۔ عورتون کو بعزت اور یتیمون کو لوٹنے سے اوسنے ہمکو منع کیا۔ نماز روزہ اور زکوۃ کا حکم دیا۔ ہم اوسکی رسالت پر ایمان لائے اور ہم نے اون احکام کو تسلیم کیا جو وہ ہمارے پاس خدا کے پاس سے لایا۔ لیکن ہمارے ملک والے ہمارے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوے اور ہمپر ظلم کیے کہ ہم اسلام چھوڑکر بتون کی پرستش کرین۔ پس اپنے ملک مین امن نہ پاکر ہمنے تمہارے ملک مین پناہ ڈھوندہی ہے۔ تمہارے انصاف پر بھروسا کرکے ہم امید کرتے ہین کہ تم ہمکو ہمارے دشمنون کے ظلم سے رہا کروگے"۔ بادشاہ نے مہاجرون کی درخواست کو سنا اور قریش کی سفارت نامراد واپس ہوئی۔ اسی اثنا مین

مکہ مین ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ دولت اور اختیار کی طمع دلاکر رسول اللہ صلعم کو ترغیب دین کہ آپ اسلام کی تعلیم و تلقین سے کنارہ کرین - لیکن یہ کوشش بھی عبث تھی -

جبکہ مکہ مین سفارت کے نتیجہ کو دریافت کرنے کا جو حبشہ بھیجی گئی تھی بہت انتظار تھا تو اس وقت ایک ایسے شخص نے اسلام قبول کیا جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنون مین سے تھے - اور جنہون نے سخت تعصب اور اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی ہمیشہ مخالفت کی تھی - یہ وہ شخص تھے جنکو مسلمان ہر وجہ سے اپنا نہایت سخت اور قہر گین دشمن یقین کر سکتے تھے - لیکن جب وہ ایمان لائے تو اسلامی تاریخ مین اسلام کے سب سے زیادہ زینت دینے والون مین سے ہوے - یہ شخص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے - مسلمان ہونے سے پہلے ایک روز پیغمبر خدا صلعم پر غضبناک ہوکر ہاتھ مین تلوار لیے آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے - راستہ مین ایک عزیز ملا - اسنے پوچھا کہان جاتے ہو - عمرؓ نے جواب دیا "محمد کو ڈھونڈھتا ہون تاکہ اسکو قتل کردون - وہ اپنے شہر کے لوگون پر مصیبت اور فساد لایا ہے اور ہمارے خداؤن کو اوسنے دشنام دی ہین اور ہمارے باپ دادا کی یادگار کو بے عزت کیا ہے" اوس عزیز نے کہا "اپنے ہی خاندان کے لوگون کو کیون ہمراہ نہین دیتا جنہون نے تیری لاعلمی مین اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا ہے" عمرؓ نے پوچھا "میرے کنبہ مین ایسے کون لوگ ہین" رشتہ دار نے جواب دیا "تیرا بہنوئی سعید اور تیری بہن فاطمہؓ" عمر ابن الخطاب یہہ سنتے ہی بہن کے گھر دوڑے گئے - فاطمہ گھر مین بیٹھی اپنے شوہر سعید اور خباب بن الارت کے ساتھ جو صحابہ مین سے تھے اور دونون کو اسلام کی تلقین کرتے تھے قرآن تلاوت کر رہی تھین - عمر مکان مین گھس گئے اور پوچھا "یہہ کیا آواز تھی جو مین سنتا تھا" انہون نے جواب دیا "کچھ نہین" عمرؓ نے کہا - "نہین تم کچھ پڑھ رہے تھے اور مین نے سنا ہے تم محمدؐ کے دین مین شامل ہوگئے ہو" یہ کہکر عمرؓ سعید پر دوڑے اور اونکو مارا - فاطمہ بیچ مین آگئین تاکہ شوہر کو بچا دین اور بھائی سے کہا ہان ہم مسلمان ہین اور اللہ اور اللہ کے رسول پر

ایمان کہتے ہین - مار ڈالو اگر تمہارا یہ ہی مرضی ہے " اس کشمکش مین عمرؓ کی بہن زخمی ہوئین اور جب عمرؓ ابن الخطاب نے فاطمہ کے چہرے پر خون دیکھا تو نرم ہوے اور وہ کاغذ مانگا جسکو وہ پڑھتے تھے - کچھ تامل کے بعد فاطمہ نے کاغذ دیدیا - اسمین قرآن کی بیسوین سورہ (سورہ طٰہٰ) لکھی تھی - جب عمرؓ نے اسکو پڑھا تو آواز سے کہا - " کیسا حسین کلام ہے اور کیسا گرامی خطاب ہے " جون جون پڑھتے گئے ایمان سے دل مغلوب ہوا یہانتک کہ بولے " مجھ کو محمدؐ کی خدمت مین لے چلو تاکہ اسلام کا اقرار کرون "

قریب قریب اسی زمانہ مین ایک اور بڑے شخص نے اسلام قبول کیا یعنی حمزہؓ ابن عبدالمطلب نے جو رسول اللہ صلعم کے چچا اور دونون آپس مین دودھ بھائی بہی تھے - حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک واقعہ کا حال سنا جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے ایذا پہونچائی تھی اور آپ نے صبر فرمایا تھا تو انکے دل پر ایسا نشتر لگا کہ رسول اللہ صلعم کی نصرت اور معاونت کا فوراً خیال پیدا ہوا اور دشمن سے پکے دوست بن گئے - حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی مثال ایسی نہ تھی جنکو مسلمانون کی تکلیفین دیکھکر انکے ساتھ ہمدردی پیدا ہوئی ہو بلکہ اور بہت سی مثالین اسی قسم کی تھین اور بلاشبہ بہت لوگ نئے مذہب کے خفیہ طور پر طرفدار تھے جنہون نے اپنا مسلمان ہونا اسوقت تک ظاہر نہ کیا جبتک کہ اسلام کو علانیہ کامیابی نہ ہوئی -

حضرت عمر کا ایمان لانا اسلام کی تاریخ مین ایسا واقعہ ہے جو اوسکی صورت کو بالکل بدل دیتا ہے مسلمان اب اس قابل ہوگئے کہ زیادہ جرات اختیار کرین - رسول اللہ صلعم نے ارقم کا گھر چھوڑ دیا اور اہل اسلام نے کعبہ کے سامنے علانیہ بلکہ نماز پڑھنی شروع کردی -

لیکن اسطرح کی حفاظت تھوڑے عرصہ تک رہی - قریش کی سفارت حبشہ سے ناکام واپس آئی - کیونکہ وہان کے بادشاہ نے قطعی انکار کردیا کہ مہاجرون کو اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا - یہہ حالت ایسی تھی کہ رؤسای مکہ کو اس سے خوف پیدا ہونا واجبی تھا - اسلئے کہ اب انکا ایسے لوگون سے مقابلہ نہ رہا جو مظلوم اور قوم سے خارج ضعف و آلام کی زندگی

کی کشمکش مین رہتے ہون بلکہ اب مسلمان ایک قوی فریق بن گئے تھے جو شہر کی بارسوخ لوگونکے شامل ہونے سے اپنی قوت کو بڑہاتے تھے اور مکہ کی عملداری کے استحکام کو ایک نہ برداشت غیر ملک کے بادشاہ کی دوستی سے خطرہ مین ڈال رہے تھے۔

قریش نے یہہ حالت دیکھکر مستقل کوشش کی کہ اپنی عملداری سے اس خطرناک عنصر کو نکال کر نیست و نابود کردین۔ انہون نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف جو قرابت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتے تھے ایک عہدنامہ جاری کیا جسمین قریش نے اتفاق کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی عورتون کو نکاح مین نہ لینگے اور نہ اپنی عورتون کو انکے نکاح مین دینگے۔ نہ اُنکے ساتھہ بیع کرینگے نہ شرا اور یہہ کہ اونسے ہر طرح کے معاملات بند رہینگے۔

اس ظلم کے تشدد نے اور اون خطرون نے جو اس تشدد مین شامل ہوے مجبور کیا کہ مسلمان پہہ حبشہ کو ہجرت کرین اور اس دفعہ تراسی مردون اور اٹھارہ عورتون نے حبشہ کو ہجرت کی۔

تین برس تک بنی ہاشم شہر کے ایک حصہ مین محصور رہے۔ اور اس عرصہ مین برابر قریش کے عہدنامے کی سختی کے ساتھہ پابندی کی گئی کسی کی ہمت نہ ہوی کہ موسم حج کے مہینون کے سوا کہین باہر نکلتا کیونکہ ان مہینون مین عرب مین ہر جگہہ لڑائیان بند ہوجاتی تھین اور یہہ چند روزہ امن اس لیے ہوتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جو قومی مذہبی کام کا مرکز تھا زائر آسکین۔

رسول اللہ صلعم کو موسم حج مین مفید موقع ملتا تھا کہ مختلف قبائل عرب کو جو کعبہ معظمہ کی زیارت کے لیے جوق جوق آتے اور قریب کے میلون مین جمع ہوتے تھے تلقین اسلام فرماوین۔ لیکن کچھہ کامیابی نہوتی تھی۔ کیونکہ ابولہب رسول اللہ صلعم کے پیچھے پیچھے چلتا چلتا کہ "یہہ جھوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے آبائی دین سے نکالکر اپنے جھوٹے عقائد کی طرف جنکو وہ لایا ہے لاوے۔ اس لیے اس سے علیحدہ ہوجاؤ اور اسکی بات نہ سنو" لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے طعن کرکے کہتے "تیرے قبیلہ اور خاندان

کے لوگ تجھکو سب سے بہتر جانتے ہین پھر وہ کیون تیرا یقین اور پیروی نہین کرتے "

آخرکار رسول اللہ صلعم اور آپ کے اقارب نے جو سختیان اور تکلیفین اور مصائبین اُن پر قبیلۂ قریش کے ایک حصہ کو ہمدردی پیدا ہوئی اور اُنھون نے جو عہدنامہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کی خلاف جاری کیا تھا اُسکو اُٹھا دیا۔

اسی سال مین جبکہ عہدنامہ منسوخ ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نے جو پچیس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر اور ہمدرد رہی تھین آپکو اندوہ اور الم مین مبتلا کیا اور اس واقعہ کے بعد ہی ابوطالب کی موت نے آپ کو ایسے معاون سے محروم کر دیا جو ہمیشہ آپکے قوی محافظ رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم کو پھر کفار کے طعن اور تنفر کا سامنا ہوا۔

اہل مکہ کی عداوت اور انکار کے بعد جن کو دس برس تک بغیر زیادہ کامیابی کے اسلام کی خبر سنائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا کہ دیکھین اور لوگ بھی ایسے ہین جو آپ کی بات کو سُنین اور جن کے دل مین تخم دین کے لیئے زیادہ قابل اور بارآور زمین ملے۔ اس امید مین آپ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ عمائد شہر کی ایک بڑی مجلس کے سامنے توحید اور تبلیغ اسلام کا جو پیغمبر خدا ہونے کی وجہ سے آپکو پہونچی تھی ذکر فرمایا۔ اور طائف کے لوگون سے کہا کہ مکہ کے دشمنون سے آپکی حفاظت کرین۔ آپکی تعلیم اور رسالت کے اعلی حقوق (جنکو طائف کے صنم پرست باشندے سمجھ بھی نہ سکے) اور پھر آپ کی بیکسی کی حالت ایسی غیر متناسب معلوم ہوئی کہ اہل طائف نے مضحکہ کیا اور تحقیر کی اور پتھر مار کر شہر سے نکال دیا۔

طائف سے واپس آکر کامیابی کی تمام صورتون مین سب سے زیادہ مایوسی ہوگئی اور آپ کے روحانی حزن و ملال نے اس کلام مین اپنی تسکین ظاہر کیا جو نوح علیہ السلام کی زبانی بیان ہوا۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا

وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ○ (سورہ نوح ۔ ۵ - ۶) یعنی نوح نے کہا اے خدا مین دن رات اپنی قوم کو بلاتا رہا پھر میرے بلانے سے بجز اسکے کہ وہ بھاگتے رہین اور کچھہ نہوا اور جب مین نے اونکو بلایا تاکہ تو اونکو معاف کرے اونھون نے اپنے کانون مین انگلیان دے لین اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور ضد کی اور نہایت سرکشی کی۔

لیکن اس اندوہ وملال کی حالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی ایسی صورت سے ہوی جسکا پہلے خیال تک نہ تہا۔ موسم حج مین آپکی نظر چھ یا سات آدمیون کے ایک گروہ پر پڑی جنکو آپ نے پہچانا کہ مدینہ سے آئے ہین جسکو اوس زمانہ مین یثرب کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیون سے مخاطب ہوکر پوچھا۔ "تم کس قبیلہ سے ہو" انھون جواب دیا۔ "قبیلہ خزرج سے ہین" آپ نے فرمایا "کیا یہود کے ساتھیون مین سے ہو" خزرجیون نے جواب دیا "ہان" رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کیا تم تھوڑی دیر بیٹھہ نہ جاؤگے تاکہ مین تم سے بات کرون" خزرجی بولے "ضرور" اور یہہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیٹھہ گئے اور آپ نے انکو خدای برحق کی خبر دی اور اسلام کی تلقین فرمائی اور قرآن انکے سامنے پڑہا۔ "پس ایسا ہوا کہ اللہ نے اسمعیل اسحاق کے لیے مجیب کام کیا کہ انکے ملک مین یہود پائے گئے جو توریت رکھتے تھے اور علم رکھتے تھے جسکو وہ خود خزرجی مشرک اور صنم پرست تھے۔ یہود نے انکے ہاتھہ سے اکثر ظلم اوٹھائے تھے اور جبکہ اُنکے آپس مین لڑائی تہی تو یہود ہمیشہ کہتے تھے کہ "جلد تم مین ایک رسول پیدا ہوگا اور اوسکا وقت قریب ہے اور اوسکی ہم پیروی کرینگے اور اوسکے ساتھہ ہوکر تمکو قتل کرینگے عاد اور ارم کا سا قتل"۔ اب جبکہ رسول اللہ صلعم نے ان لوگون سے باتین کین اور خدای برحق کی انکو تلقین کی تو انھون نے آپس مین کہا۔ "یقین جانو کہ یہہ ہی رسول ہے جسکی نسبت یہود نے ہمکو ڈرایا تہا۔ آؤ جلدی کرو اور اسکے ساتھہ شریک ہونے مین اول رہو"۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلقین فرمائی اسپر یہہ خزرجی ایمان لائے اور اسلام قبول کیا اور آپ سے عرض کیا کہ "ہمارے ملک والے ایک سخت اور مہلک لڑائی مین مصروف ہین لیکن اب خدا ہی برحق تیرے طفیل اور تعلیم سے انکو متفق کر دیگا۔ پس ہم اسلام پر انکی دعوت کرینگے اور اوس دین سے انکو آگاہ کرینگے جو ہمکو تجھہ سے ملا ہے"۔

یہہ واقعہ جسکا اوپر ذکر ہوا روایت سے اسی طرح بیان ہوا ہے اور وہ پیغمبر خدا صلعم کی رسالت مین ایسا واقعہ ہے جسپر بہت سے واقعات کو حصر ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ایسی قوم سے مل لیئے جنکے حالات سابقہ تو ایسے تھے کہ انکی طبیعتین آپ کی تعلیم قبول کرنے پر آمادہ تھین اور انکی موجودہ حالت ایسی تھی جیسا آگے چلکر ظاہر ہوا کہ وہ آپ کی کام مین معاون ہوئی

یثرب کا شہر مدت سے یہود کے قبضے مین تھا یہہ یہودی کسی قومی تباہی کے سبب سے جو غالبًا بادشاہ ہیدرین کے جور و ظلم سے ہوئی اپنے ملک سے نکل گیے تھے سنہ ۳۰۰ عیسوی کے قریب خانہ بدوش عرب کا ایک گروہ جسمین خزرج اور اوس کے دو قبیلے تھے یثرب مین آیا اور صلاح کے بعد یہود کی عملداری سے انکو حصہ دیا گیا۔ خزرج اور اوس کے قبیلون مین جب آدمی بڑھتے گئے تو یثرب کے یہودی فرمانروائون سے وہ ملکی اختیارات بھی چھیننے لگے۔ یہان تک کہ پانچوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب یثرب کی عملداری خزرج اور اوس کے قبضہ مین آگئی۔

بعض عربون نے یہودیون کا مذہب اختیار کر لیا تھا اور بہت سے یہودی جو پہلے یثرب کے مالک تھے وہ عرب فاتحین کی ملازمت مین ابتک رہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین یثرب مین یہودی عالیا کثرت سے رہتے تھے۔ اس طرح یثرب کے لوگ ایک مسیح موعود کا خیال رکھتے تھے اور اس وجہ سے بت پرست اہل مکہ کے مقابلہ مین وہ پیغمبر خدا کی رسالت کو کہ آپ اللہ کے رسول ہین سمجھنے کی زیادہ قابلیت رکھتے تھے اہل مکہ کے لیئے رسالت کا خیال بالکل اجنبی تھا اور قریش کے لیئے تو وہ بہت ہی بے لطف تھا

کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی افسری اور اُنکا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تھا کہ کعبہ کے مقدس احاطہ مین جو قومی مجموعہ اصنام کا رہتا تھا اُسکے وہ موروثی متولی چلے آتے تھے۔

یثرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس مین زمانہ دراز سے چلا آتا تھا اور جسکے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تھی تباہ حالت مین تھا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہہ کی حالت مین رہتے تھے اور کوئی چیز جو ان دونون مخالف قبیلون کو کسی مشترکہ مقصد کے لیے متحد کردیتی وہ شہر کے حق مین بغمت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اطلی مین زمانہ وسطی کی جمہوری عملداریان ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہرون مین اعلیٰ ترین منصب کے لیے منتخب کرلیتی تھین تاکہ مخالف فریقین کی قوت مین ہمورنی قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے جو تجارت اور امن خلائق کی بربادی کا باعث ہوتی تھی۔ اسی طرح اہل یثرب نے اپنے شہر مین ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تھا وہ زبردستی لیتا یا اُنکی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے شک نے جو شہر مین تھا ایسے رشک کو مٹا دیا جو باہر والون کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچھ ظاہر کرتے ہین کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھ برس بعد دس ہزار مسلمانون کے ساتھ بنکر اس شہر مین داخل ہوے جس مین دس برس تک بہت کم نتیجہ پیدا ہوا جبکہ آپ نے تبلیغ اسلام مین کوشش فرمائی تھی۔

لیکن یہ بات لکھنی ابھی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے قصد فرمایا تھا کہ خزرج کے ساتھ خود یثرب کو تشریف لیجاوین لیکن خزرج نے آپ کو اس ارادہ سے اوسوقت تک باز رکھا کہ دن مین اور اوس مین مصالحت نہ ہوجاوے۔ خزرج نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا "تجھ سے استدعا کرتے ہین کہ ہمکو اپنے لوگون مین واپس جانے دے اگر خدا نے ہم مین امن پیدا کردیا تو ہم تیرے پاس پھر آوینگے اور حج کے موسم کو آیندہ برس مین مقررہ وقت پر ہونے دے"۔ اس طرح خزرجی اپنے گھرون کو واپس چلے گئے

اور اپنی قوم کی اسلام پر دعوت کی - اور بہت لوگ ایمان لائے یہانتک کہ کوئی کنبہ مشکل سے ایسا تھا جسمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو -

جب حج کا زمانہ پھر آیا تو ایک جماعت جسمین دس آدمی خزرج اور دو آدمی اوس کے تھے رسول صلعم کی خدمت مین عہد کے موافق بیعت کی غرض سے جای مقررہ پر حاضر ہوے - اور آپ پر بیعت کی - اس اول بیعت کا مضمون جسکا نام بیعت عقبۃ الاولی مقام عقبہ کی وجہ سے ہوا جو ملنے کی جگہ تھی یہہ تھا کہ "ہم کسی کی بندگی سوائے ایک خدا کے نہ کرینگے - ہم چوری نہ کرینگے اور نہ زنا کرینگے اور نہ اپنے بچون کو قتل کرینگے اور بہتان کہنے اور غیبت سے پرہیز کرین گے ہم اللہ کے رسول کی ہر بات کو جو راست ہوگی تسلیم کرینگے اور اوسی کے تابع رہینگے خوشی اور رنج مین" یہہ بارہ آدمی دعاۃ اسلام بنکر یثرب کو واپس چلے گئے - یثربیون کی حالت اسلام قبول کرنے کے لیئے اسقدر آمادہ اور یہان دعاۃ اسلام نے اپنے کام مین ایسی سرگرمی دکھلائی کہ اسلام بہت جلد ایک گھر سے دوسرے گھر اور ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ مین شائع ہوگیا -

یثرب کو واپسی کے وقت یثربیون کے ساتھہ مصعب ابن عمیرؓ بھی ہوگئے - دوسری روایت یہہ ہے کہ ایک تحریر کے بموجب جو یثرب سے آئی رسول اللہ صلعم نے انکو یثرب روانہ کیا - یہہ نوجوان شخص شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ حبشہ سے واپس آئے تھے - اسوجہ سے انکو بہت تجربہ حاصل تھا اور ظلم کے مکتب مین ایذا کی تربیت پا چکے تھے - جسنے انکے جوش مذہب مین متانت ہی نہ پیدا کردی تھی بلکہ یہہ بھی سکھا دیا کہ ظلم کا کس طرح سامنا کیا جاتا ہے اور ان لوگون سے کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کو بغیر سنے اسلام کو مطعون کرتے ہین پس رسول اللہ صلعم نے نہایت بہروسا فرماکر نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے مشکل کام کو اور جوش اور ریاضت اسلام کے تخم کی حفاظت کو جو ڈال دیا گیا تھا اور اسکی پرورش کو کہ وہ پروان چڑھے مصعب ابن عمیر

کے سپرد فرمایا۔ یثرب پہونچکر مصعبؓ اسعد ابن زرارہ کے گھر مین ٹھہرے اور مسلمانون کو نماز اور تلاوت قرآن کے لیئے کبھی تو اسعد اور کبھی بنی ظفر کے گھر مین جمع کیا کرتے بنی ظفر کا گھر شہر کے ایسے محلے مین تہا جس مین ظفر کا خاندان اور عبدالاشہل کا خاندان ملکر بستا تہا اس زمانہ مین عبدالاشہل کے خاندان کے سردار سعد ابن معاذ اور اسید ابن حضیر تھے ایک دن یہہ ہوا کہ مصعب اسعد کے ساتہہ بنی ظفر کے گھر مین بیٹھے چند نومسلمون کی تعلیم مین مصروف تہے کہ سعد ابن معاذ نے انکی ٹھہرنے کی جگہہ کا نشان لیکر اسید ابن حضیر سے کہا۔ "اس داعی اسلام اور اسکے ساتھی کو اپنے محلے سے نکال دے مین نہین چاہتا کہ اس کو تکلیف نہ دیتا اگر صنہ رحم جو مجہہ مین اور بنی زرارہ مین ہے اس شخص کو نقصان پہونچانے کا مانع نہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالہ زاد تہا)۔ یہہ سنکر اسید نے نیزہ اُٹھایا اسعد اور مصعب کے پاس پہونچا اور جلا کر کہا۔ "تم کیا کرتے ہو ضعیف رائے والون کو گمراہ کرتے ہو۔ اگر تم کو اپنی جانین عزیز ہین تو ابہی یہان سے چلے جاؤ" مصعب نے آہستہ سے جواب دیا۔ "بیٹہہ جا اور ہماری بات سُن اگر تو نے ہم سے ایسی بات سنی جو تجکو ناخوش کرے تو ہم چلے جائینگے"۔ اسید نیزہ زمین مین گاڑکر بیٹہہ گیا اور مصعب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیئے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑہا تہوڑی ہی دیر مین اسید بیتاب ہوکر بولا۔ "کیا کرون جو اس دین مین شامل ہون" مصعب نے جواب دیا۔ "پانی سے اپنے تئین پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر" اسید نے فوراً اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑہا اور کہا۔ "میرے بعد ایک اور شخص ہے جسکو تم مین ایمان پر لانا ہوگا (سعد ابن معاذ سے مراد تھی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی اشہل کا کل قبیلہ اسکی مثال کی پیروی کریگا۔ مین اوسکو تمہارے پاس بھیجتا ہون"۔

اسید ابن حضیرؓ یہہ باتین کرکے چلے گئے اور تہوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر غصہ کہاتا آیا اور کہا "اگر تو میرا خالہ زاد نہوتا تو تیری جرات پر مین تجکو نادم کرتا۔ کس بات سے

تیری ہمت ہوی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہین ہم مین لایا"
مصعب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو بغیر اسکی تعلیم کے سنے بُرا نہ کہے۔ اسپر سعد
نے اسلام کی باتون کو سُننا منظور کیا۔ اور مصعب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایمان
اوسکے دل مین پیدا کیا اور اسلام قبول کر کے سعد ابن معاذ مسلمان ہوگئے سعد جوش
اسلام مین بھرے ہوئے اپنے قبیلہ کے لوگون مین پہونچے اور اونسے کہا۔ "اے
بنی اشہل بتاؤ مین تمہارا کون ہون" انہون نے کہا۔ "تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے
زیادہ عاقل اور عالی نسب ہے" سعد نے کہا۔ "مین قسم کہاتا ہون کہ مین کبھی تم مین
سے کسی سے بات نہ کرونگا جبتک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے"
اوس دن سے عبدالاشہل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا[۵]

ایسے جوش اور حمیت کے ساتھ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تھی کہ ایک سال کے
اندر مدینہ کے عربون مین کوئی گھرانا ایسا نہ رہا جس مین چند آدمیون نے مسلمان ہوکر
مسلمانون کی تعداد نہ بڑہائی ہو سوائے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابوقیس شاعر
کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا۔

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانون کا ایک گروہ جسمین تہتر شخص تھے
ہم وطن مشرکین کے ساتھ یثرب سے مکہ مین آیا۔ یہہ مسلمان مکہ کو اس لیے بھیجے گئے
تھے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم سے یثرب چلنے کے لیئے عرض کرین کہ دشمنون کے ضرر سے
آپ پناہ لین اور دوسرے اس لیئے کہ آپکو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مانکر آپ سے بیعت
کرین۔ وہ تمام لوگ بھی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آنحضرت صلعم سے گذشتہ
دو حجون مین ملے تھے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مُصعب بھی جو انکے معلم دین تھے
ہمراہ تھے۔ مصعب ابن عمیر مکہ مین پہونچتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

[۵] کاسن دی پیرسوال۔ جلد سوم صفحہ ۳۔ ۵

مین حاضر ہوے اور اوس کامیابی کا حال عرض کیا جو دعوت اسلام مین اونکو حاصل ہوی تھی - یہہ روایت ہے کہ جب مصعبؓ کی مان نے بیٹے کے آنے کی خبر سُنی تو یہہ کہلا بھیجا کہ "اے نافرمان فرزند کیا تو ایسے شہر مین داخل ہوگا جس مین تیری مان رہتی ہو اور اوس سے تو پہلے ملنے نہ آئے" مُصعب نے جواب دیا - "نہین مین کسی کے گھر مین رسول خدا سے پہلے ملنے نہ جاؤنگا" جب مصعب رسول خدا صلعم سے ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی مان کے پاس گئے جسنے کہا "مین سمجھتی ہون کہ تو ابھی تک ہمارے دین سے بھاگا ہوا ہے" مصعب نے جواب دیا - "مین خدا کے رسول اور برحق ملت اسلام کا پیرو ہون" مان نے کہا "کیا تو اون مصیبتون سے خوش ہے جو حبشہ کی زمین مین تجھہ کو اور اٹھانی پڑین اور اب یثرب مین سہنی پڑتی ہین" مُصعبؓ سمجھہ گئے کہ مان پھر مجھکو قید کرنے کی فکر مین ہے - اُنھون نے بلند آواز سے کہا - "کیا تو جبر اکسی کو اسکے مذہب سے علیحدہ کریگی - اگر تیرا منشا یہہ ہے کہ پھر مجھہ کو قید کرے تو پہلا شخص جو مجھہ پر ہاتھہ چھوڑیگا اُسکو یقینی قتل کر دونگا" مصعب کی مان نے یہہ سنکر کہا - "بس تو میرے سامنے سے چلا جا" اور یہہ کہکر رونے لگی - مصعبؓ اس کیفیت سے متاثر ہوے اور کہنے لگے - "اے میری مان - مین تجھہ کو محبت کی مشورت دیتا ہون کہ گواہی دے کوئی خدا نہین بجز اللہ کے اور محمدؐ اوسکا بندہ اور رسول ہے" لیکن مصعب رضی اللہ عنہ کی مان نے جواب دیا - "چمکتے تارون کی قسم مین تیرے مذہب مین شامل ہوکر اپنے تئین احمق نہ بناؤنگی - مین تجھہ سے اور تیری باتون سے ہاتھہ دھوتی ہون اور اپنے دین سے وابستہ ہون"

اس خیال سے کہ قریش کی بدظنی اور عداوت کو تحریک نہو عقبہ مین پوشیدہ ملاقات کی تجویز ہوی جہان پہلے بھی وہ مسلمان جمع ہوے تھے جنھون نے اول بیعت عقبہ سے پہلے برس مین اسلام قبول کیا تھا - رسول اللہ صلعم حضرت عباس کے ساتھہ جو آپ کے

چچا تھے عقبہ مین تشریف لائے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس راز
مین شریک کر لیے گئے تھے - انہون نے اس پوشیدہ جلسے مین آغاز سخن اس طریقہ
سے کیا کہ پہلے اپنے برادرزادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے مین سب سے زیادہ شریف
خاندان کے فرزند ہین - اس قبیلہ نے ہمیشہ آپ کو دشمنون سے محفوظ و مصون رکھا گو
آپکی تعلیم سے انکار کیا - چونکہ اب آپ یثرب کے لوگون مین پناہ لینی چاہتے ہین تو یثربیون کو
چاہیئے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ اچھی طرح سوچ لین کیونکہ جب ایک دفعہ انہون نے اس
کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے عہد سے انکو نہ ہٹنا ہوگا - تب براء ابن معرور نے جو
قبیلہ خزرج مین سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادہ
مین مضبوط ہین - پھر انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ
آپ ہم سے چاہتے ہین وہ مفصل بیان فرماوین -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھکر انسے گفتگو شروع کی اور انکو
نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کرین جسمین وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے
ہین - اسکے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیون کی حفاظت دشمنون سے اسی طرح
کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو - تب براء ابن معرور نے رسول اللہ صلعم کا
ہاتھہ پکڑکر کہا "قسم ہے اوسکی جسنے تجھہ کو رسول کرکے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعہ
سے دین برحق کو ہمپر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اسطرح کرینگے جیسے اپنے جسمون کی اور
ہم تجھکو اپنا سردار مانکر تجھسے بیعت کرتے ہین - ہم میدان کے مرد اور ہتھیارون کے آدمی ہین
جو ہم نے لائق باپون سے لائق بیٹون کی طرح ورثہ مین پایا ہے" اس طرح سب نے
باری باری رسول اللہ صلعم کا ہاتھہ پکڑکر بیعت کی -

جسوقت قریش کو ان پوشیدہ کامون کی خبر لگی تو مسلمانون پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے
شروع ہوے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا - "یثرب کو چلے جاؤ

کیونکہ اللہ نے تمکو اوس شہر مین بھائی دیے ہین اور گھر دیا ہے جسمین تمکو پناہ ملے" پس مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کرکے یثرب کو ہجرت کرنے لگے جہان انکا سچے دل سے خیر مقدم ہوا اور یثربیون نے مہاجرین کی مدارات کی اور اس مدارات مین ایک نے دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیا مہاجرین کے لئے مہیا کین دو برس کے عرصہ مین تقریبا کل مسلمانون نے سوائے انکے جنکو گرفتار کرلیا تھا اور قید مین ڈال دیا تھا یا جو جہالت اسیری سے بھاگ نہ سکتے تھے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اونکی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ ان مسلمانون مین ایک شخص صہیب رض تھے جنکو رسول اللہ صلعم نے "یونان کا پہلا ثمر" کہا تھا۔ یہ شخص یونانی غلام تھے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت کرکے بہت دولت جمع کرلی تھی۔ غرض اونکا حال یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صہیب مکہ سے ہجرت کرنے کو ہوے تو اہل مکہ نے اونسے کہا۔ "تو یہان اُسوقت آیا تھا جبکہ حاجتمند اور مفلس تھا۔ لیکن ہمارے ساتھہ تیری دولت بڑہی یہان تک کہ تو موجودہ ثروت کو پہونچا اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتھہ نہین بلکہ اپنے مال کے ساتھہ بھی۔ قسم ہے رب کی ایسا نہوگا"۔ اسپر صہیب رض نے کہا۔ "اگر مین اپنے مال کو چھوڑ جاؤن تو بھی تم مجھکو جانے دوگے"۔ اہل مکہ نے اس بات کو منظور کرلیا اور صہیب رض نے اپنا سب مال چھوڑ دیا۔ جب یہہ حال رسول اللہ صلعم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "سچ ہے صہیب رض نے نفع سے معاملہ کیا"

پیغمبر خدا صلعم نے اپنی روانگی مین توقف فرمایا (بلاشبہہ اس خیال سے کہ مسلمانون کی طرف سے لوگون کا دہیان بٹا دین) یہانتک کہ ایک مشورت نے جو انکی جان لینے کے واسطے ہوی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہوگا اور آپ نے ایک تدبیر سے یثرب کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ مین آکر جسکو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

پہلا فکر اسکا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کرائی جاوے تاکہ نماز پڑھنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لیئے ایک جگہہ ہو جاوے - کیونکہ اس وقت تک انصار مین سے ایک شخص کا رہنے کا گھر تہا جو ان کامون کے لیئے استعمال ہوتا تہا - پہلے نماز ہی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑہتے تہے[۵۱] اور یہہ انتظام غالبًا اس امید سے ہوا تہا کہ یہود دائرۂ اسلام مین شامل کرلیے جاوینگے - اور رسول اللہ صلعم نے بہت سے طریقون سے مثلاً توریت مقدس کے حوالون سے اور ادائے سوم مذہب مین آزادی اور اختیارات ملکی مین مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا - لیکن انہون نے ان سب مہربانیون کا نفرت اور عداوت سے جواب دیا - جبکہ یہود سے مواصلت کی تمام امیدین لاحاصل ثابت ہوئین اور یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لاوینگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نماز مین کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرین (سورہ الم البقرہ (۱۴۴)[۵۲]

نماز مین سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر مین معلوم ہون اونسے زیادہ عمیق تھے - یہہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی ابتدا ہوی - اس حکم نے مکہ مین کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیئے اسلامی مرکز بنا دیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارتگاہ چلا آتا تہا ایسا ہی قابل وقعت امر اہل عرب کی قدیم رسم حج کو فرائض اسلام مین شامل کرنیکا تہا جس سے ہر مسلمان پر عمر بھر مین کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا -

قرآن شریف مین بہت سی آیات ایسی ہین جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ

---

[۵۱] یہ ثابت نہین ہی کہ حضرت ابراہیم یا اونکی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو - گر یہودیون نے بیت المقدس کو سمت قبلہ ٹھہرایا تہا جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے تب بیت المقدس ہی کو سمت قبلہ رکہا اسلیئے کہ وہ اہل کتاب کا سمت قبلہ تہا اور مشرکین مکہ سے مسلمانون کو تمیز علانیہ امتیاز ہوتا تہا چنانچہ قرآن شریف مین اسکا ذکر ہی، جس قبلہ پر پہلے تو تہا وہ اسلیئے تہا کہ ہم جان لین کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہی اور کون پیٹہ پھیرتا ہی (سورہ البقرہ ۱۳۸) مگر جب مین یہودی سبی ایمان نہ لائے تو مسلمانون اور یہودیون مین علانیہ امتیاز ہونے کی غرض سے تحویل قبلہ مکہ کی طرف ہوی مگر وحی کے ساتھہ خدا نے یہ بھی فرمادیا، جس طرف تو نہ کرے نماز پڑہنے وہی طرف خدا کی ذات ہی" اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ سمت قبلہ کا قرار دینا جماعت کی انتظام کی غرض سے تہا (مترجم)

[۵۲] ماہ رمضان کی فرضیت کا حکم (سورۃ البقرہ ۱۷۹ - آیات ۱۸۴) دوسری علامت یہودی علمون کی افتتاح ہوتی ہی اسطرح صوم عاشورہ ترک کیا گیا -

کرتی ہین اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہین جو انکو بسطح بخشا گیا کہ انہی کی زبان مین وحی نازل ہوی اور اُن ہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے اوسکو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ سورۃ الزخرف - ۲ یعنی ہمنے اس کتاب کو عربی زبان مین اُتارا تاکہ تم سمجھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۔ (سورہ شوری ۵) یعنی اور اسیطرح ہم نے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکے والون کو اور اوس کے آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (حم السجدہ - ۴۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین اُتارتے تو وہ کہتے کہ اوسکے احکام اچھی طرح کیون نہین سمجھائے گئے یہ تو عربی زبان نہین ہے اور ہم عربی ہین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ سورۃ الزمر - ۲۸-۲۹ یعنی اور ہم نے لوگون کے لیئے اس کلام مین ہر طرح کی مثال بیان کردی ہے تاکہ وہ نصیحت پائین اور یہ کلام عربی زبان کا بغیر کسی پیچ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ..... بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ الشعرا ۱۹۲-۱۹۵) - یعنی اور بیشک قرآن دو جہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے ..... صاف صاف عربی زبان مین۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○ (سورہ مریم ۹۷-) یعنی ہمنے قرآن کو تیری زبان مین ہونے سے آسان کردیا ہے تاکہ تو اس سے خدا سے ڈرنیوالون کو خوشخبری دے - اور ہٹ دھرمون کو ڈراوے۔

لیکن اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیئے نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا

چونکہ خدا واحد تھا اس لیئے مذہب بھی واحد تھا جسمین شرکت کے لیئے سب آدمی بلائے جاوین
اسلام کا یہہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہے اور سب آدمیون اور قومون پر حاوی ہے
اسکی عملی مثال اُن مکتوبات مین ملتی ہے جو رسول اللہ صلعم نے سنہ ۶ ہجری (سنہ ۶۲۸ عیسوی)
مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہون کے نام بھیجے۔ اسی سال مین شہنشاہ ہرقل
شاہ فارس حاکم مصر اور بادشاہ حبشہ کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی
ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ تھا۔ "خدا کے
نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول۔ ہرقل قیصر روم کے
نام۔ اوسپر سلامتی ہو جو سیدھے رستہ پر چلا۔ اسکے بعد مین کہتا ہون کہ ہان مین تجھکو اسلام پر
بلاتا ہون۔ اسلام قبول کر اور اللہ تجھکو دوگنا صلہ دیگا۔ اگر تو اسلام لینے سے پھریگا تو تجھپر
تیری قوم کے گناہ ہونگے۔ اے اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونون
مین لائق ہو۔ اور وہ یہہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شے کو اللہ کے
ساتھہ شریک نہ کرو اور اورون کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو
تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارا دین اسلام ہے۔" یہہ نامہ اون لوگون کو جنکے پاس
بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بے معنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چلکر ثابت کر دیا کہ وہ ایسے
جوش سے نہین لکھا گیا تھا جو خالی خولی ہوتا۔ یہہ مکتوبات جو بادشاہون کے نام بھیجے گئے
اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیے ہے اور جسکا ذکر بار بار قرآن مین ہوا ہے
کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہین۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (سورہ ص۔
۸۷-۸۸۔) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ
کے بعد اسکی سچائی جانوگے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ○ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ یٰسین - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف کلام ہے تاکہ یہ پیغمبر اون لوگون کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہین اور کافرون پر حجت پوری ہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا - (سورۃ السبا - ۲۷) یعنی اور ہمنے تجکو نہین بھیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ سورۃ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا جانین۔

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت مین جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلعم کی بات کے ماننے سے انکار کرتے تھے

(سورۃ النحل - ۲۳ - ۱۰۴ وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگون کو جنہین مسلمان کیا تھا ایسی اذیت دی جاتی تھی کہ وہ اسلام سے پھر جاتے تھے (سورۃ النحل - ۱۰۸) اور مجبور ہوتے تھے کہ ملک چھوڑکر بھاگین تاکہ اپنے ظالمون کے ظلم سے بچین (سورۃ النحل - ۴۱ - ۱۱۱) تو اسوقت یہ وعدہ کیا گیا وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا - ایک دن ہم ہر امت سے ایک گواہ (سورۃ النحل - ۸۹)[1]۔

اسلام کا یہ استحقاق کہ کافۂ خلائق کے قبول کے لیئے ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے وحی کے ذریعہ سے اوپر کی آیات مین بیان کر کیا منصب رسالت سے بھی بطور ظاہر ہوا کہ آپنے بالکل کو

[1] یہ تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اون آیتون کے جو اوپر نقل ہوئین بعض لوگون نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتدا ہی سے یہ منشا تھا کہ اسلام کافۂ خلائق کا مذہب ہو۔ سر ولیم میور لکھتے ہین "یہ خیال کہ اسلام کی میراث ساری دنیا ہے بعد کا خیال ہے۔ اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر بالکل نہین تو غیر واضح طور پر بھیجا۔ آنحضرت صلعم کی دنیا عرب کا ملک تھا اور اسی ملک کے لیئے یہ جدید قانون (یعنی اسلام) نافذ ہوا تھا۔ اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تھی کسی کی نہین ..... ایسے مذہب کا تخم جو تمام دنیا کے لیئے ہو ڈال دیا گیا تھا لیکن اُس کا جڑ پکڑنا حالات پر منحصر ہوا نہ کہ کسی ارادہ پر" (کتاب خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۴۳ - ۴۴)۔

حبشہ کا پہلا ثمر اور صہیبؓ کو یونان کا پہلا ثمر" فرمایا۔ فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ مین ایک عیسائی غلام تہا اور ہجرت کے پہلے برس مین اوسنے اسلام قبول کیا تہا۔ علاوہ اسکے ایک حدیث ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک چین کو تبلیغ رسالت مین شامل فرمایا[۵۱]۔ غرض بہت پہلے اس سے کہ ملک گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلعم نے صاف ظاہر کردیا کہ اسلام قوم عرب ہی مین محدود نہ رہیگا۔ ذیل کا بیان دعاۃ اسلام کے بہیجنے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیئے سب قومون مین بہیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آؤ۔ اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تہے تو کچہہ دیر تک جاے نماز پر تسبیح اور دعا مین مصروف رہتے تہے پہر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوے اور آپ نے چند صحابیون کو ایک طرف بہیجا اور چند کو ایک طرف اور اونسے کہا۔ "کہ تم بندگان خدا کے حق مین خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور پہر وہ اوس فرض کو سچائی سے ادا نہین کرتا تو خدا اوس پر بہشت کو حرام کردیتا ہے۔ جاؤ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رسولون نے جیسا کیا ویسا مت کرو۔ کیونکہ وہ پاس رہنے والون تک پہونچے اور دور رہنے والون کو اونہون نے چہوڑ دیا۔ پہر وہ جن لوگون کی طرف بہیجے گئے تہے اونکی زبان بولنے لگے۔ جب اسکا ذکر آنحضرت سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندون کے ذمہ بندون کے متعلق ہین اون مین یہہ حق سب سے بڑا ہے[۵۲]"

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اوسکے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافہ خلائق کی

---

[۵۱] شیفر۔ صفحہ ۳۔ [۵۲] ابن سعد۔ فقرہ ۔ ۔ یہ قصہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے یہ پتا ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتدا ہی مین سمجہہ لیے گئے تہے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تہا کہ سریانی اور عبرانی زبان سیکہین اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو جن لوگون کے پاس بہیجنے کے لیئے تجویز کیا تہا اُنہون نے اون لوگون کی زبان سیکہہ لی تہی۔

قبول کیلیے ہے یہ ہے کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو خاتم النبیین ہین (سورۃ الاحزاب ۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلون مین انکے پیغمبرون سے ظاہر ہوا تھا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ (سورہ الر۔ یونس ۔ ۲۰) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اُن مین اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم نہ ہو چکا ہوتا تو جس مین وہ اختلاف کرتے ہین اُسکا فیصلہ اُن مین کر دیا جاتا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف ۔ ۸) یعنی کہدے کہ مین پیغمبرون مین پہلا نیا نہین ہون۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ (سورہ الم البقرۃ ۔ ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اللہ نے نبیون کو بھیجا جو خوشخبری دیتے اور ڈراتے تھے اور اُنکے ساتھ سچی کتاب اُتاری تاکہ جس مین انھون نے اختلاف کیا اوسکا فیصلہ دین کر دے اور کسی نے بجز اُنکے جنکو کتاب دی گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ اُنکے پاس صاف صاف حکم پہونچ گئے تھے اختلاف نہین کیا۔ پھر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والون کو وہ ٹھیک راہ بتادی جسمین وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (سورۃ النحل ۔ ۱۲۴) یعنی پھر ہمنے تجکو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا

ہوا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے۔

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا

(سورۃ الانعام - ۱۶۲) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ بیشک مجکو ہدایت کی ہے میرے پروردگار نے سیدھے رستہ کی جو مضبوط دین ہے دین ابراہیم کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (سورہ الم البقرہ ۱۳۵) یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہہ دے کہ تم ٹھیک نہین کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہین ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

(سورہ الم آل عمران ۸۹) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پھر پیروی کرو ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ○ (سورۃ النساء - ۱۲۴) یعنی اور کون اچھے دین کا ہے اوس شخص سے جسنے جھکا دیا اپنا مونہہ اللہ کے لیئے اور وہ اچھے کام کرنیوالا ہے اور پیروی کی ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا

ھُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۃ حج - ۷۷) یعنی خدا نے تمکو چنا اور تمپر دین مین کچھہ دقت نہین ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان۔

اب اون حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف لے گئے تھے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا اوسکے سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ عربون کی خاص تمدنی حالت کو جو اوس وقت مین کم سے کم جزیرہ نمای عرب کے اس حصہ پر تھی یاد کیا جاوے۔ کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق مالکی جسکے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا آج

کل خیال تک نہین پیدا ہوسکتا موجود نہ تھا - ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار رہتا اور یہہ مطلق العنانی قبیلہ ہی مین نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر متنفس مین بھی موجود تھی قبیلہ کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تھا مگر فقط اس حد تک کہ سردار ایک عام رائے کا ظاہر کرنیوالا ہے جسمین یہہ بھی شریک ہو - مگر وہ آزاد تھا کہ اہل قبیلہ کی رائے سے بھی جو رائے سب نے ملکر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے - علاوہ ان باتون کے کوئی طریقہ عہدۂ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تھا - سرداری کے لیئے عموماً وہ شخص پسند کرلیا جاتا تھا جو قبیلہ مین سب سے زیادہ دولتمند اور بااختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر شخص ہوتا - اور جو اپنی ذات مین یہہ صفت رکھتا کہ سب لوگ اسکی عزت کرنے پر مجبور ہون - اگر کوئی قبیلہ بڑھ جاتا تو کئی حصون مین وہ تقسیم ہوتا تھا جنمین سے ہر حصہ اوروں سے علحدہ اور بااختیار زندگی بسر کرتا - ان حالات سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کس طرح مدینہ مین اہل اسلام کی بڑی اور بڑھنے والی جماعت کے سردار ہوگئے جسنے آپکو اپنا سردار اور ہادی مانکر اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور یہہ سب باتین اس طرح پیش آئین کہ جو لوگ بااختیار تھے اور اختیارات عام طور پر تسلیم بھی ہوتے تھے انکو کسی طرح کی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر مین یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکھنے والی قوم مین پیدا ہوجاتا کہ اوسکے اختیارات جہین جائینگے پیدا نہ ہوا - رسول اللہ صلعم دنیوی اختیارات اپنے لوگون پر اسی طرح رکھتے تھے جیسے کوئی اور خود مختار سردار رکھتا - فرق دونون مین اور لوگون مین فقط یہہ تھا کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہ مسلمانون مین دینی رشتہ قائم تھا -

مورخ فون کریمر لکھتا ہی کہ آنحضرت کی یہ خواہش تھی کہ ایک نیے مذہب کی بنا ڈالین اور اسمین وہ کامیاب ہوے - لیکن اسکے ساتھہ ہی ایک ملکی انتظام بھی انھون نے پیدا کردیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکھتا تھا - پہلے انکی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والون کو ایک خدا یعنی اللہ کے ایمان پر لائین - لیکن اسکے ساتھہ ہی انھون نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت

کو بدل دیا - اور ایسی عملداری کی جگہہ جسمین قبیلون کے امیر اور سردار حکومت کا کام کرین اور با اختیار خاندان پبلک کے کامون مین حصہ لین انہون نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو قائم کر دیا اور خود اوسکے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے "

حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے انکی اطاعت قبول کر لی - عرب کا ملک جسنے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اوس نے دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی - متعدد چھوٹے اور بڑے اور سینکڑون مختلف اقوام کے قبیلون کو جو برابر دن آپس مین لڑتے رہتے تھے آنحضرت صلعم کے کلام نے ایک قوم بنا دیا - ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت مین ہو عرب کے قبیلون کو ایک ایسے انتظام مین منسلک کر دیا جسنے عجیب اوصاف تعجب خیز عجلت کے ساتھ اپنے مین پیدا کر لیے - صرف ایک زبردست اصول تھا جو یہہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ ملک عرب مین قومی زندگی کا اصول تھا - قبائل کا سلسلہ اسطرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا کیونکہ یہہ ناممکن تھا تو اتنا نہ ورہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت مین آ گیا - اس عظیم الشان کام مین کامیابی ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ نور چھایا ہوا تھا جسکو عرب کی قومون نے جنکو اوٹھنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جاناتک نہ تھا یہہ اسلام ہی تھا جسنے ایسا ملاپ پیدا کر دیا " (انتہی قولہ)[۱]

مدینہ پہونچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوی کہ کس طرح اس اصلی تمدنی خیال کو عملی صورت بخشین آپ نے مکہ کے مہاجرون اور مدینہ کے انصار مین رشتۂ اخوت قائم کیا اور اس رشتہ سے تمام قبیلون کے اختلافات معدوم ہو گئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتون کی جگہہ قائم ہو گئی - موت کی صورت مین بھی رشتہ داری کے حقوق علیحدہ کر دیے جاتے تھے اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا - لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی

[۱] اے فون کریمر (۳) - صفحہ ۳۰۹ - ۳۱۰

رشتہ کی ضرورت مسلمانون کے اتفاق کے لیئے نہ رہی تو یہہ قاعدہ منسوخ کردیا گیا ایسا قاعدہ صرف اوس وقت تک ضروری تہا کہ مسلمانون کی تعداد کم تہی اور اسلام کی متحدہ زندگی انوکہی بات خیال کی جاتی تہی۔ اسکے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین آئے ہوئے کم عرصہ ہوا تہا کہ اہل اسلام کی تعداد مین جلد افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ یہہ برادرانہ سوشل نظام ناقابل العمل ہوگیا یہہ پہلے ہی خیال ہوسکتا تہا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو ہر طرف سے مخالفون کے شہر مین بستی ہو یہہ ہوگا کہ اخیر مین لڑائیان برپا ہوجائینگی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ تمام کتب سیر جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہین انکا بڑا حصہ انہی باتون مین صرف ہوا ہے ایک تو غزوات اور خونریز لڑائیون کے ذکر مین جو قریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان جاری ہین اور جنکا سلسلہ ۶۳۰ء مین جبکہ رسول اللہ صلعم فتحیاب ہوکر مکہ مین داخل ہوے ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے مین جو آپکی وفات کے زمانہ تک آپ مین اور بہت سے قبائل عرب مین رہے۔

ان لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا۔ لیکن یہہ بات تحقیق کرنی ضروری ہے کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہہ لڑائیان کیا تعلق اور واسطہ رکہتی تہین یورپ کے مصنفون نے اس بات کو اکثر لکہا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول صلعم مدینہ مین پہونچے تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت مین ظاہر ہوے۔ اب آپ اسلام کے واعظ اور ناصح اور آدمیون مین خدا کے بھیجے ہوئے رسول جنکو آپ ایسے دین کے حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوا تہا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوے جو قوت کے طریقون اور مدبرانہ تدبیرون کو جہانتک میسر آئین اپنے واسطے اور اپنی رائے کی ترجیح کے لیئے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہہ فرض کرلینا بالکل جہوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ واعظ اور داعی اسلام نہ رہے یا یہہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی مین تہا تو آپ نے

منکرین کی دعوت اسلام سے کنارہ کیا ابن سعد نے چند مکتوبات اپنی کتاب مین درج کیے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے قبائل عرب کے سردارون کے نام اور اور لوگون کے نام علاوہ اون سلاطین کے جو ملک عرب سے باہر سلطنتین رکھتے تھے دعوت اسلام پر لکھوائے اس کتاب مین آگے چلکر وہ واقعات معلوم ہونگے جنمین آنحضرت نے دعاۃ اسلام کو اُن ہی کے قبیلے کے ایسے لوگون کے پاس جنہون نے اسلام قبول نہین کیا تھا تلقین اسلام کے لیئے روانہ کیا اور بعض صورتون مین ان دعاۃ کی ناکامی ہی انکی سچی داعیانہ کوششون پر اور اس بات پر کہ کسی طرح کا جبر استعمال نہین کیا گیا دلالت کریگی۔

پس مدینہ کے زمانہ قیام مین رسول اللہ صلعم کی حالت کو بخوبی سمجھنے کے لیئے مفصلۂ ذیل سوالات کے درست جواب ملنے چاہئین۔ (سوالات یہہ ہین) رسول اللہ صلعم خود کس حد تک لڑائیون کے برپا ہوجانے کے ذمہ دار تھے؟ آپ خود پہلے حملہ کرتے تھے یا آپ پر پہلے حملہ کیا جاتا تھا[1]؟ جب لڑائیان شروع ہوگئین تو فتح کی صورت مین مسلمان مذہب قبول کرنے کے لیئے مفتوحین پر جبر استعمال کرتے تھے یا نہین یا جیسا بہت لوگون کو یقین ہے کہ لوگون کو جبر سے مسلمان کرنا ہی وہ مقصد تھا جسکے لیئے مسلمانون نے ہتھیار اُٹھائے تھے؟ یہہ کل قضیہ اُن حالات سے شروع ہوتا ہے جسکا نتیجہ جنگ بدر ہوا جو اسلامی تاریخ مین پہلی باقاعدہ لڑائی تھی اب ان حالات کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایک شخص ترک وطن کیے ہوے تھا جسنے چند جان نثار رفقاء کے ساتھہ ایک اجنبی شہر مین دشمنون سے پناہ لی تھی۔ برسون تک کوشش کی کہ وطن یعنی مکے کے لوگ اس دین کو قبول کرین جسپر یقین تھا کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کوئی شخصی دعوی نہ تھا بجز دین برحق کے جسکو وہ سکھاتا تھا اور خدا کے لیے سے کہتا تھا۔۔۔

[1] مدینہ کے زمانہ قیام مین جو لڑائیان ہوئین انسے یہہ مراد ہوئی کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے تھین اس مضمون پر خرغز نے کی کتاب "وہ اسلام" پڑھنی چاہیئے (دی گدز۔ جونی ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۶)

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا

(سورۃ الکہف ۱۱۰) یعنی اے پیغمبر کہدی کہ مین بھی تم جیسا ایک آدمی ہون مجھکو یہ وحی دیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ پھر جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکھتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

اول خاموش حقارت اور پھر علانیہ عداوت سے لوگون نے برتاؤ کیا۔ ہر طرح کے تمسخر اور گستاخیون کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاؤ کا تشدد بڑھتا گیا یہانتک کہ ایذا رسانون نے جان لینے کا قصد کیا۔ اول صحابہ اور اور مسلمان تھے جنپر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا۔ دو دفعہ مسلمان مجبور ہوے کہ حفاظت کے لیے سمندر پار چلے جاوین۔ وہان بھی دشمنون کی عداوت نے پیچھا کیا۔ بہت سے مسلمانون کو سخت سے سخت اذیت پہونچائی جاتی تھی یہانتک کہ بعض مرجاتے اور وہ اوس دین کے شہیدون مین شمار ہوتے جسکو انھون نے کسی حالت مین ترک نہ کیا۔ جب ظالمون کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور انکے بعد رسول اللہ صلعم ایک تدبیر سے جان سلامت لیکر مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ مین بھی مسلمانون کی حالت خطرہ سے خالی نہ تھی۔ اہل مکہ کی خصومت سے یہان بھی پناہ نہ ملی جنھون نے مدینہ کے نومسلمون کے تعاقب مین تذبذب نہ کیا اور انمین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے بہت تکلیف دی[1] خود شہر مین یہہ نہ تھا کہ مسلمان بالکل دوستون مین رہتے ہون۔ یہودی جو مدینہ مین کثرت سے رہتے تھے رسول اللہ صلعم سے خفیہ عداوت رکھتے تھے اور شہر والون مین بھی بہت لوگ ایسے تھے جو اسوقت تو بے پرواہ تھے لیکن اگر غیرون کے آنے سے انکے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اسکی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرونکے دشمن ہوجاتے۔ اس لیے مہاجرین کے لئے یہ ضروری تھا کہ قریش کی حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار رہین۔ مہاجرین اپنے عزیزونکو جنکو مکہ مین مجبور ہوکر چھوڑنا پڑا تھا بھول نہ سکتے تھے جیسا کہ اس آیت مین ہے۔

---

[1] یہ ہجرت مین قریش سے پہلی لڑائی کا نام کرز بن جابر فہری چند سوارون کے ساتھ مدینہ کے مویشی لوٹنے کو آیا تھا جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر چرا کرتے تھے اور بھاگا تھا

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔ (سورۃ النساء۔ ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتین اور بچے ایسے بے بس ہین کہ کوئی تدبیر نہین کر سکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہین جن کو ظالم ایذا رسانون کے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔ (سورۃ النساء۔ ۷۷) یعنی اے ہمارے پروردگار ہمکو اس شہر سے نکال جسکے لوگ ظالم ہین اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بھیج اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج۔

پس اکثر کتابون مین پڑھتے ہین کہ بہت سے چھوٹے فوجی گروہ جنمین بہت کم جمعیت ہوتی تھی قریش کی نقل و حرکت کی خبر لگانے کے لیے نکلتے تھے۔ ان مین سے کوئی مہم سوای ایک کے ایسی نہ تھی جسمین کشت و خون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کر کے جو عرب کی قدیم رسم تھی علیحدہ نہ ہو گئے ہون۔ لیکن ایک موقع پر ۲ھ ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن جحش کو اسی آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ روانہ کیا کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لاوین۔ آپکا تحریری حکم یہہ تھا کہ "جب تم اس نامہ کو پڑھو تو بطن نخلہ کیطرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور وہان ہو کر قریش کے منتظر رہو اور انکی خبر ہمکو دو۔" ابن جحش نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو سمجھنے مین اپنی سپاہیانہ طبیعت کی دلیری سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کاروان کی غنیمت بھی ساتھہ تھی۔ یہہ فعل ایسا تھا جس مین ابن جحش نے پیغمبر خدا صلعم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تھا بلکہ اوس عہد کو بھی توڑا تھا جسکی پابندی حج کے مہینون مین رسم عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تھے۔ جب ابن جحش رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ خفگی سے ملے اور کہا "مین نے تمکو ماہ حرام مین لڑنے کا حکم نہین دیا تھا۔" آپ نے قیدیون کو رہا کیا اور مکہ کے ایک آدمی کے

لیئے جو لڑائی مین مارا گیا تھا اپنے پاس سے خونبہا دیا۔

اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے مسلمانون کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے مین جنکو لوٹ مار سے پیدائشی عشق تہا رسول اللہ صلعم کو کیسی دشواری ہوتی تہی۔ عربون کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہوگا اس کلام کی دشواری کا کافی ثبوت ہے اور قرآن مین جو احکام (سورۃ النسار - ۹۶ - سورۃ النحل - ۹۲-۹۶ - وغیرہ وغیرہ) اسکے متعلق ہین وہ بہی اس کلام کی دشواری کے شاہد ہین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اسمین پیدا ہوتی تہی کہ عرب کے مسلمانون کو لوٹ مار سے وکین اس وقت کو لوگ نہین سمجہہ سکے اور یہی وجہ ہوی کہ انہون نے آپ کے کاروان ابوسفیان کو قصداً لوٹنے اور قریش مکہ کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا الزام لگایا۔ مسلمان مورخون نے گو خلاف شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جسکو یورپ[1] اور ایشیا کے عالم دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین سچی کتاب سمجہتے ہین ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آپکے صحابہ مین اختلاف تہا کہ قریش کے حملہ کے بارے مین کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ

(۶) يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ

(۷) وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

(سورۃ الانفال - ۵ - ۶ - ۷) یعنی جیسا کہ تجکو تیرے پروردگار نے تیرے گہر سے حق پر نکالا اور بیشک مسلمانون کا ایک گروہ ناخوش تہا۔ وہ تجہہ سے سچی بات پر جہگڑتے تہے بعد اسکے کہ سچی بات ظاہر ہوگئی تہی۔ گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور وہ اوسکو دیکہہ رہے ہین۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلون مین سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تہا کہ وہ تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تہے کہ وہ قافلہ تمہارے لیئے ہو جسمین کچہہ شوکت نہین ہے اور اللہ چاہتا

[1] سپرنگر - جلد یکم - صفحہ ۱۵ محمدؐ کی سیرت کا ماخذ قرآن ہی ہے - گرگنر - محمد اور ان کا مذہب - (برلن ۱۸۳۳ء) صفحہ ۱

تھا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

ان دونون گروہون مین جنکا اوپر ذکر ہے ایک گروہ تو ایک کاروان تھا جو مال اسباب سے بھرا ہوا تیس یا چالیس آدمیون کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی مین شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیون کا تھا جسکو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کاروان ابوسفیان کی محافظت کریگا جسکی نسبت انکو خبر پہونچی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ مؤرخون نے عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ افراہین جنکو فریق مخالف دوسرے فریق کے منصوبون کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنیٰ قسم کے بیانات ہین جو شہادت مین داخل ہو سکتے ہین جسوقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہین تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

۱۔ پانچوین آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین تھے۔ اور اسوقت تک کاروان کو راہ مین روکنے کے لیے کوچ نہین کیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے مؤرخون نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہہ کہ بعض صحابہ راضی نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اسمین آنحضرت کا ساتھ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے وہ گویا موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہین۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے انکی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس نہ رہے کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنیوالا تھا حکم دیا ہوگا۔

۳۔ اگر رسول اللہ صلعم کاروان پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت مین کوچ کرتے تاکہ کاروان کو شام کے رستہ مین روکین نہ کہ جنوب کی سمت مین بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے رستے پر واقع تھا اور بالکل اوسی سمت مین تھا جسمین آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپکے محافظون کے شہر پر ہونیوالا تھا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴ - اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابوسفیان کی مدد کریں تو جب انہون نے رستے مین سنا تھا کہ کاروان مکہ مین سلامت پہونچ گیا تو اسوقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیئے تھا - مگر بجاے اسکے قریش نے مدینہ کی طرف بڑھکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا -

مذکورۂ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیئے کافی ہین کہ مکہ مین جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوی تھی کہ کاروان ابوسفیان پر حملہ کرنے کے لیئے آپ تیاری کرتے ہین وہ بالکل بے بنیاد تھی - رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانون کا جلد مقابلہ کرا دیا بالکل بری کرنا چاہیئے - اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکر کشی کا سبب یہہ ہی خبر ہوی تھی تو بھی لشکر قریش مین اس کثرت سے آدمیون کا ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ کاروان کی حفاظت اصلی مقصود نہ تھا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تھی - پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہین لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ مین آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے لیئے جسنے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تھی کوچ کیا اور اسکو محاصرہ کی سخت بلاؤن سے بچانا چاہا جنمین وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اٹھاتا[۵]

اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ مین دخل دینا نبی شان رسالت کے خلاف تھا تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کی تلقین مین یہ قول شامل نہ تھا کہ - "میری بادشاہی اس دنیا کی نہین ہے"

یہہ اس کتاب کی حد سے اندر ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیون کا ذکر اسمین کیا جاوے اور یہہ دکھلایا جاوے کہ کسی صورت مین جبراً مذہب تبدیل کرانا ان لڑائیون مین سے کسی لڑائی کا مقصد نہ تھا یہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اوس تصنیف مین بیان ہے جس سے مین نے

---

[۵] دیکھو ڈیلیوسن "مدینہ کا شہر کہلیانون اور گاؤن اور رکابات کا جنکے گرد فصیلین ہوتی تھین مجموعہ تھا جنمین سے بعض قریب قریب اور بعض دور دور واقع تھے - اور یہ سب موقعے کھیتون کے درختون اور باغون اور کھیتون مین سطح واقع تھے کچھہ یہان مین اور کچھہ وہان" (سکنظن اندفوا تین - جلد چہارم صفحہ ۴)

مذکورہ بالا دلائل کو اخذ کیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنا چاہیں تو میں انکو اسی تصنیف کا حوالہ دیتا ہوں[۵]۔

یہاں یہ ظاہر کر دینا کافی ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی اسلامی جماعت کے سردار ہو گئے جو مسلح تھی تو آپ میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی اور جیسا کہ بعض لوگوں نے یقین کیا ہے آپ ایسے متعصب شخص نہیں ہو گئے کہ ہاتھ میں تلوار لیکر جو ملتا اوس سے اپنا دین قبول کرواتے[۶] بلکہ اسکے برخلاف ہجرت کے بعد بھی دعوت اسلام میں کہ بت پرست اہل عرب اسلام قبول کریں بالکل اوسی طرح کی کوششیں جاری ہیں جیسے ملکی ضعف کے زمانہ میں صرف ہوتی تھیں۔ اور اس کتاب میں اس قسم کی تحریک اشاعت کی مثالیں کثرت سے جمع کی گئی ہیں۔

لڑائیوں کے زمانہ میں جبکہ قریش کی عداوت نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کو مقابلہ پر مجبور کیا تو دعوت اسلام کا بہت کم موقع ملا۔ البتہ مدینہ کے باشندوں اور مکہ کے چند لوگوں میں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اشاعت کی کوششیں جاری ہیں۔ مکہ کے ایک شخص عمیر ابن وہب جو جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلعم کو قتل کرنیکے قصد سے مدینہ میں آئے تھے مسلمان کر لیے گئے اور وہ شخص جو اسوقت تک مسلمانوں کے حق میں سخت ظالم رہے تھے اسلام قبول کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور انصار میں سے ہوے۔ ہجرت کے چوتھے برس میں (۶۲۵ء) کوشش کی گئی کہ بنو عامر ابن صعصعہ کو اسلام کی تلقین کیجاوے۔ چنانچہ جب بنی صعصعہ کے سردار نے مسلمانوں کو بلایا تو چالیس مسلمان نجد کو روانہ کیے گئے مگر سب کو دھوکا دیکر قتل کیا گیا۔ صرف دو شخص جانبین سلامت لیکر بھاگ سکے۔

لڑائیوں میں مسلمانوں کی فتوحات نے روز بروز مختلف قبائل کے لوگوں کو خاص کر انکو جو مدینہ کے قریب رہتے تھے اسطرف رجوع کیا کہ مسلمان ہو کر اہل اسلام کی تعداد کو ترقی دیں

---

[۵] سید احمد خان تفسیر القرآن جلد چہارم (تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد ششم) علی گڈھ ۱۸۸۸ء [۶] معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو تو میور بھی جانتا ہے جو قریظہ (۶۲۷ء) کی قتل کا حال لکھتا ہے تسلیم کیا ہے "لکھتا ہے کہ "جس ظاہر وجوہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا وہ صاف بیان ملکی وجوہ تھیں کیونکہ ابھی تک انھوں نے اسلام کو بجبر قبول کروانا یا لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر سزا دینی اپنا کام نہ ٹھہرایا تھا" میور (۲) جلد سوم صفحہ ۲۸۲۔

سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ آنحضرت "جس حسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاو کرتے اور جس توجہ سے اونکی شکایتون کو سنتے اور جس فہم و فراست سے اونکے باہمی نزاع کو فیصل کرتے اور جس تدبیر سے انتظام ملکی انکو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ جلد اسلام کا اقرار کرین ان سب باتون سے آپ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہے کل جزیرہ نماے عرب مین پھیل گئی (انتہی قولہ)

ایسے واقعے شاذ نہ تھے کہ کسی قبیلہ کا آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین خانہ ہو کر مسلمان ہوا اور پھر داعی اسلام بنکر وطن کو واپس چلا گیا تاکہ اپنے قبیلے والون کو بھی اسلام پر لائے - ذیل کا واقعہ ۵ھ ہجری مین اسی طرح ایک عرب کے اسلام قبول کرنیکا ہے اس واقعہ کو ایک شخص نے چشم دید اسطرح بیان کیا ہے - "ایک روز جب ہم سب مسجد مین بیٹھے تھے تو ایک بدو اونٹ پر سوار آیا مسجد کے صحن مین اسنے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ دیا - تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا - "کیا محمد تم مین ہین؟" ہمنے جواب دیا - "وہ ہین جو کمینون کو تکیہ پر ٹیکے ہوے ہین" بدو نے رسول اللہ سے پوچھا - "کیا تم عبدالمطلب کے بیٹے ہو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان" - بدو نے کہا "مجھے یقین ہے کہ چند سوالات پوچھنے سے تم ناراض نہ ہوگے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا - "جو تیری مرضی ہو پوچھ" - بدو نے پوچھا "مین تمکو خدا کی قسم اور انکے خداؤن کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہون کہ مجھ کو بتاؤ کیا اللہ نے تمکو سب آدمیون کے لیے بھیجا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا - "ہان قسم ہے اللہ کی" - بدو نے پھر پوچھا - "مین تمکو اللہ کی قسم دلاتا ہون کیا اللہ نے تمکو حکم دیا ہے کہ دولتمندون سے دسوان حصہ لو تاکہ مسکینون مین تقسیم کرو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان قسم ہے اللہ کی" تب بدو نے کہا - "مین اس وحی پر جو تمہارے پاس آئی یقین کرتا ہون اور مین ضمام ابن ثعلبہ ہون اور اپنے قبیلہ کا فرستادہ ہون" - اسکے بعد ضمام اپنے قبیلہ کو واپس

لہ سیور (۲) جلد چہارم صفحہ ۱۰۷ - ۱۰۹ -

گیا اور قبیلہ کے سب لوگون کو مسلمان کیا[۵۱]۔ ایسے ہی داعی اسلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو جہینہ کے قبیلہ سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرۂ احمر کے ساحل اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مرّہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انہون نے اس طرح بیان کیا ہے "ہمارے ہان ایک بت تھا اور ہم اوسکو پوجتے تھے اور مین اوسکا مجاور تھا۔ جب مین نے رسول خدا کی خبر سنی تو اوس بت کو مین نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا اور کلمۂ شہادت پڑہا اور حلال اور حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوے تھے اُن پر ایمان لایا اور اوسوقت مین یہہ اشعار پڑہتا تھا[۵۲]

شہدت بان اللہ حق وانني	لاٰلهة لاحجار اول تارك
وشمرت عن ساقي الازار مهاجرا	اليك اجرب لوعث بعد لكاكل
لاصحب خير الناس نفسا ووالدا	رسول مليك الناس فوق الحبائك

(ترجمہ۔ مین نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور مین پتھر کے خداؤن کو پہلا ترک کرنیوالا ہون۔ اور مین نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھی تاکہ مین ریتیلی اور پتھریلی میدانون کو طے کرکے آپ پاس پہونچون اور اوس شخص سے جا ملون جو اپنی ذات اور بزرگون کے لحاظ سے سب لوگون سے افضل ہے اور وہ اوس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانون کا بادشاہ آسمانون پر ہے۔)

رسول اللہ صلعم نے عمر ابن مرّہ کو مسلمان ہونے کے بعد اونکے قبیلہ مین دعوت اسلام کے لیے روانہ فرمایا اور آخرکار وہ اپنی کوششون مین اسقدر کامیاب ہوے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مرّہ کی تلقین کو نہ سنا[۵۳]۔

صلح حدیبیہ (۶ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوے تو مکہ کے بہت لوگ جنکو موقع نہ ملا تھا کہ شروع زمانۂ رسالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین

۵۱ سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۵۲ ابن سعد فقرہ (۱۱۹)

سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ مین اس غرض سے آئے کہ اسلام قبول کرین اور اون مین سے بعض لوگ بہت رسوخ والے تھے۔

اہل مکہ سے متواتر لڑائیان رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف رہتے تھے وہ ابتک اسلام سے بالکل ناواقف اور اوسکے اثر سے محروم تھے۔ لیکن صلح حدیبیہ کے بعد جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہوگئی اور قبیلۂ بنو دوس کے چند لوگ پہاڑون سے اُتر کر جو یمن کی شمالی سرحد قائم کرتے ہین پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین حدیبیہ مین حاضر ہوے۔ آپ سے پہلے بنی دوس مین چند لوگ ایسے تھے جنھون نے ایک ایسے مذہب کی جھلک دیکھی تھی جو بت پرستی کی مذہب سے جسمین وہ مبتلا تھی کسی قدر اعلیٰ تھا اور انھون نے استدلال کیا تھا کہ دنیا کو کوئی خالق رکھتی ہے۔ گو اُنکو یہہ معلوم نہ تھا کہ یہہ خالق کون ہے۔ اور جب آنحضرت صلعم اس خالق کے رسول ہوے تو اون مین سے ایک شخص جنکا نام طفیل تھا آپ کی خدمت مین تحقیق کرنیکے لیے آئے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے۔ رسول اللہ صلعم کے سامنے انھون نے اپنی تصنیف سے چند نظمین پڑہین اور آپ نے قرآن کی تین اخیر سورتین طفیل کو سنائین۔ اور انکو مسلمان کرلیا۔ رسول اللہ صلعم نے یہ کلام اونکے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگون مین جاوین اور اسلام کا وعظ کرین شروع مین طفیل کو کچھ کامیابی نہ ہوئی اور سوا اپنے باپ اور بیوی اور چند دوستون کے جو تحقیق حق مین اُنکے ساتھی تھے کم لوگ مسلمان ہوے۔ اشاعت کی ناکامی پر مایوس ہوکر طفیل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "بنی دوس سخت گردن کے لوگ ہین اونکے حق مین بددعا کیجیے" لیکن رسول اللہ صلعم نے دعا کی "یارب بنو دوس کو سیدھے راستے پر ہدایت کر" آپ نے طفیل کو واپس بھیجا کہ تبلیغ اسلام مین از سر نو کوشش شروع کرین اس مرتبہ طفیل کے ایک دوست نے بھی ان کی مدد کی اور یہہ دونون گھر گھر وعظ کرتے پھرے اور ۷ ہجری مین قبیلۂ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوے۔ دو برس کے بعد کل قبیلہ نے بت پرستی کے عقائد کو بالکل ترک کردیا اور سب لوگ مسلمان ہوگئے

طفیل نے اوس لکڑی کے ٹکڑے مین آگ لگادی جس کی پرستش اس وجہ سے ہوتی تھی کہ وہ قبیلہ کا بُت تھا[۱]۔

۸ ہجری مین پندرہ اور قبیلون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اور ۹ ہجری مین فتح مکہ کے بعد اسلام کا عروج یقینی ہوگیا۔ اور وہ عرب جو یہہ کہکر علیحدہ رہے تھے کہ دہ محمدؐ اور اوسکے قبیلے کے لوگون کو لڑکر فیصلہ کر لینے دو اگر اوسکو فتح ہوئی تو بیشک وہ سچا رسول ہوگا[۲]، اب اسلام قبول کرنے کے لیئے دوڑے آئے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوے اُن مین بعض شخص وہ تھے جو شروع زمانہ رسالت مین رسول اللہ صلعم کے سخت دشمن اور ایذا پہونچانے والے تھے مگر اب آپ نے تحمل اور عفو سے کام لیکر اخوت اسلام مین انکو شامل فرمایا۔ اسی سال مین عروہ ابن مسعود جو اہل طائف کے سرداروں مین سے تھے شہید ہوے۔ اہل اسلام نے طائف کو فتح کرنیکی کوشش کی تھی مگر ناکام رہے تھے عروہ ابن مسعودؓ اوس زمانہ مین یمن گئے ہوے تھے اور طائف کا محاصرہ اُٹھنے کے تھوڑے عرصہ بعد وہ اس سفر سے مدینہ مین واپس آیے۔ دو برس پہلے حدیبیہ مین وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کر چکے تھے اور آپکی عظمت اونکے دل مین بیٹھ چکی تھی اب مدینہ مین وہ اس غرض سے آیے تھے کہ اسلام قبول کرین۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا جوش اونکے دل مین ایسا موجزن ہوا کہ طائف جانیکا قصد کر لیا تاکہ اہل وطن کو اسلام کی ہدایت کرین اور باوجود رسول اللہ صلعم کی کوشش کے کہ اُنکو ایسے خطرناک کام سے باز رکھین عروہ ابن مسعود اپنے وطن طائف کو واپس چلے گئے اور وہان پہونچکر علانیہ ظاہر کیا کہ بت پرستی مین نے ترک کر دی ہے اور لوگون سے کہا کہ تم بھی میری مثال کی پیروی کرو۔ جسوقت اسلام کا وعظ کرتے تھے تو ایک تیر اونکے لگا جسنے کارِ نمایاں انجام پہونچایا اور خدا کا شکر کرکے کہ اُسنے شہادت کا رتبہ بخشا عروہ ابن مسعود شہید ہوگئے۔ غالباً ایک برس کے بعد رسول اللہ صلعم

[۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ [۲] البخاری جسکو اے فون کریمر نے نقل کیا۔ (۳) صفحہ ۳۱۵۔

کے ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیئے یمن مین کوشش کی اور وہین انہی کامیابی ہوی - اس واقعہ کا ذکر اسطرح ہوا ہے - "رسول اللہ نے الحرث اور مسرح اور نعیم ابن عبد کلال حمیری کو لکھا "تم پر سلامتی ہو جبتک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکھتے ہو - خدا ایک خدا ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے موسی کو اپنی نشانیون کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا - یہودی کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہین کہ خدا تین مین سے ایک ہے - اور عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے" رسول اللہ صلعم نے عیاش ابن ربیعہ المخزومی کے ہاتھہ یہ نامہ روانہ کیا اور فرمایا "جب تم اونکے شہر مین پہونچو تو رات کو نہ جانا بلکہ صبح تک انتظار کرنا - تب وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان مین رہو - تب میرا خط اپنے داہنے ہاتھہ مین لینا اور اپنے داہنے ہاتھہ سے اونکے داہنے ہاتھہ مین دینا اور وہ اوسکو لینگے اور اونکے سامنے

سورۃ البینۃ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ ترجمہ نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہین کتاب والے اور شرک والے باز آنے والے جبتک کہ پہونچے اُن کو کھلی بات ایک رسول اللہ کا پڑہتا ورق پاک اون مین لکھی کتابین مضبوط اور پہوٹے جو ہین جنکو ملی ہے کتاب سو جب آچکی اون کو

کہلی بات اور اون کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کرین اللہ کی نذر کرکے اوسکے واسطے بندگی ابراہیم
کی راہ پر اور کھڑی کرین نماز اور دین زکوۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگون کی وہ جو ہوے منکر
کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ مین سدا رہین اوسمین وہ لوگ ہین بدتر سب
خلق کے وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے بہلے کام وہ لوگ ہین بہتر سب خلق کے بدلا
اونکا اونکے رب کے ہان باغ ہین بسنے کے نیچے بہتی اونکے نہرین سدا رہین اون مین ہمیشہ
اللہ اون سے اضی اور وہ اوس سے اضی یہ ملتا ہے اوسے جو ڈرا اپنے رب سے ۔
اور جب ختم کرچکو تو کہنا ۔ "محمد اسپر یقین کرتا ہے اور مین اسپر ایمان لانیوالون مین پہلا ہو
اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کرینگے تم اُسکا جواب دے سکوگے اور جو کہ یہ کتاب وہ تمہارے
سامنے پڑہین گے اُسکی چمک جاتی رہیگی اور جب وہ غیر زبان مین بولین تو کہنا" ترجمہ کرو" اور
اون سے کہو کہ "خدا میرے لیئے کافی ہے ۔ مین بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان کہتا ہون اور
مجھکو حکم ہے کہ تم مین انصاف کرون ۔ خدا ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ۔ ہمارے کام ہمارے
ہین اور تمہارے کام تمہارے ۔ کوئی جھگڑا ہم مین اور تم مین نہین ۔ خدا ہم سب کو ملا دیگا اور ہم
سب کو اوسی کے پاس جانا ہے" اگر اس کہنے پر وہ اسلام قبول کرین تو اُنسے تین لکڑیون
کی نسبت پوچھو جنکے سامنے وہ جمع ہوکر بندگی کرتے ہین ۔ ان لکڑیون مین سے ایک لکڑی
اثل یعنی جہاؤ کی ہے جسپر سفید اور زرد داغ ہین اور ایک بید کی طرح مڑی ہوی ہے اور دوسری
آبنوس کے مانند سیاہ ہے ۔ ان لکڑیون کو باہر لانا اور اونکے بازار مین جلا دینا" عیاش نے
بیان کیا ۔ "پس مین روانہ ہوا تاکہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم دیا تھا اوسکی تعمیل کرون ۔ جب مین
پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگون نے کسی میلے کے لیئے آراستگی کی ہے ۔ مین اونکے دیکھنے کو
آگے بڑہا اور آخرکار تین بڑے پردون کے قریب آیا جو تین دروازون پر لٹکے ہوے تھے ۔
مین نے پردہ اُٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن مین لوگ
جمع ہین ۔ مین نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون اور مین نے

وہ ہی کیا جو رسول اللہ صلعم نے مجھہ کو بتایا تہا - اور ان لوگون نے میرے بات کا خیال کیا اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول نے کہا تہا[۵۱]

سنہ ۹ ہجری مین واثلہ ابن السقع نے جو نئے مسلمان ہوے تہے یہ کوشش کی کہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی ترغیب دین جسکو انہون نے رسول اللہ صلعم سے ملنے کے بعد قبول کیا تہا - مگر اس کوشش مین کامیابی کم ہوی - واثلہ رض کے باپ نے یہہ کہکر انکو علیحدہ کر دیا کہ خدا کی قسم مین تجھسے کبہی بات نہ کرونگا[۵۲] اور کوئی شخص سوائے اونکی بہن کے جسنے ایسا نہ ملا جو واثلہ رض کی ہدایت پر یقین کرتا - اونکی بہن نے اونکے لیئے سامان مہیا کر دیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین واپس جائین - جاوین[۵۳] - یہہ ہجرت کا نواں سال سنہ الوفود کہا گیا ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبیلون اور شہرون نے اپنے آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کی خدمت مین روانہ کیے تاکہ آپکی اطاعت قبول کرین - اہل عرب مین سوشل اتحاد کے نئے اصول یعنی اسلامی اخوت کے اجرا نے قبیلون کی بندشون کے زور کو جسنے سوسائٹی کی عمارت کو نسلی رشتونکی بنیاد پر قائم کیا تہا ضعیف کرنا شروع کر دیا - کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسائٹی مین داخل ہونا اہل عرب کے اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑنا تہا اور چونکہ ایسی مثالین کثرت سے پیش آئین اس لیئے یہہ مثالین قبیلون کے انتظام مین تمام کلاقہ ہی سبب ہوگئین - اور قبائل کا سلسلہ و سررشتہ اہل اسلام کی قومی زندگی کے سامنے جسنے مسلمانون کو مضبوطی کے ساتہہ متفق اور متحد کر دیا تہا کمزور ہو گیا - اسلیے عرب کے قبیلون کو شوق ہوا کہ رسول اللہ صلعم کی اطاعت قبول کرین نہ صرف اس خیال سے نہین کہ آپ ملک عرب مین سب سے بڑے فوجی قوت کے سرار ہین بلکہ اس خیال سے کہ آپ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہین جسنے اور سب طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف اور بے تاثیر کر دیا[۵۴] اس طریقہ سے اسلام نے مختلف قبائل کو جو اس وقت تک برابر لڑائیون مین مصروف تہے متحد کرنا شروع کر دیا اور جون جون وہ اُن مین متحد جماعت ترقی پاتی گئی کہ وفد قبیلے اسمین شریک ہوتے

[۵۱] ابن سعد - نوٹ ۵۶ [۵۲] ابن سعد - نوٹ ۵۱ - [۵۳] وہی - [۵۴] میور - جلد سوم - صفحہ ۳۶۰ - ۳۶۱ -

گئے۔ قبائل عرب کے مسلمان ہونیکے حال مین رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنون سے انکی حفاظت کیجاوے گی۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سُنی تو چلا کر بولا "افسوس ہے مجھپر محمدؐ کی وفات کا جبتک وہ زندہ تہا مین اپنے دشمنون سے حفاظت اور امن مین تہا" اور یہی آواز تمام عرب مین گونج گئی ہوگی

یہہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتھہ تعلق کیسا اوپری تہا اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی اُن قبیلون مین عام طور پر اسلام سے انحراف پیدا ہوگیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلون کا اسلام قبول کرنا بجاے اسکے کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہوا کثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔ ان قبیلون نے اپنے تئین اس معبد ہار مین ڈال دیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہوگیا تہا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سرد دلی اور نفع کے سوچ بچار سے مسلمان ہوے اُن مین دین کا وہ جوش اور حمیت ہم نہین دیکھتے جو ابتداے زمانہ کے مسلمانون مین تہی لیکن اُن مین بھی بہت لوگ ایسے ضرور ہونگے جنہون نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہوکر اور جیسا ہم نے دیکھا ہے مستعد ہوکر کہ اگر ضرورت پڑے تو بہائون کی تعلیم و تلقین مین جانین تک فدا کردین سچے دیندار مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پرجوش مسلمان نہوتے تو اسلام کی وسیع تحریک کبھی سالم نہ رہتی اور یہہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات کے صدمہ سے نکل کر وہ کبھی بحال ہوسکتی۔ کیونکہ یہہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ عرب کے بت پوجنے والے ملک مین اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تہا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے کیسے برعکس واقع ہوے تہے[1] اور ملک عرب مین تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تہی کہ چند وحشی رسوم اور ظلم کی عادتون کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ماہیت کردینا مقصود تہا

[1] یہہ بات کسی کتاب مین اسقدر تفصیل اور عمدگی سے بیان نہین ہوئی ہے جیسے کہ پروفیسر اگناز گولڈزیہر کی تصنیف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ مین نے یہ مضمون اسی تصنیف سے اخذ کیا ہے (محمدانشی ستودیین۔ جلد ۱۔)

جو باتین اوپر بیان کی گئین اُنمین کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی تلقین و تعلیم مین جو ملت اسلام اور اسپر عمل کرنے کی ہدایت کے لیئے ظاہر ہوے تبلیغی مذہب کے خالص اوصاف موجود ہین۔ اگستی کونت فلسفی نے دو باتون مین فرق بیان کیا ہے اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے اس تحریک کو زندہ کہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگون کے خیالات اور اغراض کی محض زبان ہوتا ہے۔ یہہ فلسفی لکھتا ہے "بعض اوقات عالی طبع شخص پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جماتا ہے اور پہر تمام جزبی قوا کو فراہم کرتا ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہون۔ سوشل تحریکون کی صحت مین اکثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے اور انکو جمع کرکے ایک کر دیتا ہے"[۱] اس مسئلہ پر اکثر بحث یہی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگون مین تھے۔ اور جس طرح فلسفہ پوزیوٹزم نے کوشش کی کہ پولس رسول کو بجاے عیسی علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظر سے دیکھتے ہین کہ ابتداے تاریخ اسلام مین اسلام کو توانائی بخشنے والی روح وہ ہی تھے۔ اور آنحضرت صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ بات صرف ایسی حالت مین سچ ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو اپنی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور اُنکو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو انکے دلون کی غیر ملفوظ آرزوون کو الفاظ مین بیان کر دیتی۔ لیکن یہہ ہی شوق انتظار تھا جو عربون مین معدوم تھا۔ خاص کر وسط عرب کے لوگون مین جہان رسول صلعم کی ابتدائی کوششین صرف ہوئین۔ عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نیے واعظ کے وعظ کو سنین اور خاص کر

[۱] ایڈورڈ کرڈ۔ دی سوشل فلاسفی اوف کونت۔ صفحہ ۴۲-۴۳ (گلاسکو ۱۸۸۵)

اس شخص کی تعلیم کو جو پیغمبر خدا ہو کر آیا ہو جسکا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ مین نہ آتا تھا۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو آپس مین درجہ مساوات حاصل ہونا اور انکی عام اُخوت جسنے عرب اور غیر عرب آزاد اور غلام کا فرق اسلامیون کے لیے نہ رکھا ہو ایسی بات تھی جو عربی قبیلون کے مغرورانہ خیال کے خلاف پڑتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی فضیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تھے اور اسی زعم مین وہ خونریز لڑائیان شروع کر دیتے تھے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تھین اور جو انکی روح کو خوشی دیتی تھین۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین ضروری اصول یہہ ہی تھے کہ جو چیزین عربون کو سب سے زیادہ عزیز تھین اونپر معترض رہین۔ نومسلم کو وہ باتین نیکیان بتا کر سکھائی جاتی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

بت پرست عربون کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تھا جسکو وہ مع سود کے ادا کرنا چاہتے تھے اور بُرائی کا بُرائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور اوس شخص کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا جو ایسا نکرے۔ گویا کمال انسانیت اوسی شخص مین ہے جو دیر سویر ہمیشہ دوست کی مہربانی اور دشمن کے ساتھہ بُرائی کی فکر مین رہے۔ ایسے آدمیون کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (سورۃ المومنین ۹۸) یعنی بری بات کو دور کرنے ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہے۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ النور ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کرین اور درگزر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (سورۂ آل عمران ۱۲۷-۱۲۸) یعنی اور تم اپنے پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانون اور زمین کی برابر ہے اور

نیک آدمیون کے لیے تیار کی گئی ہے جو کہ خوشی اور تکلیف مین خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور غصہ کو پی جاتے ہین اور لوگون کو معاف کرتے ہین اور اللہ نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے۔

وہ عرب جنکو رسول اللہ صلعم نے شروع زمانہ رسالت مین اسلام کی خبر دی اُنکا حال یہ تھا کہ نماز کے وقت کا بھی لحاظ نہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ دشوار کام جو آپ کو کرنا پڑا وہ یہہ تھا کہ عربون کی طبیعت مین خدا کی تعظیم اور خدا پرستی کا جوش پیدا کردین اور اس حالت کی تعلیم اسلام اس طرح کرتا تھا جیسے یہودی اور عیسوی مذہب کرتے ہین لیکن عرب کے بت پرست اس حالت سے بالکل ناآشنا تھے غرض خود بینی کی عادت اور جوش مذہب کا نہ ہونا جس مین قومی تکبر بھی شامل تھا ایسی حالت تھی جس نے اونکی طبیعتون کو ایسے نبی کی تعلیم سننے کے لائق بہت کم بنا رکھا تھا جو کہتا تھا۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ الحجرات ۱۳) یعنی بیشک جو تم مین سب سے زیادہ نیک ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اہل عرب ان قیدون سے زیادہ دانشت نہ کرسکے جو اسلام نے اونکی زندگی کے روزانہ شاغل پر لگائین۔ شراب اور عورتین اور راگ وہ چیزین تھین جو اہل عرب کے دل کو سب سے بڑھکر مرغوب اور عزیز تھین اور رسول اللہ صلعم نے ان چیزون مین سے ہر چیز کی نسبت جو احکام جاری فرمائے اون مین نہایت سختی برتی۔

پس شروع ہی سے اسلام تبلیغی مذہب ہونے کی سند رکھتا ہے۔ اوسکا کام یہہ ہے کہ لوگون کے دلون کو تسخیر کرے تاکہ وہ مسلمان ہوکر ایمان والون کی اخوت مین شامل ہون اور جیسا کہ اسلام کا ابتدا مین حال تھا وہ ہی آج کے دن تک جاری ہے اور اسی بات کو آگے چلکر ظاہر کرنا اس کتاب کا مقصد ہے

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس لشکر کو آپ نے شام کے لیے مخصص فرمایا تھا اوسکا امیر ابوعبیدہ رضؓ تھا باوجود چند لوگون کی تعرض کے جو اس امر سے تھا کہ ملک عرب کی حالت اس زمانہ مین بدنظمی کی تھی حضرت ابوبکر رضؓ نے معترضین کی شکایتون کو اس جواب سے خاموش کردیا کہ "مین رسول اللہ صلعم کی کسی حکم کو رد نہ کرونگا۔ مدینہ چاہے درندون کا شکار ہوجاوے لیکن لشکر اسلام آنحضرت صلعم کے ارشاد کی ضرور تعمیل کریگا" یہہ پہلی لڑائی اُس حیرت خیز سلسلہ محاربات کی تھی جس مین عربون نے شام۔ فارس اور شمالی افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت عجم کا قلع قمع کرکے روما کی شہنشاہی کو اوسکے بہترین ممالک سے محروم کردیا۔ ان مختلف لڑائیون کا حال لکھنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا ایک بڑے مؤرخ ڈلنگر نے[1] اسی مسئلہ کو جو اسوقت ہمین پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ "کیا یہہ خالص دینی جوش تھا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تھی جس مین پہلی ہی دفعہ یہہ پاکیزہ پھول کھلا کہ سپاہ عرب کو ہر معرکہ مین فتح حاصل ہوئی اور ایسے قلیل عرصہ مین جسکا یقین نہین آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کردی جسکو دنیا نے شاذ دیکھا تھا؟ لیکن اس بات کے ثبوت مین شہادت موجود نہین۔ ایسے لوگون کا شمار کم تھا جنھون نے

[1] ڈلنگر۔ صفحہ ۵-۶۔

آزادی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اسکے برعکس اُن آدمیون کی تعداد کثیر تھی جو دباؤ یا دنیا کے نفع کی امید مین مسلمان ہوے - خالد نے جو خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار تھا زور و تحریص کی ترکیب مرکب کو جس سے وہ خود اور اور قریشی مسلمان ہوے تھے یہہ کہکر بخوبی ظاہر کردیا کہ خدا نے انکو تسخیر کیا اس طرح کہ اُنکے دلون کو بھی پکڑا اور اونکے بازون کو بھی اور مجبور کیا کہ رسول خدا کی پیروی کرین - قومیت کے مغرورانہ خیال نے بھی اپنا اثر خوب دکھایا - یہہ خیال وہ تھا جو اس زمانہ مین (شاید) اہل عرب مین بہ نسبت دیگر اقوام کے سب سے زیادہ قوی تھا اور یہہ ہی خیال تھا جس نے ہزارون آدمیون سے اس بات کا فیصلہ کرادیا کہ اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر معلومون پر ترجیح دین گے - مگر اس سے بھی زیادہ پُرزور کشش اس یقین کی تھی کہ نئے دین کے لیے لڑنے مین کثرت سے غنیمت ہاتھ لگے گی - اور موقع ملیگا کہ اپنے اُجاڑ اور پتھریلے جنگلون کو جن مین گذارے کے لیے ادنی پیداوار ہوتی تھی شام و عجم اور مصر کے پھولے پھلے شاداب ملکون سے بدل لین گے " (انتہی قولہ)

لیکن تاریخ مین اور قومون کی بھی مثالین ہین (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور قومی پندار ہی کے باعث سے نہین بلکہ وطن مین قحط کے رہنے اور حوائج زندگی کی ناپیدی سے تاخت و تاراج کے شوق مین مشرق سے اُٹھکر دوسرے ملکون پر آن ٹوٹین - مگر ان مین سے کونسی قوم تھی جسنے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربون کی مثل قائم کی اور جسنے قومون کو فتح کرکے انکو متفق و متحد کرنے مین عربون کی طرح کامیابی ظاہر کی؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے کے بعد بھی ان فتوحات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونکی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز جوش کا نتیجہ تھی جسکی جڑ مسلمانون کے مذہب اور صرف اوس مذہب مین تھی جس مین اسکی قوت پر بھروسا تھا جس مین دنیا اور آخرت کے اجر پر جسکا وعدہ کیا گیا تھا انکو یقین تھا اور جس مین اخوت المومنین کی تعلیم پاکر اوسکے عملی نتائج سے بھی وہ مستفید ہو چکے تھے - شاید ایسے لوگ بھی بہت ہون جن مین دنیا کی غرضون نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کردیا ہو لیکن سوسائٹی

کی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جسپر کل کا اطلاق ہوا اُن ہی چند لوگون کا کام تہا جو سچے مومن تہے ۔ ڈبلن کے سابق آرچبشپ[۵۱] نے اپنی فصیح تقریر مین بیان کیا کہ "خالد ہی صرف نہین بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنیوالے نے اپنے تئین سیف اللہ سمجہا ۔ جب مسلمانون نے مقابلہ کیا کہ اب وہ کیا ہین اور پہلے وہ کیا تہے جب مردہ بتون کو پوجتے تہے تو محسوس ہوا کہ ایک نئی روحانی فضا مین انکو کوئی لے آیا ہے ۔ اب آخرکار وہ سمجہے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے ۔ یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے ۔ اور ایسے بندے مسلمان بنے جنکا کام تہا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوے اور اورون کو مجبور کیا کہ خدا کی مرضی کے مطیع بنین ۔ یہہ کیسی سچائی تہی جسنے ہزارون کے دلون کو تسخیر کیا ۔ کچہہ عجب نہین کہ اسی سچائی کے بل پر بیشمار قبیلے جنہون نے ہمیشہ اسکے سوا کچہہ نہ کیا تہا کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور نگل جاوے ایک قوم مین منتظم ہوگئے اور ہزارون طرح کے بے جوڑ جہوٹ کے پوجنے والے ایسی سوسائٹی مین ترتیب پاگئے جو کلیسیا[۵۲] سے ایک طرح کی مشابہت رکہتی ہے ۔

پس یہہ تحقیق ہونا محل تعجب نہین کہ بہت سے عیسائی بادشاہ تحریک اعظم کی پرزور لہر مین بہہ نکلے اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیون سے مسیحی مذہب کے پیرو چلے آتے تہے انہون نے اسلام قبول کرنے کے لیے اپنا مذہب ترک کیا ۔ ان قبائل مین بنوغسان کا قبیلہ تہا جو فلسطین کے صحرائی مشرق اور جنوبی شام پر بسیط تہا اور اس قبیلہ کے لوگونکی نسبت کہا گیا تہا کہ "وہ جاہلیت کے وقت مین سردار تہے اور اسلام کے زمانہ مین ستارے"[۵۳]

---

[۵۱] آرچ ایک بڑے عہدہ دار کا نام ہے [۵۲] چرچ جسکا ترجمہ کلیسا کیا گیا ہے دو معنی رکہتا ہے (۱) مکان جس مین عیسائی عبادت کرتے ہین ۔ (۲) جماعت کل عیسائیون کی ۔ یا چند عیسائیون کی جو عیسوی مذہب مین علیحدہ فرقہ قائم کرتے ہون ۔ عیسائیون مین جو علیحدہ علیحدہ فرقے ہین وہ اپنی جماعت کو خاص چرچ یا کلیسا کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً چرچ یونان یا چرچ روما وغیرہ وغیرہ یہان دوسرے معنی مراد ہے ۱۲ مترجم [۵۳] لکچرز اون میڈیول چرچ ہسٹری ۔ مصنفہ ٹرنچ صفحہ ۵۲ (مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۹ عیسوی

[۵۴] مسعودی ۔ چوتہی جلد صفحہ ۲۲۸

حرب قادسیہ (۱۴ھ ہجری) کے بعد جسمین عجمیون کے لشکر نے جو رستم[۵۱] کے زیر حکم تھا فاش شکست کھائی تو بہت عیسائی بدوی قبیلون نے جو دریاے فرات کے دونون کنارون پر آباد تھے لشکر اسلام کے امیر کے پاس آئے اور کہا کہ "جن قبیلون نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ہم سے زیادہ عقل والے تھے۔ اب جو کہ رستم مارا گیا ہے ہم بنیادین قبول کرتے ہین[۵۲]" اسی طرح شمالی ملک شام کی فتح کے بعد بہت سے بدوی قبیلون نے کسی قدر تامل کے بعد اسلام قبول کرلیا[۵۳]۔

اس بات کا فیصلہ کہ جبر وہ شے نہ تھی جسکی وجہ سے یہ عیسائی مسلمان ہوے ان آشتی کے تعلقات سے ہوسکتا ہے جو مسیحی عربون اور مسلمان عربون مین موجود تھے۔ خود رسول اللہ صلعم نے چند مسیحی قبائل سے عہدنامے کئے تھے جن مین آپ نے عیسائیون کی حفاظت کا اور پابندی مذہب مین انکے آزاد رہنے کا ذمہ اور انکے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا[۵۴]۔ اسی طرح کی ایک معاہدہ نے آیکی امت کو بھی اپنے ملک الون کے ساتھ جو زیادہ قدیم مذہب کے پیرو تھے متفق رکھا اور عیسائیون مین سے بہت لوگون نے فوجی معرکون مین اہل اسلام کو اپنی خوشی و رضامندی سے مدد دی۔

معرکہ جسر (۱۳ھ ہجری) مین جبکہ شکست ہوئی صاف ظاہر تھی اور خون وہ عرب دریاے فرات اور لشکر عجم کے بیچ مین گھر گئے تھے تو اوس وقت قبیلہ طے کا مسیحی سردار اسلامی سالار مثنی بن حارثہ کے قریب دوڑا آیا کہ کشتیون کے پل کی حفاظت مین امیر لشکر کی مدد کرے کیونکہ اس پل سے آکر فوج عرب بسہولت اس معرکہ سے علیحدہ ہوسکتی تھی۔ اس لڑائی مین بکر وائل کے بعد جب اسکی پاداش مین نئی فوجین بھرتی ہونے لگین تو لکھا ہے کہ "جو گروہ سب سے آگے ان مین بنو نمر کا عیسائی قبیلہ تھا جو (بائزنطین) رومی سلطنت کی حدود مین آباد تھا۔ جسر کی لڑائی کے بعد حرب بویب (۱۳ھ ہجری) مین جسوقت عرب کی فوج دشمن پر دباو کرنے کو ہوی تو امیر لشکر مثنی گھوڑے پر سوار نمر کے مسیحی سردار کے پاس آیا اور کہا۔

---

[۵۱] یہ ایک ایرانی جنرل تھا جسنے یزدجرد سوم کو فارس کے تخت پر بٹھلانے کی کوشش کی تھی اور قادسیہ کی لڑائی مین ۶۳۶ء مین مارا گیا تھا مترجم [۵۲] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۱۲ و ۱۲۲ [۵۳] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۳۹ [۵۴] میور (۲) ویسٹی جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰

"ہم تم ایک خون رکھتے ہین - چلو - مین دہاوا کرتا ہون تم بھی ساتھہ دہاوا کرو" غرض دونون کے طوفانی یلغار نے عجمیون کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پرشوکت فہرست مین یہہ ایک اور فتح لکھی گئی - اس معرکے کے دن جو جو شجاعت کے کام ہوے ان مین سب سے بڑھ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تھی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تھا اور اپنے اسپ فروش بدووں کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر مین اسوقت داخل ہوا تھا کہ وہ لڑائی کے لیے صف آرائی کرتا تھا - مسیحی بدو افواج عرب کے طرفدار ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب گھمسان کی لڑائی جمی تو یہہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے منجھہ مین جا پہونچا اور پہونچتے ہی عجم کے سردار کو قتل کرکے اپنے زرآراستہ گھوڑے کی پیٹھہ پر آیا اور گھوڑے کو تیز بھگا کر مسلمانون کی صفون مین یہہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ "مین بنی تغلب کا آدمی ہون - مین وہ ہون جس نے سردار کو قتل کیا" [1]

یہہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تھا وہ قبیلہ اُن قبائل مین سے تھا جنہون نے عیسائی رہنا پسند کیا تھا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بدووں نے جیسے بنو نمر اور بنی قضاعہ کے قبیلے تھے اسلام قبول کر لیا -

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ انپر کسی طرح کا دباؤ نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد رہین البتہ اُن مین سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مُجاز نہ ہوگا - اور نہ وہ ایسے لوگون کے بچون کو جو لوگ مسلمان ہوگئے ہون اصطباغ دیسکین گے [2] - انکو حکم ہوا کہ جزیہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تھا دیا کرین - لیکن جزیہ دینے مین جو جان و مال کی حفاظت کے عوض مین تھا بنی تغلب نے اپنے غرور کو انکسار مین بدلتے پایا اور امیرالمومنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہین اوسی طرح کا محصول ہمکو بھی ادا کرنیکی

---

[1] میور کی کتاب خلافت ، صفحہ ۹۰ - ۹۴ [2] طبری - پہلا سیریز ، صفحہ ۲۴۰۲ -

اجازت ہو۔ پس بنو تغلب جزیہ کی جگہہ دوگنا صدقہ دیتے تھے جو خیراتی محصول تہا اور مسلمانون کے کہیتون اور مویشیون وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تہا[۱]۔

اسی طرح حیرہ کے لوگون نے اون تمام کوششون کو رد کیا جو خالد نے اس بارے مین صرف کین کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو۔ حیرہ کا شہر تواریخ عرب مین سب سے نامور شہرون مین تہا۔ اسلام کے بہادر ہیرو خالد ابن الولید نے یہہ سمجہا تہا کہ شہر کے باشندون کو فقط اس بات کے جتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگون مین رکہتے ہین پیغمبر عرب کی اُمت مین شامل ہونے کی تحریص ہو جاویگی۔ جب شہر کے قلعہ بند باشندون نے اسلامی سپہ سالار کے پاس سفارت بہیجی کہ شرائط تجویز ہو کر شہر اوسکے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیرون سے پوچہا "تم کون ہو۔ عرب ہو یا عجم؟" عدی نے جو سفارت کا خطیب تہا جواب دیا "نہین۔ ہم عرب العاربہ (یعنی اصلی قدیم عرب) ہین اور باقی ہم مین عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پردیسی) ہین۔" خالد نے کہا "اگر تم وہ ہوتے جسکا دعوی کرتے ہو تو تم کبہی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تحقیر نہ کرتے۔" عدی بولا۔ "ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے۔" خالد نے کہا "یہہ تم سچ کہتے ہو۔ اب ان تین باتون مین سے کسی ایک بات کو پسند کرلو۔ اول ہمارا دین قبول کرو اور جو کچہہ ہمارا ہے وہ خوشی اور رنج مین تمہارا ہوگا خواہ تم دوسرے ملک مین جانا چاہو خواہ اپنے ملک مین رہو۔ دوسرے جزیہ دو تیسرے لڑو۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی مین اُن لوگون کے ساتہہ تمہارے پاس آیا ہون جو موت کی ایسی آرزو رکہتے ہین کہ تم جینے کی نہین رکہتے۔" عدی بولا۔ "نہین ہم جزیہ دینگے" خالد نے کہا "تمہاری بری قسمت ہو۔ کفر کے رستہ کا جنگل ہے اور وہ عرب احمق ہے جسکو دو راہ بتانیوالے جنگل مین ملین ایک اُن مین عرب ہو اور دوسرا عرب نہ ہو اور وہ

---

[۱] قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال دبستان جہان و نگارستان عرب کی تصانیف مین ملیگا اسکو پیر هنری لامنس نے اپنی تصنیفون مین بخوبی و اختصار سے جمع کیا ہے [illegible] شائع کردہ عملیہ [illegible] اے سیریز نمبر ۲ جلد ۴ صفحہ ۹۹-۹۹ و ۴۳۸-۴۵۹

پہلے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور غیر کی راہ نمائی کو قبول کرے[۵۱]"

نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے مناسب انتظام کیا گیا کیونکہ تمام قبیلے جلد اسلام قبول کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کی احتیاط ضروری تھی کہ اصل مذہب یا فروعات مذہب کے سمجھنے میں ایسی غلطی نہو جسکا اندیشہ ناقص التعلیم نومسلموں کی حالت میں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معلمان دین ہر ملک میں مقرر کیے جنکا یہ کام تھا کہ نومسلموں کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دیں۔ قضات کو بھی نگرانی کا حکم تھا کہ آیا سب مسلمان خواہ جوان ہوں یا بڈھے نماز کے لیے اور خاص کر نماز جمعہ اور ماہ رمضان میں حاضر ہوتے ہیں۔ تعلیم دین کی بزرگی اس بات سے ثابت ہے کہ کوفہ کے شہر میں جس مغفر عہدہ دار کے سپرد بیت المال تھا اسکی نگرانی میں مسلمانوں کی دینی تربیت و تعلیم بھی تھی[۵۲]۔

جو مثالیں اس بات کی اوپر بیان ہوئیں کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحوں اور انکی نسلوں نے عیسائی عربوں کے ساتھ کیسی بے تعصبی اور دینی مسالمت برتی اُن سے یقینی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن مسیحی قبائل نے اسلام قبول کیا انہوں نے اپنی مرضی اور آزاد ارادہ سے ایسا کیا۔ آج کل کے عیسائی عرب جو مسلمانوں میں رہتے ہیں اسی مذہبی آزادی اور صلح کل طریق اسلام کی زندہ شہادت ہیں۔ لیئرڈ نے لکھا ہے کہ کرک کے قریب بحیرہ مردہ کے مشرق میں ایک خیمہ گاہ سے اُسکا گذر ہوا جو عیسائی عربوں کا تھا اور یہ مسیحی عرب لباس اور آداب معاشرت میں مسلمان عربوں سے کسی بات کا فرق نہ رکھتے تھے[۵۳]۔ برخارت کو کوہ سینا کے راہبوں نے بتایا کہ اخیر صدی تک مسیحی بدوؤں کے کئی خاندان جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا باقی تھے اور اون میں سے اخیر خاندان کی ایک بڑھیا ۱۷۵۰ء میں مری اور مسیحی خانقاہ کے باغ میں دفن کی گئی[۵۴]۔ قریتین کے گاؤں میں جو صحرا میں واقع اور پلمائرا سے جنوب مغرب میں چھ میل

---

[۵۱] طبری پہلا سیری صفحہ ۲۰۴۱ [۵۲] مسعودی۔ تو م ۴ صفحہ ۲۵۶ [۵۳] سر ہنری لیئرڈ (ابتدای سیر سیاحت ملک فارس۔ ساسان اور بابیلونیا میں" پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۴۷ء) [۵۴] برخارت (۲) صفحہ ۵۶۴۔

گھنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے۔ اُس مین بارہ سو آدمی رہتے ہین جنمین سے نصف شامی عیسائی ہین جو اپنے مسلمان ہمسایون کے ساتھہ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہین اور مسلمانون کی مثل بدوی لباس ایسا پہنتے ہین کہ عیسائی اور مسلمان مین کوئی ظاہر تمیز نہین ہوسکتی[۱] مشہور قبیلہ بنو غسان کے بہت سے آدمی جنمین عرب کا خالص خون ہے اور جنہون نے مسیحی دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تھا ابتک مسیحی المذہب ہین۔ اور دو صدیون کا زمانہ ہوا جبسے اُنہون نے روما کے کلیسہ کی اطاعت قبول کی ہے عبادت مین عربی بان استعمال کرتے ہین[۲]۔

اگر اب ہم بدوؤن کا حال چھوڑکر اسلام کے متعلق اُن لوگون کی حالت کا اندازہ کرین جو شہرون اور قصبون مین مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے بعد ہی لوگون نے جلد جلد اسلام قبول نہین کرلیا۔ (بائزنتائن) رومی سلطنت کے مشرقی صوبجات کے بڑے شہرون مین جو عیسائی رہتے تھے اون مین سے اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب کے ساتھہ وفادار رہے اور ابتک اُن مین کے بہت لوگ عیسائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین۔

ان عیسائیون کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عملداری مین اُنکا کیا حال تھا اور ایسے حالات کی تحقیق کے لیئے جو کبھی کبھی اُنکے تبدیل مذہب کا سبب ہوے مختصر طریق پر یہہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ سلطنت روم (بائزنتیم) کے عیسوی دور حکومت مین جو افواج عرب سے مغلوب ہوی اُن عیسائیونکی کیا کیفیت تھی۔

سو برس پہلے جستینین قیصر روم اس بات مین کامیاب ہوا تھا کہ سلطنت روما مین ظاہری اتفاق و اتحاد پیدا کردے۔ لیکن اوسکی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے اور اب پایہ تخت اور صوبجات مین کوی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا۔ جب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا تو اوسنے

---

[۱] فون کریمر (۴) صفحہ ۹۱ - [۲] پالگریو - دو مشرقی سوالات پر جواب مضمون ۱۱، صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء)

ملک شام کو پایہ تخت مین شامل کرنے کی کوشش کی اور اس مین کسی قدر کامیابی بھی ہوی - لیکن بدقسمتی سے جو مصالحت کے عام طریقے قیصر نے اختیار کیئے انھون نے رفع اختلاف کی جگہہ اور مخالفت پیدا کردی - قومی خیال کے زندہ قائم مقام فقط مذہبی جذبات رہ گیے تھے - ہرقل نے یہہ بھی چاہا کہ عیسوی دین کی تفسیر و توجیہ کرکے تمام مناقشات کو جو مخالف فرقون مین تھے بند کردیا جاوے - اور جو لوگ کلیسہ قدیم (آرتھودوکس[1]) سے برگشتہ ہین انکو کلیسہ اور پایہ تخت کا مطیع کرلے - کیلسیدون کی مسیحی مجلس (۴۵۱ء) نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا تھا کہ حضرت مسیح کو دو واقنومون مین بغیر خلط ملط اور تبدیلی اور تقسیم اور علیحدگی کے تسلیم کرنا چاہیے - دونون اقنومون کا فرق انکے اجتماع سے دور نہ ہوگا - بلکہ ہر اقنوم کے خواص برقرار ہین اور ایک ذات اور ایک جوہر مین شامل ہین مگر اس طرح نہین کہ گویا دو ذاتون مین یہہ خواص تقسیم اور جدا ہوسکتے ہین بلکہ وہ ہی ایک بیٹا ہے اکلوتا مولود کلمۃ اللہ" اس مجلس کو فرقہ مونوفزائت نے تسلیم نہ کیا - کیونکہ یہہ فرقہ مسیح کی ذات مین ایک اقنوم کو مانتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مسیح مرکب ذات ہے جسمین تمام ربانی اور انسانی صفات موجود ہین لیکن جوہر جسکی یہہ صفات ہین کہ اوس مین دوئی نہین ہے بلکہ مرکب وحدت ہے - اس مسئلہ پر کلیسہ قدیم (آرتھودوکس) کے فرقہ مین اور فرقہ مونوفزائت مین جو مصر و شام اور روم کی عیسائی سلطنت کی حدود سے باہر کے ملکون مین آباد تھا دو صدیون تک سخت مناظرہ رہا - یہانتک کہ اب ہرقل نے مونوتھیلیتزم کے مسئلہ سے فریقین مقابل مین مصالحت پیدا کرنی چاہی - اس مسئلہ کا مضمون یہہ تھا کہ اقانیم کی دوئی کو مانکر مسیح کی واقعی زندگی مین ذات کی وحدت کو قائم کیا جاوے اور یہہ اس طرح کہ اس ایک ذات مین دو قسم کی تحریکون سے انکار کیا جاوے - ایک مسیح اور خدا کا بیٹا نتیجہ پیدا کرتا ہے اوسکا جو انسانی ہے اور جو

[1] آرتھودوکس کے لغوی معنی ہین - دین مین درست - آرتھودوکس کلیسہ سے مراد ہر ایک عیسائی جماعت سے ہوسکتی ہے جو جدا فرقہ ہو - لیکن کسی ملک مین جو خاص فرقہ سلطنت کی وجہ سے یا اقامت یا اور کسی وجہ سے ممتاز ہو وہ آرتھودوکس کہلاتا ہے اور جو فرقے اسکے خلاف یا اس سے منحرف ہوتے ہین انکو ہیریٹک کہتے ہین - مترجم

ربانی ہے ایک بانی انسانی ذریعہ سے یعنی صرف ایک ارادہ ہے مجسم کلام یعنی مسیح مین[۵۱]۔

لیکن ہرقل کی قسمت کا فیصلہ بھی انہین لوگون کے ساتھ ہوا جو آیندہ زمانہ مین ان مخالف فرقون کے اتفاق کے درپے ہوے۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہی نہ ہوا کہ مناظرون کی آگ اور جل اوٹھی بلکہ ہرقل پر بیدینی کا داغ لگا اور دونون فرقون کا مورد عتاب بننا پڑا۔

فی الواقع ہرقل نے رعایا کے دل مین اپنی طرف سے سخت ناراضی پیدا کر لی اور قوی دلیل اس بات کے یقین کی ملتی ہے کہ سلطنت روما کی آرتھوڈوکس رعایا کا بڑا حصہ جو قیصر کے مفتوحہ صوبجات مین آباد تھا عربون کا دوست بن گیا۔ قیصر کو بے دین سمجھکر رعایا نے دشمنی کی نظر سے اپنے بادشاہ کو دیکھا اور یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین اپنے مونوتھیلیتک عقائد کو زبردستی جاری کرنے مین ہمپر ظلم نہ کرنے لگے[۵۲]۔ پس عیسائی رعایا نے بلا تامل بلکہ شوق سے اپنے نیے حاکمون کا خیر مقدم کیا جنہون نے اونکے دین کی سلامت رکھنے کا وعدہ کیا اور راضی ہوگئے کہ عیسائیون کے مذہبی مراتب اور قومی آزادی مین مناسب اندازہ قائم کردین گے بشرطیکہ موجودہ خطرے سے وہ اپنے تئین بچا لین۔ چنانچہ جب ہرقل کی فوج حمص کے شہر کے قریب آئی تو شہر والون نے فصیل کے دروازے بند کر لیے اور مسلمانون سے کہا کہ تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو یونانیون کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے مین بہتر جانتے ہین[۵۳]۔

۶۳۳ء سے ۶۳۹ء تک کے معرکون مین جن مین عربون نے روما کے لشکر کا صدود شام سے رفتہ رفتہ استیصال کیا شامی عیسائیون کے خیالات اسطرح کے تھے جیسے اوپر بیان ہوے۔ اور ۶۳۷ء عیسوی مین جب دمشق کے باشندون نے عربون سے شرائط منظور کرانے کی مثال قائم کی اور لوٹ سے حفاظت کا ذمہ لیا اور مفید مطلب عہد و پیمان

---

[۵۱] آئی۔ اے۔ ڈورنر۔ اے سسٹم آف کرسچن ڈوکٹرین (انگلش ترجمہ) جلد سوم صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۶ طبوعہ لندن ۱۸۸۳ء جے۔ سی۔ رابرٹسن ہسٹری آف دی کرسچن چرچ (دوسری جلد صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء)

[۵۲] اس طرح کا خون کچھ بچا تھا کیونکہ ۶۳۲ء مین جب ہرقل بھی پھر کونسٹنٹ نوپل تک شام مین سے گذرا تو فرقہ مونوفزائٹ کے ساتھ اسنے تعصب کا برتاؤ کیا۔ (دیکھو میکل لے گرینڈ صفحہ ۱۲۰)

[۵۳] بلاذری صفحہ ۱۳۶

حاصل کیئے تو ملک شام کے باقی شہر اس شال کی پیروی مین سست قدم نہ رہے حمص ۔ شیزر ۔ منبج کے شہرون نے بھی عہدنامے لکھوایئے اور عربون کے ماتحت بن گیئے ۔ اسی طرح کی شرائط حفظ وامن کے ساتھ بطریق بیت المقدس نے بھی شہر کو مسلمانون کے حوالے کیا ۔ بے دین قیصر کے خوف سے کہ مذہب مین جبر واکراہ استعمال کریگا اور مسلمانون کے اس وعدہ سے کہ دین کی باتون مین سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیون کو بہ نسبت رومانی مسیحی حکومت کے اہل اسلام کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوی ۔ علاوہ اسکے لڑائیون کے زمانہ مین اسلامی فاتحون کا ضبط طبیعت اور رحم ایسا تھا جسنے لوگون مین اہل اسلام کا نہایت وقار پیدا کیا ہوگا[۵۱] اور اونپر فرض کردیا ہوگا کہ لشکر اسلام کے استقبال کے لیئے بڑھین ۔ یہ لشکر ان انصاف واعتدال کے اصولون کا پابند تھا جنکو حضرت ابوبکرؓ نے اول معرکہ شام مین پابندی کے لیئے اسطرح ہدایت فرمایا تھا کہ "انصاف کرنا ۔ جو وعدہ کرو اسکو نہ توڑنا ۔ کسی کے اعضا نہ کاٹنا ۔ بچون بڈھون اور عورتون کو نہ قتل کرنا ۔ کھجور کے درختون کو نقصان نہ پہونچانا اور نہ آگ سے انکو جلانا ۔ جن درختون مین پھل لگے ہون اون کو نہ کاٹنا ۔ ریوڑون گلون اور اونٹون کو کھانے کی ضرورت سے سوا نہ مارنا ۔ اگر اتفاق سے اون لوگون پر گذر ہو جو کنیسون مین گوشہ نشین ہین تو انسے اور انکے کامون سے پرہیز کرنا ۔ زمین کے رہنے والے جو کہانا اپنے برتنون مین لائین خدا کا نام اسپر لیکر اوسمین سے کہانا ۔ اور تمہارا گذر ان لوگون پر ہوگا جنکے سر منڈے ہونگے اور تم انکو چھوتا تلوار کے چھیڑے رخ سے[۵۲] ۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور وبا مین خدا تمہارا محافظ ہو[۵۳] ۔ روم کی عیسائی سلطنت کے صوبجات مین جنکو مسلمانون کی قوت نے جلد محکوم کرلیا عیسائیون کو اس نظر سے کہ وہ نسطوری اور مونوفیزائت عقائد کے پابند تھے اسلامی دور حکومت مین

---

[۵۱] برخلاف اسکے بازنطائن سلطنت کے سپاہیون نے کپادوسیا مین قسطانس (دوم) کے عہد حکومت (۶۴۱ء تا ۶۶۸ء) مین اپنے ہم مذہب عیسائیون پر سخت جور وظلم کیا ۔ دیکھو ہکل کے گرینڈ صفحہ ۲۳۴ ۔ [۵۲] فاخفقوھم بالسیف خفقا کے لفظی معنی ہین کہ جسپر وانکو ایک چھوٹا تلوار سے اس عبارت کا غلط ترجمہ کرکے یہ بیان ہوا کہ "انکو مارڈالو" لیکن لفظ خفق کے لغوی معنی ہین "اسطرح مارنا کہ ہلکی آواز ہو" جو اور کے ساتھ یہ لفظ آئے تو اسکے معنی ہوتے ہین چھیڑے رخ سے تلوار مارنا ۔ اور یہ اسبات کی علامت تھی کہ اسکے بعد مسلمان دیر تک لوگون کو زمین پر گرے

(مترجم) جو نوٹ کہ مصنف نے لکھا ہی ہم اوسپر کچھ اور زیادہ کرنا چاہتے ہین ۔ طبری اور کامل ابن اثیر مین یہ الفاظ ہین فاخفقوھم بالسیف خفقا

(باقی صفحہ آئندہ)

ایسی مذہبی آزادی ہوئی کہ جسکا تجربہ پہلے اُن کو صدیون مین بھی نہ ہوا تھا۔ اونکو اجازت تھی کہ قطعی آزادی کے ساتھہ اور بغیر کسیکی مزاحمت کے اپنے مذہب کی پیروی کرین۔ صرف چند قیدین البتہ اونپر لگائی گئی تھین جنکا منشا فقط یہ تھا کہ ادیانِ مقابل کے معتقدون مین اگر کوئی نزاع اُٹھہ کھڑا ہو تو اسکا انسداد ہو سکے یا مذہبی نشانات کی عام نمایش سے جو مسلمانون کو سخت ناگوار تھی کوئی تعصب کا ہنگامہ نہ برپا ہو سکے۔ مسلمانون کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی وسعت جو ساتوین صدی عیسوی کی تاریخ مین نہایت بین ہے اُن شرائط سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے جنکو اہل اسلام نے بلاد محروسہ کے حق مین منظور کیا۔ اور جس مین جان و مال کی حفاظت اور عقائد مذہب کی پیروی مین آزادی کو صرف اطاعت اور جزیہ قبول کرنے کے عوض مین دیا۔[۱]

دمشق کی نسبت لکھا ہے کہ ایک حصہ اوسکا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئین مسلمانون کے حوالہ کر دیا یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر کے شرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا سردار مغربی دروازہ سے شہر مین گیا کہ حاکم دمشق اوسکے سامنے اقبال اطاعت کرے۔ چونکہ دمشق پر ان دو طریقون سے قبضہ ہوا اسلیے جسقدر گرجا شہر مین تھے وہ عیسائیون اور مسلمانون مین برابر تقسیم ہو گئے۔ سینٹ یوحنا کا کلیسہ بھی آدھا آدھا تقسیم ہوا اور اسّی برس تک عیسائیون اور مسلمانون نے ایک چھت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ خلیفہ عبدالملک نے

(بقیہ صفحہ ۶۹) جسکا مصنف نے انگریزی مین ترجمہ کیا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ تم اونکو جو ناموس کے چھٹے رخ سے، مگر فتوح الشام ازدی مین فاخفقوہم کی جگہ فاضہ بوہم یا متحصوا من وہم یا سیف کا لفظ ہے جسکے معنی مین کہ تم اونکے منڈھے ہوے سرون کو تلوار سے۔ اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین فاعلوہم بسیوفکم اوساطہم یعنی تم اونپر اپنی کرداپنی تلوارین اونکی چندیا پر۔

اسکے بعد فتوح الشام ازدی مین یہ فقرہ بھی ہے حتی یجیبوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرین یا عاجز ہو کر جزیہ دینا قبول کرین اور فتوح الشام ازدی مین یہ الفاظ ہین حتی یجیبوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہو کر جزیہ دینا قبول کرین۔ مگر طبری اور ابن اثیر مین یہ فقرہ جو فتوح الشام ازدی اور واقدی مین ہے نہین ہے۔ پس اس اختلاف الفاظ کے سبب جو طبری اور ابن اثیر مین فاخفقوہم ہے اور فتوح الشام ازدی مین فاضربوہم بالسیف کا لفظ ہے اور فتوح الشام واقدی مین فاعلوہم بسیوفکم اوساطہم ہے انگریزی مؤرخون نے فاخفقوہم کے معنی فاقتلوہم یعنی اونکو مار ڈالو لکھہ دیے ہین مگر ان مترجمون کے لفظون مین کسی لفظ کو اختیار کرنے سے فاقتلوہم کے معنی یعنی اونکو قتل کرڈالو نہین نکلتے بلکہ اسکا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اگر وہ لڑین تو تم بھی اونکو مارو اور اونسے لڑو۔ اور فتوح الشام واقدی ازدی مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبتک کہ وہ مسلمان ہون یا جزیہ ہمین ادا کرنا قبول کرین تب تک اونکو قتل کرتے رہو۔ انگریزی مؤرخون نے جو فاخفقوہم یا فاضربوہم یا فاعلوہم بسیوفکم کا ترجمہ جس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو قتل ہی کرنیکا حکم تھا یہ ترجمہ صحیح نہین ہے۔

[۱] بلاذری صفحہ ۷۳-۷۴۔

نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنا لے لیکن عہدنامہ کے شرائط کو دیکھکر اس قصد سے باز رہا چونکہ گرجا مین عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانون کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لیے اور خلفا نے بھی کثیر رقوم معاوضہ مین پیش کرکے کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوی۔ مگر سنہ ۹۰ ہجری مین خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کرلی جسکو اور خلفا راستی سے حاصل نہین کرسکتے تھے۔ چند سال کے بعد ہی خلیفہ عمر ثانی نے عیسائیون کی فریاد کو سن کر اُنکے ساتھہ کیسی بے انصافی ہوی ہے دمشق کے تمام گرجاؤن کو جو لڑائی کے زمانہ مین ضبط ہوے تھے عیسائیون کے لیے واگذاشت کردیا۔

جب بیت المقدس امیر المومنین عمر ابن الخطاب کا فرمان پذیر ہوا تو ذیل کی شرائط منظور ہوئین

"بسم اللہ الرحمن الرحیم صلحنامہ کی یہ شرائط ہین جنکو مین عمر خدا کا بندہ اور مومنون کا امیر بیت المقدس کے باشندون کے لیئے منظور کرتا ہون۔ مین حفاظت دیتا ہون اونکی جان و مال اور انکی اولاد کو۔ اُنکے گرجاؤن اور صلیبون کو اور جو کچھہ انکے ساتھہ پیوستہ ہی۔ مین حفاظت دیتا ہون اونکی زمینون کو اور سب باشندون کو انکے مذہب پر۔ انکے گرجا جو بیت المقدس مین ہونگے اونکا مال نہ لیا جاویگا اور نہ وہ مسمار کیے جاوینگے اور نہ انمین سے کسی گرجا کو اور اونکی جایداد کو اور نہ انکے مرتبہ کو اور نہ انکے مال کی کسی چیز کو نقصان پہونچایا جاویگا۔ اور نہ بیت المقدس کے باشندون پر مذہب کی پیروی مین جبر ہوگا اور نہ انمین سے کسی کو مضرت دیجاویگی"[1]، بیت المقدس کے باشندون پر محصول اس شرح سے لگایا گیا کہ پانچ دینار دولتمندون پر اور چار دینار متوسط الحال لوگون پر اور تین دینار کم استطاعت لوگون پر مقرر ہوے۔ بطریق بیت المقدس کے ہمراہ حضرت عمر نے آثار مقدسہ کی زیارت کی اور یہہ کہا گیا ہے کہ جسوقت بطریق اور امیر المومنین کنیسۃ القیامۃ مین تھے تو نماز کا وقت ہوا۔ بطریق نے حضرت عمر سے کہا کہ کنیسہ ہی مین نماز پڑہ لین لیکن امیر المومنین نے دور اندیشی سے

[1] "دیر بیت المقدس کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ۔ جے نیڈز۔ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۶ء)

انکار کیا اور کہا اگر مین نے ایسا کیا تو اہل اسلام اس گرجا پر آیندہ دعوی کرینگے کہ وہ اسلامی معبد ہے۔

ایسی دور اندیشی کی مثال جیسی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوی عیسائیونکی تاریخ مین جو اسلامی دور حکومت مین گذری دریافت ہونی مشکل ہے۔ اور نہ امیر معاویہ (۶۶۱-۸۰ء) کی فیاضی کی نظیر مل سکتی ہے جنہون نے الرہا کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرادیا۔ لیکن پھر بھی عام قاعدہ یہہ ہی تہا کہ خلفائے عیسائیون کے ساتھہ بے تعصبی اور آزادی مذہب کے اصول کو بنیاد ضابطہ کہا (اور اگر ہم ایسے وقتون کو مستثنی کردین جن مین عیسائیون پر ظلم ہوے جیسے خلیفہ متوکل کا زمانہ تہا تو) عیسائیون پر جو کچھہ قیود تہین انکا نشان صرف اوس امان مین ملتا ہے جسکو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہہ بات مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانون کی اطاعت قبول کی اوسنے امان عمرؓ کے مضمون کو اختیار کیا۔ لیکن زمانہ قدیم کے مورخون نے اسکا کچھہ ذکر نہین کیا ہے اور سر ولیم میور نے بھی اوسکی صحت مین شبہہ ظاہر کیا ہے اور سمجھا ہے کہ امان حضرت عمرؓ مین جو سخت شرائط ہین جو حضرت عمرؓ کے بے تعصب عہد خلافت کی نہین معلوم ہوتین بلکہ زمانہ مابعد کی خصوصیتون مین پائی جاتی ہین۔ امان کا مضمون یہہ تہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ مکتوب ہے فلان فلان شہر کے عیسائیونکی طرف سے عمر ابن الخطابؓ کے نام جب تمنے ہمارے خلاف کوچ کیا تو ہم نے تم سے اپنے لیے اور اپنے کنبون کے لیے اور اپنے مال اور اپنے ہم مذہبون کے لیے حفاظت چاہی اور ہم نے تمسے یہہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا حوالی شہر مین کوئی

لہ فلپ ہٹی جلد ۱ صفحہ ۳۸۴ ۔ ۲ امان عمرؓ کا وہ جسکی بموجب کل قلمرو اسلامیہ مین عیسائی قومون کی حالت قائم ہوی تہی اخیر زمانہ مین دیکھنے مین آتا ہے۔ لیکن حضرت عمر جیسے صلح کل فرمانروا کے ساتھہ امان کی شرائط مین سے اکثر کی پابندی کو منسوب کرنا اس فرمانروا پر بہتان باندہنا ہے۔ اس سخت امان مین جو شرائط ایسی ہین کہ سب سے زیادہ مخل آزادی عیسائیون کے حق مین ہوین وہ بعد عملدرآمد صرف اخیر وقت مین ہوا۔ (خلافت ۱، صفحہ ۱۴۶-۱۴۷)۔ آٹھوین صدی ہجری سے پہلے اس امان کا ذکر کسی مستند ذریعہ سے بیان نہین ہوا۔ (ستیسشنیڈ صفحہ ۱۶۵-۱۸۷)

نیا کنیسہ گرجا۔ حجرہ یا خانقاہ تعمیر نہ کرینگے[۵۱] اور ایسے مکانات مین سے اگر کوئی گر جائیگا تو اوسکی مرمت نہ کرینگے اور اُن کو جو مسلمانون کے محلون مین ہونگے نو تعمیر نکرینگے۔ ہم مسلمانون کو دن کے وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤن مین داخل ہونے سے منع نہین کرین گے اور ہم گرجاؤن کے دروازون کو غریبون اور مسافرون کے لیئے چوپٹ کھلا رکھین گے۔ ہم مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھرون مین آنے دینگے اور تین راتون تک اوسکو روٹی اور ٹھکانا دین گے۔ ہم کسی مخبر کو اپنے گرجاؤن یا گھرون مین نہین رہنے دینگے اور نہ مسلمانون کے کسی دشمن کو چھپا رکھین گے۔ ہم اپنے بچون کو قرآن نہین پڑھوائین گے[۵۲]۔ ہم عیسائی مذہب کی نمایش نہ کرینگے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائینگے۔ ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ خواہش کریگا اسلام قبول کرنے سے نہ روکین گے۔ ہم مسلمانون کی عزت کرینگے اور جب کبھی وہ ہمارے جلسون مین بیٹھنا چاہینگے تو اُنکے لیے کھڑے ہو جایا کرینگے۔ ہم اپنے لباس مین اُنکی نقل نہین کرینگے۔ نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ جوتی مین اور نہ مانگ نکالنے مین ہم اُنکی زبان کے جملون کو استعمال نکرینگے[۵۳] اور نہ اُنکا لقب اختیار کرینگے ہم زین پر سوار نہونگے اور نہ تلوارین کمر مین باندھینگے اور نہ ہتیار رکھینگے اور نہ اُنکو لگائینگے اور نہ اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ کرینگے۔ ہم شراب بیچینگے۔ ہم اپنے سرون کے سامنے کا حصہ مونڈا کرینگے۔ ہم اپنا ہی طرز لباس قرار رکھینگے جہان کہین ہم ہون ہم پیٹیان اپنی کمر مین

---

[۵۱] بعض مستند نقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ قیام ذمہ کا زمان (رعیتون مین جاری رہتا تھا کیونکہ وہان گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت جائز نہ تھی (ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

[۵۲] (منکرون کی) "تعلیم قرآن کے مسئلہ مین علماء مین اختلاف ہے۔ فرقہ مالکیہ نے اسکو ممنوع رکھا ہے۔ لیکن فرقہ حنفیہ نے اسکی اجازت دی ہے اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائین ظاہر کین ہین۔ پہلی رائے مین تعلیم قرآن کے وہ موافق ہین کہ اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری رائے مین تعلیم قرآن کو انہون نے ممنوع قرار دیا ہے اس وجہ سے کہ منکر جو قرآن پڑھتا ہے ابھی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اُسکا مقصد قرآن پڑھنے سے صرف مضحکہ ہو کیونکہ وہ اسلام اور رسول کا جسنے کتاب لکھی ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونون رائین متناقض ہین پس امام شافعی نے کوئی قطعی رائے اس مسئلہ پر قائم نہین کی" (رایلین صفحہ ۵۰) چونکہ ان بزرگ اماموں کا جو تین بڑے فرقون کے مجتہد ہین اس مسئلہ مین اتفاق نہین ہے تو اسی عدم اتفاق سے شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ احکام کی شرائط ایسے تھے جو ہر زمانہ کی نہین ہین جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ [۵۳] جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہین جو صرف اہل اسلام کے لیے مخصوص ہین۔

لگائینگے ہم اپنی گرجاؤن پر صلیب ظاہر نہ کرین گے اور نہ اپنی صلیبون اور مقدس صحیفون کو مسلمانون کے محلون یا بازارون مین دکھائینگے[۵۱] ہم اپنے گرجاؤن کے ناقوس[۵۲] ہلکے ہلکے بجائین گے جب کوئی مسلمان موجود ہوگا تو ہم بلند آواز سے اپنی نماز نہ پڑہین گے ہم کہجہ رکے پتون اور مورتون کو قطار سے بازارون مین نہ لگا لینگے۔ اپنے مُردون کی تدفین کے وقت ہم زور سے نہ گائین گے اور نہ روشن شمعین مسلمانون کے محلون اور بازارون سے لیکر گذرین گے ہم ایسے غلامون کو نہ لین گے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہونگے اور نہ اُنکے گہرون مین مخبری کرینگے ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے۔ ان سب باتون کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے ہمدینون کی طرف سے اقرار کرتے ہین اور اسکے عوض مین تم سے حفاظت حاصل کرتے ہین اور اگر ہم اس آمان کی کسی شرط کو توڑین تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کر لینا۔ اور پھر تمکو اختیار ہوگا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجھکر ہمارے ساتھ برتاؤ کرو[۵۳]"

لباس وغیرہ کا فرق جسکو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتاً اور از خود اختیار کرتی ہین ایسا فرق ہے جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجھ نہ سکین گے۔ اور مذکورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکھین گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی مین ناجائز خلل ڈالتے ہین۔ لیکن اخوت المومنین جس کو آج کل کے بعض صنف بڑے شوق سے اسلام کی فوقیت[۵۴] کہتے ہین اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تھی تو اسکو خارج مین بھی ایک ظاہر نظر کی ضرورت ہوئی اور یہ لازم آیا کہ جن لوگون نے حلقۂ اسلام مین شامل ہونے سے انکار کیا اُنکو عیسائیون کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جسکی طرف نو مسلمون کو بہت میلان خاطر تھا باز رکھا جائے[۵۵] جو قیود مذہبی نشانات یا رسوم کی عام

---

[۵۱] ابو یوسف لکھتے ہین کہ شہر کے اندر جہان مسلمان ساجد ہوتی ہین وہان تو نہین لیکن شہر کے باہر سارے شہر مین ایک تبہ عیسائیون کو اجازت تھی کہ صلیبون کو قطار مین لگا لین لیکن علم نکالنے کی اجازت نہ تھی۔ [۵۲] ناقوس لکڑی کا ایک ستطیل ٹکڑا ہوتا تھا جسکو مونڈھے سے بجاتے تھے۔ [۵۳] ہامر کرگستال ڈکورس لیبر ڈیکسپوگنا تیونی پبلیکا مسلمانورم یعنی صفحہ ۶۶ الگیتی یا تاورم ۱۸۲۵ء فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰۰-۱۰۴- جورنال آسیاتیق سیری ۴- نمبر ۱۰ صفحہ ۴۹۵-۴۹۹- [۵۴] فرینسری کے معنی ہین فرینسیون کی جماعت فرینسین وہی لفظ ہے جسکو محاورہ عام مین فرانسس کہتے ہین۔ [۵۵] گولڈزیہر پہلی جلد صفحہ ۱۰۹-۱۳۳-

نمایش کے بارے مین تھین وہ انتظام اور امن خلائق کے لیئے ضروری اور ایسے تعصبی فتنون کے انسداد کے لیے ضروری تھین جو اسلامی عایا مین برپا ہوجاتے کیونکہ کوئی بات جس مین بت پرستی کی بو تک آتی ہو مسلمانون کو خاصکر شاق گذرتی تھی۔ اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوئی ہوتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن مین عیسائیونکی جان و مال کا نقصان ہوا۔ فی الواقع پابندی کے ساتھ انکی تعمیل نہین ہوی بلکہ انکے اعادہ کے لیے ہمیشہ اسکی ضرورت ہوتی تھی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اُٹھے۔

یہہ بات کافی طور پر بیان کردی گئی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تھا کہ مذہب مین آزادی اُنھین حاصل نہ تھی۔ یہہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت مین جزیہ دینا انکو سخت ناگوار تھا لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تھی کہ اسکو بار نہین تصور کیا جاسکتا۔ خاص کر ایسی صورت مین جبکہ جزیہ دینا عیسائیون کو فوجی خدمات سے جو اہل اسلام پر لازمی تھین بری کردیتا تھا۔ اسلام قبول کرنے مین کسی قدر روپیہ کا فائدہ یقینی ہوتا تھا۔ لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیئے اپنا دین چھوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اُسپر ہوگا۔ خاص خاص صورتون مین خراج یعنی محصول اراضی کے عوض مین پیداوار مین سے دسوان حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہوجاتا اجازت مل جاتی تھی لیکن باقی صورتون مین اسلام قبول کرنے کے بعد بھی خراج لگایا جاتا تھا[۱]۔ مگر جزیہ کی جگہ نومسلم کو زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی تھی جو بہت قسم کے مال منقولہ اور غیر منقولہ پر سالانہ شرح سے لگائی جاتی تھی[۲]۔ جزیہ کی شرحین جو قدیم فاتحون نے مقرر کین وہ یکسان نہ رہین۔ چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہ

[۱] فون کریمر۔ پہلی جلد صفحہ ۳۴۳ - ۳۴۸ و ۱۷۷ و اسلام قبول کرنیکے بعد چاہیے تھا کہ جزیہ کی موقوفی کا حکم ہوجاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دارمدار خراج اور جزیہ پر تھا جنکو منکر ادا کرتے تھے اس لیے مسلمان ہوجانیکی حالت مین بھی یہ محصول جاری رہتا تھا۔ تحریر جب یہ پرانا قاعدہ متروک ہوا کہ کوئی مسلمان اراضی یا اور طرح کی جایداد غیر منقولہ پیدا نہین کرسکتا تو صحیح النسل عرب اور ان لوگون مین جو مسلمان نہ تھے یہ ٹیکس قائم کیگئی اور جو لوگ مسلمان نہ تھے وہ اگر اسلام قبول بھی کرلیتے تھے تو بھی خراج اور ایک حد تک جزیہ انکو ادا کرنا ہوتا تھا لیکن عربونکو صرف عشر کی قلیل رقم دینی پڑتی تھی۔ [۲] گولڈزیہر۔ پہلی جلد صفحہ ۵۰ - ۵۷ و ۴۲۷ و ۴۳۰ -

امام ابوحنیفہ اور امام مالک مضمون جزیہ کی فروعات[۱] مین متفق نہین ہین - ذیل کی شرحین کتاب الخراج سے نقل کی جاتی ہین جسکو قاضی ابویوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کی درخواست پر تیار کیا - اس کتاب کی نسبت خیال ہے کہ دور خلافت مین محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہوگا - دولتمندون کو ۴۸ درہم سالانہ اور متوسط الحال لوگون کو ۲۴ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے[۲] - لیکن مفلسون سے جیسے کھیتون کے مزدور اور دستکار ہوتے ہین ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے تھے - یہہ محصول یعنی جزیہ اگر خواہش کی جاتی تھی تو جنس مین بھی ادا ہو سکتا تھا - مویشی تجارت کا مال - گھر کا اسباب یہانتک کہ سوئیان بھی روپیہ کے عوض مین قبول ہو سکتی تھین لیکن سور شراب اور مردہ جانور نہین لیے جاتے تھے - جزیہ فقط صحیح البحثہ مردون پر جاری تھا نہ کہ عورتون اور بچون پر - ایسے تنگدست جنکی روزی خیرات پر تھی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے اور کام نہ کر سکتے خاص طور پر جزیہ سے مستثنے تھے - اسی طرح اندھے - لنگڑے لولے - لاعلاج مریض اور دیوانے اگر وہ دولتمند نہ ہوتے تو وہ بھی اس محصول سے بری رہتے - یہہ ہی شرط قسیسون اور عیسائی عالمون کے ساتھہ تھی کہ اگر میرون کی خیرات پر اونکا گذر ہو تو جزیہ سے مستثنے رہے لیکن اگر مقدور والے ہوے تو اُنسے جزیہ وصول کیا جاتا تھا - عمال جو جزیہ وصول کرتے تھے اونکو خاص ہدایت تھی کہ رعایت کرین اور وصول نہونے کی حالت مین سختی یا جسمانی سزا سے بالکل پرہیز کرین[۳] -

بعض لوگ ہمارے ملک مین یہ خیال پیدا کرتے ہین کہ جزیہ عیسائیون پر اس جرم کی سزا مین تھا کہ اُنھون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا - لیکن یہ درست نہین ہے - جہان اور ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنی ہو کر جزیہ دیتے تھے اسیطرح عیسائیون کو بھی اپنی حفاظت کے معاوضہ مین جو اسلامی سپاہ کرتی تھی جزیہ دینا ہوتا تھا - جب حیرہ کے باشندون نے جزیہ کی رقم قرار داد ادا کی تو خاص طور پر بیان کر دیا کہ جزیہ کی یہ رقم ہمنے اس شرط سے

---

[۱] دیکھو میل کا مقابلہ قرآن مجید سورہ توبہ آیت ۲۹ - نوٹ اور دیکھو نون کریسچین (۱) پہلی جلد صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ [۲] ایک درہم تقریباً پانچ پینس کے برابر ہے یعنی تین اشرفی چار پانی کے برابر - [۳] ابویوسف صفحہ ۶۹ - ۷۰ -

دی ہے کہ "مسلمان اور مسلمانون کا سردار ہماری حفاظت اُن لوگون سے کرے جو ہمکو ستائین خواہ وہ مسلمان ہون یا کوئی اور"[۱] جب حیرہ کے متصل شہرون سے خالد ابن الولید نے عہدنامہ کیا تو لکھا "اگر ہم تمہاری حفاظت کرین تو جزیہ تمپر واجب الادا ہوگا اگر ایسا نہ کرین تو وہ واجب الادا نہین ہے"[۲] یہہ امر کہ جزیہ کے ساتھہ شرط حفاظت کو مسلمان کس قدر واضح طریق پر سمجھے ہوے تھے اسکی تصدیق ذیل کے واقعہ سے ہوسکتی ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین پیش آیا۔ ہرقل قیصر روم نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا تاکہ حملہ آور عساکر اسلام کی مدافعت کرے۔ مسلمانون نے بھی اپنی تمام قوتین اس معارکہ عظیم کے لیے جمع کین۔ امیر لشکر ابو عبیدہ نے شام کے بلاد مفتوحہ کے حاکمون کے نام مکتوب روانہ کیئے کہ جزیہ کی کل رقوم جو شہرون سے وصول کی گئی تھین واپس کردی جاوین اور اون شہرون کے باشندون کو لکھہ بھیجا کہ "جو روپیہ ہم نے تم سے لیا تھا اُسکو واپس کرتے ہین کیونکہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ ایک جرار لشکر ہمارے مقابلہ کے لیے کوچ پر ہے۔ ہم مین اور تم مین یہ وعدہ تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کرینگے۔ چونکہ یہ بات اب ہماری قدرت مین نہین ہے اسلیے جو کچھہ ہمنے تمسے لیا تھا تمکو واپس کرتے ہین۔ لیکن اگر ہم فتحیاب ہوے تو ہم اُن ہی قدیم شرائط کا اپنے تئین پابند سمجھین گے جو از روی عہدنامہ ہمارے مابین ہین"، اس حکم کے بموجب بیت المال سے بڑی بڑی رقمین عیسائیون مین واپس تقسیم کی گئین اور عیسائیون نے مسلمانونکو دعائین دین کہ "خدا تمکو پھر ہمپر حکومت دے اور رومیون پر تمکو فتحیاب کرے۔ رومی ہوتے تو وہ ہمکو کچھہ واپس نہ دیتے بلکہ جو کچھہ ہمارے پاس ہوتا اوسکو بھی لے لیتے"[۳]

جیسا کہ اوپر بیان ہوا جزیہ صحیح البحثہ مردون پر فوجی خدمتون کی عوض مین جو مسلمان ہونے کی صورت مین لازمی ہوتی تھین جاری کیا گیا تھا۔ یہہ امر نہایت درجہ قابل وقعت ہے کہ جب کوئی عیسائی گروہ اسلامی فوج مین داخل ہوتا تو وہ جزیہ سے بری کردیا جاتا۔ چنانچہ قبیلہ جراجمہ کے ساتھہ جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب جوار مین آباد تھا ایسا ہی واقعہ گذرا۔ جراجمہ کے

---

[۱] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۵ [۲] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۰ [۳] ابو یوسف صفحہ ۸۱۔

لوگون نے مسلمانون سے صلح کرلی اور وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ مسلمانون کے دوست رہین گے اور لڑائی مین اُنکے طرفدار بنکر لڑینگے مگر اس شرط سے کہ اونکو جزیہ نہ دینا پڑے اور اموال غنیمت مین سے مناسب حصہ ملا کرے[۱]۔ سنہ ۲۲ ہجری مین جس وقت عرب کے معرکے فارس کے شمال مین بڑھے تو اسی قسم کا عہدنامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا جسنے فوجی خدمات قبول کین اور اوسکے صلہ مین جزیہ سے بری ہوا[۲]۔

جزیہ کی منسوخی کی مثالین جو ایسی صورتون مین پیش آئین کہ عیسائیون نے مسلمانون کی فوجی اور بحری خدمات قبول کرلین سلطنت ٹرکی مین بہت رہی ہین۔ مثلاً مگارس کے باشندے جو البینی عیسائیون کے گروہ سے تھے جزیہ سے اس شرط پر بری ہوے کہ مسلح آدمیون کی ایک جمعیت کوہ ستہران اور کوہ گرانیا کی حفاظت کے لیے جن سے خاکنائے کورنتھہ مین داخل ہوتے ہین مہیا کرین۔ اسی طرح ہائیدرا کے عیسائی باشندون نے سلطان کی کو نی نفسہ کوئی محصول نہین دیا بلکہ اسکے عوض مین دو سو چاس صحیح البحثہ بحری سپاہیون کی ایک کنٹنجنٹ ٹرکی بیڑے کے لیے مہیا کردی جسکو مقامی خزانہ سے اخراجات ملتے تھے[۳]۔ فرقہ مردت جو رومن کیتھولک البینی لوگون مین سے تھا اور سقطرائی سے شمال کے پہاڑون مین آباد تھا جزیہ سے اس شرط پر مستثنیٰ ہوا کہ لڑائی کے وقت ایک مسلح کنٹنجنٹ دیا کرے[۴]۔ اور یہہ ہی معنی تھے کہ جو خدمات سلطنت کی ادا کی گئین انکے معاوضہ مین یونانی عیسائیون کو جزیہ کی رقم واپس دے معاف کردیا گیا کیونکہ یہہ لوگ اُن حوضون کے نگران رہے جن سے قسطنطنیہ مین پینے کا پانی مہیا ہوتا تھا[۵]۔ اور ان مثالون کے برعکس یہہ ہے کہ جب مصری کاشتکار فوجی خدمتون سے مستثنیٰ ہوے تو اُن پر اسی طرح کا محصول لگا دیا گیا جیسا عیسائیون پر تھا[۶]۔

پس اس طرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھہ کہ عیسائی قومون نے اور خاص کر اُن عیسائی قومون نے جو شہنشاہین بازنطینی کے ماتحت تھین ابتدائی دور خلافت مین نہایت آسایش اور ترقی

[۱] بلاذری صفحہ ۵۹ [۲] طبری سیریا سیہ صفحہ ۲۰۵ [۳] فنلے جلد ۱ صفحہ ۳۳۲ [۴] دی جوانیر صفحہ ۱۳۱ [۵] تاس تمہ صفحہ ۳۲۳
[۶] دی جوانیر صفحہ ۲۷۵۔

سے زندگی بسر کی۔ خلفاء کے دربار مین اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے۔ چنانچہ ایک مسیحی عرب جسکا نام خطل تہا دربار کا شاعر تہا۔ اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک (۶۸۵-۷۰۵ء) کا مشیر گذرا ہے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳-۸۴۲ء) کی خدمت مین دو عیسائی بہائی رہتے تہے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تہے۔ ان مین سے ایک کا نام سلمویہ تہا۔ دریافت ہوتا ہے کہ اسکو تقریباً وہی منصب حاصل تہا جو آج کل سکرٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی شاہی مکتوب اُسوقت تک مستند تصور نہ ہوتا تہا جبتک کہ سلمویہ کے بہی دستخط اُسپر نہ ہوتے۔ دوسرے بہائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تہی اور صیغہ بیت المال بہی اُسی کی نگرانی مین تہا۔ یہہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تہا جسکی نسبت توقع ہوسکتی تہی کہ ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا (لیکن ایسا نہ تہا) معتصم کو ابراہیم کے ساتہہ ایسا اُنس تہا کہ جب ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی موت پر سخت رنج کیا۔ ابراہیم کی تدفین کے دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی مین لایا جاوے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہان ادا کی گئین[۵۱]۔ نصر ابن ہارون جو عضد الدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر اعظم تہا عیسائی مذہب رکہتا تہا اور بہت کلیسا اور خانقاہین تعمیر کر چکا تہا[۵۲]۔ مدت تک سلطنت کے عہدے خاص کر صیغہ بیت المال کے عیسائیون اور عجمیون سے معمور ہوتے رہے[۵۳]۔ اور اس زمانہ کے بعد مصر مین بہی یہہ ہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدون پر عیسائی کلیتاً متصرف ہوگئے[۵۴]۔ خاصکر پیشہ طبابت مین عیسائیون نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیرون رئیسون کے گہر مین انکی عزت ہونے لگی۔ خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جسکا نام جبرئیل تہا نسطوری عیسائی تہا اور علاوہ ذاتی جایداد کے جسکی آمدنی آٹہہ لاکہہ درہم سالانہ تہی دو لاکہہ اسی ہزار درہم سالانہ خلیفہ کی ملازمت کے صلہ مین ملتے تہے۔ دوسرا عیسائی طبیب بہی بائیس ہزار درہم سالانہ

---

۵۱ ابن ابی اصیبعہ۔ طبقات الاطبا۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ ہجری) ۵۲ ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۸۱ ۵۳ فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ ۵۴ رلندو صفحہ ۴۳۰-۴۵۰۔

تنخواہ پاتا تھا[۵۱]۔ تجارت اور سوداگری سے بھی عیسائیون نے بڑی ثروت پیدا کی۔ اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگون کی طمع زر کا دامن اس سے اشتعالک ہوئی اور موقع متعصب لوگون کو ملا کہ عیسائیون پر ظلم کرین اور اُن کو گزند پہونچائین۔ علاوہ اس کے جو قومین مسلمان نہ تہین وہ اپنے انتظام مین خود مختار رہتین جس کی وجہ یہ تہی کہ جو معاملات ان کے باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالا کی طرف سے انکو حاصل تہا۔ اور انکے مذہبی پیشوا ایسی صورت مین جبکہ کسی معاملہ مین فریقین انکے ہم مذہب ہون مالی مقدمات کے فیصلہ کرنے مین پورے اختیارات رکہتے تہے[۵۲]۔ انکے گرجاؤن اور خانقاہون مین کسی کو دخل نہ تہا۔ البتہ ایسے گرجا اور خانقاہین جو بڑے شہرون مین تہین اُنمین سے بعض کو مسجد بنا لیا تہا۔ مگر یہہ انتظام ایسا تہا جسپر اعتراض اس خیال سے نہین ہوسکتا کہ جس قدر مسلمانون کی تعداد مین ترقی ہوتی تہی اوسی قدر عیسائیون کے شمار مین کمی ہوتی تہی۔ عیسائیون کو نئے کلیسا اور خانقاہین بنانے کی اجازت بہی تہی۔ پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عمر ثانی (۹۹-۱۰۱ھ ع) کو نوتعمیر گرجاؤن کی مسماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ متوکل نے (۲۳۲-۲۴۷ھ ع) اس حکم کا اعادہ کیا تو ان ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے گرجاؤن کی تعمیر کے امتناعی حکم کی کسقدر کم پابندی ہوتی تہی[۵۳]۔ متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مؤرخون سے دریافت ہوتے ہین کہ نئے گرجا تعمیر ہوے۔ چنانچہ خلیفہ عبدالملک (۶۵-۸۶ھ) کے عہد خلافت مین الرہا کے شہر مین ایک نیا گرجا بنا اور دو اور گرجا مصر کے شہر الفسطاط مین تعمیر ہوے۔ ایک[۵۴] گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان مین جو الفسطاط کے قریب گاؤن ہے تعمیر ہوا[۵۵]۔ ۷۱۱ء مین ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ مین خلیفہ ولید (۸۶-۹۵ھ ع) کے حکم

---

۵۱ فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۹۰-۱۸۱۔ ۵۲ فون کریمر۔ پہلی جلد صفحہ ۱۸۳۔ ۵۳ جورنال اسیاتیق۔ پیری ۴۔ تو م ۱۸ (۱۸۵۱) صفحہ ۴۴۳-۴۵۰ ۵۴ میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۴۷۔ نووصفحہ ۱۸۹ ۵۵ اوتکیوس تو م ۲ صفحہ ۳۶۹۔

سے تعمیر ہوا[۵۱]۔ اس زمانہ کے بعد خالد الکسری نے جو عیسائی تھا اور ۷۲۴ء عیسوی سے ۷۳۱ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حاکم رہا تھا اپنی ماں کے لیئے ایک کلیسہ تیار کیا[۵۲]۔ ۷۵۹ء میں نصیبین میں ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوئی جسپر مطران نے چھپن ہزار دینار کی رقم صرف کی[۵۳]۔ آٹھویں صدی عیسوی ہی میں البوسرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیمہ قلعہ کے وسطی قلعہ میں بنایا گیا[۵۴]۔ خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) کے عہد حکومت میں ایک گرجا عیسائی قیدیوں کے لیے بغداد میں تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اس وقت میں قید ہوئے تھے کہ اہل اسلام کی ارمانیان روم کی عیسائی سلطنت سے ہوئی تھیں[۵۵]۔ بغداد میں دوسرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کے زمانہ خلافت میں تعمیر ہوا۔ اور اسکو سمالو کے باشندوں نے بنایا جنہوں نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے انکی سرپرستی منظور کی تھی[۵۶]۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بڑا عالیشان گرجا بابل میں تیار ہوا جسمیں دانیال رسول اور حزقیل رسول کے تابوت رکھے گئے[۵۷]۔ جب خلیفہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) مصر میں تھا تو اخمیم کے مغربین دربار کو اجازت دی کہ مقطم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائیں اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولتمند عیسائی نے جسکا نام زکام تھا کنیسہ خدیجہ گرجا بوصیر میں تعمیر کرائے[۵۸]۔ نسطوری بطریق تمیتیوس نے ۸۲۰ء میں مرا ایک گرجا تکریت میں اور ایک خانقاہ بغداد میں تعمیر کرائی[۵۹]۔ دسویں صدی عیسوی میں ابوسیفین کا خوشنما قبطی گرجا الفسطاط میں تعمیر ہوا[۶۰]۔ اور اسی صدی میں جبکہ عضد الدولہ بویہ (۹۴۹-۹۸۳ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اسکے مسیحی المذہب وزیر اعظم نصر ابن ہارون نے متعدد گرجا اور خانقاہیں تعمیر کیئں[۶۱]۔ فاطمی خلفاء مصر کے ساتویں خلیفہ الظاہر (۱۰۲۰-۱۰۳۵ء) کے عہد میں ایک نیا گرجا تیار ہوا[۶۲]۔ نئے گرجا

---

[۵۱] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ [۵۲] ابن خلکان - پہلی جلد صفحہ ۴۸۵ [۵۳] الیاس نصیبی صفحہ ۱۲ [۵۴] بلڈر مصر کے قدیم مصری کلیسا، پہلی جلد صفحہ ۱۸۱ (مطبوعہ اسکندریہ ۱۸۸۴) [۵۵] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۶۲ [۵۶] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۷۰ [۵۷] کرونیق دے میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۲۶ [۵۸] اوتکیوس صفحہ ۴۳۰ - ۴۳۲ [۵۹] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ - ۱۷۶ [۶۰] بلڈر مصر کے قدیم قبطی گرجا، پہلی جلد صفحہ ۷۶ [۶۱] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۸۱ [۶۲] رئودہ صفحہ ۳۹۹ -

اور خانقاہین عباسی خلیفہ مصتفی (۱۱۸۰-۱۱۷۰ء) کے زمانہ مین بہی تعمیر ہوئین[۱] ۱۱۷۷ء مین الفسطاط کے شہر مین ایک گرجا تعمیر ہوا اور "اور لیڈی دی پیور جن"[۲] کے نام سے موسوم ہوا[۳]

اسلامی سلطنت کے قیام سے بجاے اسکے کہ مسیحی کلیسہ کی ترقی مین نقصان پیدا ہوتا نسطوری عیسائیون کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے وہ مسلمانون کی رعایا بنے اون مین مذہبی زندگی اور دینی جوش دفعتاً زور شور سے پیدا ہوگیا[۴] اسلامی حکومت سے پہلے نسطوریون کی یہہ حالت تھی کہ ملک عجم مین جہان اس فرقہ کے لوگ کثرت سے رہتے تھے عجمی بادشاہون کے گاہے لطف و گاہے غضب سے انکی زندگی بڑی دگدا مین بسر ہوتی تھی اور جب عجمیون اور رومیون مین لڑائیان برپا ہتین تو انکو سخت آزار اس بدگمانی سے پہونچتا تہا کہ وہ مسیحی غنیم سے سازش رکہتے ہین۔ لیکن خلفاے دور حکومت مین انکو اپنے وطن اور ملک مین ایسی حفاظت میسر آئی کہ مسیحی مشن کے کامون کو بھی بڑی ہوم دہام سے بیرونی ممالک مین انہون نے جاری کیا۔ چین اور ہندوستان کو اپنی مشنری وانہ کیے اور آٹھوین صدی عیسوی مین ان دونون ملکون مین مطران کے علاقے قائم کردیے اوسی صدی مین نسطوریون نے مصر مین اپنا قدم جمایا اور اسکے بعد تبر اعظم ایشیا کے دوسرے سرے پر اپنے مذہب کو شائع کرنے لگے اور گیارہوین صدی عیسوی مین تاتاریون مین سے بہت لوگون کو عیسائی کرلیا۔

اگر اور مسیحی فرقون سے ایسی سرگرمی کوششین ظاہر ہوئین تو اسمین مسلمانون کا کچہہ قصور نہتا سلطنت اسلامیہ نے سب فرقون کو مذہبی آزادی دی کہی تہی اور اس سے بڑہ کر یہہ کیا تہا کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر ظلم نہ کرسکتا تہا۔ پانچوین صدی عیسوی مین برمس نے جو نسطوری

---

[۱] میکل کریٹ صفحہ ۳۲۳ [۲] اسکے معنی ہین "ہماری خاتون جو پاک ہے اور کنواری ہے" حضرت مریم سے مراد ہے۔ [۳] ابوصالح صفحہ ۹۲-۹۳ [۴] ملک فرانس کے ایڈورڈ مینگین اپنے بیٹے جسکا نام رکہا گیا تہا عیسوی سنہ ۱۲۷۳ء مین عیسوی مذہب اختیار کیا اور دوبرس بعد عیسوی سنہ کے شروع مین مشرق کی سیر کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیروی مذہب مین جو آزادی نسطوریون کو اسلامی حکومت مین حاصل ہوئی وہ اوسکے زمانہ تک قائم اور برقرار تہی۔ "راہب لکہتا ہے" اور مین نے ساتھیون کی قدیم اور مستند تواریخ سے

بشپ تہا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہہ ظاہر کرکے کہ نسطورس کے عقائد جو فرقہ نسطوری کا بانی تہا عجمیون کے دین سے قریب کا واسطہ رکہتے ہین بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتہودوکس کلیسہ کے عیسائیون پر سخت ہنگامہ کیا جاوے - چنانچہ نتیجہ یہہ ہوا کہ ساٹہہ ہزار آٹہہ سو قسیس اور اونکے ساتہہ متعدد عیسائی اس ہنگامہ مین قتل ہوے[۱] - اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتہودوکس عیسائیون پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا - یہہ طبیب یعقوبی مسیحی تہا اور بادشاہ کو اُسنے بہکا دیا تہا کہ ارتہودوکس فرقہ ہمیشہ رومی عیسائیون کی طرفداری کریگا[۲] - لیکن اہل اسلام مین جو اصول مذہبی آزادی کے تہے وہ ایسی بے انصافیون کو روا نہ رکہہ سکتے تہے - بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی یہہ ہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتہہ ایمانداری سے پیش آئین - چنانچہ اسکی مثال موجود ہے - فتح مصر کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیون نے رومی حکام کی برطرفی کے وقت موقع پایا کہ ارتہودوکس عیسائیون کے گرجاؤن پر قبضہ کرلین - لیکن کچہہ عرصے کے بعد جب اُن گرجاؤن کی مقدار بیش بہا ہوے اور انہون نے اپنا حق ثابت کردیا تو مسلمانون نے یہہ گرجا انکو دلوادیے[۳]

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیون کو مسلمانون سے اُنکے ابتدای دور حکومت مین ملی تو یہہ عام دعوی کہ تلوار تبدیل مذہب کا باعث ہوئی مشکل سے قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ جبر و اکراہ نہین بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوے تلاش کرین - لیکن بدقسمتی سے یہہ مضمون بہ تفصیل کہین دیکہنے مین نہین آتا - اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ قیاس سے کام لین[۴] - بہت سے مسیحی علما[۵] نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام مین مشرقی

(بقیہ نمبر ۸۲) دریافت کیا کہ نسطوری محمدؐ کے دوست تہے اور وہ محمدؐ کا ساتہہ دیتے تہے اور خود محمد صلعم نے اپنے خلفاء کو حکم دیا کہ نسطوریون کی جب سے زیادہ قدر کرین اور اس حکم کی آنکے دن تک اسمین بہت پابندی کرتے ہین (لارنٹ صفحہ ۱۲۸)

[۱] میکل کے گرینڈ صفحہ ۲۳۶ - ۲۳۷ [۲] المکین صفحہ ۱۰۱ - [۳] واقدی صفحہ ۱۶۹ - [۴] فون کریمر نے خوب لکہا ہے کہ "ہم مورخ عرب کی محنت شاقہ کے شکر گذار ہین کہ انہون نے قدیم زمانہ اسلام کی ملکی و تمدنی معلومات کے ذخیرہ کو ہمارے علم کے لیے جمع کردیا جو اب اونکے گذرنے کے بعد بھی ایسے مکمل ہین جیسا مکمل ہونا ممکن ہوتا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کی اندرونی تاریخ یا اس بات کا حال کہ ایک نیے اور سخت مذہب کا دوسرے قدیم شائستہ بلکہ عدے زیادہ شائستہ دین سے کیونکر مقابلہ ہوا اتنا بھی دریافت نہین ہوتا کہ اسکا سرسری نقشہ ہی معلوم ہوجاے

کلیسہ کی اخلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگون کے دلون کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ کر دیا اور انکو بیتاب کیا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت اور روحانی آب و ہوا کو تلاش کریں جو اپنے نوخیز جوش اور طاقت سے ان تک پہونچا سکتا۔ چنانچہ ڈین ملمین[۵۲] نے سوال کیا ہے کہ وہ ان ملکون مین مسیحی دنیا کی کیا حالت تھی جنکو اسلام کے پہلے حملون کا سامنا ہوا؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مخالفت مین اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے ادق فلسفی نکات پر مباحثہ اور مناظرہ مین مصروف تھا۔ نسطوری۔ یعقوبی۔ ملکوی۔ اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے پر اتھک دشمنی سے ظلم کرتے تھے۔ مذہبی مناظرون کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا زیادہ قبیح تصور نہین ہو سکتا کہ بہت لوگون نے اس بات کی جگہہ کہ کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصد واحد قرار دیکر اوسکی حمایت کرتے جو دین مقابل کی ذلیل کوشش کو کافرون کے جوے کے نیچے لگیا ہوگا خوشی کی نظر سے دیکھا ہوگا۔ اسقدر لوگون مین ان متواتر مباحثون نے دین کی بنیاد کو ہلا ڈالا ہوگا۔ تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظرون اور پریشان رکھنے والے جھگڑون سے بیزار اور پریشان ہو کر ہزارون آدمی توحید کے سیدھے اور صاف سمجھ مین آنیوالے کلمہ حق کی پناہ نہ ڈھونڈتے گو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے خریدنا ہوتا تھا۔ اسی طرح کنان ٹیلر کہتا ہے[۵۳]۔ "اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ اور ایشیا مین شائع ہو گیا۔ افریقی اور شامی علماء نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ شوق فلسفی مسائل پیدا کر دیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاری کا مقابلہ انہون نے اسطرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپنے کے ملکی اوصاف

بقیہ صفحہ ۸۳۔ (نون کریمر (۲ صفحہ ۱-۲) ۵۲ علاوہ اون عبارتون کے جو اوپر کے بیان مین نقل ہوئین ذیل کی تصانیف کی عبارتون سے بھی مقابلہ کرو۔ گلنوش اور سٹرونگ کی سائیکلوپیڈیا آف آرٹ و لٹریچر جلد ششم صفحہ ۴۳۲ جہان فرقہ نسطوری کا ذکر کیا گیا ہے۔ ڈوس بڑے مذہب، دورۂ حصہ صفحہ ۵۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء) ۵۱ مورخ طبری نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی سب سے پہلے کہتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "انکا دین نیا دین ہے جو تمکو نیا جوش دیتا ہے"۔ صفحہ ۲۱۰۳ ۵۳ ہسٹری آف لیٹن کرسچینٹی ۱۰۰ سری جلد صفحہ ۱۰۰-۲۷

۵۳ ایک مضمون جو چرچ کانگریس بمقام دولوڈ تمبیتن ۱۶ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو پڑھا گیا۔

کوشش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹھہری اور میل مٹی رہبانی پاکیزگی کا خاصہ۔ سب لوگ مشرک تھے۔ شہیدون اور ولیون کو پوجتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست اور بدراہ تھے اور اوسط درجہ کے آدمی محصولون کے بوجھ مین دبے تھے[۵۱] غلام ایسے تھے جنکو حال اور استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ گویا خدا کی جھاڑو سے اسلام نے ان مزخرفات اور اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف ایک ہنگامہ تھا۔ اسلام تجرد کے پُرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مردانہ اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کے لازمی اصولون کو یعنی توحید اور خدا کی بزرگی کو اسکے حکم اور انصاف کو اور اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل اور ایمان چاہتا ہے سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی کو اور انصاف کے دن کو اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز روزے اور زکوۃ اور سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون اور دینی فریبون اور منقلب اخلاقی خیالات کو اور کٹھ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہہ مردانہ روش پیدا کردی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا۔"

اسلام کی نسبت یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو ٹلیسز یا سٹیفن[۵۲] یعنی محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن وغیرہ کا تھا اسلام اسکا رد کرنیوالا تھا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کے آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا اور قیصر کو عیسوی دنیا کا سب سے بڑا دنیوی سردار ہی نہین بلکہ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا مانتا تھا۔[۵۳]

---

۵۱ محصولی انتظام کی سختیون کا حال پڑھنا ہو جو بائزنتاین حکومت مین تھا تو بیزانٹشے گشیختن مصنفہ فرور کو دیکھو۔

۵۲۔ مذہب اسلام جسنے دین کی اس بدعملی کی مکافات تھا جو قیصر نے بنی نوع انسان کے ساتھہ اور بالخصوص عیسوی مذہب کے ساتھہ کی جسکی وہ اور دنیوی سرداری کا وہ اپنے تئین مستحق جانتا تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسوی سکے پانچسو اکہترین سال مین پیدا ہوے انکو اپنے دین مین بالکل اسیا ہی پایا کہ زیادہ تر سبب تھا کہ جو قومین روم کی عیسائی سلطنت کی حدود یا قرب و جوار مین بستی تھین انکو قیصر کے جور و عقوبت پر جو اسنے شروع زمانہ حکومت مین کیے سخت نفرت پیدا ہوگئی تھی" فرور۔ بیزانٹشے گشیختن۔ جلد دوم صفحہ ۳۰۳۔ ۵۳ ایضاً ایضاً صفحہ ۲۹۶-۳۰۶

جستینین کے عہد حکومت مین اس محکمہ نے وہ زور پکڑا کہ مطلق العنانی کے درجہ کو پہونچ گیا اور پولیس لوہے کی طرح سب کو دبایا۔ ۵۳۲ء مین جو عام نارضی قسطنطنیہ مین کلیسہ اور سلطنت کیطرف سے پیدا ہوی وہ جستینین کی حکومت کے خلاف بغاوت مین بہت بڑی۔ چنانچہ پینتیس ہزار آدمیون کے قتل کے بعد یہہ بغاوت فرو ہوسکی۔ باغیون نے جنکو گرین کہتے تہے تماشا گاہ مین جاکر قیصر کے ظلم وستم پر سختی کے ساتہہ علانیہ اعتراض کیا اور پکار کر کہا "انصاف دنیا سے اُٹھہ گیا اور اب وہ نہین مل سکتا۔ مگر ہم یہودی ہوجائینگے یا یہہ ہوگا کہ پہر یونان کی بت پرستی اختیار کرین[۵۱]۔ ایک صدی کے زمانہ مین بھی جو اس واقعہ کے بعد گذرا نارضی کے اسباب مین سے جس نارضی نے اسقدر سختی کے ساتہہ اپنا اعلان کیا تہا کوئی سبب دور نہ ہوسکا البتہ (بائزنتائن) رومی حکومت کے زبردست ہاتہہ نے دوبارہ ایسی بغاوت کے برپا ہونیکا انسداد کردیا جیسے کہ ۵۳۲ عیسوی مین ہوی تہی۔ اور باغیون کو مجبور کیا کہ اپنی ناخوشی کا اخفا کرین۔ اگرچہ ۵۶۰ء مین بعض لوگ جو خفیہ بت پرست تھے قسطنطنیہ مین گرفتار ہوے اور انکو سزا دی گئی[۵۲]۔ بہرکیف دارالخلافہ قسطنطنیہ سے دور سلطنت کی سرحد پر ان باغیون کو زیادہ حفاظت میسر آئی اور مظلوم (ہیریٹک یعنی بدعتی) فرقون اور عیسائیون نے جو روم کے شاہی کلیسہ سے ناراض تہے مشرق مین پناہ لی۔ اور یہان اُن عیسائیون کی اولاد نے عساکر اسلامیہ کے خیر مقدم کا انتظار کیا ہوگا جنہون نے سو برس پہلے اپنے مسیحی دین کو دوسرے مذہب سے تبدیل کرنیکی خواہش ظاہر کی تہی۔ علاوہ ان باتون کے جو اوپر بیان ہوئین کل قلمرو خلافت مین خصوصاً بڑے شہرون اور ایسے مقامات مین جہان رعایا کثرت سے بستی تہی عربی زبان کا عموماً رواج پانا اور عربی اطوار و مراسم کا بتدریج قبول ہوجانا جسکی وجہ سے تقریباً دو صدی کے عرصہ مین اکثر اقوام محکومہ کی معاشرت فاتحین کی قومی زندگی مین شیر و شکر ہوگئی ایسے واقعات ہین جن سے اکثر ذمیون کی دینی اور علمی زندگی مین بھی اسلامی چربے اوتارے گئے ہونگے۔ اس تحریک نے بھی کہ از روی عقل عقائد دین کو تسلیم کیا جاوے دوسری صدی سے

---

[۵۱] دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۵ نوٹ ہزا [۵۲] ہیزاسٹنگے گیشختن۔ دوسری جلد صفحہ ۴۴۵۔

پانچوین صدی عیسوی تک اسلام پر اسقدر قوت سے اثر پہونچایا کہ مسیحی علما کا بھی اس سے متاثر ہونا اور ایسے دین سے انحراف کرنا ممکن ہے جسکی دینیات کا مروجہ اصول اس وقت مین یہہ ہی تحقیق ہوتا ہے کہ ناممکن بات کو اس لیئے کہ ناممکن ہے موجب یقین سمجھا جاوے چوتھی صدی کے ایک مسلمان مؤرخ نے ایک مصری عیسائی کی تقریر ہمارے لیے ابتک محفوظ رکھی ہے اور یہہ تقریر ایسی ہے جسکی نسبت بلا عذر یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ اُس زمانہ مین باقی مشرقی کلیسا کا خیال بھی دین کی طرف سے ایسا ہی ہوگا جیسا اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ تقریر حسب ذیل ہے

عیسائی مذہب کے صحیح ہونے کی میرے پاس یہہ دلیل ہے کہ مین اوسمین پورا تناقض پاتا ہون جسکو عقل تسلیم نہین کرسکتی اور اوسکے باہم متناقض ہونے سے لوگون کے دل اوس سے نفرت کرتے ہین اور اگر عقل و حواس کے ذریعہ سے اوسپر غور کرین اور اوسکی تحقیق کرین تو نہ مقدمات کی کسی ترتیب سے اوسکو مدد پہونچتی ہے نہ کوئی دلیل اوسکی تائید کرتی ہے اور نہ کوئی طریقہ بحث اسکو صحیح ثابت کرسکتا ہے باوجود اسکے مین دیکھتا ہون کہ دنیا کی بہت سی قومین اور بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب رای بادشاہ اس مذہب کے متبع ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین۔ اسلیے میرے نزدیک باوجود اوس عقلی تناقض کے جو اس مذہب مین پایا جاتا ہے اور جسکا مین نے ذکر کیا ضرور خاص دلائل ہونگے جنکو اس مذہب کے قبول کرنیوالون نے پالیا ہوگا اور خاص نشانیان ہونگی جنکو وہ جانتے ہونگے اور خاص معجزے ہونگے جنکو وہ دیکھہ چکے ہونگے اور وہ اسی سبب سے عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور ہوے ہونگے[۱]

برخلاف اسکے یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ زمانہ کے رئیسٹل اسٹک رنگ سے یعنی ایسے عام میلان طبیعت سے متاثر ہوکر جو مذہب کو از روی عقل تسلیم کرنے کا تھا جن عیسائیون نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا انکو اسلامی دینیات کے معتزلی مسائل مین قریب قریب وہی جھگڑے دریافت ہوے جو دونون مذہبون مین مشترک تھے۔ پس جس حد تک دینی مسائل

[۱] مسعودی۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۸۷۔

بحث اور دینیات کے اکثر مضامین کے متعلق عام ذہنی کیفیت تھی عیسائی سے مسلمان ہوجانے مین کوئی ایسی تبدیلی جسکو سخت فرض کیا جاوے پیش نہ آئی ہوگی۔ اگر ایسے متعدد ضروری مسائل اسلام کو نظر انداز کیا جاوے جنکو وہ لوگ بھی خیال کرسکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کی تعلیم سے قلیل آگاہی رکھتے ہین تو بھی اور بہت سے مسائل مشترکہ ایسے موجود تھے جو خلفای بنی امیہ کے عہد مین اور اسکے بعد دمشق کے مسیحی اور اسلامی علما کے باہمی تعلقات کا صریح نتیجہ تھے کیونکہ اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ مسلمانون کے علم کلام کی تدریجی اور باقاعدہ ترقی پر سلطنت روم کے مسیحی عالمون کا اثر بڑا۔ یہان تک کہ عربی زبان مین فقہ کی سب سے قدیم کتاب فقہ اکبر جس صورت اور ترتیب مین ہے اسکو سینٹ یوحنا دمشقی اور دیگر مسیحی آبا کی ایسی ہی تحریرون سے مقابلہ کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے[۵۱] سب کا سب سے قدیم تصوف جسکا میلان محض رہبانی زندگی کی طرف تھا (اور جو بعد کے تصوف سے جسکی ترقی ہندوستان کے خیالات ہوی جداگانہ تھا) زیادہ تر مسیحی خیالات کے اثر سے پیدا ہوا[۵۲]۔ اور اس اثر کا پتہ بعض معتزلی فرقو کے مسائل سے لگا سکتے ہین جو روم کے عیسائی عالمون کی طرح انسانی فطرت کی تحقیق و تدقیق مین مصروف ہوگئے۔ فرقہ قدریہ نے قدر کے مسئلہ کو براہ راست مسیحی مذہب سے اختیار کیا۔ فرقہ مرجیہ کا مسئلہ جسمین حبشیہ کے مذاہب سے انکار کیا گیا اور جو مسلمانون کے عام عقیدہ کے خلاف تھا مشرقی کلیسہ کی تعلیم سے اتفاق رکھتا تھا۔ برخلاف اسکے منکرون کے تبدیل مذہب مین برگزیدہ مجتہدین اسلام نے اپنا جو اثر دکھایا اسکی شہادت روایت سے اس طرح ملتی ہے کہ جب امام ابن حنبل کا انتقال ہوا تو بیس ہزار عیسائی اور یہودی اور مجوسی انکی ہدایت سے مسلمان ہوچکے تھے[۵۳] حنبلی فرقہ کے بڑے فقیہ ابو الفرج ابن الجوزی (۱۲۰۱-۱۱۱۵ع) جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور واعظ اور صاحب تصنیف تھے

---

۵۱ فون کریمر (۱) صفحہ ۸۔ ۵۲ فون کریمر صفحہ ۵۱۴ وغیرہ وغیرہ (۲) صفحہ ۳۲۔ ۵۳ محمد ابن الہذیل کی نسبت جو علمای معتزلہ مین سے تھا اور مامون الرشید کا استاد تھا کہا گیا ہے کہ اسنے تین ہزار آدمیونکو مسلمان کیا۔ المرتضی ۵۴ فون کریمر (۲) ص

۵۵ صفحہ ۳۷-۸۔ ۵۵ ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۵۔

اُنکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ اسیقدر لوگون (بیس ہزار) نے انکی کوشش سے بھی اسلام قبول کیا[۵۱]۔

علاوہ اسکے افواج اسلام کی وسیع اور بے مثل کامیابی نے اُن مسیحی قومون مین مذہب کو متزلزل کردیا جو اہل اسلام کی محکوم ہنین اور جنہون نے اسلامی فتوحات مین خدا کے ہاتھہ کو دیکھا[۵۲]۔ دنیا کی اقبالمندی کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ جانا اور لڑائی کے خدا کو سمجھے کہ جن بندون پر اپنا لطف ظاہر کیا ہے اُن ہی کو لڑائی مین بھی فتح دیگا۔ پس مسلمانونکی کامیابی ہی وہ شے نظر آئی جس نے اونکے مذہب کی سچائی کو ثابت کیا۔

مومنین کی اخوت جسمین سب مسلمان شامل ہون ایسا افضل خیال دین اسلام کا تہا کہ اسنے سب کو اپنی طرف کہینچا اور گو عربون کے پندار نسب نے کئی نسلون تک کوشش کی کہ نومسلمون کو فرمانروا قوم کے اختیارات نہ ملنے پاوین مگر کچہہ زمانہ کے بعد قبائل عرب کے موالی، ہاکر جنمین وہ پہلی شامل کرلیے جاتے تہے ان نومسلمون کو قوم مین کم رتبہ دیا گیا اور پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ان مسلمانون نے اخوت اسلام کو دینیات مین ممتاز رتبہ دیا اور اسکی صورت ایسی کردی کہ سلطنت اسلامیہ نے بھی اسکو کم از کم اصول مین تسلیم کیا[۵۳]۔

عیسائیون کی حالت ہمیشہ ایسی مذہبی آزادی کی نہ رہی جیسی قدیم خلفاء کے عہد مین تہی۔ بعض اوقات مسلمانون کو فائدہ پہونچانے کی نظر سے ذمی رعایا پر (جنکو ذمی اس وجہ سے کہتے تہے کہ انکی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تہا) مضر شرائط لگائی گئین تاکہ مسلمانون کو زیادہ سوشل فوائد میسر رہین۔ کئی خلفاء نے کوشش کی کہ ذمیون کو ملکی عہدون سے محروم کردین لیکن کامیابی نہوئی خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ع) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ع) اور مستنصر بن فاطمی خلیفہ امیر (۱۱۰۱-۱۱۳۱ع) نے اور چودہوین صدی عیسوی مین مملوکی سلاطین نے اسی بارے مین فرامین جاری کیے[۵۴] لیکن

[۵۱] دوستنفلد صفحہ ۱۰۳ [۵۲] سیل کے آئیند صفحہ ۳۲۳ [۵۳] گولڈزیہر پہلی جلد باب ۳-۴ [۵۴] اخیر کوشش عیسائیون کو ملکی عہدون سے محروم کرنیکی اسوقت ہوی جبکہ عیسائیون کا یہ منصوبہ کہل گیا کہ وہ قاہرہ کے شہر کو جلانا چاہتے تہے۔ (دے گوین چوتہی جلد صفحہ ۲۰۴-۲۰۵) (جورنال سیاتیق۔ چوتہا سیری۔ تو م ۱۸ (سنہ ۱۸۵۱ع) صفحہ ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۹۱ و ۴۹۲

ان احکام کا اسطرح بار بار نافذ ہونا ہی ایسے غیر صلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت تہا۔ درحقیقت ان احکام کا سبب عموماً یہہ ہی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدہ دار سختی اور گستاخانہ برتاؤ سے عام ناراضی پیدا کر دیتے تہے[۵۱]۔ یا تعصب کے نزاع برپا ہو جاتے جو سلطنت کو تشدد پر مجبور کرتے لیکن چونکہ یہ تشدد اسلامی حکومت کے اصول کے خلاف تہا اسلیے جسقدر جلد ممکن ہوتا اُسپر عملدرآمد بہی بند ہو جاتا۔

دیسی عیسائیون کے ساتہہ سخت برتاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۸ء) کے عہد خلافت سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیون کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کریں اور جن ملکی عہدون پر وہ مامور ہون مسلمانون کے لیے خالی کر دین۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمرؓ کے احکام مین سے کم از کم ایک حکم کی کسقدر کم پابندی ہوی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا اسقدر نتیجہ نہ تہے جسقدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تہے۔ اسلامی حکومت مین عیسائیون نے اسوجہ سے اکثر نقصان اُٹہایا کہ غیر ملکون کی عیسائی عملداریان اسلامی سلاطین سے تعلقات مین بے ایمانی کرتی تہین۔ اور اس موقع پر قیصر روم نیکفورس کی دغابازی تہی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے نام تک سے ہارون الرشید مکدر ہو جاتا تہا[۵۲]۔ اکثر ظلم جو عیسائیون پر اسلامی ملکون مین ہوے اُنکا سبب یہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکون کے عیسائی اور اسلام کے دشمن نئے ڈالکر اور سازشین پہیلا کر یا تو عیسائیون کی خیر خواہی کی طرف سے بے اعتباری پیدا کرا دیتے یا مسلمانون کے ساتہہ دغابازی کرکے اور اپنی جلاوطنی کرا کر عیسائیون کی طرف سے مسلمانون کے دل مین دشمنی ڈال دیتے تہے لیکن مذہبی تعصب بہی ان ظلمون مین سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) کے دور خلافت مین ہوے جن مین عیسائیون پر سختی اختیار کی گئی۔ متوکل کے عہد خلافت مین مذہب مین آزاد خیالی اور عقل سے جو خلفای سابقہ کے زمانہ مین اسلام مین خوب رائج ہو گئے تہے مسلمانون کو نفرت پیدا ہوی۔ اور خلیفۂ وقت نے موقع حاصل کیا کہ فرقۂ سنت و جماعت کا حامی بنکر

---

۵۱ آسمانی توم ۳ نمبر ۲ - ۲ پی سی - رنود و صفحہ ۳۲۳ و ۳۰۳ - ۶۰۷ ۵۲ سر ولیم میور ۱۰ خلافت ۱۰، ۵۰۷ صفحہ -

میدان مین آئے جس مین طبقۂ اعلیٰ کے لوگون[۵۱] کے سوا سب مسلمان شامل تھے۔ یہہ مسلمان خود ان ایذاؤن کے انتقام کے منتظر تھے جو پہلے دو خلفاء کے زمانہ مین اُن کو پہونچین تھین[۵۲] متوکل نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح خوش کرنا چاہا کہ معتزلیون پر ظلم کیے۔ حدوث قرآن کے مسئلہ کو کفر بتا کر قرآن پر زیادہ بحث کی ممانعت کردی شیعون کو قید کیا اور مارا حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو جو کربلای معلیٰ مین تھا مسمار کیا اور ممانعت کردی کہ زائرین کربلا اس جگہہ کی زیارت کو بھی نہ جاوین۔ جب اسلامی فرقون پر یہہ ظلم ہوے تو عیسائیون کو بھی اس سے حصہ ملا۔ جو احکام ذمی اور مسلمان کے فرق لباس کے جاری ہوے تھے خلیفہ نے سختی سے انکی پابندی کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ آیندہ ملکی عہدون پر عیسائی مقرر نہ ہون۔ جزیہ کی رقم کو دوگنا کردیا اور ذمیون کو ممانعت کی کہ مسلمان غلام نہ رکھہ سکین اور اُن حمامون مین غسل نہ کرین جنمین مسلمان نہاتے تھے۔ اور ایسی ہی اور سخت شرطون سے عیسائیون کو ستایا متوکل کے بعد مقتدر (۲۹۵-۳۱۷ھ ۹۰۸-۹۳۲ع) نے ان ہی احکام کو از سر نو جاری کیا لیکن نصف صدی کے بعد انکی پابندی بھی جاتی رہی۔ فی الواقع یہہ سخت احکام فوراً کسی موقع پر اختیار کرلیے جاتے تھے اور اُنپر ہمیشہ پابندی سے عمل نہ ہوتا تھا۔ اسکا ثبوت یہہ ہے کہ آیندہ جو خلفا آئے انکو بار بار ان حکمون کا اعادہ کرنا پڑا۔ علاوہ اسکے ایسا ظلم صلح کل طریق اسلام اور پیغمبر خدا صلعم کی تعلیم و شعار کے خلاف تھا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا "جو ذمیون کو تکلیف دیتا ہے وہ مجھہ کو تکلیف دیتا ہے"[۵۳]۔ یہ متعصب لوگونکی خواہش تھی کہ ان سخت احکام کی پابندی اہل ذمہ کی ذلیل کے لیے برابر جاری رہے۔ چنانچہ لکھا ہے "علما اس حالت پر غور کرتے ہین۔ وہ چپ چاپ روتے اور کڑھتے ہین اور بادشاہ جنمین ان مجرمانہ افعال کو بند کرنے کی قدرت ہے اپنی آنکھین انکی طرف سے بند کیے ہین[۵۴]"۔ قوانین جو کسی مذہب کے متعصب ملا غیر مذہب والون کی

---

[۵۱] فون کریمر (۳) صفحہ ۲۴۶ - [۵۲] میور (۱) صفحہ ۵۰۸ و ۵۱۶ - ۵۱۷ [۵۳] المکین - صفحہ ۱۱ - [۵۴] جورنال اسیاتیق چوتھا سیری تو م ۱۹ صفحہ ۱۰۹ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ع)

سرزنش کے لیے تیار کرین وہ ہمیشہ ایسے نہین ہوتے کہ سول گورنمنٹ مین عمل درآمد کے لیئے انکو معیار قرار دیا جاوے اور یہہ ہی بات ہے جسکو لوگ سمجھہ نہ سکے اور اسلامی حکومت مین عیسائیون پر ظلم ہونیکی شوخ رنگ تصویرین اُن مصوّرون نے تیار کردین جنہون نے فرض کرلیا کہ دو چار ملاؤن نے جو قانون گھڑدیا وہ گویا عمل درآمد کیلیے دوامی ضابطہ ہوگیا بعض دفعہ اِن ظلمون کے ہنگامونکی اس وجہ سے اشتعالک ہوتی تہی کہ سلطنت اسلامیہ مین جو عیسائی جلیل القدر مناصب پر ممتاز ہوتے تہے وہ جیسا کہ دعوی کیا جاتا تہا اپنے اختیارات کا ناروا استعمال کرتے تہے اور مسلمانون پر ظلم کرکے سخت مخاصمانہ خیالات اپنی طرف پیدا کرلیتے تہے۔ اور یہہ کہا گیا ہے کہ بڑے عہدون پر مامور کی حالت مین مسلمانون کو لوٹکر اور آزار پہونچاکر اور انکے ساتہہ سخت اور وحشیانہ برتاؤ کرکے اور انکی زمینون اور دولت کو برباد کرکے یہہ عیسائی اپنا ذاتی نفع مرتب کرتے تہے۔ خلیفہ منصور (۷۵۴-۷۷۵ع)۔ خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ع) مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ع) المتوکل (۸۴۷-۸۶۱ع) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ع) اور دیگر خلفاء کے سامنے جو انکے بعد سریر خلافت پر بیٹہے عیسائیون کی ایسی ہی شکایتین پیش ہوئین[۵۱]۔ عیسائیون نے اس وجہ سے اور مسلمانون کو اپنی طرف سے بدظن کرلیا کہ وہ خلفای عباسیہ کے مخبر تہے اور خاندان اُمیّہ[۵۲] کے طرفدارون کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر گرفتار کرتے تہے۔ اس زمانہ کے بعد یہہ ہوا کہ جنگہای صلیب کے زمانہ مین صلیبی مجاہدون[۵۳] سے باغیانہ خط وکتابت رکہنے کے الزام مین عیسائی مبتلا ہوے اور اونکے خلاف ایسی سخت قیود جاری ہوئین جن کو مذہب کی وجہ سے کسی طرح کا ظلم نہین کہا جا سکتا۔

محکوم رعایا کی زندگی جس نسبت سے دشوار ہوتی گئی اسی نسبت سے یہہ شوق بہی بڑہتا گیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہکر سب مصیبتون سے چہٹکارا لے لین۔ جب سلطنت اسلامیہ

---

۵۱ بلین۔ صفحہ ۴۳۵ - ۴۴۰ و ۴۴۲ و ۴۴۴ و ۴۵۶ و ۴۵۹ - ۴۶۱ و ۴۷۹ و ۴۸۰

۵۲ ایضاً صفحہ ۴۳۵ نوٹ ۲

۵۳ ایضاً صفحہ ۴۷۸

کو روپیہ کی ضرورت ہوتی اور یہہ ضرورت بڑہتی ہی جاتی تہی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجھ اور ترقی پکڑتا جاتا تہا یہانتک کہ ذمیون کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور اسی سبب سے تبدیل مذہب کی مثالین بھی زیادہ وقوع مین آتی گئین - عیسائی رعایا کی کمی کا دوسرا سبب یہہ ہوا کہ جو عورتین لڑائیون مین گرفتار ہوتی تہین وہ مسلمانون کی حرم سراؤن مین لائی جاتی تہین اور جو اولاد اون سے پیدا ہوتی تہی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اُٹھائی جاتی تہی - ایک اور سبب یہہ تہا کہ عیسائی غلامون کو انکے مہربان آقاؤن سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تہی کہ اسلام قبول کرکے آزاد ہوجاوین - مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگون کو بجبر مسلمان کیا جاوے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل محکمہ دریافت نہین ہوتا جو عیسوی مذہب کے استیصال کے لیے ہوتا - اگر ان دونون باتون مین سے ایک بات کو بھی خلفای اسلام جی مین ٹہان لیتے تو اپنی قلمرو سے مسیحی دین کو اسطرح سے ملیامیٹ کردیتے جیسے بادشاہ فردننداور ملکہ ازبلہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تہا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک مین قانونی جرم قرار دیا تہا یا جسطرح ساڑہے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیون کو اپنے ملک مین داخل نہین ہونے دیا تہا - مشرقی کلیسا جسقدر ایشیا مین تہے انکو باقی مسیحی دنیا سے بالکل قطع تعلق ہوگیا تہا اور اس مین کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو اونکی طرفداری مین انگلی تک اُٹھاتا کیونکہ مشرقی کلیساؤن کو اصل دین سے منحرف سمجہا جاتا تہا - پس ان کلیساون کا آج کے دن تک زندہ رہنا ہی پکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتون نے عموماً مذہبی آزادی کا طریق اونسے برتا[۵۱]

---

[۵۱] الحاکم خلیفہ مصر (۹۹۶-۱۰۲۰ء) نے درحقیقت تمام یہودیون اور عیسائیون کو حکم دیدیا تہا کہ مصر سے نکل کر روم کی عیسائی سلطنت مین چلے جاوین - لیکن جب عیسائیون نے منت سماجت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کردیا - (مقریزی (۱) صفحہ ۹۰) خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تہا کہ اس حکم کو سلیم اول کی طرح چلاتا - ظالم سلیم (۱۵۱۲-۱۵۲۰ء) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قلمرو سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست و نابود کردیا جاوے - چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعون کو اسنے اپنی سلطنت مین قتل کیا - اگر یہ خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیون کو بہی کالعدم کرسکتا تہا لیکن ایسے فعل سے بازرہنے مین سلیم فی الواقع اس عام اصول کی پابندی کی جسکو مسلمان سلاطین نے اپنی عیسائی رعایا کیلیے اختیار کیا تہا (فنلے ہسٹری جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)

سنہ ۸۸۱ عیسوی مین انطاکیہ کی بطریقی مین اسی ہزار عیسائی اور فلسطین کی بطریقی مین پچاس ہزار اور مغربی شام کے یعقوبی کلیسہ مین چار لاکھ اور مشرقی شام کے آسیرین کلیسہ مین دو لاکھ عیسائی موجود تھے۔ انکے علاوہ مارونی کلیسہ لبنان کا ہے اور یونیٹ کلیسہ مشرق مین ہین جنہون نے روما کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی ہے[۵۱]۔ بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ لڑائیون اور وباؤن اور قحطون[۵۲] کے غارتگر حملون کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش مین جو صدیون تک میدان کارزار بنا رہا ہو جسپر ترک و مغل اور صلیبی مجاہد[۵۳] مسلط رہ چکے ہون یہ علیحدہ علیحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر ابتک زندہ و سلامت ہین۔ ماسوا ان امور کے یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عیسائیون کو ممانعت تھی کہ اپنی کم تعداد کو ترویج مذہب سے پورا نہ کر سکین۔ لیکن عیسائیون کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوگی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوائے (نسطوریون) کے مشرقی عیسائیون مین سے اشاعت مذہب کا جوش مفقود ہو چکا تھا۔ جسکے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسہ صحت کی زندگی نہین جی سکتا۔ یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق مین بہت شائع تھا اور عیسائیون مین ایک عیسوی کرنے کا دستور اور پہرے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تھے جنہون نے عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑھنے نہ دیا[۵۴]۔

مشرق مین عیسوی مردم شماری کا انحطاط ایسے ہی کچھ اسباب سے تھا جو اوپر بیان ہوے اور جنمین ایک سبب یہ بھی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تھے لیکن مذہب کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانرواؤن کیطرف سے ہوتا اس کمی کا موجب نہ تھا۔

تبدیل مذہب کے وہ اتفاقات جنکے سبب سے اسلام قبول کیا گیا ہو اور جو تفصیل بیان ہون نہین

---

۵۱ اسٹینلے۔ لی۔ ۱۰ دسائنوپسس آف دنٹل چرچز، ۱۰ دی گارڈین۔ ۲۷ جون ۱۸۸۳ء ۵۲ دیکھو اے فون کریمر (ہسٹری جلد صفحہ ۴۹۰-۴۹۲ ۵۳ جو برتاؤ ورسم کیتھولک مذہب والے مشرقی عیسائیون کے ساتھ کرتے تھے اسکی مثال ۱۲۰۴ء کی واقعہ سے معلوم ہوتی ہے جبکہ صلیبی مجاہدون نے قسطنطنیہ کو تاراج کیا۔ ابوالفرج نے شکایت کی ہے کہ نسٹورین گرجا میں نے خود اربار کا مزار تھا دیر حوران پر اسطرح حملہ کیا اور اسکو لوٹا کہ گویا یہ سردار سارا سین یا ترک تھا۔ ابوالفرج (۱) جلد دوم صفحہ ۵۰۶-۵۰۷ ۵۴ مین دوسری جلد صفحہ ۲۱۸

دریافت ہوتے جسوقت پہلی ہی دفعہ عربون کا تسلط عیسائیون کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کیا[۵۱]۔ ملک عراق مین جو لوگ مسلمان ہوے اونکی تعداد کا کسی قدر اندازہ اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین جزیہ کی آمدنی دس کروڑ سے لیکر بارہ کروڑ درہم کی تھی۔ اور تقریباً پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین صرف چار کروڑ رہ گئی حاصل ملک مین یہہ کمی گو زیادہ تر اس سبب سے ہوی کہ لڑائیون اور بغاوتون سے بربادی ہوی تھی لیکن خاص وجہ یہہ تھی کہ نہایت کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کر لیا اور اونپر جزیہ واجب الادا نہ رہا[۵۲] اسی زمانہ مین ملک خراسان مین عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق یسوعیب سوم کی تحریر سے جو سائمن کے نام اوسی زمانہ مین لکھی گئی دریافت ہوتا ہے۔ سائمن فارس کا پرائمیٹ اور ورشر کا مطران تھا۔ چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہین اور یسوعیب کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام من کے طریقون سے خراسان مین شائع ہوا اور چونکہ زمانہ حال کے مورخون نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اس لیئے اوسکو یہان تمامتر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یسوعیب لکھتا ہے "کہان ہین تیرے بیٹے اے باپ" "جو بیٹون سے محروم ہوگیا۔ کہان ہین مرو کے برگزیدہ باشندے جنہون نے گو تلوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکھا" "مگر نصف رات کی صحبت مین احمقون کی طرح سچے رستے سے بھٹک کر بے دینی کے غارنین جہان ہمیشہ کا عذاب ہے وہ سر کے بل جا کودے اور بالکل نیست کر دیے گئے۔ صرف دو قسیس (جو نام کو قسیس کہلاتے تھے) کفر کے غار تگر شعلون سے اس طرح بھاگ سکے جیسے جلتی آگ سے دو جلتی لکڑیان نکالی جاوین۔ حیف حیف اتنے ہزارون مین سے جو مسیحی کا نام رکھتے تھے ایک گنہگار بھی سچے دین کے لیے اپنا خون بہا کر خدا کی راہ مین پاک نہ بنا۔ کہان ہین کرمان اور تمام فارس کے عابد تخانے

---

۵۱ جے۔ بی۔ بری۔ "سلطنت روما کے اخیر عہد کی تاریخ" دوسری جلد صفحہ ۲۶۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء)

۵۲ اے فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۷۲ ۵۳ کلیسہ کا بڑا عہدہ ہے۔ مترجم

یہہ شیطان کا دنیا مین آنا نہا۔ یہہ نہ مین کے بادشاہون کے ایلچیون کا آنا نہا۔ یہہ صوبون کے حاکمون کے فرامین کا آنا نہا جسنے انکو برباد کیا اور کھنڈر بنا دیا یہہ کمزور سانس ایک حقیر چھوٹے بھوت کا (نعوذ باللہ) آنا نہا جسکو بھوت بننے کی عزت کے قابل بھی اُن بھوتون نے نہ سمجھا (نعوذ باللہ) جنھون نے اوسکو اسکے پیغام کے ساتھہ بھیجا جسکو شیطان بھکانیوالے نے اپنا شیطانی فریب بھی نہ دیا (نعوذ باللہ) لیکن اوسنے اپنے حکم کے اشارے سے تمہارے فارس کے تمام کلیساؤن کو ڈہا دیا..... اور عرب جنکو خدا نے اس وقت دنیا کی سلطنت دے کہی ہے۔ دیکھو وہ تم مین ہین جیسا کہ تم بھی جانتے ہو۔ لیکن وہ مسیحی دین پر حملہ نہین کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہین اور کرجاؤن اور خانقاہون کو فائدہ پہونچاتے ہین۔ پھر کیون تمہارے مرو کے باشندون نے ان عربون کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا؟ اور مذہب بھی ایسی حالت مین چھوڑتے ہین اور مرو کے باشندے خود بھی اس بات کو کہتے ہین کہ عربون نے انکو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہین کیا۔ اگر اپنے مال کا نصف حصہ وہ عربون کو دیدین تو عرب انکو اجازت دیتے ہین کہ اپنے دین کو امن سے اور بغیر ناپاک ہوے رہنے دین۔ لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو چھوڑ کر جو انکو ہمیشہ کی نجات دیتا ہے اپنے مال کے ادھوڑے سے چمٹے رہتے ہین جو گذرنیوالی دنیا کا مال ہے وہ دین جسکو تمام قومون نے اپنا خون بہا کر خریدا اور جسکو آج کے دن تک اپنا خون بہا کر خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہے تمہارے مرو کے باشندے راضی ہوگئے کہ اسکو مال کی ادھوڑ یا اس سے کم مول پر بیچ ڈالین[1]"

خلیفہ عثمانی یعنی خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (۹۹-۱۰۱ھ) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز رہا۔ خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلیے باقاعدہ تحریک شروع کی۔ اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کرین۔ سنہ ۷۰۰ عیسوی مین

---

[1] آسمانی۔ تو م ۳۔ پہلا حصہ۔ صفحہ ۱۳۰-۱۳۱۔

جو احکام اس نظر سے جاری ہوے تھے کہ بیت المال مین روپیہ کی قلت نہ ہونے پاوے اور جنکے بموجب نومسلم جزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور ادا کرتا رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ نے منسوخ کیا۔ جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے اُن سے خراج لینا بند کردیا اور اُنپر عشر لگادیا جو خفیف محصول تھا۔ یہ انتظام مالی اعتبار سے گو نہایت مضر تھا لیکن جس نیت سے نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اسمین کامیابی ہوی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہوگئے[۱]

بہرکیف یہ فرض نہ کرلینا چاہیے کہ فقط دنیا کا نفع اُس اثر کو مرتب کرتا تھا جس نے عیسائیون نے اسلام قبول کیا۔ پہلی صدی ہجری مین سینٹ یوحنا دمشقی کی مناظرانہ تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ پرجوش مسلمان دلائل پیش کرکے مسیحی دین کی بیخکنی مین کیسے ساعی تھے مکالمات کی صورت مین ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جملون کی تکرار سے کہ اگر وہ سارا سین پوچھے۔ اگر سارا سین کہے.... تو بتانا ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ اصلی مکالمے تھے اور انکا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابون سے مہیا رہین جنمین عیسوی مذہب پر مسلمانون کے اعتراضات کا جواب فوراً دے سکے[۲]۔ ان مکالمات مین اسلامی حریف مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث مین پہلے اعتراض اُٹھاتا ہے۔ اور یہ ہی بات ہونی قرین قیاس بھی تھی۔ کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے معذرت کرے اور اس معذرت کو اپنی تصانیف مین محفوظ کرجاوے۔ یوحنا دمشقی کے شاگرد تھیوڈور ابوقرہ نے بھی کئی مکالمے اہل اسلام کے ساتھ لکھے ہین[۳] اور ان مین بھی دونون مذہبون کی بحث طلب باتون پر مناظرہ کے لیے مخالف فریق قائم کیے ہین۔ اور مسلمان بدستور سابق ان مین بھی حملے اور اعتراض کے لیے پہلے عصا اُٹھاتے ہین۔ ان باتون سے کسقدر اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین اسلام کی برتری کے لیے کیسے پرجوش اور صرف ہمت سے کام لیا جاتا تھا۔

---

[۱] اوگست موئر۔ پہلی جلد صفحہ ۴۴۴۔ [۲] مین نومبر ۹۰۔ صفحہ ۱۳۳۶۔ ۱۳۴۱۔ [۳] مین نومبر ۹۷۔ صفحہ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۹ و ۱۵۴۹۔ ۱۵۶۱۔

بشپ ابوقرہ لکھتا ہے ۔ "ہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف رجوع ہین کہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کی الوہیت سے انکار کرین اور وہ اپنی تمام ہمتین اسی مقصد مین صرف کرتی ہین"[۵۱] مذکورہ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیون سے بیان ہوے بہت قلیل ہین ۔ انسے فقط اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام مین کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ ترویج اسلام کے بارے مین انسے تحقیق نہین ہوتا ۔ ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بین طور پر تبلیغی حیثیت رکھتی ہے اسکا زمانہ مامون الرشید (۱۹۸-۲۱۳ھ) کے عہد خلافت مین دریافت ہوتا ہے ۔ یہہ دستاویز خط کی شکل مین ہے[۵۲] جسکو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے عیسائی دوست کے نام لکھا جو شریف النسب عرب تھا اور دربار مامونی مین بڑا اعزاز رکھتا تھا اور خود خلیفہ اسکی بڑی توقیر کرتا تھا ۔ اس خط مین الہاشمی نے نہایت محبت سے اور ایسے الفاظ مین جو شاہد ہین کہ مسلمانون کا مسیحی کلیسہ کے ساتھ کیسا مذہبی آزادی کا طریق تھا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے ۔ اشاعت اسلام کی ابتدای تاریخ مین اس خط کو بیمثل رتبہ حاصل ہے اور اس لیے اس کتاب کے ضمیمہ مین اسکو تمامتر نقل کیا گیا ہے[۵۳] اسی نامہ مین ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی ۔ اور جس مین ان لوگون کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہون نے دنیا کی نفع اور خود غرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی مثال ان منافقین سے قائم کی جنہون نے یہہ ظاہر کرکے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست ہین انکی ہلاکت کے لیے سازش کی ۔ لیکن جس طرح خدا کے رسول نے برائی کا بدلا نیکی سے کیا اسی طرح خلیفہ نے بھی ارادہ کرلیا ہے کہ ان لوگون کے ساتھ خلق و تحمل سے پیش آئیگا جبتک کہ خدا ان مین انصاف کرے[۵۴] ۔ خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی شکایت کا بیان ہونا قابل وقعت ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تو مسلمونکی نسبت یہہ خیال تھا اور بیجا تھی کہ بے لوث اور

---

[۵۱] مین ۔ تورم ، صفحہ ۵۰ ۔ [۵۲] رسالہ عبداللہ بن اسمٰعیل الہاشمی الی عبدالمسیح بن اسحاق الکندی فی الرد علی الاسلام ۔ طبع لندن ۱۸۸۵ء [۵۳] ضمیمہ نمبر ۳ مسلمانونکی مناظرانہ تحریرونکا بیان ہے و ضمیمہ نمبر ۳ دیکھو ۔ [۵۴] الکندی صفحہ ۱۱۱-۱۱۳ ۔

خالص ایمان سے اسلام قبول کرین۔ اگر یہ دریافت ہوجاتا تھا کہ جب دنیا یا ناز یبا اغراض سے وہ مسلمان ہوے ہین تو انپر سخت ملامت ہوتی تھی۔

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت مین بہت سرگرم تھا اور قلمرو خلافت کے دور دراز صوبجات ماوراالنہر اور فرغانہ مین ان لوگون کو جو مسلمان نہ تھے مراحم خسروانہ سے اسلام مین دعوت کیا۔[۵۱] لیکن اپنی شاہانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہین کیا کہ لوگون کو زبردستی مسلمان کرتا جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ کا سردار بغداد مین آیا[۵۲] اور علمار سے مناظرہ قرار دیا جس مین وہ بالکل خاموش کردیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہوجاوے۔ مگر یزدان بخت نے یہ کہکر انکار کیا کہ "امیرالمومنین تمہاری نصیحت گوش گذار ہوی اور تمہاری بات سنی لیکن تم اُن مین نہین ہو جو لوگون کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرتے ہین"۔[۵۳] خلیفہ مامون نے بجای اسکے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرتا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھ کردی تاکہ رعایا مین جو لوگ متعصب ہون انکی گزند سے سردار محفوظ رہے۔[۵۴] تیرہوین صدی ہجری کے اوائل حصہ مین بیت جامی کے بسطوری بشپ تھیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا جبر و تشدد اسپر نہوا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی مورخ[۵۵] جنسے بشپ کے مسلمان ہونیکا حال لکھا ہے جبر و اکراہ کا ذکر بھی ضرور کرتا۔ اس واقعہ کے سو برس بعد سنہ ۱۶ عیسوی مین اگناتیس[۵۶] بطریق کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تھا بغداد کو روانہ ہوا۔ اور خلیفہ قادر باللہ کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابوسلم[۵۷] اپنا نام رکھا۔[۵۸] فی الواقع یہ بڑی

[۵۱] البلاذری صفحہ ۴۳۰ - ۴۳۱ - [۵۲] بغداد مین یزدان بخت کے آنیکا محل غالباً مسئلہ زیر بحث تھا جب خلیفہ مامون نے سنا کہ دشمنان اسلام کہتے ہین کہ اسلام کو دلیل سے نہین بلکہ تلوار سے کامیابی ہوی تو بسقدر مذہبی فرقہ اس زمانہ مین موجود تھے انکی سرکردگی خلیفہ نے طلب کیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی جسمین علمای اسلام نے اپنے مذہب پر سے اس الزام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ جو غیر مذہب والے وہان موجود تھے انھون نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنی دعوی کو پوری طرح ثابت کردیا (الرتضی - المامون) [۵۳] کتاب الفہرست - پہلی جلد - صفحہ ۳۳۹ [۵۴] ابوالفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۲۳۳ [۵۵] تمام یعقوبی بطریق اگناتیس کا لقب اختیار کرتے تھے مسلمان ہونے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک برقیقی تھا۔ [۵۶] ابوالفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۲۸۰ - ۲۹۰ (۲) الیاس نصیبی صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴ مارک برقیقی ابوسلم مرنے سے چوبیس برس پہلے عیسائی ہوگیا انطاکیہ کے یعقوبی بطریقون کی تاریخ مرتبہ والیسے ہمنے اوپر بھی درج

[۵۷] مانویہ مذہب فارس کے ایک شخص مانی نامی نے نکالا تھا اور وہ ظلمت کو دو اصل مانتا تھا جو ہمیشہ سے ایک دوسرے کے مقابل ہین اور نور سے نیکی اور ظلمت سے بدی مراد لیتا تھا۔ [۵۸] یہ شخص عیسائی ہوا لیا دیدہ نمبر ۲ - مترجم

دلچسپ بات ہوتی اگر ان لوگون کی کوئی تحریر جسمین وہ اپنی زندگی کا تذکرہ لکھہ جاتے ہم تک باقی ہوتی اور اوس سے ہمکو دریافت ہوتا کہ ان دونون شخصون کی طبیعت مین اسلام کا نشو ونما کس طرح ہوا عیسائی مورخ نے ان دونون صوبتون مین بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جسکے ثبوت مین کوئی اور شہادت موجود نہین ہے مشتبہ ہے[۵۱] اور اوسپر اشتباہ بھی اسطرح کا ہوسکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتھولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال لکھے کہ اوسنے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پھر اوسپر بہتان بندی کرے۔ اسمین شبہہ نہین کہ ان دونون بڑے عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤن مین معزز منصب رکھتے تھے ہم تک اسوجہ سے پہونچا کہ وہ بڑے عہدہ دار تھے۔ لیکن جو لوگ کم درجے کے تھے اُنکا حال لکھا ہی نہ گیا۔ مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالین شاذ نہین کیونکہ جاق دی تیرنی سے جو عکا کا بشپ (۱۲۱۵-۲۵ء) تھا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہونچتی ہے۔ اس بشپ نے ایلیا مین بود و باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے "جھوٹے نعوذ باللہ پیغمبر کی جھوٹی نعوذ باللہ ترغیب سے کمزور ہوکر اور بُری طرح دام مین گرفتار بلکہ زخمی ہوکر روحانی لذتون کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہوگیا اور وہ جسنے سرخ لباس مین پرورش پائی تھی نجاست کے لوتڑے سے گلے ملا (نعوذ باللہ)"[۵۲]

مسیحی کلیسا جو اب تک بیان ہوے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان مین مشرقی کلیسا کا رتبہ دوسرا تھا اور دیگر منحرف فرقے تھے جو اوس سے پیدا ہوے تھے۔ لیکن گیارھوین صدی عیسوی کے اخیر مین شام و فلسطین کی مسیحی رعایا مین صلیبی مجاہدون کے گروہ کے گروہ جو مغربی

(بقیہ صفحہ ۹۹) ہین۔ ایک ان مین سے یہ ہے کہ ایک شخص سبکا نام بشیا تھا ۱۵۱۷ء مین اسلام قبول کیا لیکن ۶ مہینہ کے بعد اسلام ترک کرکے قبرص کو بھاگ گیا (جو اس زمانہ مین وینس والون کے قبضہ مین تھا) یہان شیخص توبہ کی اور دین کی تبدیلی مین گرفتار کیا گیا اور اوسکو سامنے اوندھا لیٹ گیا اور سب لوگ اوسپر سے چلکر گرجا کے اندر آیا جاتے تھے۔ دوسرا شخص نعمت اللہ تھا (۱۵۶۰ء) مین جسنے عیسائی مذہب کو ترک کرکے اسلام قبول کیا تھا لیکن اسنے بھی روما کے شہر مین جاکر پاپا گریگری سیزدہم کے سامنے توبہ چاہی (اور عیسائی ہوگیا)۔ (ابوالفرج (۱) دوسری جلد صفحہ ۴۷۸-۴۸۰) ۵۱ فی الواقع الیاس نصیبی نے جو بہ مصر مورخ تھا اسکا ذکر کسی طریقہ سے اسطرح کی کوئی غلطی منسوب نہین کی ہے۔ ۵۲ ہسٹوریا اوریینالس۔ باب ۱۵۔ (صفحہ ۴۵)

کیتھولک مذہب رکھتے تھے شامل ہوگئے۔ یہہ لوگ بیت المقدس کی عملداری اور اور ریاستون
مین جنکو اونھون نے خود قائم کیا تھا اور جنکی زندگی دو صدیون تک تذبذب کی حالت مین ہی تھی
آباد ہوگئے۔ اس دو سو برس مین ان نوآباد عیسائیون مین سے کبھی کبھی کچھ لوگ اسلام قبول
کرتے رہے۔ مثلاً جرمن اور لمبارڈیون کا ایک گروہ جو مسیحی سردار رینا دکی سرکردگی مین
تھا اصل لشکر سے علیحدہ ہوگیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اسکو ایک قلعہ مین محصور کر دیا
رینا دا اور اسکے ملازمون نے یہہ ہوکا دیکر کہ ہم فصیل سے نکلکر غنیم پر حملہ کرتے ہین باقی گروہ کو
چھوڑ دیا اور ترکون سے جا ملے اور اونھون مین پہونچکر اسلام قبول کیا۔[۱]

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ مین ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا۔ اوڈو دو آفیل
نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہ لوی ہفتم کا چیپلن تھا اس واقعہ کو لکھا ہے۔ اوڈو بادشاہ
لوئی کے ساتھہ اس صلیبی لڑائی مین گیا تھا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت مین اسنے لکھا ہے
جب صلیبی مجاہدون کا لشکر بری راستہ سے ایشیا کوچک مین ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے
کی کوشش کرتا تھا تو فرجیا کے پہاڑی درون مین ترکون کے ہاتھہ سے اسکو سخت شکست پہنچی
(۱۱۴۸ء) شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تھا مشکل سے پہونچ سکا۔ یہان
جنکے پاس اتنا روپیہ تھا کہ یونانی تاجرون کو منہہ مانگی قیمت دیسکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاکیہ کو
چلے گئے۔ لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرون کا انبوہ کثیر اطالیہ مین رہ گیا۔ اور یہہ سب یونانیون
کے رحم اور ترس پر جو انکے دغاباز دوست تھے چھوڑ دیے گئے۔ چلتے وقت بادشاہ لوئی نے
پانچ سو مارک[۲] یونانیون کو اس شرط پر دیے تھے کہ زائرین کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھہ کردین
اور بیمارون کی اوس وقت تک نگرانی کرین کہ وہ روانگی کے قابل ہون۔ لیکن جسوقت لشکر
روانہ ہوا تو یونانیون نے زائرون کی بیکس حالت سے ترکون کو خبر کردی اور خود چپ بیٹھہ کر
انکی مصیبتون کا تماشا دیکھنے لگے۔ قحط اور وبا اور دشمنون کے تیرون نے ان غریبون کی

[۱] دے گوین۔ تو م ۲۔ (دوسرا حصہ) صفحہ ۱۵۔ [۲] ایک قدیم جایزی کا سکہ تھا جو ساڑھے چھ روپیہ کے قریب قیمت مین ہوتا تھا۔ مترجم

چھاؤنی مین ہلاکت اور بربادی پھیلادی - جب ان مصائب کی تاب نہ رہی تو ان مین سے تین یا چار ہزار آدمیون نے بھاگنے کا قصد کیا - مگر ترکون نے انکو حلقہ مین لے لیا اور قتل کرتے ہوے انکی چھاؤنی کی طرف بڑھے تاکہ فتح ناتمام نہ رہے جو لوگ مرنے سے بچ گئے اونکی حالت قطعی مایوسی کی رہ جاتی اگر ان آلام کو دیکھکر مسلمانون کے دل نرم نہ پڑجاتے اور انکو ترس نہ آتا - مسلمان فوراً عیسائیون کی تیمارداری مین مصروف ہوے مفلسون اور فاقہ کشون کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی - بعض مسلمانون نے یہ کیا کہ یونانیون مین گئے اور جو فرانسیسی عکہ کا روپیہ ائرون سے انہون نے زبردستی یا فریب دیکر لیا تہا اوسکو چھین لائے اور محتاجون مین تقسیم کردیا - غیر دین والون کے التفات اور ہم مذہب یونانیون کے ظلم نے جو انسے بیگار لیتے تہے اور انکو مارتے تہے اور جو کچھہ تہوڑا سرمایہ انکے پاس بچا تہا اسکو بہی چھین چکے تہے مسیحی زائرون پر ایسا اثر کیا کہ انہون نے خوشی و رضامندی سے اپنے بچانے والون کا مذہب اختیار کرلیا - مورخ اوڈو لکھتا ہے "ہم مذہب یونانیون سے بچکر عیسائی زائر کافرون مین جو اپنے ترس کہاتے تہے پناہ لیتے - اور سنا جاتا ہے کہ جب ترک کوچ کرنے کو ہوے تو تین ہزار سے زیادہ عیسائی ترکون کے شریک ہوگئے - او ! تلطف تو فریب سے بھی بڑہکر ظالم ہے ! مسلمانون نے عیسائیون کو روٹی دی لیکن انکا مذہب چھین لیا - گو یقینی بات ہے کہ عیسائیون کی خدمت سے ضامند رہکر ترکون نے ان مین سے کسی کو بہی اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا[1] "

عیسائیون اور مسلمانون مین میل جول کا بڑہنا اور صلیبی مجاہدون کا روز بروز اپنے مخالفون یعنی مسلمانون کی نیکیون کی قدر کرتے جانا جس سے جنگہای صلیب کے پہلے اور پچھلے مؤرخون مین تمیز ہوتی ہے[2] - اور مشرقی آداب و طرز معاشرت کی تقلید جو فرنگ لوگون نے ایلیا مین آباد ہوکر کی - یہہ سب باتین وہ تہین جو مذہبی خیالات پر بہی اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہین - اس اثر کا بڑا نتیجہ

[1] اوڈو دے یوگلو (بادشاہ لوئی ہفتم کا سفر) مین بتوسم ۱۹۵ صفحہ ۱۲۴۳ - [2] گیزو "یورپ کی تاریخ تمدن" صفحہ ۲۳۴ (مطبوعہ پیرس ۱۸۳۸ء)

یہہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی نائٹون کے دل مین بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا اور نیہہ خیال وہ تہا جسپر کلیسہ نے شدت سے جرح و توبیخ کی۔ جسوقت ابن منقذ جو بارہوین صدی عیسوی مین شام کا ایک امیر گذرا ہے زمانہ صلح مین بیت المقدس مین آیا تو صلیبی مجاہدین جنکو ٹمپلرز کہتے تہے اور وہ مسجد اقصیٰ مین رہتے تہے انہون نے شامی امیر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا ایک حصہ نماز پڑہنے کے لیئے دیدیا۔ اسی اثنا مین ایک نووارد صلیبی نے اسطرح کی مذہبی آزادی کو خلاف مشرب سمجہہ کر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن منقذ کی نماز مین اسنے مخل ہونا چاہا تو باقی مجاہدون نے نہایت غصہ سے اسکو روکا کہ مہمان کی عبادت مین خلل نہ ڈالے صلح کے زمانہ مین جو اکثر آتا رہتا تہا صلیبی مجاہد اور مسلمان دوستانہ طریق سے ملتے تہے اور کیا عجب ہے اگر ان موقعون پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہون کیونکہ مذہب ہی وہ شے تہا جو صلیبیون کو ایلیا مین لایا اور جسنے انکو متواتر لڑائیون مین مصروف کیا۔ جب خود مسیحی عالمون کا یہہ حال تہا کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کرنیکے قابل ہوتے تہے اور نیے طرز خیال نے لوگون کی طبیعتون کو ڈگمگا دیا تہا جس سے طرح طرح کے مذہبی شوشے پیدا ہو چلے تہے تو یہہ تعجب کی بات نہین کہ اکثر عیسائی مسلمان ہو گئے ہون۔ بارہوین صدی عیسوی مین جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوے انکی تعداد صلیبیون کی کتب آئین مین جنکو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تہا درج ہے۔ (اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتون مین ضمانت نہ لی جاتی تہی)۔

اگر اون مسلمانون کا حال دریافت ہوتا جنہون نے ان عیسائیون کے مسلمان کرنے مین صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے کارنامون کی کوئی یادگار نہ چہوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہین کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہہ

لہ یہ فوجی خصائل کے لوگ تہے جنکی جماعت بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین اس غرض سے قائم ہوی تہی کہ زائرین ایلیا اور آثار مقدسہ کی حفاظت کرین ۱۲ مترجم ۵۲ ابن منقذ۔ پہلا حصہ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸۔ ۵۳ پرٹ۔ صفحہ ۲۶۶-۲۶۰ ۵۴ اسپرو سے کورو ریو جو پرلس ڈکوی دیز ہسٹوریین دے کروسیاد۔ تو م ۲ صفحہ ۳۲۵۔

مسلمان اپنا افسر کہتے تھے جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانوں کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تھا اور انکو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتا تھا[۵۱]۔

سلطان صلاح الدین کی نامور زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اوسکے ہمعصر عیسائیون کے دلون پر عجب افسون کیا تھا بعض مسیحی نائٹون کو بھی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی ملت اور قوم کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹمپلر کی ہے جسکا نام رابرٹ آف سینٹ البنز تھا۔ اس مسیحی نائٹ نے ۱۱۸۵ء مین مسیحی دین ترک کیا اور شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی[۵۲]۔ ۱۱۸۷ عیسوی مین صلاح الدین اعظم نے فلسطین پر چڑھائی کر کے مسیحی لشکر کو معرکہ حتین مین فاش شکست دی۔ جو لوگ قید ہوے ان مین مسمی گئی بیت المقدس کا بادشاہ بھی تھا۔ لڑائی سے ایک رات پہلے جبکہ مسیحی نائٹ دچونکہ انپر شیطانی روح سوار ہوی نعوذ باللہ، اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر سلطان کے لشکر مین بھاگ آئے اور یہان اپنی مرضی سے وہ سارسین (مسلمان) ہوگئے[۵۳]۔ سلطان صلاح الدین اور رمنڈ سوم امیر طرابلس مین یہہ صلاح ہوگئی تھی کہ رمنڈ اپنے ماتحتون کو مسیحی دین چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن رمنڈ کی دفعتاً موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا[۵۴]۔

بیت المقدس کی ہزیمت اور ایلیا مین سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برانگیختہ کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جاوے جسمین عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے (۱۱۸۹-۹۱ء) مسیحی فوج نے اس لڑائی مین قحط اور وبا سے وہ دہشناک مصیبتین اٹھائین کہ بہت عیسائی اپنا لشکر چھوڑ کر فاقے توڑنے کے لیے مسلمانون کے لشکر گاہ مین چلے آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان مفرور عیسائیون مین سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر مین واپس آ گئے اور بہت نے اپنی قسمت کا پانسا

---

[۵۱] بہاء الدین صفحہ ۲۵ - [۵۲] روجر ہوودن - جلد ۲ - صفحہ ۷۰ - ۳ - [۵۳] بینیڈکٹ آف پیٹربارو - دوسری جلد صفحہ ۱۱ - ۱۲ [۵۴] بینیڈکٹ آف پیٹربارو - دوسری جلد صفحہ ۲ - ۲۱ - اور روجر ہوودن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹ - ۳۳۲ -

مسلمانون کے ساتھہ پہینکا۔ ان عیسائیون مین سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہکر ان لوگون کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تھے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤن یعنی مسلمانون سے یہہ عیسائی خوش رہے اور باقی مفرور عیسائی اسلام قبول کرکے دیندار مسلمان بن گئے۔[۱] ان مفرور عیسائیون کے تبدیل مذہب کا حال ایک مؤرخ نے لکھا ہے جو رچرڈ اول بادشاہ انگلستان کے ساتھہ تیسری جنگ صلیب مین گیا تھا۔ یہ مؤرخ لکھتا ہے "ہمارے بعض آدمی (جنکے مقسوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ سنا جاسکتا ہے) قحط کی سختی سے تنگ آگئے اور انہون نے جسم کی نجات مین اپنی روح پر عذاب لیا۔ کیونکہ جب قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہوگیا تو وہ ہمکو چھوڑکر ترکون مین بھاگ گئے۔ اور دین سے برگشتہ ہونے مین انہون نے تذبذب نہ کیا۔ دنیا کی زندگی کچھہ دن اور آرام سے بسر کرنے کے لیئے کفر کے سخت کلمے کہکر ہمیشہ کی موت کو خریدا۔ او! غارتگر تجارت! او! شرمناک فعل جو عذاب کی حد سے بھی بڑھ گیا۔ او! احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اوس موت سے بھاگا جسکا آنا ناگزیر ہے۔ اور اوس موت سے نہ بچا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔"[۲]

اس زمانہ سے لیکر آیندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چھوڑکر مسلمان ہوئے اُنکا ذکر سیاحون کی تحریرون مین جنہون نے ایشیا اور مشرقی ملکون مین سفر کیا ملتا ہے۔ جن مسلمانون نے بادشاہ سینٹ لوئی کو گرفتار کیا تھا جب انہون نے زر مخلصی کے لیے بادشاہ کو حلف دیا (سنہ ۱۲۵۰ع) تو شرائط حلف کے مجوزہ لوگ تھے جو پہلے قسیسون کا رتبہ رکھتے تھے لیکن اب وہ مسلمان تھے۔[۳] جسوقت اس بادشاہ کی رہائی کے لیے روپیہ دیا جاتا تھا تو ایک اور نومسلم جو پہلے عیسائی تھا بادشاہ کے لیئے ایک تحفہ لیکر آیا۔ یہ شخص فرانس کا باشندہ تھا اور پروونس مین پیدا ہوا تھا۔ سنہ ۱۲۱۹ عیسوی مین بادشاہ جان پر دشمنی کے ساتھہ وسیاط کی مہم مین وہ آیا تھا۔ لیکن مصر مین رہ پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کرکے مصر مین بڑا آدمی بن گیا۔[۴]

---

[۱] ابوشامہ صفحہ ۱۵۔ [۲] زائرون کا سفر مقدس اور بادشاہ رچرڈ اول کی کارنامی (مؤلفہ ولیم سٹبز) (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۴ع) [۳] جوئنول صفحہ ۲۳۰ [۴] جوئنول صفحہ ۲۶۲۔

ایلیا مین آکر مسیحی ائرین کے مسلمان ہوجانے کا خوف اسقدر بڑھ گیا تہا اور یہہ بات ایسی ظاہر ہوگئی تہی کہ سنہ ۱۲۶۶ عیسوی کے قریب اموٴمی دے لاردش نے جو فرانس کے نائٹ ٹمپلرون کا سردار تہا ایک "یادداشت" لکھی اور روما کے پوپ اور فرانس اور نیز بیرسلی کے افسران کلیسہ (لگیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجون اور ضعیفون اور ایسے لوگون کو جو ہتیار لگانے کے قابل نہون ممانعت کیجاوے کہ سمندر پار کرکے فلسطین مین داخل نہون کیونکہ ایسے لوگ یا تو قتل ہوجاتے ہین یا اسیر ہین اُن کو قید کرلیتے ہین یا وہ مسیحی دین چہوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین[۵۱]۔ سنہ ۱۳۵۰ عیسوی مین جب لودلف دی سوخم نے ایلیا مین سفر کیا تو لکہا ہے کہ تین نومسلم جو پہلے عیسائی تہے حبرون مین اسکو ملے۔ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے منڈن کے کلیسہ سے آئے تہے اور نائٹ وسٹفالن کے ملازم تہے جسکی توقیر سلطان صلاح الدین اور اور اسلامی بادشاہ کرتے تہے[۵۲]۔ سرجان ماندویل جسنے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین فلسطین مین اپنا سفر کرنا لکہا ہے اُن عیسائیون کا حال لکہتا ہے جو مسلمان ہوگئے تہے۔ مگر یہہ صاف نہین بیان کرتا کہ جو خیال اسنے ظاہر کیا ہے وہ مشرقی کلیسہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیسہ کی۔ وہ لکہتا ہے "نیز بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا حمق سے یا محض شرارت سے سارسین (مسلمان) ہوجاتے ہین"۔ ماندویل نے یہہ بہی لکہا ہے کہ سلطان مصر نے جسکی خدمت مین یہ کئی برس تک حاضر رہا تہا اس بات کی کوشش کی کہ ماندویل اپنا دین آئین واعتقاد ترک کرکے مسلمان ہوجاوے[۵۳]۔

بلاشبہہ ان منتشر واقعات سے جنکو ارباب تصانیف نے لکہا ہے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا ہوگا جسکی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہونچی مثلاً کہا گیا ہے

---

۵۱ ماس لاترس (۱) دوسری جلد صفحہ ۴۷ ۵۲ لودلف دی سوخم۔ صفحہ ۱۷ ۵۳ ماندویل۔ صفحہ ۱۴۱۔

۵۴ ماندویل۔ صفحہ ۳۵۔

کہ پندرہوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب بچیس ہزار عیسائی جو اب مسلمان ہوگئے تھے قاہرہ کے شہر مین موجود تھے[۱] اور اسی طرح ضرور ہے کہ لیٹن کی عیسائی عملداریون کے زوال کے بعد ایلیا مین اور نومسلم بھی ہونگے جو پہلے عیسائی تھے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مورخون کو سلاطین کے کارہاے عظیم اور شاہی خاندانون کے عزل و نصب کی سرگذشت لکھنے مین ایسی مصروفیت تھی کہ ادنی درجہ کے لوگون مین جو مذہبی انقلاب ہوا اوسکی طرف توجہ نہ کرسکے اور (جہان تک مجھہ کو پتہ چلا ہے) انھون نے عیسائیون کے مسلمان ہونے کا بھی ایسا ہی کم خیال کیا ہے جیسے اپنے ہم مذہب مسلمانون کے عیسائی ہونیکی طرف سے بے توجہی ظاہر کی ہے۔ پس ہم مجبور ہین کہ ان دونون قسم کے واقعات کی نسبت علم حاصل کرنیکے لیے عیسائی مصنفون پر بھروسا کرین۔ مگر ان عیسائیون کا یہ حال ہے کہ اگر مسلمان عیسائی ہوا تو اسکا حال تو بہت تفصیل اور دلسوزی سے لکھا۔ لیکن اگر عیسائی مسلمان ہوا تو ایسے واقعات کی شہادت بہت اکراہ سے دی اور اوسکی اغراض کو نہایت بُرے رنگ مین ظاہر کیا۔ یہہ امکان کہ کسی عیسائی نے خالص ایمان سے اسلام قبول کیا ان عیسائی مصنفین کے دل مین اسکا خیال بھی کبھی نہ گذرا اور اگر گذرا بھی ہو تو اتنی جرات کسکو ہوتی کہ اسکا علانیہ اعتراف کرکے مسیحی علماء کے قہر و غضب کی کڑک بجلیان اپنے اوپر گرواتا۔ سر جان مانڈویل بھی جسنے اپنی آدہی عمر اسلامی ملکون مین بسر کی اور اسلام پر اپنے ظاہر کرنے مین تعصب کو دخل نہ دیا اسکو بھی یہہ ہی کہتے بن پڑا کہ جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اگر انکی اغراض بُری نہ تھین تو اُنکے بیوقوف ہونے مین تو کلام نہین۔ اگر وہ بدمعاش اور بیہوش نہ تھے تو احمق تو ضرور تھے۔ اس قسم کے بیانات کو ٹھیک جانچنے مین کہ انکی اصلی قیمت کیا ہے ہم کو یہہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ جن عیسائی مصنفون نے انکو لکھا ہے انکا میلانِ خاطر ایسا ہی کچھہ تھا۔

عیسائیون کی تعداد کی نسبت جو مسلمان ہوے مذکورۂ بالا تاریخی ماخذون سے کم اطلاع

---

[۱] لیونارد و ذسکو بالدی جسکی کتاب بطولہ کے دیباچہ مین دفریری اور سنگلو بیتی نے نقل کیا۔

ملتی ہے بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم چلتا ہے جتنا تبلیغی کوششون کا حال نہین کہلتا جو تبدیل مذہب مین انکی تحریص کا باعث ہوئین - منک بورکارڈ نے ۱۸۳۳ء کے قریب لکھا ہے کہ صلیبی مجاہد اپنے قلعون سے نکالے گئے اور روما کی قوت کا مشرق مین خاتمہ ہوا تو ان وقعات سے چند سال پیشتر عیسائیون کا شمار کل اسلامی دنیا مین مسلمانون کی تعداد سے بہت زیادہ تھا کُل رعایا مین (سوائے مصر و عرب کے) مسلمانون کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ نہ تھی - یہ عبارت بلاشبہہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکارڈ نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو حال صلیبی مجاہدون کے شہرون اور آرمینیا کوچک مین تھا ایسا ہی مشرق مین اور مقامات پر ہوگا - مگر اسکی عبارت سے اتنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ جنگہائے صلیب کے زمانہ مین کثرت سے لوگ مسلمان نہین ہوے - اور یہہ کہ جب ایلیا پر مسلمانون کی حکومت دوبارہ ہوی تو انہون نے عیسائیون کو مذہب مین ایسی ہی آزادی دی جیسے پہلے انکو حاصل تھی - صرف جزیہ دیکر انہون نے "امن و عافیت" کو خریدا - اس بیان مین فرض یہہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالین جو وقوع مین آئین وہ خاص خاص لوگون کی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال ہوا اور مسلمان ہونے کیلیے انپر جبر نہ ہوا - ایسی مثالین بیان کردی گئی ہین کہ عیسائیون نے مسلمانون کی خدمت اختیار کی اور اپنے دین پر قائم اور اوسکی پیروی مین آزاد رہے - چنانچہ بیت المقدس کی عدالتون نے دو طرح کے لوگون مین تمیز قائم کی تھی - ایک وہ جنہون نے

لہ بورکارڈ لکھتا ہے "لیکن فی الواقع یہ امر طلب ہے (گو بعض لوگ جو کسی بات کو بن دیکھی بیان کرتے ہین اس رای کے خلاف ہین) کہ مشرق کا تمام ملک جو سمندر یا پہ ہے مسیح کا نام لیوا ہے اور اسی کو نام کا وعظ کرتا ہے البتہ سارسین (مسلمان) اور بعض تُرکمان جو کپادوسیا مین رہتے ہین اس سے مستثنی ہین پس مین اسکو بھی بات سمجھتا ہون (جیسا کہ مین نے خود دیکھا ہے) اور جو لوگ جانتے ہین انسے سنا ہے کہ یہہ ایک مقام اور عملداری مین (سوای مصر و عرب کے) جہان کثرت سے سارسین اور دیگر پیرو ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہین تمکو بہت سے سارسین سے جیسے تیس یا اس سے زیادہ عیسائی ملینگے - چونکہ تمام عیسائی جو سمندر پار رہتے ہین مشرقی ہین (گو وہ عیسائی ہون) اور چونکہ وہ بیتاز نہین مستعمل کرتے کیونکہ سارسین اور تاتاریون کی حملون سے پیشتر ہوکر انکی عایا بنگئے ہین اور امن و عافیت کو خراج دیکر خریدتے ہین اور سارسین اور اور لوگ جو انکے زیر فرمان رہتے ہین اپنے عمال اور محصول جمع کرنیوالون کو انکی ملکون مین مقرر کرتے ہین اسلیے یہ ہوتا ہے کہ عملداری کو سارسین کی عملداری کہا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت عمال اور محصول جمع کرنیوالون اور انکے کنبون کی سوای باقی تمام لوگ عیسائی ہین اور یہہ مین اپنی آنکھون سے صلیسیا اور آرمینیا کوچک مین دیکھا ہی جو تاتاریون کی حکومت مین ہین" (بورکارڈ دے منتی سیون دیسکرپتیو تیرے سانکتے صفحہ ۹۰)

خدا سے انکار کیا اور دوسرے قانون کی پیروی کی" اور دوسرے وہ دہ جنہون نے عیسائیون کے خلاف سارسین کی اور اور کافرون کی فوجی خدمات ایک برس اور برس پر ایک دن سے زیادہ کین[۵۱]"

دیسی عیسائی مسلمانون کی حکومت کو صلیبی مجاہدون[۵۲] کی حکومت پر یقینی ترجیح دیتے تھے۔ اور جب بیت المقدس اوسوقت (سنہ ۱۲۴۴ء) اور ہمیشہ کے لیئے مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی عیسائی رعایا نے اپنے آقاؤن یعنی مسلمانون کا خیر مقدم کیا اور امن و رضامندی سے انکی حکومت کے مطیع ہوگئے[۵۳]۔

حکومت اسلامیہ مین عیسائیون کو جو مذہبی آزادی میسر آئی تو ایشیای کوچک کے عیسائیون کو بھی اوسی زمانہ مین اسکا خیال پیدا ہوا اور سلجوقی ترکون کے آنے کو یہہ سمجھکر عیسائیون نے اپنے حق مین مفید جانا کہ عیسائی حکومت سے وہ بچکر رہا کرین گے یعنی محصول ہی کی سختیون سے نہین بلکہ کلیسہ یونان کی عقوبت پسند خصلتون سے بھی نجات ملیگی جسنے منحرف فرقہ پالیسین اور ائیکانو کلاسٹ پر سخت ظلم کیے تھے۔ چنانچہ میکائیل ہشتم (سنہ ۱۲۶۱-۸۲ء) کے زمانہ مین وسط ایشیای کوچک کے باشندون نے ترکون سے درخواست کی کہ چھوٹی شہرون پر قبضہ کرلین تاکہ رعایا کو عیسائی سلطنت کے ظلم سے نجات ملے اکثر امیر غریب وطن ترک کرکے ترکون کی عملداری مین چلے آتے تھے[۵۴]

اب صرف مغربی ایشیا کے دو کلیسیاؤن کا یعنی ارمنی اور جرجانی کلیسہ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے۔ ارمنی کلیسہ کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ تمام شرقی کلیسہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہوے

۵۱، سیزدے جرو سلم۔ تو م ۲۔ صفحہ ۳۲۵ ۵۲ پرظ۔ صفحہ ۱۴۶ - ۱۴۷ و ۱۵۰۔

۵۲ سنہ ۱۲۴۴ عیسوی مین آئیکا کے پریلیتون نے فریل کا مضمون خوارزمیون کے حملے کے بارے مین لکھا سلطان ایوبی نے خوارزمیون کو مدد کیلیے بلایا تھا تاکہ ملک سے صلیبیون کا استیصال ہو پریلیتون نے لکھا ہے کہ وہ (خوارزمی) تمام ملک مین غارت سی لیکر حیفا تک پہونچ گئے ہین کوئی انکا مزاحم نہین وہ ملک پر قبضہ کرتے ہین اور اوسکو تقسیم کرتے ہین گویا کہ ملک انہی کا ہے اور اپنے حاکمون اور عمال کو مقرر کرتے ہین عیسائیون کی شہرون اور قصبون مین مقرر کرتے ہین اور عیسائی زمیندار دنسی اسیطرح کا محصول اور خراج لیتے ہین جیسا کہ دستور کے موافق انپر لگایا جاتا تھا شرقی عیسائی جو اب صلیبیون کے دشمن ہوگئے ہین اور انسی باغی ہین خوارزمیون سے ملے ہین" سنے پارسی لینس کرونکل اور سوانح نگار ورظ چوتھی جلد صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۲ء ۵۳ فنلے جلد تیسری صفحہ ۳۵۸-۳۵۹ (کروسی دی نیز انیز دس متلالنز صفحہ ۲۷۶)

ہوے انمین یہہ ہی کلیسہ ایسا تہا جسنے (تعداد ہی نسبت کے اعتبار سے) اپنے معتقدین کو نومسلمون کے ازدیاد شمار کے لیے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم ارمنی کے حالات دلچسپ ہین کہ مخالفون کے مقابلہ مین جنکی تعداد ہی مغلوب کرنیوالی تہی وہ کسطرح کشمکش مین رہی اور صدیون کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلاوطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ رہی مگر باوجود اس دلچسپی کے ہماری کتاب مین گنجایش نہین کہ سوای مختصر حال کے کہ اسکو اسلامی تاریخ سے کیا واسطہ کچہہ زیادہ لکہا جاوے۔ آرمینیا کی عملداری حملہ عرب کے بعد بھی زندہ رہی اور نوین صدی عیسوی مین عروج پاکر قابل وقعت عملداری ہوگئی خلافت بغداد کے زمانہ انحطاط مین اسکو ترقی رہی لیکن گیارہوین صدی عیسوی مین ترکان سلجوق نے اسکو غارت کیا۔ کچہہ لوگ بہاگے اور آرمینیا کوچک کی ریاست قائم کی لیکن چودہوین صدی مین یہہ بھی مٹ گئی۔ آرمینیا کے لوگون کی قومی زندگی باوجود اسکے کہ خود مختاری انکے ہاتہہ سے جاچکی تہی برقرار رہی اور عیسا کہ ترکونکی حکومت مین یونان والون کا حال تہا آرمینیون کا مذہب اور قومی کلیسہ بھی انکی حمیت اور آرزوؤن کا مرجع عام بن گیا۔ چنانچہ تاورنیئر[1] نے گواوسکے قول مین غمخواری نہین پائی جاتی آرمینیون کی نسبت لکہا ہے کہ "وہ شاید بہت کم ارمنی ایسے ہون جو نفع دنیا کے خیال سے اسلام قبول کرتے ہون۔ لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ ہٹیلے اور سرکش لوگون مین ہین اور تعصب کے اصولون مین سب سے بڑہکر مضبوط ہین"

جرجانی کلیسہ (جو چوتھی صدی عیسوی کے شروع مین قائم ہوا) یونان کے کلیسہ کی شاخ تہا چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خود مختاری حاصل کی لیکن جرجانی اور یونانی کلیسہ مین ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیون سے برباد ہوکر اور یونانیون۔ عجمیون عربون اور ترک و مغل کی متواتر یورشون کو سہکر جرجان کے بہادر باشندون کی تاریخ ایسی ہے جسمین بیرونی دشمنون سے معرکون کا ماننا

---

[1] تاورنیئر (۱) صفحہ ۱۷۴۔

اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے۔ البتہ دو ایک شاہان ذی قدر ان میں ایسے گذرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ امن پیدا کر دیا اور ملک کی بدرجہا وسط بدنظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی جرجانیوں کا شوق خودمختاری جو غیر کی حکومت کا متحمل نہ تھا بلا کی وحشت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب مسلمان جو جرجان کے قریب رہتے تھے جرجانیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا انکو اپنے دین پر لانے میں ناکام رہے تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ جرجان والوں پر ایسا اشتعال پذیر ہوا کہ دیوانگی کو پہونچ گیا۔ تبدیل مذہب کے معنی تھے ملکی آزادی سے محروم ہونا اور یہہ ہی خیال جرجانیوں میں تھا جو اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ جرجانی کلیسہ نے جسقدر مسیحی شہیدوں کے نام اپنی تاریخ میں درج کیے ہمعصر کلیسہ یونان ایسے ہی معزز نامون کی کوئی فہرست ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔

جس وقت تک جرجان پر غارتگر افواج مغل کا گذر نہ ہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا۔ لیکن جب انکا خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرتا اور آدمیوں کی کھوپریوں کے منارے چنتا ہوا آگے بڑھا تو اسکے کوچ کے نشان جابجا نظر آوین تو اسوقت البتہ مسیحی دین بازی ہارنے لگا کیونکہ جو جانی مدت سے دینی ضروریات سے مہیا نہ رہتے تھے اور قسیس کی تعداد اور لیاقت میں کمی ہو گئی تھی[۵۱] ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قسیسوں کی تکلیفوں کو اسطرح اور بڑھا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع کے لیے استعمال کیا اور اسطرح مسیحی دین کے زوال میں اور عجلت پیدا کر دی[۵۲]۔

سنہ ۱۴۰۰ عیسوی میں تیمور کا حملہ جرجان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تھا جو سب سے بڑھ گیا۔ سکندر اول بادشاہ جرجان (۱۳۸۲-۱۴۱۴ء) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو غیروں کے

---

[۵۱] یوسلئین۔ صفحہ ۱۲۵۔ اس زمانہ میں جرجانی قومین الفاظ۔ جی خشہ۔ اوسیتہ۔ کباردس۔ اور کستھیتھ مسیحی دین چھوڑ بیٹھیں۔ [۵۲] یوسلئین صفحہ ۱۲۷۔

تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانون کو جرجان سے نکال دیا۔ لیکن سکندر کے مرنے کے بعد جرجان کی سلطنت حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہو گئی۔ اور جسقدر ملکی آزادی انکے پاس رہ گئی اوسکو بھی ذرا ذرا کر کے ترکون اور عجمیون نے چھین لیا۔ مسلمانون نے جرجان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا تھا جو ہمیشہ خفیف موقع پر بھی بغاوت اٹھانے سے نہ چوکتا تھا۔ ترک و عجم دونون چاہتے تھے کہ جرجان کی رعایا کو مسلمان کر کے اپنا مطیع بنایا جاوے۔ قسطنطنیہ مین جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا۔ اور ایشیا کوچک مین ترکی قوت کو عروج ہوا تو اخلاط زیخی اور دیگر اضلاع کے باشندون نے جو اخلاط زیخی سے مغرب کی سمت مین آباد تھے اسلام قبول کیا۔[۱] ۱۵۷۹ء عیسوی مین دو جرجانی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بنکر دو سو ملازمون کے ساتھ قسطنطنیہ مین آئے اور چھوٹے بھائی نے مع اپنے ساتھیون کے اسلام قبول کیا۔ جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر تصرف کرنا چاہتا تھا۔[۲] عرصہ کے بعد چند اضلاع جو جرجان کے وسط مین تھے فتح ہونے کے بعد ترکون کے قبضہ مین آ گئے اور وہان کے باشندون نے اپنے فاتحون یعنی مسلمانون کا دین قبول کیا۔[۳] اسی زمانہ سے سمنرخی نے جو جرجان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ٹرکی کو اپنا حاکم بالادست تسلیم کیا۔ والیان جرجان اور اوسکے باشندون کو ترکون نے مسیحی دین کی پیروی مین کامل آزادی دی۔ لیکن ۱۶۲۵ء مین جرجان کا فرمانروا خاندان مسلمان ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سرداروں اور امیرون نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

عیسائی مذہب نے کسانون پر مدت تک اپنا قبضہ رکھا۔ لیکن جب سمنرخی کے قسوس نے کارتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو باشندون کی دینی ضروریات کے لیے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کر دیا گیا۔ جرجان کے بڑے لوگون نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤن کے اوقاف کو لوٹنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور

---

[۱] یوسلئین۔ صفحہ ۱۴۳، [۲] کنتزوس۔ صفحہ ۴۹۔ [۳] یوسلئین۔ صفحہ ۱۷۵۔

پڑا انہون نے گرجاؤن مین نذرین چڑہانی چھوڑدین - جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوگئے تو انکی جگہہ مسجدین تعمیر ہوگئین[۵۱]۔

جرجان کا جو حصہ ترکون کے قبضہ سے بچا اُسنے فارس کی اطاعت قبول کی اور جسوقت تاورنیئر نے جرجان کے اس حصہ کو دیکہا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ دو عملداریون مین منقسم ہے جو سلطنت فارس کے مطیع ہین اور اونپر دو جرجانی شہزادے فرمانروا ہین جنکو منصب حکومت کے لیے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا[۵۲]۔ ان شہزادون مین سے پہلا شہزادہ طاریوج قسطنطین تہا جو سکندر دوم بادشاہ خیت کا بیٹا تہا۔ قسطنطین نے شاہ فارس کے دربار مین پرورش پائی تہی اور سترہوین صدی کے شروع مین وہین اسلام قبول کیا تہا[۵۳]۔ پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا طاریوج رستم (۱۶۲۴-۵۸ء) تہا۔ اسنے بہی فارس مین پرورش پائی تہی اور وہ خود اور اوسکے جانشین سترہوین صدی کے اختتام تک مسلمان رہے[۵۴]۔

تاورنیئر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتون سے جرجان کے لوگ بالکل ناواقف ہین اور انکے قسیس جاہل اور شریر ہین۔ بعض افسران کلیسہ نے فی الواقع عیسائی لڑکون اور لڑکیون کو ترکون اور عجمیون کے ہاتہہ غلامی مین فروخت کردیا[۵۵]۔ اس زمانہ سے جرجان مین مذہب عیسوی سے برگشتگی عام ہوگئی خاص کر اونچے لوگون مین جو دربار فارس مین رسوخ پیدا کرنا چاہتے تہے[۵۶]۔ ۱۷۰۳ء مین کارتلی کا بادشاہ وختنگ پنجم مسیحی المذہب تہا۔ اوائل دور حکومت مین سات برس تک اصفہان مین قید رہا جہان بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہوجاوے مگر وختنگ نے کہدیا کہ تخت و تاج کو کفر کے بدلے مین خریدنے سے وہ حکومت سے محروم ہوجانا بہتر جانتا ہے۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ اسکا چہوٹا بہائی اگرچہ جرجان کا وہ بطریق تہا لیکن

---

۵۱ بروسے - حصہ ۲ - لوریزن صفحہ ۲۲۰ - ۲۲۵ - (ڈیسکرپسیون جیوگرافیق دے لا جورجی بار لے طاریوج دکھونج صفحہ ۷۹ (مطبوعہ سینٹ پیٹرزبرگ ۱۸۰۹ء) ۵۲ (دی سکس ٹریولز صفحہ ۱۰۰ ۵۳ یوسلئین صفحہ ۱۴۹ - ۵۴ یوسلئین صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۱ ۵۵ تاورنیئر ۱ صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۶ - تاورنیئر نے مسلمانون کی تعداد کا تخمینہ قریب بارہ ہزار کے کیا ہے - ۵۶ بروسے حصہ ۲ - لوریزن ۱ صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۱ -

اسنے عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کارتلی کا تخت اسکو مل جاوے۔ اہل عجم نے اسکو شاہانہ اختیارات دیدیے لیکن جرجانیون نے اسکو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عملداری سے اسکو باہر نکال دیا[۱]

اٹھارہوین صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت مین دیدیا جس وقت تک جرجانیون پر مسلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اُسوقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت نے مسیحی دین کو اپنے مین زندہ و سلامت رکھا لیکن اب چونکہ بیرونی سلطنت جسنے انکی آزادی کو چھینا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع مین یہہ ہی جوش اس طرح صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہوگیا۔ داغستان مین ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قومون کو روسیون کے مقابلہ کے لیے متحد کردے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور بوجیستان اور داغستان کے عیسائی شہزادون اور رئیسون کو مسلمان کرلیا جو آجتک مسلمان ہین۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگون نے بھی منصور کا وعظ سنکر اسلام قبول کیا اور عیسائیونکی ماتحتی سے جلاوطنی کو بہتر جانا[۲] لیکن ۱۷۹۱ء مین منصور قید کیا گیا اور ۱۸۰۱ء مین آخرکار جرجان سلطنت روس مین شامل کرلیا گیا

[۱] اصلی دستاویزات متعلق امور پولیٹیک مابین جرجان و فرانس۔ بادشاہ لوی چہاردہم کے عہد سلطنت کے ختم کے قریب جنکو مسٹر بروسے خرد نے جمع کیا۔ تو م ۹ صفحہ ۱۹۷۔ ۱۵۱۔ [۲] کزنی صفحہ ۷۔ گارنے صفحہ ۱۹۴ سے ۱۸۶۴ء مین تقریباً پچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ مین چلے آئے۔

باب چہارم

افریقہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین اسلام کا آغاز ۶۴۰ عیسوی سے ہوا جب کہ عمرو ابن العاص کی سرکردگی مین سپاہ عرب نے مصر پر چڑہائی کی - تین برس کے بعد روم کی عیسائی فوجین مصر سے اپس بلائی گئین اور انکی علیحدگی نے عیسائیون کی کثیر آبادی کو اسلامی فاتحون کے حوالے کر دیا - مبارزان عرب کی جلد کامیابی زیادہ تر اس بات کا نتیجہ تھی کہ مصر کے عیسائیون نے اہل عرب کا خیر مقدم کیا تہا کیونکہ روم کی سلطنت سے انکو منافرت تہی نہ صرف اس باعث سے کہ انصرام عدالت مین سختی تہی بلکہ مذہبی عناد کی درشتی بہی اس نفرت کا خاص سبب تہا - مصر کے عیسائیون مین زیادہ تر یعقوبی مسیحی تہے اور انپر کلیسیۂ یونان کے عیسائیون نے جو قیصر روم کے دربار مین رسوخ رکہتے تہے ایسا ظلم کیا اور انکی توہین و تحقیر اس درجہ ہوی کہ آج تک انکی اولاد نے بہی ان بدسلوکیون کو فراموش نہین کیا ہے[۱] ان یعقوبیون مین سے کسی کو تو سخت اذیتین دی گئین اور کسی کو سمندر مین غرق کیا گیا - بہت لوگون نے اپنے بطریق کے ساتہہ جلاوطنی اختیار کی تاکہ ایذا رسانون کے پنجۂ عذاب سے چھوٹ جاوین اکثر نے اپنے اصلی عقائد کا اخفا اس غلط بیانی سے کیا کہ مجلس کلیسیا مسیدون کے عقیدے کو گویا انہون نے تسلیم کر لیا ہے[۲] - غرض مصر کے یعقوبی عیسائیون کو جبکا دوسرا نام قبطی ہے اسلامی فتوحات نے مذہب کی پیروی مین وہ آزادی بخشی جسکا تجربا نکو ایک صدی سے نہین ہوا تہا - جس وقت انہون نے

[۱] اسلیبنو صفحہ ۳ - قیصر مسیحیین کی نسبت کہا گیا ہے کہ اسنے دو لاکہ قبطیون کو اسکندریہ مین قتل کرایا اور قیصر کے جانشینون نے جو ظلم کیے انکی وجہ سے اکثر قبطیون نے صحرا مین پناہ لی - وانسلیبن "مصر کی موجودہ حالت" صفحہ ایطبوعہ لندن ۱۶۷۶ء و ۵۲ رنودو صفحہ ۱۹۱ -

جزیہ دیدیا تو عمرو ابن العاص نے گرجاؤن پر قطعاً مالک رہنے کی ان کو اجازت دی اور امور صیغہ دینیہ مین انکو خود مختار کردیا۔ اور اسطرح عمرو نے یعقوبی عیسائیون کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے جو اُن پر سخت بار تھا نجات دی۔ اسلامی سالار لشکر نے کسی گرجا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالا اور نہ کوئی کام غارتگری یا لوٹ کا کیا[۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین قبطیون کی حالت خاصی امن کی تھی[۲]۔ اور کوئی شہادت اس بات کی نہین ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہوکر قبطیون کا کثرت سے مسلمان ہوجانا اسلامی حاکمون کے جور و عقوبت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانون کی فتح ابھی تکمیل کو نہ پہونچی تھی اور دارالحکومت اسکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تھا کہ کثر قبطیون نے اسلام قبول کرلیا۔ اور جو مثال ان لوگون نے قائم کی چند سال کے بعد دوسرون نے اسکی تقلید کی[۳]۔ حضرت عثمانؓ (۶۴۴-۶۵۵ء) کے دور خلافت مین جو محصول آتا تھا اسکی رقم ایک کروڑ بیس لاکھ کی تھی۔ چند سال کے بعد یہ آمدنی پچاس لاکھ کی رہگئی جسکا سبب یہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہوگئے تھے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبدالعزیز (۷۱۷-۷۲۰ء) کے زمانہ مین اس آمدنی مین اور تخفیف ہوئی۔ یہانتک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آیندہ جو لوگ مسلمان ہون وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاوین لیکن ابن عبدالحکم خلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا "اگر کل عیسائی مسلمان ہوجاوین تو بھی مین خوش ہونگا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیون مین رسول کرکے بھیجا تھا نہ محصولون کا جمع کرنیوالا"[۴]۔ پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیون نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی اور عجلت سے ترک کیا جیسے چوتھی صدی عیسوی مین اسکو اختیار کیا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی سے

---

[۱] یحییٰ نکیو کا یعقوبی بطریق (زمانہ ساتوین صدی عیسوی کا اخیر نصف حصہ) صفحہ ۵۸۴-۵۸۵۔ [۲] علامہ مقریزی کے قول کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیان اور مالی نقصان قبطیون کو اٹھانے پڑے وہ ایسے ہین کہ نہ کورہ بالا زمانہ امن کو موقوف فون رائنکے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم مجاز نہین۔ فون انک کہتا ہے (دیکھو مصر کی نسبت اسکو صاف شہادت ملتی ہے کہ حکومت عرب کے زمانہ مین صدیون تک جو فتح مصر کے بعد گذرین مصر کے باشندے بہت امن کی حالت مین تھے (ولیلنگ نے بجوالہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ چوتھی ایڈیشن) [۳] یحییٰ نکیوی صفحہ ۵۸۶ [۴] یحییٰ نکیوی صفحہ ۵۸۶ "اب بہت سے نومسلمون نے جو جھوٹے عیسائی تھے پاک مذہب عیسوی کو اور زندگی بخش اصطبل کو ترک کیا اور مسلمانون کا مذہب جو خدا کا دشمن ہے اختیار کیا اور ... محمد کو قابل نفرین دین کو قبول کیا۔ انہون نے ان بت پرستون (یعنی مسلمانون) کی غلطیون مین حصہ لیا اور عیسائیون کے خلاف ہتھیار اُٹھائے"۔ [۵] ڈوزی (۱) نوم صفحہ ۲۵

پہلے وادی نیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب تہا لیکن قیصر روم دیوکلیشین کے ظلم سے مسیحی شہدا کو جو آثار پہونچے اور انکے معجزات کے قصون کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت غیر کے احکام سے مخالفت کا نتیجہ تہی پیدا ہوی اور انکو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت اُن شہیدان مذہب کے لیے کھلی ہے جنہون نے موذیون کے ہاتہون کے نیچے اپنی جانین کہوئین تو ایسا جوش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد ان مین رواج پاگیا۔ ایک مورخ لکہتا ہے "بجاے اسکے کہ وعظ و ہدایت سے جیسا کہ مشرق کے اور ملکون مین ہوا تہا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہون نے عیسائی مذہب کو بیتابانہ جوش و خروش کی حالت مین بغیر وعظ سنے اور بغیر عیسوی دین مین تعلیم پائے اختیار کرلیا۔ نیے مذہب کا سوا اسکے انکو کچہہ علم نہ تہا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تہے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے[۵۱]"

عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین وہ مصر کی عامہ خلائق پر کم قدرت رکہتا تہا۔ دینیات کی اصطلاحین جنکو عیسائیان مصر کے سرگروہ حکومت روم کے خلاف نفرت و عناد کے ہیجان کے لیے استعمال کرتے تہے انکا مفہوم چند ہی لوگون کو معلوم تہا۔ اور احتمال ہے کہ اہل عرب کے شروع زمانہ تسلط مین اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانون کی جانب سے ایسی مخصوص کوششین نہ تہین جو مصر کے عیسائیون کو اس طرف متوجہ کرتین کہ انکے مذہب مین زیادہ مؤثر رہنے کی قدرت باقی نہین ہے۔ مذہبًا جس بنا پر یعقوبی عیسائی علیحدہ فرقہ کی حیثیت رکہتے تہے یعنی انکے مسائل دین جن پر ثابت قدمی کے لیے اسقدر مدت تک وہ نقصان کے ساتہہ انہون نے جد و جہد کی تہی ایسے مسائل پر مشتمل تہے جن مین علم حکمت کے شوا خواص موجود تہے۔ اور کچہہ شبہہ نہین کہ ان نامختتم مباحثون سے جو اُن کے چارون طرف برپا تہے حیران اور پریشان ہوکر عیسائیون نے ایسا مذہب اختیار کرلیا ہو جسکو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سادے اور سریع الفہم کلمہ پر جن مین مختصرًا بیان کردیا گیا تہا زمانہ مابعد مین خود قبطی کلیسہ مین ایسی تحریک کے آثار دفعۃً پیدا ہوے

---

[۵۱] کچہہ شک نہین کہ شہیدون کی کثرت سے کل قوم کا حکومت غیر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مین مصروف ہونا ظاہر ہوتا تہا۔ ایلینو صفحہ ۵۸ - [۵۲] ایلینو۔ صفحہ ۵۷ - ۵۸ -

ہین جو قطعًا اسلامی نہ تھے تو اسلام سے انکو قریب کا واسطہ ضرور تھا۔ اور ایسی صورت مین جب کہ کوئی اور مسیحی تدارک جسمین اس تحریک کا اظہار ہوتا موجود نہ تھا تو احتمال ہے کہ اس تحریک نے نو مسلمون کی تعداد مین زیادتی پیدا کی۔ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین سینٹ انتھونی کی خانقاہ مین (جو اطفیہ کے قریب دریای نیل پر تھی) ایک اہب گذرا جسکا نام بلوطس تھا۔ "یہ شخص مسیحی عقائد کا عالم تھا اور خانقاہی مشرب کے فرائض مین اور کلیسہ کے آئین پر عبور رکھتا تھا۔ لیکن شیطان نے اپنے جالون مین سے ایک جال مین اسکو پھانسا نعوذ باللہ اور اوسکے عقائد ان عقیدون سے مختلف ہوگئے جنکو تین سو اٹھارہ (یعنی مجلس نارسیا کے فتیسون نے ہدایت کیا تھا۔ اس راہب نے ایسے لوگون مین سے جو ارتھودوکس مسیحی دین کا علم اور تعلیم نہ رکھتے تھے اکثر کی طبیعتون کو بگاڑ دیا۔ اوسنے کفر کی تقریرون مین اپنے ناپاک منہ سے یہہ کہا کہ ہمارا خداوند مسیح جسکو جلال ہوشل اور انبیا کے ایک نبی تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا دین ہے تو اسنے توحید کا معتقد اپنے تئین بتایا۔ بلوطس کے عقائد ایک زمانہ تک جو ۱۱۲۳ عیسوی مین ختم ہوا شائع رہے۔ اسکے بعد بلوطس مرگیا اور اسکی یاد ہمیشہ کے لیے قطع ہوگئی۔

مسیحی زندگی کا اصول جسکا اعلی ظہور نہایت مذموم قسم کی رہبانیت مین ہوا ایسا نہین تھا کہ اسلام کے فائق تر انسانی اخلاق کی موجودگی مین لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتا۔ قبطیون کی نسبت جنہون نے وقتًا فوقتًا کثرت سے اسلام قبول کیا اہل اسلام کا خیال ہے کہ انکو اور عیسائی قومون کے مقابلہ مین اسلام کیطرف زیادہ میلان ہے۔ اگرچہ اکثر دفعہ قبطیون پر سخت ظلم وستم ہوے لیکن کہا جاتا ہے کہ جو قبطی جبر کے طریقون سے مسلمان کئے گئے انکی تعداد ایسے لوگون کے مقابلہ مین کم تھی جنہون نے برضا و رغبت مذہب تبدیل کیا اور اس زمانہ مین

---

۱ ابوصالح عیسائی صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ ۲ اسیلیو صفحہ ۵۳-۵۴-۶۹-۷۰ ۳ ابوصالح نے چند راہبون کا ذکر کیا ہے جو مسلمان ہوے۔ یہہ بیان غالبًا اُن بہت سے راہبون مین سے ہونگے جو مسلمان ہوے اور ابوصالح نے جنکا حال کچھ نہین لکھا۔ جن راہبون نے دیار کو نقصان نہین پہنچایا یا جو مسلمان ہوکر پھر عیسائی نہین ہوگئے انکا ذکر اس عیسائی مؤرخ نے نظر انداز کیا۔ (ابوصالح نے رہبان کے مسلمان ہونیکا ذکر ضمنی طور پر کیا ہے کیونکہ اسکا موضوع تحریر کنائس اور دیار کا حال ہے) صفحہ ۱۴۲ ۴ لین صفحہ

بھی جبکہ اسلامی ملکونمین مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے ہمیشہ قبطیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین[۵۱]۔ مگر اسمین شبہہ نہین کہ قبطی عیسائیون کی تعداد کو کم کرنے مین ظلم اور سختیون نے بڑا حصہ لیا۔ اور یعقوبی کلیسہ مصر کی داستانِ الم کہ خود عیسائیون[۵۲] اور مسلمانون نے اوسپر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے۔ اکثر عیسائیون نے بھاری محصولون اور ناقابل برداشت ذلتون سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑا۔ ان مصائب کے لحاظ سے جو فرق قبطیون اور شام اور فلسطین و اندلس کے ہمعصر عیسائیون مین تھا اسکی تصریح خود قبطیون کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے۔ سلطنت روم کی خود مختاری اور امور دینیہ مین اسکی مطلق العنانی نے قبطیون کے حامیون کو مضبوط فریق بنا دیا تھا جسکو اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی رومی عیسائیون کی اطاعت کی طرح ناگوار تھا۔ سنہ ۶۶۴ عیسوی مین قبطیون نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی اور کچھ عرصہ کے بعد عربون کو اسکندریہ سے نکال دیا۔ اور شہر کے دروازے روم کی عیسائی سپاہ کے لیے کھول دیے مگر اس حال مین بھی ان رومیون نے بدقسمت قبطیون کو اپنا دشمن تصور کیا۔ کیونکہ وہ اس بات کو نہین بھولے تھے کہ پہلے قبطیون نے مسلمان لشکر کشون کا خیر مقدم کیا تھا۔ غرض یہ پہلی بغاوت اُن مفسدون اور ہنگامون کے سلسلہ کی تھی جو قبطیون نے برپا کیے[۵۳]۔ ان ہنگامون کو محصول کی سختی سے اکثر اشتعال ہوا جنکی پاداش مین خوفناک سزائین انکو اُٹھانی پڑین اور مصر کے یعقوبی عیسائیون کی حالت ایسی شوار سبر ہوگئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک مین کسی مسیحی قوم کی نہ تھی۔ لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانون کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکھتا ہے نہ کہ اس کتاب سے۔ بہرنہج یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ قبطیون

---

[۵۱] لوتکے (۱) پہلی جلد صفحہ ۳۰۵ [۵۲] قبطیون کو محصول کی زیادتی کی شکایت پہلی دفعہ اُسوقت ہوی جبکہ شمالی مصر کے عیسائی حاکم مینا س نے شہر اسکندریہ سے بجای بائیس ہزار طلائی سکون کے جنکو عمرو ابن العاص نے محصول قرار دیا تھا تیس ہزار پیچہ طلائی سکے وصول کیے (یحیی نکیوی صفحہ ۵۰۵) رلوذو صفحہ ۱۶۸) لکھتا ہے کہ ارتھوڈوکس فرقہ کے قسوس کا جب پھر دورہ ہوا تو اسلامی فتوحات مصر کے ستر برس بعد قبطیون نے ان عیسائیون کے ہاتھون بھی وہی ظلم اُٹھائے جو مسلمانون نے کیئے [۵۳] مقریزی نے قبطیون کے پانچ اور ہنگامون کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہو سکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی مین گذرے۔ مقریزی (۲) صفحہ ۷۶-۸۲۔

کی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی رہی۔ بلکہ اسکے خلاف ایسے زمانے آئے کہ انکو ثروت ہوئی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ سرکاری دفتروں[۵۱] میں معتمد اور محرر مقرر ہوئے ملک کے محصول کا ٹیکہ انکو دیا گیا[۵۲]۔ اور بعض صورتوں میں انہوں نے دولت خوب جمع کر لی[۵۳]۔ قبطی کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالیں مسیحی علما کی دریافت ہوتی ہیں جنہیں سلاطین مصر نے اپنے وقت میں بہت التفات ظاہر کیا۔ اور ان سلاطین میں سے اکثر کے دور حکومت میں عیسائیوں کو نہایت درجہ امن میسر رہا[۵۴]۔ مصر کے کلیسہ کا یہ زمانہ امن تھا کہ ایک واقعہ جس سے بہت عیسائی مسلمان ہو گئے پیش آیا۔

سلطان صلاح الدین (۱۱۶۹-۹۳ء) کے عہد حکومت مصر میں اس صلح کل بادشاہ کے ظل حمایت میں عیسائی بہت خوش حال تھے۔ اُن پر جو محصول جاری ہوئے تھے وہ کم کر دیے گئے۔ اور بعض بالکل موقوف ہوئے۔ سرکاری دفتروں میں عیسائی ہجوم کر آئے اور معتمد۔ محاسب اور رجسٹرار کے عہدوں پر کثرت سے مقرر ہوئے۔ تقریباً ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کے زمانہ میں عیسائیوں کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر رہا کہ خدام کلیسہ کی خواری اور رشوت ستانی کے سوا انکو کسی بات کی شکایت نہ تھی۔ کلیسہ میں منصب فوقیت کا دستور بہت ترقی پا گیا تھا۔ اور قسیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگوں کے ہاتھ بیچا جاتا تھا۔ اس منصب کے امیدوار باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علیحدہ رکھے جاتے تھے کہ قسیس کو اپنی تقرری کے وقت جو روپیہ دینا ہوتا تھا اسکو وہ ادا نہ کر سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم کی طرف سے بالکل غفلت ہونے لگی۔ اور مسیحی زندگی میں قابل افسوس تنزل ہوا[۵۵]۔ کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوئی کہ جب یحییٰ یعقوبیوں کا پیشوا ان بطریق مرا اور سنہ ۱۲۱۶ عیسوی میں اسکی جگہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوئی تو اس موقع پر فریقین مقابل نے اپنے

---

[۵۱] رنوڈو صفحہ ۱۸۹ و ۴۷۴ و ۴۸۳ و ۵۴۰۔ [۵۲] رنوڈو صفحہ ۶۰۳۔ [۵۳] رنوڈو صفحہ ۴۳۲ و ۶۰۷۔ سفرنامہ خسرو چاپس شیفر صفحہ ۱۵۵-۱۵۶ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۱ء) [۵۴] رنوڈو صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۵ و ۴۱۳ و ۴۷۳ و ۴۸۰ و ۵۰۳۔ [۵۵] رنوڈو صفحہ ۳۸۸۔

اپنے امیدوار کی فضیلت حقوق مین تقریباً بیس برس تک سخت مجادلہ و مباحثہ رکھا اور اس رنج افزا فضیحت کا اور اپنے شرمناک مناقشون کے مضر نتایج کا خیال نہ کیا بلکہ بیس برس تک سینہ زوری اور سنگ طینتی سے اس حریفانہ شور و شغب کو قائم رہنے دیا۔ اکثر موقعون پر سلطان وقت نے کوشش کی کہ فریقین مین کسی طرح مصالحت ہوجاوے۔ عیسائیون نے تین ہزار اور پانچ ہزار اور دس ہزار اشرفیون تک بادشاہ کو رشوت مین دینی چاہین تاکہ رعب حکومت سے اُنکے امیدوار کا انتخاب ہوجاوے۔ لیکن سلطان نے انکار کیا بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنے جھگڑون کو کسی طرح طے کرلین اور آپس مین رضامند ہوجاوین سلطان نے وہ روپیہ بھی معاف کردیا جو نیے منتخب بطریق کو حسب دستور ادا کرنا ہوتا تھا۔ مگر یہہ سب کوششین عبث تھین۔ اس بیس برس کے عرصہ مین اسقف (بشپ) کے اکثر علاقے خالی ہوے۔ لیکن جو اساقفہ اور قسیس مرے انکی جگہہ دوسرا آدمی مقرر نہ ہوسکا۔ سینٹ ماکاریوس کی خانقاہ مین فقط چار قسیس رہ گئے تھے حالانکہ اخیر بطریق کی زندگی مین اسّی قسیس سے زیادہ موجود تھے[۵۱]۔ مغربی علاقہ مطران کے عیسائیون کی طرف سے ایسی غفلت ہوی کہ وہ سب مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ مذکورہ بالا حالات کے سوای جنکو قبطی کلیسہ کے ایک مؤرخ نے تحریر کیا ہے ہمارے پاس اور کوئی ذخیرہ معلومات ایسا نہین جس سے خود اہل اسلام کے مساعی دریافت ہون جو انہون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین صرف کیے۔ اسمین بہت کم شبہہ ہے کہ مسلمانون کی جانب سے اس قسم کی کوششین عمل مین آئین کیونکہ مذہبی مناظرون اور ادیان مقابل کے محاسن پر تحریری بحثون مین عیسائیون کا مصروف ہونا تحقیق ہوتا ہے[۵۳]۔ ان عیسائیون کا مذہب تبدیل کرنا جبر و اکراہ کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ

---

[۵۱] رئودو صفحہ ۵۶۷ و ۵۷۱ و ۵۷۳ و ۵۷۵۔ [۵۲] وانسلیبن صفحہ ۳۰۔ وانسلیبن نے مختلف موقعون حال مین ایک اور مثال جزیرہ قبرس مین قبطی کلیسہ کے تنزل کی بیان کی ہے۔ یہ کلیسہ پہلے یعقوبی بطریق (اسکندریہ) کے علاقہ مین تھا۔ ارتھوڈوکس مسیحی قوس حوقیصران روم کی امان مین تھے انہون نے یعقوبیون پر قبرس مین ایسے ظلم کیے کہ یعقوبی بطریق اپنے فرقہ کے قسوس کو اس بات پر آمادہ نہ کرسکا کہ وہ قبرس مین جاوین پس جسقدر قبط اس جزیرہ مین تھے انہون نے یا تو اسلام قبول کرلیا یا ملکی کلیسہ کے عقیدہ کو یعنی ارتھوڈوکس مسیحی مذہب کو تسلیم کیا اور قبطیون کے یعقوبی گرجا جزیرہ قبرس مین بند کردیے گئے۔ وانسلیبن صفحہ ۳۱) [۵۳] رئودو صفحہ ۵۷۳

صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ مین بطریق کا منصب خالی پڑا تھا تو عیسائیون کو اپنے مذہب کی علانیہ پیروی مین تمام وکمال آزادی تھی۔ اور انکو اجازت تھی کہ گرجاؤن کی مرمت کرین بلکہ نئے گرجا بھی تعمیر کرین۔ جو قیدی اُنپر ایسی تھین کہ گھوڑون اور خچرون پر سوار نہون اُن سے بھی اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ رہبان و قسیس جزیہ سے بری ہوے اور خاص اختیارات بھی انکو ملے[۵۱]

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورۂ بالا واقعہ (جس مین منصب بطریق خالی تھا) کس حد تک قبطی عیسائیون کے مسلمان ہونیکا باعث ہوا۔ مسیحی دین کیطرف سے ایسی غفلت کی مثال دیکھا چی مشنریون نے بیان کی ہے جنھون نے سترھوین صدی عیسوی مین دریاے نیل کے کنارے لکر تک سفر کیا۔ ان مشنریون کو دریافت ہوا کہ لکسہ کے قبطیون مین کوئی قسیس موجود نہین ہے اور اُن مین سے بعض لوگون کو پچاس برس ہونے آئے ہین کہ انھون نے رسم اقرار نہین ادا کی اور مسیحی عشا مین شریک نہین ہوے[۵۲]۔ پس ایسی حالت مین قبطی عیسائیونکی تعداد مین کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسہ مسیحی مذہب مین نہ رہا۔ یہہ کلیسہ اسکندریہ کے بطریق کو اپنا افسر کہتا تھا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے ہین۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین نوبیہ کے لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب عربون نے مصر فتح کیا تو یہہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگون اور عربون مین ایک عہدنامہ ہو گیا تھا جسکے بموجب ہر سال تین سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ کے لوگ عربون کو بھیجتے تھے اور عرب اسکے معاوضہ مین غلہ و غن اور کپڑے روانہ کرتے تھے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳-۸۴۲ع) نے اپنے عہد حکومت مین نوبیہ کو سفارت روانہ کی تاکہ اس عہدنامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دارالخلافہ مصر مین آیا۔ بہت تزک و احتشام سے

---

[۵۱] نووی۔ صفحہ ۵۷۵ — [۵۲] رلاسیون دوویان دوسعیدیت این ۱۶۶۹ یا پیروتے اسے چال فرانسوی دورلیان صفحہ ۳ - (یتونو - دوسری جلد)

اوسکا استقبال ہوا اور بیشبہا تحائف دیکر رخصت کیا گیا[۵۱] بارہوین صدی عیسوی مین نوبیہ کے کل باشندے عیسائی مذہب رکھتے تھے[۵۲]۔ اور باوجود متعدد غریمتون کے جو مصر سے روانہ کی گئین وہ بدستور خود مختار رہے[۵۳]۔ ۱۲۷۵ء مین بادشاہ نوبیہ کی بھتیجے نے سلطان مصر سے کچھ سپاہ طلب کی تاکہ چچا سے بغاوت کرنے مین مدد ملے۔ چنانچہ اس سپاہ کی مدد سے بھتیجے نے چچا کو تخت سے اوتار دیا اور کمک کے معاوضہ مین ملک نوبیہ کے دو شمالی صوبجات سلطان مصر کے نذر کرنے پڑے۔ چونکہ ان صوبون کے باشندون نے اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہا اس لیے فی کس ایک دینار کا سالانہ محصول انپر جاری ہوا[۵۴]۔ لیکن مسلمانون کی یہہ حکومت عارضی تھی کیونکہ صوبجات مفوضہ کے لوگ پھر جلد خود مختار ہو گیے[۵۵]۔

چودھوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین ابن بطوطہ[۵۶] نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے باشندے اسکے زمانہ تک عیسائی تھے۔ سلطان ناصر کے عہد مین (جس سے غالباً ناصر ابن قلاون سے مراد ہے جو مصر کے سلاطین مملوک مین سے تھا اور جس نے ۱۳۴۰ء مین انتقال کیا) نوبیہ کے خاص شہر دنگولہ[۵۷] کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا مسلمانون نے نوبیہ پر پندرھوین صدی تک اکثر حملے کیے۔ لیکن دریای نیل کے پہلے آبشار سے آگے جہان انکا اخیر قلعہ تھا وہ اپنی فتوحات کو ترقی نہ دے سکے[۵۸]۔ حالانکہ عیسائی مذہب کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیل کے کنارے جنوب مین سنار تک شائع ہو گیا تھا۔ لیکن احتمال یہ ہے کہ نوبیہ مین اسلام کی ترقی مسلمان تاجرون اور اور لوگون سے جو وہان آمد و رفت رکھتے تھے

---

۵۱ کرونین دے مکل لے گراند صفحہ ۲۷۰-۲۷۳ ۵۲ ادریسی صفحہ ۳۲ ۵۳ مقریزی (۲) قوم دوسرا حصہ صفحہ ۱۳۱ ۵۴ مقریزی صفحہ ۱۲۸-۱۳۰ ۵۵ برخارت (۱) صفحہ ۴۹۴ ۵۶ برخارت۔ چوتھی جلد صفحہ ۹۶ ۵۷ سلاطین باشنا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو دنگولہ کے عربون مین مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان عربون کے کسی رگ نے اس شہر کو بنایا تھا اور اسکا نام ہی اپنے نام پر رکھا تھا۔ (لیکن یہ بات ممکن ہے کیونکہ قدیم مصر کے زمانہ مین یہ شہر موجود تھا چنانچہ مصر کی قدیم کتبون مین اسکا ذکر ہے۔ (دیکھو ورئین دی سن رژن دوسری جلد صفحہ ۸۵) ان عربون کے قول کے مطابق انکا مورث اعلی بنگل اگرچہ ابتدا مین غلام تھا لیکن ترقی کر کے وہ نوبیہ کا بادشاہ ہوا مگر وہ فیما قبطی بطریق کا ہاجگزار تھا اس بطریق کا علاقہ سارا اس اور دریا کے موجودہ شہرون کے بیچ مین واقع تھا۔ (سوڈان مین آگ اور تلوار صفحہ ۱۳ مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ عیسوی۔

۵۸ ابن سلیم الاسوانی۔ منقولہ مقریزی۔ کتاب الخطط۔ پہلی جلد صفحہ ۱۹۰۔

ہوتی رہی۔ (پندرہوین صدی عیسوی کے شروع زمانہ مین) علامہ مقریزی نے اشاعت مذہب کے لطیف واقعات مین سے جنکو مصنفین عرب شاذ لکھتے ہین ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دلچسپ ہے کیونکہ اوسمین ایک داعی اسلام کا نقشہ جبکہ وہ تبلیغ مین مصروف تھا ہوبہو کھایا گیا ہے۔ جس نومسلم کا ذکر اس قصہ مین ہے اگرچہ پہلے وہ عیسائی نہ تھا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تھا تاہم اوس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ پندرہوین صدی مین اسلام قبول کرنیکا واقعہ نوبیہ مین پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ نوبی سردار مقرہ سے اسنے ملاقات کی۔ مقرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے جو دریای نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اُسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ یہ اخالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنیوالا ایک ہے اور اوسکے رہنے کی جگہ آسمان پر ہے۔ جب کبھی مینہ نہین برستا یا ہمارے مویشیون مین وبا پھیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ جاتے ہین اور وہان خدا سے دعا مانگتے ہین۔ خدا ہماری دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اترنے نہین پاتے کہ ہماری ضرورتین مہیا ہوجاتی ہین۔ جب مقرہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبھی کوئی نبی اُن پاس نہین بھیجا تو ابن سلیم نے اسکے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوے مقرہ نے جواب دیا۔ "انہون نے جب یہ معجزات کیے تو نہ وہ سچائی انکے ساتھ تھی۔ اگر انہون ایسا کیا تو اُن پر مین یقین کرتا ہون"[1]

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ مین اور بتدریج عیسائی مذہب سے اسلام کی طرف آیے۔ انکے کلیسہ کی روحانی زندگی نہایت ادنی ہوگئی تھی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک اُن مین پیدا نہین ہوی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیسیاؤن سے اُنکا تعلق قطع ہوگیا

[1] مقریزی کتاب الخطط پہلی جلد صفحہ ۱۹۳۔

اس لیے یہ بمقتضای قدرت تھا کہ روحانی شوق کی تسکین کے لیئے وہ اسلام کو تماشا کرتے جسکے پیرو مدت سے شاہد چلے آتے تھے کہ اسلام اُن مین زندہ قوت ہے اور ایسا دین ہے جس نے نوبیہ کے باشندون مین سے بھی بعض کو اپنا معتقد کیا ہے۔ سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۶ء تک ایک پرتگیزی پادری نے حبشہ مین سفر کیا اور ہمارے علم کے لیئے ایک کیفیت اُس وقت کی لکھہ گیا جس مین نوبیہ کے لوگ انقلاب مذہب کی حالت مین تھے۔ اس شخص نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے رہنے والے نہ عیسائی تھے نہ یہودی نہ مسلمان۔ یہہ لوگ بغیر دین و آئین کے رہ گئے تھے مگر اس حال مین بھی "انکو عیسائی بننے کی آرزو تھی" اپنے قسیس کی غلطیون سے وہ جہالت مین ڈوب گئے تھے۔ اور اب اُن مین اسقف اور قسیس کوئی باقی نہ تھا۔ پس انہون ایک سفارت جس مین چھہ آدمی تھے حبش کے بادشاہ کے پاس روانہ کی اور درخواست کی کہ ہمارے اور قسیس انکی تعلیم دین کے لیئے بھیجے جاوین۔ لیکن بادشاہ نے یہ درخواست اس بنا پر منظور کی کہ بطریق اسکندریہ کی بلا اجازت وہ ایسا نہین کرسکتا۔ اور چونکہ اس سے اجازت حاصل نہ ہوسکی اس لیے بدقسمت سفیر اپنے ملک کو نامراد واپس آئے[۱]۔ اسی پرتگیزی کو ایک عیسائی سے جسنے نوبیہ مین سفر کیا تھا یہ خبر ملی کہ اسکے زمانہ سفر مین ڈیڑھ سو گرجا اس ملک مین موجود تھے۔ اور ہر گرجا مین مسیح مصلوب اور مریم عذرا اور اور مسیحی اولیا کی تصویرین دیوارون پر نظر آتی تھین تمام قلعجات مین جو ملک مین جابجا تھے گرجا موجود تھے[۲]۔ سترھوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے عیسائی مذہب نوبیہ سے بالکل مفقود ہوگیا جسکی وجہ تھی کہ "قسیس نہ تھے" لیکن گرجا جو بند پڑے تھے ابھی تک ملک مین موجود تھے[۳]۔ نوبیہ کے لوگ اسلام کے قوی اثر سے مغلوب ہوکر مسلمان ہوگئے اور بلاشبہہ ایسے مسلمانون کی داعیانہ کوششون نے

---

[۱] الدریلی کے لارڈ سٹینلی فالوارز کو ترجمہ مین جسکو پرتگیزی بیان سے لارڈ موصوف نے کیا بادشاہ حبش کا جواب بسطرح بیان ہوا ہے "اسنے سفیرون سے کہا کہ خود میری ملک مین بغیر اسلامی ملک سے آتی ہین یعنی بطریق اسکندریہ انکو روانہ کرتا ہے..... پس ایسی حالت مین جبکہ یہ لوگ دوسرون کے بھیجے ہوئے اس ملک مین آتی ہین تو وہ دوسرون کو کیا ہمارے اور قسیس کیسے بھیج سکتا ہے" صفحہ ۵۲ مطبوعہ لندن

[۲] "پرتگیز یحیی کی خدمت مین حبشہ کا سفر" مصنفہ فرانسیسکو الوارز (سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۷ء) رامو سیو۔ توم ۱ صفحہ ۲۰۴ و ۲۵۰

[۳] ولنسیین صفحہ ۳۰۔

بھی جو صدیون پہلے سے اس ملک مین سیر و سفر کیا کرتے تھے اس نتیجہ کو زیادہ تر پیدا کیا۔
نوبیہ کے شمال مین مصر تھا جہان سے اہل عرب نے مغرب نیل کیطرف بڑھ کر دریا کے کنارون پر
حکومت قائم کی تھی[۵۱]۔ جنوب مین بلیو قوم کی اسلامی عملداری تھی جو نوبیہ کو حبش کے ملک
سے جدا کرتی تھی۔ سولھوین صدی کے شروع مین بلیو کی قوم باوجود مسلمان ہونے
کے حبش کے عیسائی بادشاہ کی معاون و باجگذار تھی[۵۲]۔ اور اگر یہ قوم وہی ہے جسکو بلیمین
لکھا گیا ہے اور جسکا حال بارھوین صدی عیسوی مین مؤرخ ادریسی نے لکھا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ
قوم باجا کے ساتھ (جسکو جزیرہ میرو کا باشندہ کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب رکھتی تھی[۵۳] تو احتمال
ہے کہ قوم بلیمون باجا کی قوم سے صرف چند سال پہلے مسلمان ہوی۔ باجا کے لوگ فنج کی
اسلامی عملداری مین اسوقت شامل کر لیے گئے جب سنہ ۱۴۹۹ اور سنہ ۱۵۳۰ عیسوی مین اس عملداری
نے جنوب سے لیکر نوبیہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی زبردست ریاست
قائم کی۔ جسوقت احمد گراگنی کے لشکر نے حبشہ پر چڑھائی کی اور جنوب سے شمال کی طرف ملک کے
بیچ سے رستہ کرتا ہوا نکلا تو سنہ ۱۵۳۴ء مین احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگا یا مازاگا کی سپاہ ایک
جگہہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک مین بھی جو حبشہ اور سنار کے وسط مین واقع تھا اسلامی عملداری تھی
لیکن وہ حبشہ کی باجگذار تھی سلطان مازاگا کے لشکر مین پندرہ ہزار نوبی سپاہی تھے اور جو کیفیت
انکی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے[۵۴]۔ نوبیون کے تبدیل مذہب
کا حال جو اوپر بیان ہوا بستہ ہے اور کافی نہین لیکن جسقدر حالات انکی خود مختارانہ خصلت
جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہین کہ جبتک عیسوی مذہب اُن مین زندہ رہا
وہ اوسکے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا و رغبت سے
عمل مین آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبھی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندون مین اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہین۔ حبش کے لوگون نے
نوبیون سے دو صدی پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ اور نوبیون کی طرح یعقوبی کلیسہ کے

---

[۵۱] برٹن (۱) صفحہ ۱۳۲ [۵۲] الوائد صفحہ ۵۰ [۵۳] ادریسی صفحہ ۳۲ [۵۴] زغلینی۔ صفحہ ۱۵ وغیرہ وغیرہ۔

پیرو تھے۔

بحیرۂ احمر کی سمت سے جسکے مغربی سواحل حبش کی سلطنت مین شامل تھے اہل عرب کے گروہ وطن چھوڑکر حبشہ مین داخل نہین ہوے بلکہ جب ملک عرب مین اسلام شائع ہوگیا تو صدیون کے بعد یہ واقعہ پیش آیا دسوین صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے ساحلی شہرون مین آباد ہوے۔ لیکن بارہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر ایک مسلط عربی خاندان کے قائم ہونے سے سلطنت حبش کے چند حصہ جو ساحل بحر احمر پر تھے اسکے قبضہ سے نکل گیے۔ ۱۳۰۰ عیسوی مین ایک داعی اسلام جسکا نام ابو عبداللہ محمد تھا حبشہ مین پہنچا اور لوگون کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ دوسرے برس ولاکہہ آدمیون کی سپاہ سے حاکم امہرہ پر کئی دفعہ حملہ کیا[۱]۔ چودھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر خانہ جنگیون کی وجہ سے ملک پر آشوب ہوا۔ چنانچہ عربون کی بستیان جو بحیرۂ احمر کے مغربی کنارون پر تھین کل ساحل کی مالک بن گئین اور حبش والون کو ملک کے وسط مین ہٹا دیا۔ سولھوین صدی کے شروع زمانہ مین آدل کی زبردست اسلامی عملداری جو حبش کی حدود اور بحیرۂ احمر کی جنوبی حد کے درمیان واقع تھی اور اور کئی ریاستین عیسوی سلطنت حبشہ کی سخت دشمن تھین لیکن ایسی صلح پسند ریاستین بھی موجود تھین جو "پیستر یحیی" یعنی حبش کے بادشاہ کی معاون اور باجگزار تھین۔ مثلاً ماسوہ مین ایسے عرب تھے جو حبشی سردارون کے گلون کو چراتے تھے۔ یہہ حبشی سردار تیس تیس چالیس چالیس کے غول مین مع اہل وعیال کے خانہ بدوش رہتے تھے۔ اور ہر غول کا ایک عیسائی "سالار" ہوتا تھا[۲]۔ بعض مسلمانون کا ذکر ہوا ہے کہ بادشاہ حبش کی ملازمت مین تھے اور بادشاہ نے انکو بڑے عہدون پر مقرر کیا تھا[۳]۔ ان مسلمانون مین سے بعض تو اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے ملک کے دین مروجہ (یعنی عیسائی مذہب) کو اختیار کرلیا۔ یہ بات معلوم کرنی دشوار ہے کہ یہہ اسلامی گروہ کس مراد سے سلطنت حبش کے باجگزار تھے۔

---

[۱] مقریزی۔ (۲) تومہ ۲۔ ۲ سرا حصہ صفحہ ۱۸۲ [۲] الوارز (رہوسو۔ تومہ ۱ صفحہ ۲۱۸، ۲۴۲ و ۲۴۹) [۳] نرطینی صفحہ ۳۳ و ۸۲

ادیا کے مسلمان علاوہ خراج کے بادشاہ حبش کو ہر سال ایک بن بیاہی جوان عورت بھیجتے تھے جو عیسائی کرلی جاتی تھی - یہہ رسم ایک قدیم عہدنامہ کے بموجب جاری تھی اور بادشاہ نے ہمیشہ خیال کیا کہ مسلمان اس رسم کے پابند رہین کیونکہ بادشاہ اُن سے زبردست تھا" علاوہ اسکے مسلمانون کو ہتیار رکھنے اور لباس جنگ پہننے کی ممانعت تھی اور حکم تھا کہ اگر گھوڑون پر سوار ہون تو زین نہ لگائین - مسلمان کہتے تھے کہ ان احکام کی ہمنے ہمیشہ پابندی کی ہے تاکہ بادشاہ ہمکو قتل نہ کرے اور ہماری مسجدون کو جلا نہ دے - ہر برس حبشہ کا بادشاہ جوان عورت کے لیے اپنے آدمی بھیجتا ہے - ہم اس عورت کو لیجاتے ہین اور غسل دیتے ہین اور بستہ پر لیٹا کر اسکو چادر سے ڈھک دیتے ہین - تب ہم دعائیں پڑھتے ہوے جو میت کی دعائین ہوتی ہین اسکو گھر کے دروازہ تک لیجاتے ہین اور پھر بادشاہ کے آدمیون کے حوالے کر دیتے ہین اور یہی کیا ہمارے آبا نے اور ہمارے اجداد نے اسسے پہلے[۱]

مسلمانون کی باجگزار ریاستین خاصکر نشیبی ملک مین تھین اور یہہ نشیبی ملک سلطنت حبش کی شمالی سرحد بحیرۂ احمر سے مغرب کی سمت مین سنار تک قائم کرتا تھا[۲] اور جنوبی سمت مین حبش کے جنوب مشرق تک پھیلا ہوا تھا[۳] - اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہے کہ ان باشندون کے مسلمانون نے جو عیسائیون سے ملاپ رکھتے تھے عیسائیون پر کیا اثر پہونچایا اور اوس زمانہ مین بھی موجودہ صدی کی طرح انھون نے عیسائیون کو مسلمان کیا یا نہین - مگر یہ بات یقینی ہے کہ جب ۱۵۲۰ء سے ۱۵۴۳ء تک اول کے خودمختار بادشاہ احمد گرانی نے (جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنجو کے قیسیس کا بیٹا تھا اور اس قیسیس نے ترک وطن کرکے آدیون کے ملک مین اسلام قبول کیا) ملک حبش پر چڑھائیان کین تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت احمد کے فتحمند لشکر کے ساتھ ہو کر مسلمان ہو گئے - اور گو بعض اضلاع کے عیسائیون نے

---

[۱] نرطینی - صفحہ ۱۲۷ - [۲] نرطینی صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵ - [۳] نرطینی - صفحہ ۱۱ و ۱۴ و ۵۲ و ۱۲۷ -

[۴] پلاؤڈن - صفحہ ۳۶ -

جزیہ دینا مناسب سمجھا[۵۱]۔ مگر اور عیسائیون نے فاتحون کا دین قبول کرلیا[۵۲]۔ ایک ہمعصر مورخ لکھتا ہے کہ بعض صورتون مین یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تہا۔ اور اونکی طرف سے شبہہ تہا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوے ہین یا نہین[۵۳]۔ لیکن ظاہر کیفیت عام نہ تہی بلکہ اکثر اضلاع مین عیسائی اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ اسلام قبول کرنا ملک مین عام تحریک نظر آئی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوے انہون نے بلاشبہہ اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ اور اس غرض سے کہ انکے ماتحتین بھی انکی تقلید کرین انہون نے صرف اپنے ذاتی رسوخ اور ترغیب کی تدبیرون سے کام لیا ہوگا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تہے[۵۴] اور اس لیے تبدیل مذہب انکے لیے زیادہ دشوار کام نہ تہا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب مین وہ مسلمان سردار زیادہ ممد و معاون ہوے جو بادشاہ حبش کی ملازمت مین داخل ہوچکے تھے اور ایسے عیسائیون نے بھی جو سابق مین مسلمان تہے اس کام مین مدد دی اور مسلمانون کی لشکرکشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب اور عیسائی بادشاہ کی اطاعت کو فوراً ترک کرکے پھر مسلمان ہوجاوین[۵۵]۔

اس قسم کے لوگون مین سے ایک سردار نے ۱۵۳۱ء عیسوی مین احمد گراگنی کے نام مفصلۂ ذیل خط لکھا "مین پہلے مسلمان تہا۔ لوگ مجھہ کو قید کرکے لیگئے اور زبردستی عیسائی کرلیا۔ لیکن ہمیشہ مین دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب مین تیرے اور دین محمدی کے قدمون مین اپنے تئین ڈالتا ہون۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچھہ گذرا اسکو فراموش کر کیونکہ اب مین تجھہ پر اور اپنے خدا پر لوٹتا ہون۔ جو سپاہی میرے تحت مین ہین وہ بادشاہ حبش کے ہین لیکن مین احتیاط سے اور رفتہ رفتہ انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دونگا"۔ غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تہی اُسکے بڑے حصہ نے اسلام قبول کرلیا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہہ لوگ

[۵۱] نرطینی صفحہ ۱۵۵-۱۶۶ و ۱۷۲ [۵۲] نرطینی۔ پاسم [۵۳] نرطینی صفحہ ۷۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۱۱۳ [۵۴] نرطینی صفحہ ۷۴ [۵۵] نرطینی صفحہ ۱۰ و ۴۹ و ۷۷ و ۱۱۱ و ۱۶۰

عورتون اور بچون سمیت بیس ہزار تھے[۱]

حبش کے لوگون نے پرتگیزون کی مدد سے اسلامی فاتحون کے جُوے کو اُتار پھینکا اور سنہ ۱۵۴۳ عیسوی مین احمد گرانی بھی مارا گیا۔ بہرحال ملک حبش مین اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولھوین صدی کے باقی حصہ اور سترھوین صدی مین ملکی معاملات کی برہم حالت نے موقع دیا کہ اسلام ملک مین قائم رہے۔ مسیحی کلیسہ آپس کی لڑائیون مین مصروف تھے اور اپنے مذہب کی طرف جو دونون کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے۔ فرقہ یسوعی اور جانتیق کے مشنریون کی کامیابی نے جو حبش والون کو اپنے مذہب مین شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم ونسق ملکی مین پرتگیزون کے دخل نے حبش کے عیسائیون مین ان لوگونکی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا۔ اور فی الواقع باہمی عناد کو اسقدر ترقی ہوی کہ بعض حبشی سردارون نے صاف کہ دیا کہ پرتگیزون سے اتحاد رکھنے کی جگہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کرلینگے[۲] مذہب کے بچاؤ اور ملک کی حمایت مین یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوئی کہ سنہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگون نے پرتگیزون اور غیر ملک کے عیسائیون کو اپنے ملک سے خارج کیا۔ اس واقعہ کے بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بدنظمی کی ہوگئی کہ قوم گالا کے چند گروہون نے اوس سے نفع اُٹھایا اور حبش کے بالکل وسط مین پہنچ گئے جہان انکی بستیان ابتک موجود ہین۔

مذکورہ بالا زمانہ مین جو ترقی اسلام کو ہوی اسکا اندازہ سترھوین صدی کے ایک سیاح کی تحریر سے ہوتا ہے۔ یہ شخص لکھتا ہے کہ اوسکے وقت مین پیروان اسلام حبش کے کل ملک مین موجود تھے اور انکی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی[۳]۔ اٹھارھوین صدی مین دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگون نے جابجا اسلام

---

[۱] رظینی صفحہ ۷۶، ۷۷ [۲] یوبی لو ذیلی ڈسکرپشن ہسٹوریکا ایتیوپیکا مینٹاریوس صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ فرینکفرٹ سنہ ۱۶۹۱ء [۳] ہستوریہ دے لاوت ایتیوپے پار مانوئل دالمیڈا صفحہ ۔ (تیونو۔ دوسری جلد)

قبول کیا۔ چونکہ ملک مین مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تھا اس لیے چھوٹے چھوٹے خود مختار سردارون کو قوت ہوگئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو آئین سلطنت کی رو سے عیسائی مذہب کا پیرو ہونا لازم تھا ان سردارون مین سے اکثر کو مسلمانون کے ساتھ بہت ہمدردی تھی مسلمانون نے بھی اس شوق مین کہ خود مختاری کا درجہ حاصل کرین اپنے مذہب کو جسمین پیدا ہوے تھے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہوگئے ہین تاکہ اعیان ملک کے طبقہ مین شمار ہون اور حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہوکر انہون نے اپنا رسوخ تبلیغ اسلام مین صرف کیا[۱] کیونکہ اسلام کی اشاعت مین کامیابی کا خاص سبب یہہ تھا کہ حبشی عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان اخلاقی برتری رکھتے تھے۔ رویل لکھتا ہے کہ حبش کے سفر مین اسنے اکثر یہ بات دیکھی کہ جب کوئی منصب ایسا خالی ہوا کہ جسکے لیے معتمد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوتی تو ہمیشہ مسلمان منتخب ہوکر مقرر ہوا۔ عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان زیادہ چست اور محنتی تھے۔ ہر ایک مسلمان اپنے بیٹون کو پڑھنا لکھنا سکھاتا تھا لیکن عیسائیون کے بچے اُسی وقت تعلیم پاتے تھے جبکہ ان کو قسیس بنانے کی خواہش ہوتی تھی[۲] مسلمانان حبش کا اخلاقی حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکھنا اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ کس طرح مسلسل لیکن دیر مین موجودہ اور گذشتہ صدی مین اسلام نے حبش کے ملک مین ترقی کی۔ حبش کے قسیسون کی خرابی و جہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادون نے اسلامی آقا کو بلا مزاحمت ملک مین اپنا کام کرنے دیا۔ مسٹر پلاؤڈن نے جو ۱۸۴۴ء سے ۱۸۶۰ء تک حبش مین انگلش سفیر رہے ہین جہان قوم ہبب کا ذکر کیا ہے جو کاشتکار قوم ہے اور ۱۶ درجہ

[۱] ماسایا۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔ [۲] ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب مسیحی دین قبول کرنیمین ان لوگونکی غرض حکومت کا حاصل کرنا تھا تو وہ اس مذہب کے صرف ظاہر مین پابند ہونگے۔ نو مسلم البتہ دل سے اور رسوم مین یکے مسلمان تھے اس وجہ سے ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنہون نے حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا رس کے تبہ کو پہونچے تو انہون نے مسلمانونکو اپنے گرد و پیش رکھا اور ملکی عہدون پر سے زیادہ تر عہدی مسلمانونکو دیے اور انکو خطاب دیے اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا پس اسطرح حبش کی عیسوی ملک پر قوت مومنین سے اس بدترین قوم دزدخانہ کا اور ملک مین آباد ہوگئی اور کچھ زمانہ کے بعد یکایک اسلام کا جھنڈا کھڑا کیا گیا (لاسایا

[۲] رویل پہلی جلد صفحہ ۳۲۸ و ۳۶۶

اور ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسوواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہے وہان لکھا ہے کہ یہہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوی ہے - اور سب آدمی سوای اخیر نسل کے لوگون کے عیسائی نام رکھتے ہین - ہبب کی قوم مسلمانون سے تجارت کرتی ہے اور انکے اثر صحبت سے مسلمان ہوی - دوسری وجہ اوسکی مسلمان ہونے کی یہ ہوی کہ حبش سردارون نے ہمسایہ قومون سے متواتر لڑائیون مین اکثر مصروف رہ کر اپنا ملک قطعی چھوڑ دیا تھا[۱] - ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی مین سے بعض گروہون نے مذکورۂ بالا وجوہ سے اور اس باعث سے کہ قسیسون نے اُن مین رہنا ترک کر دیا تھا اور گرجا بوسیدہ ہو کر گر پڑے تھے اسلام اختیار کیا - ان بابتون کا ظاہر اسبب صرف قسیسون کی غفلت تھا کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تھے اور کوئی خاص خصومت انکو عیسوی مذہب سے نہ تھی[۲] - ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ مین اور سیاحون[۳] کی تحریر سے ملتی ہے جنہون نے دیکھا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہین - حبش کے نائبان سلطنت مین سے ایک نائب رس الائی نے جو بادشاہ تھیوڈور کی تخت نشینی (۱۸۵۳ء) سے پہلے کل ملک کا عملاً مالک تھا مسلمانون پر بہت التفات کیا اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا لیکن اُسنے ملکی عہدے یہانتک کہ گرجاؤن کا مال مسلمانون مین تقسیم کیا اور اُسکے زمانہ نیابت مین حبش کے اضلاع متوسطہ کی نصف آبادی مسلمان ہو گئی[۴] حبش مین مسلمانون نے ایسی گہری جڑ پکڑی ہے کہ غیر ملکون کی تجارت اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضے مین ہے - بڑی بڑی جایدادین رکھتے ہین اور بڑے شہرون اور منڈیون کے مالک ہین - اور ملک کی رعایا پر قدرت رکھتے ہین ایک عیسائی مشنری چونتیس برس تک حبش مقیم رہا اُسنے دعاۃ اسلام کی کامیابی اور جوش تبلیغ

---

[۱] پلاوڈن - صفحہ ۱۵ [۲] پلاوڈن صفحہ ۸ و ۹ [۳] بک صفحہ ۱ - [۴] ایسمبرگ صفحہ ۳۶ [۵] کلوٹ بک جلد صفحہ ۲۴۴ - ماسایا گیارہوین جلد - ۱۲۵ -

کا نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گراگنی اور پیدا ہو جاوے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے[1] ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۲ء تک سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہی۔ اس جنگ و جدال نے ملک حبش مین مسلمانون کی طرف سے بُری خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت دشمن ہو گئی اور آپس مین منافرت ہوی تو اسکا اثر حبش کے مسلمانون پر پڑا۔ ۱۸۷۸ء مین اس ملک کے بادشاہ یحییٰ ثانی نے حبشی قسیسون کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور دینیہ مین سرپنچ مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کل سلطنت مین صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا۔ تمام مسیحی فرقون کو سوای فرقہ یعقوبی کے دو برس کی مہلت دی گئی کہ اس زمانہ مین وہ قومی کلیسہ مین شامل ہو جاوین۔ مسلمانون کو تین برس اور بت پرستون کو پانچ برس دیے گئے کہ اس عرصہ مین وہ عیسائی ہو جاوین۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ یحییٰ نے فرمان جاری کیا جس سے ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانون نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب بادشاہ نے مسلمانون کو یہی حکم نہین دیا کہ جہان ضرورت ہو مسلمان اپنے روپیہ سے گرجا بنوا لین اور آمدنی کا دسوان حصہ پادریون کو جو اُنکے علاقہ مین رہتے ہون دین بلکہ یہ اشتہار بھی جاری کیا کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو اصطباغ لین نہین تو استعفا داخل کرین اسطرح زبردستی عیسائی بنانا (جسمین فقط اصطباغ کی رسم ادا کرنا ہوتا تھا) قدرتی طور پر بے تاثیر ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہرا اس حکم کی تعمیل کر کے مسلمان اپنے مذہب کی دل سے پابند رہے۔ ماسایا نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا سے نکلکر جس مین انکو اصطباغ ملا سیدھے مسجد مین گئے اور کسی باخدا مسلمان سے اس جبریہ اصطباغ کے اثر کو دور کرا دیا[2] عیسائی بنانے کا یہ طریقہ اس وجہ سے اور فضول ثابت ہوا کہ فقط مردون کے لیے اسکا حکم جاری ہوا تھا اور عورتون کے مذہب سے کسی طرح کا تعرض نہ تھا۔ یہہ بات ایسی تھی جو حبش کی آیندہ تاریخ اسلام

---

[1] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۱۲۴۔ [2] ماسایا گیارہوین جلد۔ صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔

مین غالبًا اپنے تئین قابل وقعت ثابت کریگی کیونکہ ماسیا نے قوی شہادت پیش کی ہے کہ حبش کے ملک مین مسلمان عورتون نے تبلیغ اسلام مین مہتم بالشان کوششین صرف کین[۵۱] بادشاہ یجیی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ سنہ ۸۸۰ء مین اسنے پچاس ہزار مسلمانون کو اور بت پرستون مین سے ایک قوم کے بیس ہزار آدمیون کو اور گالا کی قوم سے پانچ لاکھ لوگون کو اصطباغ دیا[۵۲]۔ غرض جب ان لوگون کا عیسائی مذہب اختیار کرنا اصطباغ اور عشر کی رسمون سے آگے نہ بڑھ سکا تو ان سختیون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مسلمانون اور بت پرست حبشیون کو عیسائی مذہب سے خصومت اور زیادہ ہوگئی[۵۳]۔ سنہ ۸۸۹ء مین شوا کا بادشاہ منیلک یجیی کی موت پر کل حبش کا فرمانروا ہوا۔ منیلک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ یجیی کی طرح متعصب عیسائی نہین ہے بلکہ دوسرے مذہب کی توقیر کرتا ہے اور انکو امان دیتا ہے اور ایماندار سچے لوگون پر بلا امتیاز دین و ملت مہربانی کرتا ہے[۵۴]۔ اس لیے احتمال ہے کہ حبش مین اسلام کی ترقی کو خفیف صدمہ پہنچے ——

اب افریقہ کی تاریخ کی طرف جو ساتوین صدی عیسوی مین گذری ہم کو توجہ کرنی چاہیئے اس زمانہ مین اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مشرق سے مغرب کی سمت مین اپنی فتوحات کو ترقی دے رہے تھے۔ جس طرح اہل مصر کی مدد سے جو سلطنت روما کا خاتمہ چاہتے تھے عربون کو مصر مین آسانی سے فتح حاصل ہوگئی تھی شمالی ساحل افریقہ پر ایسی سہولت سے کامیابی نہین ہوئی۔ یہان خونریز لڑائیون اور مدت دراز کے مقابلون نے انکی ترقی کو کچھ زمانہ تک مسدود رکھا۔ اور جبتک نصف صدی ان محاربات مین نہ گذر لی اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مصر سے بحیرہ اطلانطک تک مسلط نہ ہوسکے۔ سنہ ۶۹۸ عیسوی مین کارتھیج کی نہایت سے افریقہ مین حکومت روما کا خاتمہ ہوا اور جب قوم بربر مطیع ہوگئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔

ان لڑائیون کا مفصل حال لکھنا ہمارا کام نہین ہے۔ ہماری کوشش فقط اُن مراتب کو تحقیق

---

۵۱ ماسیا صفحہ ۱۲۴۔ ۱۲۵ ۵۲ اوپل صفحہ ۳۰۰۔ رکلو۔ تومہ ۱۰۔ صفحہ ۲۴۷ ۵۳ ماسیا گیارہوین جلد صفحہ ۷۹۔ ۸۱۔ ۵۴ ماسیا نوین جلد صفحہ ۶۰۔ ۶۱۔ دسوین جلد صفحہ ۱۲۔ گیارہوین جلد صفحہ ۸۴۔

کرنا ہی جنسی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کے لیئے جو ذخیرۂ معلومات دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے۔ افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (اولیا) اور عالم دنیا میں پیدا ہوئے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سپریان اور اوگستین کے کلیسا جو اتقد ظلم وستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہوں نے ارتھوڈکس مسیحی دین کی حمایت نہایت اولوالعزمی سے کی تھی معلوم ہوتا ہے یہہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہوکر غائب ہوگئے۔

لوگوں کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب دریافت نہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہوجانے کو مسلمانوں کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا۔ اور اس بات کا نتیجہ سمجھا کہ مسلمان فاتحوں نے جبر سے انکو مسلمان کرڈالا۔ لیکن بہت سی غور طلب باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس مسئلہ کو ایسے برجستہ اور نا ملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہوجاتی ہیں۔ سب سے اول یہہ کہ اس دعوے کے ثبوت میں کوئی خاص شہادت موجود نہیں۔ قتل وغارت اور مدت کی خونریز محاربات کے اور علائق شدو مد سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہیں ہے۔ اور عربوں کی فتوحات کے بعد خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹھہ صدیوں سے زیادہ سلامت رہنا اہل اسلام کیطرف سے مذہبی آزادی ملنے کا ثبوت ہے جسکے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تھی۔

شمالی افریقہ میں جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا انکو اسلامی فرمانروائوں کے تعصب میں نہیں بلکہ کہیں اور تلاش کرنا چاہیے۔ لیکن ان اسباب کو بیان کرنے سے پہلے یہہ سمجھ لینا بہتر ہوگا کہ ساتویں عیسوی صدی کے اخیر میں عیسائیوں کی تعداد شمالی افریقہ میں کم تھی۔ ان تھوڑے سے عیسائیوں کا اسلامی عہد حکومت میں برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی کثیر الآباد کلیسہ عربوں کو شمالی افریقہ میں ملتا تو پھر اس دعوے کا ثابت کرنا دشوار رہتا کہ انہوں نے عیسائیوں کو بجبر مسلمان نہیں کیا۔

افریقہ کے صرف دو صوبجات میں عیسائی آباد تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت میں جہاں صحرای اعظم سے انکی حد قائم ہوتی تھی زیادہ دور تک نہ تھے۔ پس ساحل کا عرض اسّی یا سو میل سے

زیادہ شاذ تھا[۵۱]۔ اگرچہ قوم واندل کی فتح سے پہلے اُسقف کے پانچ سو علاقے اس ساحل پر تھے لیکن یہہ تعداد عیسائیون کے شمار کے لیے معیار نہین ہوسکتی۔ وجہ یہہ ہے کہ فریقی کلیسہ مین دستور تھا کہ کم آباد شہرون اور اکثر گمنام دیہات مین اُسقف (بشپ) مقرر کردیے جاتے تھے[۵۲] اور یہہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب مین قوم بربر کے گروہون مین کبھی شائع ہوا تھا[۵۳]۔ پانچوین عیسوی صدی مین جب سلطنت روما کی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر کے مختلف گروہ جنکو روما کے لوگ مور۔ نمدین لبیان وغیرہ وغیرہ کے نامون سے پکارتے تھے قتل و غارت کی غرض سے ساحل کے دولتمند شہرون پر اُمنڈ آئے۔ یہہ فاتح گروہ بھینی بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے جسکی غارتگری کو سیرینی کا سائنیسیس بہت رویا ہے گرجاؤن کو لوٹا اور پھونک دیا۔ اور گرجا کے متبرک ظروف اپنی بت پرستی کی رسمون کے لیے لے گئے[۵۴] اور صوبہ سیرینیکا کو لبیان کی تاخت و تاراج سے پھر نہ بچایا۔ اور اغلب یہہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانون کی لشکرکشی سے پہلے ہی اس صوبہ سے مفقود ہوچکا تھا۔ قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب رہتا تھا واندل کے بادشاہ تورسمند (۵۲۶-۵۳۴ء) سے وہ برسرجنگ تھا۔ لیکن فریقین دونون کے گرجاؤن کی وقعت اور تقدیس کی توقیر کرتا تھا جنگ کے ساتھہ واندلون نے سخت برتاؤ کیا تھا۔ اس سردار نے اس قول سے اپنی بت پرستی ظاہر کردی کہ "مین نہین جانتا عیسائیون کا خدا کون ہے۔ اگر وہ ایسا قوی ہے جیسا کہ اسکو ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ اُن لوگون سے انتقام لیگا جو اوسکی توہین کرتے ہین اور اونکی مدد کریگا جو اوسکی عزت کرتے ہین[۵۵]"۔ کسی قدر احتمال ہے کہ مورتانیا کے لوگ بھی کثرت بت پرست تھے۔

بہرحال مسیحی کلیسا کی کچھہ ہی وسعت ہوگی قوم واندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ جانبر نہوسکا۔ تقریباً ایک صدی تک قوم واندل کے ایک حصہ نے جو آریوس مذہب رکھتا تھا

---

[۵۱] گبن پہلی جلد صفحہ ۱۸۱ [۵۲] گبن دوسری صفحہ ۳۱۲ [۵۳] ہستیلونی برنشش کے بیرالاتیق صفحہ ۹۶، ۹۷ (مطبوعہ سیلان ۱۸۲۶ء)
[۵۴] سنیسیس کا تسیس۔ (ین۔ قوم ۶۶ صفحہ ۱۵۶۹) [۵۵] نیاندر (۲) صفحہ ۳۰۰ [۵۶] یہ مذہب عیسوی مذہب کی شاخ تھا اسکا بانی آریوس نامی ایک شخص تھا اور مذہب یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خدا کے کلمہ جو کتب مین اور روح القدس نہین ہے۔ ۱۲ مترجم

ارتھوڈوکس فرقہ پر نہایت سنگدلی سے ظلم کیے۔ اُنکے اسقفون کو جلاوطن کیا اور مذہب کی غلانیہ پیروی کی ممانعت کردی اور جن لوگون نے آئین مذہب مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو بڑی بیرحمی سے اذیت پہونچائی[۵۱] ۴۳۴ عیسوی مین جب سلطنت روما کے سالار بلی ساریوس نے واندلون کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقہ کو پھر روما کے قبضہ مین شامل کردیا تو صرف (۲۱۷) اسقف کارتھیج کی مجلس مین جمع ہوے تاکہ کلیسہ کا انتظام پھر شروع کرین۔ یہہ سخت و متواتر صعوبتین جو عیسائیون کو اُٹھانی پڑین اُنھون نے انکی تعداد کو بہت کم کردیا ہوگا۔ عربون کے حملہ سے ایک صدی پہلے موری وحشیون نے عیسائیون کو شہرون مین مقید کرکے پہاڑون اور صحراؤن اور کشادہ ملکون پر قبضہ کیا اور لوٹ شروع کردی[۵۲]۔ آشوب اور بدنظمی ہر طرف تھی اور ان سب سے بڑھکر سخت دبائین آئین جنھون نے چھٹی عیسوی صدی کو اپنی یادگار بنایا۔ غرض ان سب آفتون نے ملک شمالی افریقہ کی تباہی کو پورا کیا۔ کہا گیا ہے کہ پچاس لاکھ افریقی قیصر روم جستینین کی حکومت اور لڑائیون سے ضائع ہوے۔ دولتمند لوگون نے ایسے ملک کا رہنا چھوڑ دیا جسکی زراعت و تجارت جو کسی زمانہ مین ایسے عروج پر تھی ہمیشہ کو غارت ہوی۔ "غرض افریقہ کی بربادی اس وجہ ہوی کہ ملک کے اکثر حصون مین آدمی دن دن بھر پھرے اور نہ کسی دشمن کی صورت نظر آئی نہ کسی دوست کی۔ واندل کی قوم بھی غائب ہوگئی۔ ایک زمانہ مین عورتون بچون اور غلامون کو چھوڑ کر اس قوم کی ایک لاکھ ستر ہزار تعداد تھی۔ اور اس تعداد سے کہین زیادہ موری خاندانون کا شمار تھا جو لڑائیون مین مر کھپ گئے۔ اسی طرح روما کے عیسائیون اور اونکے معاونون پر بھی موسم کی سختی اور آپس کی لڑائیون اور وحشیون کے قہر سے تباہی آئی[۵۳]"

سنہ ۶۴۶ عیسوی مین جسکے ایک برس بعد عربون کا فتحیاب لشکر مصر سے اوٹھہ کر مغربی ممالک

---

[۵۱] گبن جلد ۴۔ صفحہ ۳۱۳-۳۲۳۔ [۵۲] گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۱۵ [۵۳] التجانی۔ صفحہ ۱۰۔ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۲۲

[۵۴] گبن پانچوین جلد صفحہ ۲۱۴۔

افریقہ کو مطیع کرنے کے لیئے بڑھاتو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعوں پر مسیحی عقائد کی پاکیزگی کا حامی بنا تھا مسئلہ مونوتھیلیٹزم کے مناظرون سے تہ و بالا ہو رہا تھا۔ لیکن جسوقت کارتیج کی قلمرو مطران کے چار علاقجات دینیہ (یعنی موریطانیہ۔ نومدیا بیزکینا اور افریقہ پروکنسولارس) کے اسقف نے مسئلہ مونوتھیلیٹزم کی تردید میں مجلسین قرار دین اور قیصر روم اور پوپ کو ان مجالس کیطرف سے خطوط روانہ کیے تو اُسوقت صرف ارسٹھ اسقف علاقہ افریقہ پروکنسولارس سے اور بیالیس اسقف بیزکینا کے علاقہ سے وکیل ہوکر کارتیج مین جمع ہوے۔ علاقجات موریطانیا اور نومدیا کے اُسقفون کی تعداد بیان نہین ہے۔ بلاشبہہ مسیحی آبادی کو ان دو علاقون مین بہ نسبت باقی علاقجات کے جو دارالحکومت کے قریب تھے سخت نقصان پہونچا تھا[۱] یہہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہے کہ کوئی اسقف ان مجالس مین غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پھیلا ہوا تھا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی معاملات مین دربار بازنتیم (روم سے رعایا کی خصومت نے اس تحریک کو اور قوت دے رکھی تھی۔ مخالفت کے اشتعال مین سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تھا جسکا نتیجہ آخرکار ۶۴۸ عیسوی مین مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ ان افریقی اسقفون کی تخفیف تعداد یقینی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیحی رعایا کے شمار مین شدت سے کمی واقع ہوی۔ عیسائیون کی قلت تعداد کے اسباب پر غور کرتے وقت اسقفون کے شمار پر بہت زور بھی نہ ڈالنا چاہیئے کیونکہ علاقہ اسقف کے بے حقیقت ہوجانے کے بعد بھی اسقف بدستور مقرر ہوتے تھے۔

مذکورۂ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کے حملہ کے وقت عیسائیون کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تھی۔ پچاس برس کی لڑائیون مین جنکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح

---

[۱] نیاندر (۱) پانچوین جلد صفحہ ۳۵۴ - ۳۵۵ - ولتش کلیسہ کے جغرافیہ اور کیفیات کی کتاب، (مطبوعہ گتنگن ۱۸۵۲ء) پہلی جلد صفحہ ۴۳ و ۴۴ ہیورنیش کنوازیون مسلمان این افریق - صفحہ ۳۲ - ۳۳ (تورس سنہ ۱۸۹۱ء)

کا یقین ہوگیا۔ عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہوی ہو گی۔ افریقی طرابلس کا شہر چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گیے۔ جو لوگ باقی رہے اُنکو قید کر کے مصر و عرب روانہ کیا[۵۱]۔ ایک شہر کو جو نوعیا کے صحرا کے کنارے پر واقع تہا رومانے کے ایک رئیس نے کثیر سپاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تہی بچانا چاہا۔ اس محصور سپاہ نے سال بہر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ لیکن اسکے بعد شہر فتح ہوگیا اور تمام مرد قتل کیے گیے[۵۲]۔ عورتون اور بچون کو قید کیا۔ جو لوگ اسطرح قید ہوئے اُنکی تعداد کی نسبت لکھا گیا ہے کہ کئی لاکھ کی تہی[۵۳]۔ اکثر عیسائی پناہ کے لیے بہاگے۔ کچھ اٹلی[۵۴] مین کچھ ہسپانیہ[۵۵] مین چلے گیے۔ پوپ گریگوری ثانی کے خط سے جو علاقہ بینیونٹو بونیفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بہاگتے بہاگتے جرمنی تک پہونچے۔ رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیون سے خالی ہوکر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کہنڈر ہو گئے[۵۶] بعض صورتون مین مسلمان فاتحون نے بالکل نیے موقعے اپنے خاص شہرونکی تعمیر کیلیے منتخب کیے[۵۷] کلیسا افریقہ کے منتشر حصے جو ملک مین ساتوین صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر اُنکے نابود ہوجانے کی نسبت یہ فرض نہین کیا جاسکتا کہ مسلمانون کا ظلم انکے مٹ جانیکا ذمہ دار ہے خاص کر ایسی صورت مین جبکہ سولہوین صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا متوطن تہا پتہ چلتا ہے۔ ادریس جو مورا کو کے مسلط خاندان ادریسی کا بانی ہوا اُسکی نسبت کہا گیا ہے

---

[۵۱] لیوافریکانوس۔ (راموسیو۔ تو م ۱۔ صفحہ ۷۰ D [۵۲] یہ شہر دیسین نامی تہا جو رومانی باشندونکا بنایا ہوا قدیم شہر تہا اور ریاست بگیا اور نمودی صحرا کی حدود پر واقع تہا (راموسیو۔ صفحہ ۷۵ F [۵۳] بادی۔ پہلی جلد۔ [۵۴] جن لوگون نے اسلام قبول نہین کیا اور اپنے مذہب پر قائم رہکر) جزیہ دینا بہی نہین چاہا تو انکو اسلامی سپاہ کے خوف سے بہاگنا پڑا۔ التجانی۔ صفحہ ۲۰۱۔ [۵۵] لیوافریکانوس۔ (راموسیو۔ تو م ۱۔ صفحہ ۷) [۵۶] ۱۱ بونیفیس کو نہین چاہیے کہ کسی صورت مین ان افریقیون کا جو دینی مراتب کا اپنے تئین مستحق جانتے ہین استقبال کرے۔ کیونکہ ان افریقیون مین سے بعض سینیقی مذہب رکہتے ہین اور بعض ایسے ہین جنہون نے دوبارہ اصطباغ پایا ہے" چوتہا خط۔ (مین۔ تو م ۸۹ صفحہ ۵۰۶) [۵۷] لیوافریکانس۔ (راموسیو صفحہ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰) [۵۸] قیروان۔ سنہ ۵۰ ہجری۔ فسطاط ۱۸۵ ہجری۔ المہدیہ۔ سنہ ۳۰۳ ہجری۔ سبیلہ ۳۱۵ ہجری۔ مورا کو سنہ ۲۲۴ (ابوالفدا۔ تو م ۲ صفحہ ۱۹۸ و ۱۹۹۔ ۱۹۰ و ۱۹۷)

کہ جب تلوار کے زور[۱] سے وہ اپنے لیئے ایک سلطنت قائم کرتا تھا تو ۶۸۹ عیسوی مین اُسنے عیسائیون اور یہودیون کو زبردستی مسلمان کیا۔ لیکن جہانتک مجھکو تحقیق ہوا شمالی افریقہ کے ملکی کلیسہ مین اوریس کی مثال کسی اور شخص مین نہین پائی جاتی[۲]۔

افریقہ کے کلیسہ مین جس طرح آہستہ آہستہ سے زوال آیا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے اسکے ساتھہ مذہبی آزادی برتی۔ اسلامی فتح کے تین سو برس بعد اسقفون کے چالیس علاقے باقی تھے[۳] اور ۱۰۵۳ عیسوی مین جب پوپ لیو نہم نے تاسف ظاہر کیا کہ افریقہ کے کلیسہ سے جو کبھی ایسی رونق پر تھا[۴] صرف پانچ اُسقف وکیل بنکر آئے تو اس کی کا سبب غالبًا یہہ تھا کہ چند سال پہلے عربون کے چند گروہ ملک مین گھس آئے تھے اور سخت خونریزی کرکے تمام ملک مین فساد اور بدنظمی پھیلا دی تھی[۵]۔ ۱۰۷۶ عیسوی مین افریقہ کا کلیسہ اس قابل نہ رہا کہ تین اسقف اس مین موجود ہوتے جسکی حد ورت آئین کلیسہ کے بموجب ایک جدید اُسقف کی تقرری کے وقت ہوی تھی۔ جب یہ اُسقف نہ مل سکے تو پوپ گریگری ہفتم نے دو نیے اُسقف کا ریچ

---

[۱] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۔ [۲] بجبر مسلمان کرنیکا ایک مشتبہ واقعہ عبدالمومن کیطرف منسوب کیا جاتا ہی جسنے تونس کو ۱۱۵۹ء مین فتح کیا۔ ویکیو دے ماس لاٹری (۲) صفحہ ۷۷-۷۸-۷۹ دوسری بی مورخ جنمین ایک ابن الاثیر ہے (جو اس واقعہ کا ہمعصر تھا اور دمشق مین رہتا تھا) تھا کہ سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے مذہبی جوش بہت پیدا کر دیا تھا) اور دوسرا مورخ التجانی ہی (جسنے چودھوین صدی عیسوی مین مشرقی افریقہ کا سفر کیا) ان دونون مورخون نے لکھا ہی کہ سلطان صلاح الدین جس زمانہ مین تونس کا مالک ہوا تو اُسنے عیسائیون اور یہودیون پر جبر کیا کہ وہ اسلام قبول کرین۔ جن لوگون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بیرحمی سے قتل کیے گئے۔ ہمکو اس بیان مین شبہہ ہی۔ اگر جابرانہ حکم فتح کی خوشی یا اور کسی فوری ضرورت کے غرض سے فی الواقع نافذ ہوا تو اسکو ضرور ترک یا منسوخ کر دیا ہوگا کیونکہ یہ حکم آزادی مذہب کے اصول کے خلاف تھا اور اس مذہبی آزادی کی اصول کا مغرب کی کل فرمانروا بہت لحاظ کرتے تھے۔ یہ یقینی ہی کہ عیسائی اور یہودی تونس مین پھر جلد نظر آنے لگے اور تحقیق ہوتا ہی کہ عہد حکومت عبدالمومن کی خاتمہ سے پہلے عیسائی تونس مین آباد ہو چکے تھے اور انکو آزادی مذہبی و تجارت اور حقوق مذہب کی سلامتی حسب دستور سابق حاصل تھی۔ ایک قدیم مغربی مصنف نے لکھا ہی۔ "وجبکہ خدا خود ساتھہ تھا تو اسے (یعنی سلطان نے) فتح کے ساتھہ رأفت اور افریقہ کی سرزمین کو طی کرکے ملکون اور شہرون کو فتح کیا۔ جن لوگون نے امان چاہا انکو امان دیا اور جو منافق ہوئے انکو قتل کیا"۔ اس اخیر کی عبارت سے ہمارا ی ہی جو سلطان کی حکمت عملی کی نسبت عیسائیون کے متعلق ہی جنھون نے اپنے مقسوم کو برداشت کیا پختہ ہو جاتی ہی۔ [۳] دی ماس لاٹری۔ (۲) صفحہ ۲۰-۲۰۱ [۴] لیو نہم کا خط نمبر ۶۔ (یعنی فوم ۱۴۳ صفحہ ۲۰۸) اس خط مین گومی اور کارتھیج کے اساقف کی نزاع کا بیان ہی کہ دونون مین کسکو سبقت حاصل تھی۔ یہ بالکل ممکن ہی کہ افریقہ کی پرآشوب حالت نے افریقی اساقفہ کو اپنے اور اپنے قریب کی علاقون کی علاوہ دیگر اسقفی علاقجات کی حال سے لاعلم کر دیا ہو اور یہ اس جلسی روما کی بابا کو جو اطلاع روانہ کی اُسمین اساقف کی تعداد اصلی تعداد سے کم ظاہر ہوئی۔ [۵] مولرو دوسری جلد صفحہ ۲۲۸-۲۲۹

کے مطران کی معاونت کے لیے مقرر کیے تاکہ رسوم تقرر ادا ہو جاوین - لیکن عیسائیون کی تعداد ابھی تک اسقدر تھی کہ نیے اسقفون کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوی تاکہ کام ہلکا ہو جاوے کیونکہ تین آدمی دینی معاملات کا انصرام بغیر مدد کے نہ کر سکتے تھے[۵۱] - دو صدیون مین جو اس زمانہ کے بعد گذرین مسیحی کلیسہ اور ابتر ہوتا گیا - ۱۲۴۶ عیسوی مین صرف موراکو کا اسقف کل عیسائیون کا دینی افسر رہ گیا[۵۲] - اسی زمانہ تک الجزائر کی قوم کبل مین کہیں نشانات عیسائی مذہب کے دریافت ہوتے ہین[۵۳] - اس قوم کے گروہون کو زمانہ سابق مین کسی قدر اسلام کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب اُن پر زیادہ قابو نہ پا سکا - اور جون جون زمانہ گذرا انکو اسلام کا اتنا علم بھی نہ رہا جسقدر پہلے تھا یہانتک کہ نماز پڑھنی بھی بھول گئے - پہاڑی قلعون اور حصارون مین بند اور اپنی خود مختاری پر نازان انہون نے عرب کے عنصر کو اپنے مین شامل نہ ہونے دیا اور کامیابی کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا - پس ان لوگون کو مسلمان کرنے مین سخت دشواریان تھین - خانقاہ سبحیت الحمرا کے لوگون نے جو فرقہ قدریہ سے تھے چندبار کوشش کی قوم کبل مین تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کرین - لیکن کامیابی نہ ہوی - اس کام کی عزت کے لیے کہ ان مین اسلام کی بنیاد پڑے چند مورش مسلمان نامزد ہوے تھے - جو ۱۴۹۲ عیسوی مین جبکہ غرناطہ کو عیسائیون نے فتح کر لیا تھا اندلس سے نکالے گئے تھے - اور سبحیت الحمرا مین انہون نے پناہ لی تھی شیخ خانقاہ نے سمجھ لیا کہ یہ اندلس کے مسلمان اُس دشوار کام کو کر لینگے جس مین خود شیخ کے مریدون کی کوششین مطلقاً بے سود ثابت ہوی تھین - غرض اس کار حسنہ کے لیے روانہ کرنے سے پہلے شیخ نے اندلسیون سے کہا "یہہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی مشعل ان ملکون مین لیجاوین جنہون نے مذہب کی دولت سے اپنا ورثہ گم کر دیا ہے - کیونکہ ان بدقسمت کبل مین نہ مدارس ہین اور نہ کوئی شیخ ہے جو اُنکے بچون کو آئین اخلاق و محاسن اسلام کی تعلیم دے - پس یہ لوگ جانورون کی طرح بغیر خدا اور دین کے رہتے ہین - اس ناشاد حالت کو دور کرنے کے لیے مین نے مصمم ارادہ کیا ہے،

---

۵۱ غرناطہ کی فتح اسپینیون خطابین (تعلیم ۱۸۴۸ صفحہ ۴۴۹) ۵۲ دی ماس لاتری صفحہ ۲۲۶ ۵۳ تروملی یسین دی اسلام (مطبوعہ پیرس) صفحہ ۳۳۔

کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دون - پس ان پہاڑون کے بسنے والون کو ہمارے دین کے حقائق سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو - جاؤ اور اونکے مذہب کی جھوٹی آگ کو بجھا دو اور اسکی دبی چنگاریون کو پھر بھڑکا دو عیسائی مذہب رکھنے کی وجہ سے جو غلطیان اُن مین پہلے سے اب تک چلی آتی ہین اُنکو رفع کرو اور اُنکو سمجھا دو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین مسیح کو خدا کی نظرون مین وہ نہین کہا جاتا ہے[۵۱] مین تمسے یہہ بات پوشیدہ نہ رکھونگا کہ تمہارے کام مین سخت دشواریان پیش آئینگی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا شوق مذہب خدا کے لطف کے ساتھہ شامل ہوکر کل مشکلات پر غالب آئیگا میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول پر بھیروسا لاؤ ان لوگون کو جو جہالت اور انکار کی غلاظت مین آلودہ ہین میرے بچو نجات کا پیغام اُن مین لیجاؤ اور خدا تمہارے ساتھہ ہو اور تمہاری مدد کرے"

غرض یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چھہ چھہ کی جمعیت سے مختلف سمتون مین روانہ ہوگئے - پھٹے پرانے کپڑے پہن عصا ہاتھہ مین لے یہ دعاۃ اسلام کوہستان مین نکل گئے - غیر آباد اور پریشان منظر موقع تلاش کرکے پہاڑون کے غارون اور کھوؤن مین رہنے لگے - انکی پرہیزگاری اور کثرت زہد سے کبل کے لوگون کو شوق پیدا ہوا کہ انکو چلکر دیکھین - زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہون نے مسلمانون سے رسم دوستی پیدا کی - علم طب فنون صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے کبل کی قوم پر ان دعاۃ نے حسب مراد اثر پہونچایا - انکے حجرے اسلامی تعلیم گاہ بن گئے - اور طالب علم انکے علم کا شہرہ سنکر جمع ہوگئے - آخر الامر یہ طلبا اپنی قوم کے لئے داعی اسلام بنے اور کبل کے تمام ملک مین اور الجزائر کے صحرائی علاقہ مین اسلام شائع ہوگیا[۵۲]

مذکورۂ بالا واقعہ بلاشبہہ اس بات کی مثال ہے کہ اندرونی ملک کی خودمختار اقوام کے ایسے حصون مین اسلام کی ابتدا کیونکر ہوی جنکو کسی زمانہ مین عیسائی مذہب کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب

---

[۵۱] ماورد (دارالحکومت، سیمین مین، جو مجلس ۵۶۶ھ مین مورسکی لوگون کی اصلاح کے لیے قائم ہوی اُسکے مقتضا کا اوپر کی عبارت سے مقابلہ کرو منجملہ اون کے ایک مضمون حسب ذیل ہے - "یہہ کہ نہ اونکو اور نہ اونکی عورتون کو اور نہ کسی آدمی کو گرمابہ سے باہر کہین نہانے اور دھونے کی اجازت ہوگی اور یہہ کہ اونکے کل حمام غسل خانے ڈھا کر منہدم کر دیے جاوینگے" (ہسٹری مورگان - دوسری جلد صفحہ ۲۵۶) [۵۲] ترومے - لے سین دے اسلام صفحہ ۲۹ - ۳۶ -

صرف چند وہمی سمونکی شکل مین باقی رہ گیا تہا[۱] چونکہ ان مسیحی اقوام کا تعلق عیسوی دنیا سے قطع ہوگیا تہا اور مسیحی دین کے معلم اُن مین موجود نہ تہے اس لیے ایسے مسلم الثبوت عیسوی مسائل سے وہ واقف نہ تہے جن سے داعیان اسلام کی تعلیم کا جواب دیسکتے۔

شمالی افریقہ مین کلیسہ کے تنزل کی نسبت جو منتشر واقعات بیان ہوے ان مین اب کچھہ اضافہ کرنا باقی نہین ہے۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین ایک مسلمان سیاح[۲] نے تونس کے ضلع الجرید کا سفر کیا۔ اس سیاح نے لکہا ہے کہ مسیحی کلیسہ اگرچہ برباد پڑے ہین لیکن ابہی تک موجود ہین۔ عرب فاتحون نے انکو برباد نہین کیا کیونکہ انہون نے صرف یہ کافی سمجہا کہ ہر گرجا کے سامنے ایک مسجد بنا دین۔ پندرہوین صدی کے خاتمہ تک تونس مین افریقی عیسائیون کا ایک گروہ موجود تہا جو حوالی شہر مین ایک جگہہ آباد تہا اور یہہ جگہہ غیر ملک کے عیسائی تاجرون کی آبادی سے علیحدہ تہی۔ جبر اور ظلم کا تو کیا ذکر ہے یہ عیسائی گروہ سلطان تونس کا باڈی گارڈ[۳] تہا اور یہ وہی عیسائی تہے جنکو ۱۵۳۵ء مین فتح تونس کے بعد بادشاہ چارلس پنجم نے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کی مبارکباد دی تہی[۴]۔

یہہ اخیر واقعہ تہا جو شمالی افریقہ کے دیسی کلیسہ کی نسبت سنا گیا شمالی افریقہ مین جو اسلامی سلطنتین تہین انکے عربی سلاطین کے طریق صلح کل کی نسبت اگر متعدد شہادتین موجود نہ ہوتین کہ کسطرح عیسائیونکو انہون نے سپاہ مین مقرر کیا[۵] اور متعدد عہدہ دار مسلمانون نے آباد عیسائیون[۶] اور عیسائی تاجرونکو پیرو مذہب مین آزادی دی[۷] تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی کہ افریقہ کی عیسائی رعایا کو انکی امان مین سونپتے تہے اور خود عیسائیونکو اسلامی بادشاہونکی خیر خواہی کی ہدایت کرتی تہی[۸] تو تبہی فقط یہ بات کہ افریقہ کا کلیسہ کسقدر مدت دراز تک برقرار رہا جبر تبدیل مذہب کے ذہنی دعوی کا مقابلہ کرسکتا ہے

---

[۱] لیو افریکانس نے لکہا ہے کہ پندرہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر انجیر یہ اور پرتگال کی پہاڑی ندی گرچہ مسلمان تہی مگر انمین نسطوریہ اور یعقوبیہ کی تہوڑی (راماسوئو۔ اصفحہ ۱۶) اسیطرح مغرب کے لوگ آج تک مذہب سے خارج کرنے اور اقرار کی سوچ عیسوی سوم سی شناسی مین کہتی ہین (اوپل صفحہ ۲۹۹) صحرای اعظم کے بعض خانہ بدوش گروہ اصطباغ کی مثل ایک رسم کو پابند ہین اور صلیب کا نشان بہتیارون اور کپڑون پر بنا لیتے ہین (وے ماس لاتری ۲ صفحہ ۸)

[۲] التجانی صفحہ ۳۰۸ [۳] لیو افریکانس (راماسوئو۔ قوم ۱ صفحہ ۹۷) [۴] باڈی پہلی جلد صفحہ ۵۵ وے ماس لاتری (۲) صفحہ ۹۱۔ ۹۲، ۲۶۶۔ ۲۶۷۔

[۵] دال مارسول کا راد جہل ہی لافریق۔ قوم ۳ صفحہ ۵۴ (مطبوعہ پیرس ۱۶۷۴ء) [۶] وے ماس لاتری۔ (۲) صفحہ ۱۹۲ [۷] مثلاً بابا انوسینٹ سوم۔ بابا غریغوری ہفتم۔ بابا غریغوری نہم۔ بابا انوسینٹ چہارم [۸] وے ماس لاتری۔ (۲) صفحہ ۲۰۳۔

باب پنجم

ہسپانیہ یا اندلس کے عیسائیون مین اسلام کی اشاعت

سنہ ۷۱۱ عیسوی مین اہل عرب نے ہسپانیہ (یا اندلس) مین اسلام کی ابتدا کی اور سنہ ۱۵۰۲ع مین بادشاہ فرونند اور ملکہ ازابلہ کا فرمان جاری ہوا کہ تمام ملک مین کوئی شخص اسلام کی پیروی نہ کر سکے ان دو سنون کے درمیان جو صدیان گذرین اُن مین اسلامی اندلس نے یورپ کے زمانہ وسطی کی تاریخ مین تابندہ ترین ورق لکھا۔ اسلامی ہسپانیہ نے چیولری کا عہد شروع کیا اور اپنا اثر ملک پروونس مین پہونچایا اور وہان سے یورپ کے دیگر امصار و اقطار مین اسی اثر سے نئی شاعری اور جدید ترقی علم کا بانی ہوا۔ اور زمانہ رنیسانس سے پہلے مسیحی شایقین علم نے یونان کے علم و حکمت کو قوت عقل کے لیے جسقدر سیکھنا چاہا اوسی سے سیکھا۔ لیکن تہذیب و تمدن کے ان کارنامون کو یعنی علم و فن شاعری و حکمت کو ہم یہین چھوڑتے ہین اور ہسپانیہ کے مذہبی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین جبکہ یہ ملک مسلمانون کی حکومت مین تہا۔

پہلی ہی مرتبہ جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ مین لائے تو جاثلیقی عیسائیت آرین عیسائیت پر غالب آکر کل ملک پر مسلط تہی۔ طلیطلہ کی چھٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تہا کہ کل شاہان ہسپانیہ اسبات پر حلف لیا کرینگے کہ جاثلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک مین جائز نہ ہوگی اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہہ تہا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسہ یا انجیلی قواعد یا آبا کی تعریف یا کلیسا کے فتاوے اور مقدس سکرامنٹ کو معرض بحث مین لائیگا اُسکی جایداد ضبط ہوگی اور

جس دوام کی سنر ایلیگی۔ ملکی معاملات مین قسوس نے اپنے طبقہ کے لیے بہت قوت حاصل کرلی تھی[۱]۔ اساقف اور خاص خدام کلیسہ قومی مجالس مین جو انصرام سلطنت کی غرض سے تہین شریک ہوتے تھے۔ بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تھے اور انکو دعوی تہا کہ اگر بادشاہ نے ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اسکو تخت سے معزول کرسکتے ہین مسیحی قسوس نے ان اختیارات کے زور پر موقع پایا کہ یہودیون پر جنکی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ مین آباد تہی ظلم کرین۔ اور نہایت جابرانہ قوانین اُن یہودیون کے خلاف جاری کیے جو اسطباغ لینے سے انکار کرین[۲]۔ چنانچہ ان سختیون کا نتیجہ ہوا کہ یہودیون نے عیسائیون کے جور وعقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع جانکر مسلمانون کا خیر مقدم کیا۔ اور جن شہرون کو اہل اسلام نے تسخیر کرلیا تہا انکی حفاظت کے لیئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تہے اُنکے دروازے کہول دیئے[۳]۔

اسپین کے عیسائی غلامون نے عربون کے آنے کو اپنے حق مین مبارک جانا کیونکہ گاتھ کی حکومت مین انکی حالت مظلومی کی تہی اور مسیحی دین کا علم اُن مین ایسا اوپری تہا کہ اسلام لانے کی صورت مین جو آزادی اور اور فائدے ان کو میسر آتے تہے ان کے مقابلہ مین یہ علم کچھ وقعت نہ رکہتا تہا۔

ہسپانیہ کے یہ درماندہ غلام پہلے لوگ تہے جنہون نے اسلام قبول کیا۔ اور ملک کے بت پرستون نے بہی جنکے کچھ لوگون کا باقی رہنا ۶۹۳ عیسوی تک بیان کیا گیا ہے غلامون کی مثال کا اتباع کیا[۴]۔ اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے مسلمان ہوگئے[۵] ادنی اور متوسط درجے کے عیسائیون مین سے اکثر لوگ ظاہر اطراق پر نہین بلکہ سچے دل سے ایسے مذہب کو ترک کرکے اسلام لائے جسکے پیشوائون نے علم دین سے انکو جاہل رکہ کر دینی باتون مین انکی غور پر داخت نہ کی تہی اور خود دنیا کمانے مین مصروف ہوکر

---

[۱] بوزورث صفحہ ۲۰۔ [۲] ہفنر۔ صفحہ ۶۸۔ [۳] امالاسی۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۸۰۔ [۴] بوزورث صفحہ ۷۔ [۵] دوزی۔ [illegible] صفحہ ۳۶۔

اپنی امت کو لوٹا اور ستایا تھا[۵۱] جب یہہ عیسائی مسلمان ہوے تو اسلام کے سچے معتقد اور پرجوش حامی بنے - اور خود انکو اور اونکی اولاد کو علمای اسلام کے اس حلقہ سے ارادت ہوی جو شریعت کا نہایت پابند تھا اور امرای عرب کی طرح امیرانہ اور آزاد مشرب نہ رکھتا تھا[۵۲] - فتوحات اسلامیہ کے وقت قدیم نسل گاتھ کے عمدہ اوصاف ہسپانیہ کے عیسائیون مین باقی نہ رہے تھے - بلکہ انکی جگہہ ایسی عیش پرستی اور بداعمالی پیدا ہوگئی تھی کہ اسلامی دور حکومت کو علمای مسیحی نے گراہ عیسائیون کے حق مین قہر خدا سمجھا[۵۳] -

وقت گذرنے پر بھی عیسائیون کی حالت بہتر نہ ہوی اور جب مسیحی اساقف مسلمان امیرون کی رنگ رلیون مین شریک ہونے لگے اور اُنکے علاقون کا نیلام ہوا اور عیسائیون کے پیشوایان دین منکرین خدا مقرر ہونے لگے اور انہون نے اپنی طرف سے قیس کے عہدے نااہل اور ذلیل لوگون کو دینے شروع کیے[۵۴] تو ایسی حالت مین فرض کیا جا سکتا ہے کہ صوبہ البویریا کے علاوہ اور صوبجات ہسپانیہ مین بھی عیسائیون نے ایسے مذہب سے کنارہ کش ہوکر جسکے مقتدا اپنی بدکاریون سے اس مذہب پر حرف لائے تھے[۵۵] اسلام کی روح پرور فضا کو تلاش کیا ہوگا *

اگر کلیسائی مصنفین نے ان باتون کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلاشبہہ ہسپانیہ مین

---

[۵۱] اے مولر - دوسری جلد - صفحہ ۴۶ [۵۲] دوزی (۲) تو م ۲ صفحہ ۴۴۴ - ۴۶ - [۵۳] سینٹ بونیفیس نے ۷۴۵ء عیسوی مین اپنے خط نمبر ۶۲ مین ایسا ہی تحریر کیا ہے - وہ لکھتا ہے "پس ایسا ہی ہوا ہسپانیہ اور پروونس اور برگنڈی کے باشندون کے حق مین جنہون نے خدا کی اطاعت سے گردن پھیری - یہانتک کہ خدای قادر نے جو انکے گناہون کو دیکھتا تھا اُنپر غضب بھیجا اور یہہ غضب انمین اوی سے لاعلمی کی صورت اور سارا سین کی شکل مین نازل ہوا تاکہ انکو مغلوب کردے" (مین تو م ۸۹ صفحہ ۷۹) اوروسیس (اپنی کتاب - فقرہ ۲۰ مین) لکھتا ہے "ہماری گنہگاری کا نتیجہ ہے کہ ہسپانیہ کی حکومت ہمارے دشمنون کے قبضے مین آگئی" اسی طرح اوریسیاس (۴۰۰ فقرہ ۲۰ مین) تحریر کیا ہے "مین یہہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہون کہ یہہ غضب ہمپر ہمارے ہی قصور سے نازل ہوا ہے - ہان ہمارے ہی گناہون کی بدولت ہی ہماری ہی ناپاکی - ہماری ہی تمون اور ہمارے ہی اخلاق کی خرابی ہے جسنے ہمکو اس مصیبت تک پہونچایا ہے ..... پس خدا نے جو انصاف کو عزیز رکھتا ہے اور جسکا چہرہ عدل کو دیکھتا ہے ہمین جانورون کے حوالے کردیا کہ وہ ہمکو چبا جاوے" (صفحہ ۵۱ - ۵۲۲) [۵۴] ماسن صفحہ ۳۷۷ - ۳۷۸ و ۳۸۱ - [۵۵] دوزی (۲) تو م ۲ صفحہ ۱۴ [۵۶] شیلے نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ جنوبی ہسپانیہ مین اس مقصد سے روانہ کیا گیا اسلامی خیالات سے جو اثر عیسائیون مین پیدا ہوا تھا اُسکا اندازہ کرنے کے لئے ہسپانیہ کے قصور کی لڑکیان بیاہی عورتون سے آشنائیان کرتی تھین (بقیہ صفحہ ۱۴۸)

اکثر مثالین بودو کی سی دریافت ہوتین جو بادشاہ فرانس لوئی دے پائیس کے عہد مین دربار کا یادری تہا اور ۱۶۳۸ء مین عیسائی مذہب چھوڑکر یہودی ہوگیا تہا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کرکے "خدا کے آئین کا پابند ہوجاوے"[۱]

یہہ بہی ممکن ہے کہ قوم گاتہہ کی آرین عیسائیت کا جو کچہہ بقیہ رہ گیا تہا اور اہل عرب کی فتح سے کچہہ پہلی جسکی طرف ہسپانی کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوی تہی اس نے عیسائیون کو پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکہا ہو جس مین مسیح علیہ السلام کے حالات آرین اعتقادات سے بہت شباہت رکہتے ہین[۲] زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ مین جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہین مذکور نہین - بلکہ احتمال یہہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانون کی بے تعصبی ہی وہ شے تہی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے مین انکے لیے آسانی پیدا کردی - اگر نیے حاکمون سے عیسائیون کو کوئی شکایت اس بات کی تہی کہ مسلمانون کی طرح اُن سے برتاؤ نہین کیا جاتا تو وہ یہ تہی کہ عیسائیون کو جزیہ دینا پڑتا تہا جسکی شرح امیرون سے ۴۸ درہم - متوسط الحال لوگون سے ۲۴ درہم اور پیشہ وروں سے ۱۲ درہم کی تہی - چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض مین لیا جاتا تہا اس لیے صحیح البحثہ مردون پر وہ جاری ہوا تہا عورتین اور بچے - رہبان اور فقیر اندہے - لنگڑے - بیمار اور غلام اس سے مستثنےٰ تہے[۳] عیسائیون کو جزیے کے ادا کرنے مین اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوی ہوگی کہ عیسائی حکام اوسکی تحصیل کے لیے مقرر کیے جاتے تہے[۴]

بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہون عیسائیون کے کل مقدمات

---

[۱] الواری کورڈوبینس لیسوان خط "چونکہ مین ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب تہا تو مین نے اقرار کیا کہ خدا کی آئین کا ہمیشہ پابند رہونگا" [۲] بلفرخ صفحہ ۷۹ - ۸۰ [۳] اگر ہم ان بیانات پر غور کرین کہ جو مذہب آرین مین مسیح علیہ السلام کے متعلق بیان کیے گئے ہین جو توریت کی تعلیم یاد گار ہے جو اب تک باقی تہا اور قوم گاتہہ کی عقاید مین اب وجود اسکے کا سوا جانبی عیسائیت اختیار کرلی تہی تو ہمکو نبوت کو کیسا دخل تہا تو یہ بات سمجہنی آسان ہو جائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو شائستہ خیالات اسلام کرتی وہ عیسائیون کے تساہل کے بعد ہی ہسپانیہ کی عایا مین کیونکر ظاہر ہوی [۴] بلفرخ صفحہ ۸۲ [۵] دوزی - (۲) تومہ ۲ صفحہ ۴۳ [۶] دوزی (۲) تومہ ۲ صفحہ ۳۹ -

اُنہی کے حجون کے سامنے اور اُنہی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے[۵۱]۔ مذہب کی پیروی مین عیسائیون کا کوئی مزاحم نہ تھا[۵۲]۔ قربانی کی سکرامنٹ بخور و ناقوس اور دیگر رسوم جاثلیقی سے ادا ہوتی تھی۔ کوائر مین مسیحی سرود گایا جاتا تھا مسیحی اعظین لوگون کو وعظ سناتے تھے اور گرجا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کے عیسائیون کی نسبت یہ دریافت نہین ہوا کہ وہ شام و مصر کے عیسائیون کی طرح مخصوص لباس پہننے پر جو اُنکی ذلت کی علامت قرار دیا گیا ہو مجبور تھے۔ بلکہ نوین صدی عیسوی مین عام عیسائی (جنکو کلیسہ مین خدمت حاصل نہ تھی) بالکل عربی لباس پہنتے تھے[۵۳]۔ ایک مرتبہ انکو نئے گرجا بنانے کی بھی اجازت ہوئی تھی[۵۴] اور یہ بات اُن شرائط کے خلاف تھی جو کسی عیسائی شہر کی فتح کے وقت بالعموم منظور ہوتی تھین۔

عیسوی معابد کے علاوہ جن مین عورتین اور مرد رہبانیت کی زندگی بغیر اسلامی حکام کی دست اندازی کے بسر کرتے تھے چند جدید مسیحی خانقاہون کی تعمیر کا ذکر بھی دیکھنے مین آتا ہے[۵۵]۔ رہبان اپنے ادنی لباس کو جو اونکی جماعت کے لیے مخصوص تھا علانیہ پہنتے تھے اور قسوس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگون سے پوشیدہ رکھین[۵۶]۔ اور نہ مذہبی مراتب سلطنت کے ممتاز عہدون سے عیسائیون کو محروم کرتے تھے[۵۷]۔

---

۵۱ بودسن صفحہ ۱۱-۱۳ و ۱۹۶۔ ۵۲ الوگیوس پہلی کتاب فقرہ ۳۰ "مذہبی معاملات مین بغیر کسی کی دست اندازی کے ہم اُمین (یعنی مسلمانون مین) آباد ہین" (صفحہ ۱۶۱) ایضاً ایضاً فقرہ ۱۰۔ اسلامی گورنمنٹ کیطرف کسی طرح کی سختی ایسی تھی کہ عیسائی اپنے مذہب سے انکار کرتے یا اپنے مقدس دین کی پیروی سے علیحدہ کیے جاتے۔ (صفحہ ۱۷۵) یحیی گورزی (جسنے دسوین صدی عیسوی کے وسط مین ہسپانیہ کا سفر کیا اپنی کتاب کے فقرہ ۱۲۴ مین لکھتا ہے) "اُسکی حکومت مین عیسائی آزادی سے اپنے مذہب کے پابند تھے اور اپنے مال سے نفع اُٹھاتے تھے"۔ ایک ہسپانی ہمعصر یحیی گورزی سے عیسائیون کی حالت اسطرح بیان کی "ہم اپنے گناہون سے اس وجہ کو پہونچے کہ اب کفار کی حکومت ہم پر ہے ہمکو یونانیون سوال کے حکم سے حاکم وقت کا مقابلہ کرنا منع کیا گیا ہے لیکن صرف ایک بات تسکین کی ہے جو ہمارے لیے باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام مصیبتون مین بھی ہمکو اپنے دین کی پیروی سے مسلمان منع نہین کرتے بلکہ وہ ایسے عیسائیون پر جو اپنے مذہب کے سخت پابند ہین مہربانی کرتے ہین اور اُن سے رسم دوستی پیدا کرتے ہین اور ہمکو خوش ہوتے ہین۔ پس جبتک یہ وقت ہمپر ہے ہمکو اس بات کو مصلحت جانا ہے کہ جب مسلمانون نے ہمارے دین کو کچھ نقصان نہین پہونچایا تو ہمکو باتون مین ہم بھی اُنکی فرمانبرداری کرین اور اُنکے احکام کی جہان تک وہ ہمارے مذہب مین مخل نہون تعمیل کرین" فقرہ ۱۰ (صفحہ ۳۰۲) ۵۳ بودسن صفحہ ۱۶۰-۱۷۰۔ ۵۴ الوگیوس "گرجا بنانے کا حال لکھا ہے جو نئے تعمیر ہوئے تھے ایک تاریخ مین جو غلطی سے لٹپرانڈ سے منسوب ہے لکھا ہے کہ ۹۹۰ء مین قرطبہ مین نیا گرجا تعمیر ہوا۔ (صفحہ ۱۱۱)

---

۵۵ الوگیوس تیسری کتاب باب ۱۱ صفحہ ۱۲۰ ۵۶ بودسن صفحہ ۱۶۰ ۵۷ بودسن صفحہ ۱۶۰ و یحیی گورزی فقرہ ۱۰ صفحہ ۳۰۶

جن عیسائیون نے اس نقصان کو برداشت کرلیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے انکو ملکی قوت حاصل نہین ہوسکتی تو انکو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی - اور یہہ امر قابل وقعت ہے کہ آٹھوین صدی عیسوی کے کل زمانہ مین صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیون کی طرف سے بیجا کے شہر مین ہوی - اور اس بغاوت مین بھی ایک عرب سردار نے اشتعال پیدا کیا تھا[۵۱] -

عیسائی جو فرانس کی حکومت مین اس غرض سے چلے گئے تھے کہ عیسوی حکومت کی پناہ مین رہین گے تو انکی حالت بھی اپنے ہم مذہب بھائیون سے جنکو ہسپانیہ مین چھوڑ کر وہ بیوطن ہوے تھے بہتر ثابت نہ ہوی - سنہ ۸۱۲ عیسوی مین بادشاہ شارل مین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے ان عیسائیون کی حمایت مین کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت بادشاہ کے ساتھہ ہوگئے تھے - تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دے پائیس نے ایک اور حکم ان عیسائیون کی حفاظت کے لیے جاری کیا لیکن باوجود اسکے امرای فرانس سے ان کو جلد شکایت پیدا ہوی کیونکہ جو زمینین انغریب الوطن عیسائیون کو ملی تھین ان پر یہہ امیر قابض ہوگئے تھے - یہہ مصیبت تھوڑے دن کو بند ہوی تھی کہ پھر عود کر آئی اور کل فرامین جو دولت فرانس نے ان عیسائیونکی سرپرستی کے لئے جاری کیئے ان مین سے ایک نے بھی ان بدنصیبون کی حالت کو بہتر نہ کیا - قوم گاگٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد مین ایک مظلوم اور افتادہ قوم ظاہر ہوی دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قوم انھی نوآباد عیسائیون کی تھی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بھاگکر فرانس مین چلے آئے تھے کہ ہم مذہب عیسائیون کو انکی حالت پر رحم آئیگا[۵۲] -

جب ہسپانیہ مین عیسوی علما کی طرف سے سلطنت اسلامیہ کے سبب تعصبی مسلمانون اور عیسائیون کے ربط و اختلاط نے دونون قومون مین کسی قدر یگانگت پیدا کردی تھی مسلمانون اور عیسائیون مین کہ شادیان ہونے لگین[۵۳] جیسا کے آئیندہ دور سے جو مسلمانون پر بہت بھاری ہے بادشاہ

---

[۵۱] ... قوم صفحہ ۲۰۲ ... ۱۰۰۰ کہ یہودیون نے عیسائی اساقف کو نام نہاد اسلامی حکومت کی چندہ دہندہ

[۵۲] ... اور یہ ہیں بہت لوگ جو حقیقی مذہب کے پیرو نہین وہ یہودیون اور بے اعتقاد کفار (مسلمان)

رازروق (روڈرک) کی بیوہ سے موسیٰ کے فرزند عبدالعزیز کی شادی کا حال لکھا ہے اور ایک لفظ بھی اعتراض کا تحریر نہین کیا[۵۱]۔ اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے اور ظاہر رسوم مین بھی ایک حد تک مسلمانون کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً بہت عیسائی ختنہ کراتے تھے[۵۲] اور کھانے پینے مین "بے اصطباغی کافرون" کا مشرب انہون نے اختیار کیا تھا[۵۳]۔

مستعربین کا لفظ جو حکومت عرب کے محکوم مسیحی عیسائیون سے مراد رکھتا تھا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عیسائیون کا میلان خاطر کیا تھا۔ عربی زبان سیکھنے کے شوق نے ایسی ترقی کی کہ بہت جلد تمام ملک مین وہ لیٹن زبان کی جانشین بن گئی[۵۴]۔ اور جس زبان مین مسیحی دینیات مدون تھین اوسکو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے اور اوسکی طرف سے غفلت کرنے لگے عیسوی مذہب کے بعض بلند رتبہ قسوس نے صحیح لیٹن زبان کی لاعلمی سے اپنا مضحکہ کیا۔ اور جب پیشوایان مذہب عیسوی کا یہ حال ہو تو عوام الناس کی نسبت یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ لیٹن زبان سیکھنے مین انکو قسوس سے بھی زیادہ شوق ہوتا۔ ۸۵۴ عیسوی مین ہسپانیہ کے ایک عیسائی مصنف نے اپنے ملک کے عیسائیون کی شکایت ذیل کی عبارت مین کی ہے "جبکہ ہم انکی (یعنی مسلمانون کی) پاک شریعت کو امتحان کرتے ہین اور جمع ہوتے ہین کہ اُنکے حکما بلکہ حمقا کی مسائل کو عیب چینی کی نظر سے نہین بلکہ انکی زبان کی لطافت و فصاحت کو امتحان کرنے کے لیے تحقیق کرین اور اناجیل کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہین تو اس کام مین ہم حیوان کے عدد کو پرستش کے لیے اپنا بت بناتے ہین۔" عہد جدید کا شفات باب ۱۳ و رس ۱۸ عیسائیون مین ایسا علم کہان پیدا ہے جو انجیل پڑھنے مین مصروف ہو کر لیٹن آبا کی تصانیف کی پروا کرے؟ کون ہے جسکو انجیلیون

---

[۵۱] تتمہ صفحہ ۱۵۰ کی صحبت مین بیتی ہین اور انکی ہمسایہ اور خواہر ہین اور انکی اکثر خاطبون مین حصہ لیتی ہین اور یہ بھی عیسائی کتابین کہ ان باتون سے ہم نا پاک نہین ہوتے۔ اب ہاورد ممنوع فعل یعنی کافر سے شادی کرنا اوسکے متعلق یہ حالت ہے کہ خود عیسائی اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی کافر ہو جاتی ہین۔ (ایضاً۔ تو م ۹۸ صفحہ ۳۰۵) [۵۲] ایسیڈوری کانس کرنکن نقرہ ۴۴ صفحہ ۲۶۶ [۵۳] اوفقرہ ۳۵ صفحہ ۵۳ کیمی گوزی نقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۲ [۵۴] ہیڈرین اول کا خط صفحہ ۳۰۸ کیمی گوزی نقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۲۔

[۵۴] گیارہوین صدی عیسوی کے ایک عیسائی شاعر کی عربی اشعار تک مشہور ہین جنسے عربی زبان مین اوسکی دستگاہ ہونی ثابت ہوتی ہے (فون شاک ۲ ص ۹۵)

اور بیون اور رسولون کی تصانیف کو دیکھنے کا شوق باقی رہا ہو آج کل کے عیسائی نوجوان جو تکلف اور شایستگی کے انداز رکھتے ہین اور خوش تقریر بنتے ہین وہ لباس اور وضع مین بڑے نمودیے ہین وہ اسلامی علوم کی تحصیل مین شہرت رکھتے ہین۔ فصاحت کے نشہ مین سرشار وہ بدنیت بن کر ہر چیز اوٹھا لیتے ہین اور شوق سے چڑھا جاتے ہین اور اسی وہن مین کلدانیون (یعنی مسلمانون) کی کتابون پر بحث کرتے ہین اور صنائع بدائع آمیز تحریرون سے انکو شہرت دیتے ہین۔ ان عیسائیون کو کلیسہ کے علم ادب کا حسن کچھ نہین معلوم اور کلیسہ کے چشمون کو جو بہشت سے بہتے ہین وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ افسوس عیسائی اپنے دین و آئین سے ایسے ناواقف ہین اور لیٹن کے لوگ اپنی زبان کی طرف سے ایسے بے پروا ہین کہ تمام عیسائی آبادی مین ہزار عیسائیون مین سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملیگا جو لیٹن زبان مین اپنے دوست کو مزاج پرسی کا خط لکھہ سکے۔ لیکن ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہین جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتین بڑی طمطراق سے پڑہنے کو موجود ہو جاتے ہین۔ اور نظم بھی لکھہ سکتے ہین جسمین ہر مصرعہ ایکہی حرف پر ختم ہوتا ہے اور جسمین یہ عیسائی مسلمانون سے بھی زیادہ خیال کی رفعت اور عروض پر قدرت رکھتے ہین[۵۱]۔

فی الواقع لیٹن زبان کے علم کو ہسپانیہ کے ایک حصہ مین اس قدر تنزل ہوا کہ ہسپانی کلیسہ کے قدیم آئین و انجیل کو عیسائیون کے لیئے عربی زبان مین ترجمہ کرنا پڑا[۵۲]۔

عربون کے ادب نے تو عیسائیون پر یہ جادو کر رکھا تھا اور عربی زبان بڑے شوق سے سیکھی جاتی تھی۔ مگر جو لوگ عیسوی علم ادب کی تحصیل چاہتے تھے انکے لیئے تعلیم کا سامان اس سے زیادہ موجود نہ تھا جو وحشی قوم گاتھہ کی تعلیم کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔ اور اس ادنی تعلیم کے درجہ تک پہنچانے کے لیئے بھی پڑھانے والے مشکل سے ملتے تھے۔ جون جون وقت گذرا عیسوی تعلیم کم ہوتی گئی سنہ ۱۲۵۰ء مین مستعربین نے الفانسو بادشاہ ایروگن کو لکھا کہ ہم نے

---

[۵۱] الور۔ فقرہ ۲۵ (صفحہ ۵۵۴ - ۵۵۶) [۵۲] فون شاک دوسری جلد صفحہ ۹۶۔

اور ہمارے آبا نے اس وقت تک مسلمانون مین بود و باش رکھی ہے - ہمکو اصطباغ ملا تھا اور مسیحی شریعت کے آزادی سے پابند ہین - لیکن یہہ بات ہماری قدرت مین کبھی نہین رہی کہ اپنے پاک مذہب مین کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے - اور وجہ یہہ ہے کہ کافرون کے محکوم توہم چلے ہی آتے ہین جنہون نے ہم پر مدت تک سختیان کین ہمکو اس بات کی بھی ہمت نہ پڑی کہ روما یا فرانس سے معلمان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے جنکے ہم مطیع ہین آتے رہتے ہین[۵۱] "

جب عیسائیون کو اہل اسلام کے ساتھہ ایسا ربط تھا اور عربی کا علم ادب عیسائی اسقدر شوق و محنت سے سیکھتے تھے کہ اسلام کے متعصب دشمن الوار[۵۲] کو بھی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہنے بن پڑا کہ عیسائی بھی اسکو بغیر پڑھے اور تعریف کیے نہین رہ سکتے تو قدرتًا خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی آثار نے عیسائیون مین سرایت کی ہوگی - اور فی الحقیقت یہی حال تھا بھی - الیاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تھا اور عیسائی مذہب مین مسئلہ تبنی کا بانی ہوا ہے جسکے بموجب انسان مسیح فطرتًا نہین بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا - اس اسقف کی نسبت صاف صاف کہا گیا ہے کہ یہہ مسئلہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اسکے ذہن مین پیدا ہوا[۵۳] - اور تحقیق ہوتا ہے کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہو گیا اور سیطیمانیہ مین جو حکومت فرانس کی حفاظت مین تھا اور گل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی کے ساتھہ رائج ہوا - اور گل صوبہ کا تیلونیہ[۵۴] مین واقع تھا - پیشوایان دین عیسوی کی مجلس کے سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس مین شہنشاہ شارلیمین صدر انجمن تھا - فیلکس سے کہا گیا کہ اس مسئلہ کفر کو ترک کرے - لیکن فیلکس جب ہسپانیہ کو واپس آیا تو پھر اپنے مذہب کو اسنے اختیار کیا اور اسکا سبب (جیسا کہ پوپ لیو سوم نے خیال ظاہر کیا ہے) بلاشبہہ یہ تھا کہ فیلکس کافرون

---

[۵۱] اوردریکی نالس صفحہ ۹۲ [۵۲] الوار فقرہ (۲۹) "ہر روز ہم اپنی آنکھون سے انکی لطافت بیان اور عمدہ جملون کے حسن کو بلاغت و فصاحت کی خوبیون کے لیے پڑھتے ہین اور انکی تحسین کرتے ہین (لیبن توم ۱، صفحہ ۵۴۶) [۵۳] اینیو نیز فقرہ (۲۶) صفحہ ۳۵۲ - [۵۴] الفرغ صفحہ ۸۸ -

(یعنی مسلمانون) سے جو مسیح علیہ السلام کی نسبت اسی قسم کا خیال رکھتے تھے خلوص کرتا تھا[۵۱]۔
جب مسیحی مذہب کے ذمہ قعت پیشوا مسلمانون کی صحبت سے اسقدر متاثر ہوے تو ہم فیصلہ کر سکتے ہین کہ ہسپانیہ کے عام عیسائیون پر اسلام کا اثر اس سے کہین زیادہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ ۹۳۶ء مین طلیطلہ مین ایک مسیحی مجلس قرار پائی تاکہ بہترین تدابیر اس امر کے متعلق سوچے کہ مسلمانون کے میل سے عیسوی دین کی پاکیزگی مین جو فرق آجاتا ہے وہ کسی طرح رفع ہو[۵۲]۔
اب یہ بات سمجھنی آسان ہوجاویگی کہ ظاہر طریقون مین تو عیسائی مسلمانون کے مشابہ ہوتے ہی جاتے تھے جس وقت اہل اسلام نے تبلیغی کوششین ان پر صرف کی ہونگی تو عیسائی کثرت سے اسلام لاکر نو مسلمون کی افزایش تعداد کا باعث ہوے ہونگے چنانچہ انکی اولاد جسکو مولدین اس مراد سے کہتے تھے کہ وہ عربی النسل نہ تھے ایک قومی فریق کی صورت مین ظاہر ہوی جسکی تعداد ہسپانیہ کی باقی آبادی سے زیادہ تھی[۵۳]۔ اور نوین صدی عیسوی مین اسی فریق نے اہل عرب کی حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کی۔ اور زمانہ مابعد مین کئی موقعون پر یہ گروہ مسلمانان ہسپانیہ کا قومی فریق بنکر ظاہر ہوا۔
ان نو مسلمونکے تفصیلی حالات کہ کسطرح وہ اسلام لائے یا تو نہایت قلیل ہین یا بالکل ہی موجود نہین بعض عیسائیو نکے ستاؤن سے بچنے کیلیے جو عدالت سے انکو ملی تھین اسلام قبول کیا[۵۴] لیکن اکثر عیسائی خود مذہب اسلام کی یا عرب اثر سے متاثر ہوے جبکہ وہ تہذیب و تمدن کی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور شاعری و حکمت اور ایسے علم سے معمور تھا جو

---

[۵۱] اسکے بعد فضلکی شریعت کو تو کردہ کفار ہی جانتا اور نہ تو اُس سے اتفاق کیا اور اسنے رفع طعنی کی (فقرہ ۲۴ (مین تم (۵۱) صفحہ ۳۱۳۔
[۵۲] سیوڈولف۔ پانڈی کرڈنکن فقرہ (۱۴۱ صفحہ ۱۱۱۵) "یاسلیوس نے طیطلہ مین ایک مجلس قرار دی اور اس مجلس نے قاعدے مرتب کیے کہ مسلمانون کے نزدیکت سے عیسائی آیندہ نقصان نہ اوٹھائے ہین"۔ [۵۳] تبلیغی کوششون کا ذکر کہین نہین ہے۔ لیکن اولوگیوس کے مندرجہ ذیل فقرون سے جو اوسنے محمد صلعم کی نسبت لکھے ہین دعوت اسلام کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے "کوئی عیسائی جو اسکی غلطیون کے جنون اور اسکے جنون کے حمق کو اور اسکی نامقدس بدعت کو دریافت کرنا چاہیے تو اسکے فرقہ کی کسی ایک آدمی سے دو قدح کرکے ان سب باتون پر اسکو علم ہوسکتا ہے کیونکہ مسلمان یقین کرکے کہ جو کچھ انکا اعتقاد ہے یہی وہ مقدس اور متبرک دین ہے جو اپنے پیغمبر کے دین کا پوشیدہ ہی نہین بلکہ علانیہ وعظ کرتے ہین۔ [۵۴] دوزی (۲) تو م (صفحہ ۵۲) [۵۵] صفحہ ۳۲۹

عقل کو اپنی طرف کھینچے اور تصور کو چکا چوند مین رکھے۔ عرب کی فن سپہگری مین دلیری و شجاعت اور سپاہیانہ نیکیون کا میدان کہلاتا تھا لیکن اہمیتین ہسپانیہ کے اون باشندونکو میسر نہ تھین جو عیسائی مذہب پر ثابت قدم رہے تھے۔ اسکے سوا عیسائیون کے علوم مسلمانون کے علوم و فنون کے مقابلہ مین کم اور ادنی نظر آئے ہونگے اور انکا سیکھنا ہی اسلام لانے کا باعث ہوا ہوگا علاوہ ازین ہسپانیہ کی ایماندار طبیعتون کے لیئے اسلام ایسی کشش رکھتا تھا جیسے کوئی پاک فرقہ ہو کہ جسکے پیشوا شریعت اسلام کے سخت پابند ہون اور ان عالمون کو بعض وقتون مین بہت قوت اور رسوخ سلطنت مین پیدا ہوا تھا اور وہ صدق دل سے ساعی ہوے تھے کہ مذہب و اخلاق کی تہذیب و اصلاح کرین۔

اس بات پر غور کرکے کہ مذہب کے پرجوش خیالات نے ہسپانی مسلمانون مین بالعموم کیسی روح پھونک دی تھی اور اس لحاظ سے کہ عیسائیون نے جو ہسپانیہ مین اسلامی حکومت کے محکوم تھے اپنے ہم مذہب عیسائیون سے ملکر جو سرحد ہسپانیہ پر آباد ہو گئے تھے سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیسی کیسی دغابازی سے سازشین کین مسلمانون کے دور حکومت مین ہسپانیہ کی تاریخ ظلم سے پاک ہے۔ تین یا چار عیسائیون نے جنھون نے فی الحقیقت مذہب کے لیئے اپنی جانین فدا کین اور سوا ای اُن سخت قوانین کے جسکو اسلامی گورنمنٹ نے اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ نوین صدی عیسوی مین قرطبہ مین جو جان کھوکر شہید بننے کا جنون عیسائیون کو اوٹھا تھا اسکا انسداد ہو اہل عرب کے کل زمانہ حکومت مین کوئی بات جو ظلم کیطرف مائل تک ہو نظر نہین آتی۔ نوین صدی عیسوی مین عیسائیون کا ایک نہایت متعصب فریق قرطبہ مین پیدا ہوا (جسکے ساتھ دیگر صوبجات ہسپانیہ کے عیسائیون کو ظاہر اطریق پر کسی طرح کی ہمدردی نہ تھی) اس متعصب فریق نے اپنا یہ مسلک ٹھہرایا کہ مسلمانون کے مذہب کی بلا اشتعال اور علانیہ توہین کرے اور پیغمبر خدا صلعم کی شان مین سخت کلامی کرے۔ اس فریق کے لوگ شروع ہی سے یہ نیت رکھتے تھے کہ اس عیسوی تعصب سے جو بیجا صرف کیا جاتا تھا سزای

موت کا اپنے کو مستوجب بنائین -

سنہ ۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۸۶۰ء تک قسیس اور رہبان مین جنمین عورتین بھی شامل تھین مذہب پر سے جان قربان کرنے کا یہہ عجب جوش قائم رہا معابد اور کنائس مین بند پڑے پڑے عیسوی دین کے زوال اور دینی حمیت کے تنزل پر دل ہی دل مین پیچ و تاب کہا کرتے قسیس و رہبان عالم حزن سے اوٹھے اور اسلام اور بانی اسلام پر سختی سے معترض ہوے تاکہ شہادت کا تاج حاصل کرین - جس سے مسلمانون کی بے تعصبی اونکو محروم کیے دیتی تھی - ان لوگون مین سے ایک شخص کا حال ہم یہان بیان کرتے ہین - اسحاق نامی ایک اہل تھا جو قاضی کے پاس آیا اور دہوکا دیکر کہا کہ وہ تعلیم اسلام سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے - جسوقت قاضی نے بغیر خدا صلعم کی ہدایتین اسکے سامنے بیان کین تو اسحاق دفعتًا یہ کلمے زبان پر لایا "او نے تم سے جھوٹ کہا - خدا کی لعنت اسکو تلف کرے - وہ کفر سے بھرا تھا اور اتنے لوگون کو او نے عذاب کی رہنمائی کی - اور اپنے ساتھہ اونکو بھی قعر جہنم کا سزاوار کیا - شیطان سے پر ہو کر او شیطانی شعبدے دکھا کر او نے مہلک شراب کا پیالہ تمکو دیا کہ تم مین مرض پیدا کر دے اور اپنے گناہ کا بدل ہمیشہ کے عذاب سے وہ کرے گا - جب تمکو سمجھہ دی گئی ہے تو کیون نہین تم ان خطروں سے اپنے تئین نجات دیتے - کیون نہین تم اسکے وبائی عقیدون کے پھوڑے کو اپنے سے علیحدہ کرتے اور دین مسیح کی انجیل سے اخروی نجات تلاش کرتے[۵۱] ایک اور موقع پر دو عیسائی (نعوذ باللہ) زبردستی مسجد مین چلے گئے اور وہان اسلام کی بے ادبی کی اور کہا کہ اسلام بہت جلد اپنے معتقدون پر نار جہنم کی تباہی لائیگا[۵۲] - اگرچہ ایسے متعصب لوگونکی تعداد زیادہ نہ تھی لیکن اسلامی کو پریشان ہوی اور اُسنے خوف کیا کہ حکام وقت کی یہہ توہین اور آداب مذہب کے قانون سے یہ بے پروائی اسبات کی دلیل ہے کہ رعایا مین عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے -

---

[۵۱] الوگسوس فقرہ ۱۴ (مین تورم ۶۵ صفحہ ۷۴۲) [۵۲] الوگسوس باب ۳ صفحہ ۴۲۷ [۵۳] عیسائی شہیدونکی تعداد دو لاکھ سے زیادہ نہ تھی (ریسکوٹ تاریخ عہد فرمانروائی ذبلہ پہلی جلد صفحہ ۳۴۲) (لندن سنہ ۱۷۳۶ء)

چنانچہ ۸۵۳ء مین محمد اول نے طلیطلہ کے عیسائیون کی سرکوبی کے لیئے فوج روانہ کی یہہ عیسائی الوگیوس کے اشتعال سے جوان شہیدی عیسائیون کا افسر تھا اپنے ہم مذہب عیسائیون کی ایذاؤن کا حال سُنکر بغاوت کر بیٹھے تھے[۵۱] ملک محمد اول کی نسبت بیان ہے کہ اُسنے عیسائیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ مگر جب اُس سے کہا گیا کہ عیسائیون سے کسی شخص نے جو کچھہ بھی عقل اور مرتبہ رکھتا تھا ان کامون مین حصہ نہین لیا[۵۲] (چنانچہ خود الورنے شکایت کی ہے کہ مسیحی قسوس مین سے اکثر لوگ شہیدون کو مجرم قرار دیتے تھے[۵۳]) تو بادشاہ نے اسپر اکتفا کیا کہ توہین مذہب کے بارے مین جو قوانین تھے اون پر سختی کے ساتھہ تعمیل کا حکم نافذ کیا عیسائیون کے اس گروہ نے جو حاکم و محکوم مین مصالحت چاہتا تھا گورنمنٹ اسلامیہ کی کوششون مین اعانت کی اور اساقف نے اون متعصب عیسائیون کو جنکو شہادت کا شوق ہوا تھا کلیسا سے خارج کیا۔ ۸۵۲ء مین عیسائیون نے ایک مجلس قرار پائی تاکہ اس تعصبی تحریک کی تدابیر انسداد پر غور کرین[۵۴]۔ چنانچہ اس مجلس نے جو کچھہ انتظام کیا اُس سے یہہ تحریک مٹ گئی ایک یا دو شہادت کے واقعات جو زمانہ مابعد مین پیش آئے اور بیان ہین۔ اخیر واقعہ ۹۸۳ء مین ہوا اور اُسکے بعد جبتک اہل عرب کی حکومت ہسپانیہ مین رہی کوئی مسیحی شہید نہین ہوا[۵۵]۔

البتہ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین المرابطین مین سے خاندان بربر کے عہد حکومت مین

---

[۵۱] دوزی (۲) تو م ۲ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ [۵۲] الوکیوس باب ۱۰ صفحہ ۵ اس بات پر غور کرکے کہ نہ کسی نبی فہم اور فوق علم اور خدا پرست عیسوی فرقون مین سے کسی فرقہ کے پیشوا نے مذہب فوان کا مومنین مین حصہ لیا۔ وہ یقین کرتے ہین کہ سبکو ہلاک کرنا نہین چاہیے کیونکہ انکا کوئی مرغوبہ تھا جو نہین ملا کی پیشگوئی [۵۳] الوکیوس فقرہ ۱۳ "جن لوگون کو کلیسا کا پہاڑ اور ستون سمجھا جاتا تھا اور منتخب لوگون مین وہ شمار کیے جاتے تھے خود یہہ لوگ بغیر جبر اور طلبی کے قاضی کے پاس نہین گئے کہ خداوند کے شہیدون کو ان پر شرو بلکہ نفس پر ور مسلمانون کے سامنے متہم کرین۔ کیا مسیح کے گلہ بانون اور کلیسا کے عالمون نے اساقف آبا اور قسوس نے اور سربرآوردہ عیسائی ہمون نے ان شہادت یقین شہادت کو برگشتہ مذہب نہین قرار دیا" (دیکھو یوم ۱ صفحہ ۵۲۹) [۵۴] الوکیوس فقرہ ۱۴ "ہم ان لوگون کے سامنے کیا عذر پیش کرسکتے ہین جنکو ہمنے کلیسا سے خارج کیا اور قسم لی کہ وہ کبھی شہادت کی عزت حاصل نہ کرین؟ جنکو ہمنے منع کردیا کہ کافرون کی غلطیون پر بیعترض نہ ٹوکین اور لعنت کہکر ملعون شے کو برا نہین ہمنے گناہ کیا کہ انجیل اور صلیب لیکر انکو زبردستی حلف دیا اور گناہ ہی نہین کیا بلکہ وحشیانہ جنگجوئی سے اور ایسی سزاؤن کا انکو خوف دلایا جو کبھی دیکھی نہین تھین۔ ہاتھہ پیر کٹنے اور کوڑے لگنے کی سخت اور ہولناک تکلیفون سے ڈرا کر ہم نے اُن کو مجبور کیا (دیکھو تو م ۱ صفحہ ۵۳۰) [۵۵] بوڈسین صفحہ ۱۹۹۔

علمای اسلام مین تعصب کا جوش پیدا ہوا اور عیسائیون اور یہودیون اور آزاد خیال مسلمانون نے جنمین حکیم شاعر اور عالم شامل تہے یکسان تکلیفین اُٹہائین لیکن ایسے اوقات سلاطین اسلامیہ کو طریق صلح کل مین جس کا پاس عیسوی عایا کے ساتہہ ان کو ہمیشہ تہا مستثنیات سے تہے۔

ہسپانیہ کے ایک مسلمان نے جو ۱۶۱۰ء مین مسلمان قوم مور سکو کے استیصال کیوقت اپنے وطن ہسپانیہ سے نکالا گیا تہا محکمہ انکیزیشن (احتساب مذہب) کی سختیون پر اعتراض کیا ہے اور مسلمانونکی بے تعصبی اور صلح کل طریق کی حمایت اس عبارت سے کی ہے کیا ہمارے بزرگان فاتح نے جبکہ انکو فتح حاصل تہی کبہی اس بات کی کوشش کی کہ وہ عیسوی مذہب کو ہسپانیہ کی ملک سے قطعاً نیست نابود کردین کیا تمہارے باپ دادا کو جبکہ ہمارے بزرگون کی زنجیرون مین وہ جکڑے ہوئے تہے اس بات کی تکلیف نہین دی گئی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کے پابند رہین کیا ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہین ہے کہ مسلمانونکی تلوار جس قوم کو فتح کرے وہ ایک قلیل سالانہ محصول دیکر اپنے مذہب پر سلامت رہنے کی مجاز ہو خواہ وہ مذہب کیسا ہی مہمل ہو اور جو مذہب اسکو پسند ہو وہ اختیار کرے۔ اگر زبردستی مسلمان کرنے کی یہی چند مثالین ہین تو وہ اسقدر کم ہین کہ بیان کی ضرورت نہین۔ اور اس فعل کے مرتکب وہ لوگ تہے جنکو خدا اور رسول کا ڈر نہین تہا۔ اور جنہون نے کلام مین اسلام کی مقدس ہدایتون اور احکام کے بالکل خلاف اور برعکس عمل کیا۔ اور یہہ ہدایتین اور احکام ایسے ہین جنکے خلاف بغیر توہین اسلام کے کوئی شخص جو مسلمان کہلایے جانے کا شایان ہے نہین کرسکتا۔ عیسائیو تم کوئی ایسی خون کی پیاسی عدالت جو مختلف فرقون کا ایمان پرکہنے کے لیے بنائی گئی ہو اور جو تمہاری ظالم عدالت انکیزیشن کی مانند ہو یا اوس سے ذرا بہی مشابہ ہو ہم مسلمانون کے ہان نہین بتا سکتے۔ یہہ سچ ہے کہ ہم ہر شخص سے جو ہمارا دین قبول کرے ہاتہہ پہیلا کر گلے ملنے کو تیار ہین۔ لیکن قرآن پاک ہمکو اجازت نہین دیتا کہ لوگون کے کانشنس (ایمان) پر ظلم و تعدی کرین۔ ہم جن لوگون کو مسلمان کرتے ہین انکو ہر طرح کی ہمت دلاتے ہین ہماری بیٹیون سے وہ نکاح کرسکتے ہین اور اعتماد اور عزت کے منصبون پر وہ مقرر کیے جاتے ہین۔ ہم انکو صرف اپنا سا لباس پہننے پر مجبور کرتے ہین تاکہ وہ ظاہر مین بہی سچے

مومن نظر آوین - اگر وہ علانیہ ہمارے مذہب کی توہین اور بے ادبی نہ کرین تو ہم انکے کانشنس کا امتحان نہین کرتے - البتہ اگر ایسا قصور اُنسے ہو تو ہم اُنکو اُنکے لائق سزا دیتے ہین - کیونکہ اُنکا مذہب تبدیل کرنا خود اُنکی مرضی سے تہا نہ کہ جبر سے[۱]

مسلمانون کی یہہ ہی بے تعصبی ایک عرضداشت کا مضمون قرار پائی جسکو ۱۶۰۲ء مین بلنسیہ کے مسلمان نے بادشاہ فلپ سوم کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ مسلمان قوم مورسکی کو ہسپانیہ سے خارج کرنیکی صلاح دے - عرضداشت کا عنوان "قوم مورسکی کا کفر اور بغاوت" تہا - اور مسلمانون کی بے تعصبی کی نسبت یہ فقرہ تہا کہ "مسلمان کسی بات کو ایسا روا نہین جانتے جیسا کہ کانشنس کی آزادی کو وہ جائز رکھتے ہین اور سب ترک اور اور مسلمان اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دیتے ہین[۲]

مسلمانان ہسپانیہ کے دلون مین اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ ۱۶۱۱ء مین جب مورسکی قوم کے لوگ جو وطن ترک کرنے سے باقی رہ گئے تہے ہسپانیہ سے نکالے گئے تو باوجود اس بات کے کہ ایک صدی تک ان پر جبر ہوا تہا کہ ظاہر مین عیسوی مذہب کے پابند رہین وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے - ۱۶۱۰ء مین تقریباً دس لاکھ مورسکی مسلمان وطن سے بیوطن کیے گئے جو مورخین کہ اس تعداد کا کم اندازہ کرتے ہین وہ بہی چھ لاکھ لکھتے ہین - غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لیے سخت صدمہ اور نقصان کا باعث تہا جس مین پہلے بہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تہے[۳] شہر کے شہر اور گانون کے گانون آدمیون سے خالی ہو گئے - گھر بوسیدہ ہو کر کنڈر ہو گئے کیونکہ انکا کوئی بنانیوالا نہ تہا[۴] - یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تہے جن مین عربون کا خون کم یا بالکل نہ تہا - اس دعوے کے ثبوت مین کہ اُن مین عربون کا

---

[۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۹۷ - ۲۹۸ - [۲] ۳۴۵ مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۱۰ - [۳] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۲۷ - [۴] مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۳۰ -

میل کم یا بالکل نہ تھا جو دلائل ہین وہ طویل ہین اور یہان انکو درج کرنے کی ضرورت نہین صرف ایک بات بیان کرتے ہین جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو ۱۳۱۱ء مین تحریر ہوا تھا۔ اُس مین لکھا ہے کہ دو لاکھ مسلمانون مین سے جو اُس وقت غرناطہ کے شہر مین آباد تھے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی النسل نہ تھے۔ باقی کل مسلمان ہسپانیہ کے خاص نومسلم باشندون کی اولاد تھے[۵]۔ یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ مین جبکہ اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تھا تو ایسے وقت مین بھی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے۔ اسلامی سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد ۱۴۹۹ء مین جو واقعات پیش آئے۔ اون کے لکھنے مین ایک مؤرخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند عیسائیون نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا[۶]۔

---

۵ مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۸۹۔ ۶ سٹرلنگ ماکس ول (پہلی جلد صفحہ ۱۱۵۔

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکونکے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

عثمانی ترکون کا حال تیرہوین صدی عیسوی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ وہ تہا کہ تقریباً پچاس ہزار ترکون کا ایک گروہ مغلون سے بہاگ کر سلطان قونیہ کی مدد کو آیا اور یونانیون اور مغلون کے مقابلہ مین جو خدمات اس ترکی گروہ نے کین اُنکے صلہ مین سلطان قونیہ نے ایشیا کوچک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ اُسکو دیدیا۔ اور یہہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی جسکی ترقی اول سلجوقیون کی سلطنت کو جسکے ٹکڑے ہوگئے تہے شامل کرنے سے ہوئی اور پہر جب سمندر طے کرکے یہہ ترک یورپ مین پہونچے تو عیسائیون کی سلطنتون پر قابض ہوتے گئے یہانتک کہ ۱۴۸۳ء مین شہر وائنا کے دروازون کے سامنے اُنکی ترقی مسدود ہوئی۔[۱]

عیسائیون پر ترکون کی حکومت تو اوسی وقت سے ہوگئی تہی جبکہ ایشیا کوچک مین اُنکی

---

[۱] یہان ترکون کی ملکی فتوحات کو تفصیل سے بیان کرنیکا موقع نہین ہے لیکن مختصر حال یہہ ہے کہ ۱۳۵۳ء مین ترک یورپ مین داخل ہوے اور چند سال کے بعد دانیوب فرنگستان مین انکا دار الحکومت قرار پایا۔ سلطان بایزید (۱۳۸۹-۱۴۰۲ء) کے دور حکومت مین سوای چلکی وائیک اور آن اضلاع کے جو قسطنطنیہ کے گرد تہے ترکونکی عملداری بحر اجیئن سے دانیوب تک ہوگئی جس مین بلغاریا۔ مقدونیا تسلی۔ اور تہریس شامل تہے۔ سلطان مراد (۱۳۶۱-۱۳۸۹ء) نے چلکی وائیک پر قبضہ کیا اور بحیرہ ادریاطک کی طرف فتوحات کو ترقی دی۔ سلطان مراد ثانی (۱۴۲۱-۱۴۵۱ء) قسطنطنیہ۔ البانیا۔ بوسینا۔ اور سرویا کو فتح کرکے جنوب مشرقی جزیرہ نما کا مالک ہوگیا۔ ساحل کی طرف ملک کے ایسے حصہ جو وینس اور رانٹ نیگرو کی ریاستون کے قبضہ مین تہے چہوٹ گئے۔ سلطان سلیمان ثانی (۱۵۲۰-۱۵۶۶ء) نے ہنگری کو قلمرو عثمانیہ مین شامل کیا اور بحر اجیئن کو ترکون کا سمندر بنالیا۔ سترہوین صدی مین چند بڑی لڑائیون مین فتح ہوا اور یاد ولیا پولینڈ کی سلطنت نے ترکون کو دیدیا

سلطنت کو وسعت حاصل ہوی تہی لیکن جبتک مشرقی سلطنت روما کا دارالحکومت یعنی قسطنطنیہ اونکے تصرف مین رہا گیا اسلامی گورنمنٹ اور عیسوی کلیسیا مین تعلقات پختہ بنیاد پر قائم نہو سکے سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر مین امن ہونے کے بعد پہلا انتظام یہ کیا کہ یونانی کلیسا کا حامی اور سرپرست بنا تاکہ عیسائی اُسکی اطاعت قبول کرین - عیسائیون پر سختی ہونے کی ممانعت کردی اور ایک فرمان جاری کیا جسکے بموجب قسطنطنیہ کے نیے بطریق کو اور اُسکے جانشینون اور ماتحت اسقفون کو قدیم اختیارات جو حکومت سابقہ مین اُنکو حاصل تھے دیے گئے اور جو ذریعے اونکی آمدنی کے تہے وہ بحال ہوے اور جن قواعد سے وہ مستثنےٰ تہے اون سے بدستور مستثنےٰ کیے گئے - گنا دوس کو جو ترکون کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریق ہوا سلطان نے اپنے ہاتھ سے وہ عصا عنایت فرمایا جو اُسکے منصب کا نشان تہا اور ایک خریطہ جسمین ایک ہزار اشرفیان تہین اور ایک گھوڑا جسپر بہت تکلف کا سامان تہا اُسکو دیا اور اجازت دی کہ وہ اپنے قدیم سامان جلوس کے ساتھ شہر مین سوار ہوکر دورہ کرے[1] - ترکون نے صرف یہی نہین کیا کہ کلیسیا کے سب سے بڑے افسر کی وہی عزت اور وقعت قائم رکہی جو اُسکو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت مین حاصل تہی بلکہ عدالت کے وسیع اختیارات بہی اوسکو دیے بطریق قسطنطنیہ کی عدالت ایسے کل مقدمات کو جس مین فریقین مسیحی المذہب ہون فیصلہ کرتی تہی جرمانہ کرنے اور مجرمون کو قید کی سزا دینے کے اختیارات جسکے لیے علیحدہ قید خانے بنے ہوے تہے اور خاص صورتون مین سزای موت کے حکم دینے کا اختیار بہی اسکو حاصل تہا وزرای سلطنت اور ترکی حکام کو ہدایت تہی کہ اس عدالت کے فیصلون کی تعمیل کرین سابق کی عیسوی سلطنت فی رعایا کی مذہبی امور مین بطرح طرح کی دست اندازیان کی تہین لیکن ترکون نے انمین کچہہ دخل نہین دیا بطریق اور اُسکی مذہبی مجلس کو پوری اختیارات مذہب اور مذہبی انتظام کی باہ مین حاصل ہوی بطریق مجاز رہتا کہ مذہبی مشورے کی مجلس کو جب چاہی جمع کرے اور اُسکے ذریعہ سے عیسوی فقہ اور اصول کی تمام مسائل کو بغیر سلطنت کی مداخلت کے طے کرے

[1] ذرانطیس صفحہ ۳۰۵ - ۳۰۶ -

اور چونکہ ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ دار بھی تھا اس لیے اُسکے اختیار مین تھا کہ مصیبت زدہ عیسائیونکی حالت کی اصلاح اسطرح کرے کہ نا منصف ترکی گورنرون کے کامون سے سلطان کو اطلاع کرے یونانی اُسقف جو اضلاع مین تھے اُنکی بھی بہت عزت تھی اور عدالت کے اختیارات اُنکو اسقدر دیے گئے تھے کہ موجودہ زمانہ تک انھون نے اپنے علاقون مین عیسائیون پر ترکی حاکمون کی طرح حکومت رکھی۔ گویا اُنکو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تھا جو عیسوی سلطنت سابقہ مین عیسائی اُمرا کو تھا لیکن ان امرا کو ترکون نے قطعاً نیست و نابود کر دیا تھا۔ دریافت ہوتا ہے کہ طبقہ اعلیٰ کے قسیس بجاے اسکے کہ عیسائیون کے پیشوای مذہب ہون زیادہ تر ترکون کے اہلکار ہوتے تھے۔ اور عیسائیون کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑہاتے تھے کہ سلطان کو خدا کی طرف سے کلیسائے یونان کی حفاظت سپرد ہوی ہے۔ چنانچہ کچھ زمانہ کے بعد سلطان کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیسای یونان کے معتقد عیسائی گرجاؤن کو اپنے صرف مین لائین جنکو مساجد کے لیے ضبط نہین کیا گیا تھا اور عیسائیون کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی رسوم اپنے اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان[1] ادا کرین۔

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کے اُن صوبجات مین جو یورپ مین واقع تھے عیسائیون کی تعداد ترکون سے بہت زیادہ تھی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت نے جو اُنکو بخوبی حاصل ہوئی عیسائیون کو نیے حاکمون کا بالکل مطیع بنا دیا۔ اور اُنھون نے سلطان کی حکومت کو ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی۔ فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصون مین یونانی عیسائیون نے فرینک اور وینس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی نیس اور اُور حصون پر قبضہ کرنے کے لیے مدت تک تنازع رکھا تھا ترکون کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا۔ فرینک اور وینس والون نے یونان مین فیوڈل سسٹم جاری کیا تھا (یعنی رعایا کو گورنمنٹ اس شرط پر زمین دیتی تھی

[1] فنلے۔ تیسری جلد صفحہ ۵۲۲ ۔ پنطیبوس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۵۵ ۔ ایم ڈہوسن تیسری جلد صفحہ ۵۲-۵۴۔

کہ ضرورت کے وقت اس عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جاوے) اس انتظام سے رعایا کی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہوگئی تھی۔ اور چونکہ یہ حاکم زبان اور قوم اور مذہب مین رعایا سے اختلاف رکھتے تھے اس لیے رعایا اون سے سخت نفرت کرتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر کوئی اور قوم اوس پر مسلط ہوئی تو اُسکی حالت کچھ بہتر ہوجاویگی کیونکہ جیسی ابتر حالت اسوقت تھی اس سے زیادہ بدتر ہونی ناممکن تھی۔ اگرچہ ترک بھی غیر تھے جنہون نے وینس کی ظالم حکومت سے اُنکو نجات دی تھی لیکن رومن کیتھولک عیسائیون کے مقابلہ مین جو وینس والون کا مذہب تھا کافر ترک کو انہون نے ترجیح کے قابل سمجھا۔ یونانی عیسائی جنکو روم کی عیسوی سلطنت سے بہت تعلقات تھے وہ بھی عیسوی سلطنت پر غیر کی حکومت ہونے کو بُری نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ پالیولوگی کے شاہی خاندان نے اپنے عہد مین جو ظلم اور سختیان کین اونکے خیال تک سے خوف آتا ہے "امیر فرنگی خیانت اور بداعمالی۔ قسیسون کا غلبہ اور ظلم۔ قانون کی تخریب سے رعایا پر تشدد۔ گورنمنٹ کا لالچ۔ تجارت کے اختیارات۔ مالی انتظام اور محصول جمع کرنے والون کا لشکر۔ غرض ان سب چیزون نے مظلوم رعایا کے تمام حقوق تلف کر دیئے تھے اور اسکو ترقی یا تلافی کی امید باقی نہین رہی تھی"۔ شاید لوگ خیال کرین کہ طرفداری کے جوش سے ایسا تحریر ہوا ہے اس لیے ایک عہد نویس مؤرخ کے قول سے اس عبارت کی تصدیق کرتے ہین۔ وہی مؤرخ جسنے عیسوی

۵۱ ایک سیاح جسنے ۱۴۳۰ء مین جزیرہ قبرص کا سفر کیا وینس والون کے ظلم کا حال لکھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقبوضہ ملکون پر کس طرح جور و ستم کرتے تھے قبرص کے ذکر مین لکھا ہے "قبرص کے تمام باشندے وینس والون کے غلام ہین۔ زمین کی پیداوار اناج شراب۔ تیل۔ مویشی غرض جس چیز سے رعایا کو آمدنی ہو یا جسقدر یہ مال بڑھے اُسکا تہائی حصہ وینس کی گورنمنٹ رعایا سے وصول کرتی تھی۔ رعایا مین سے ہر شخص مجبور تھا کہ ہفتہ مین دو دن تک سرکاری بیگار مین جہان اسکو بتا دیا جاوے کام کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے کام کی وجہ سے یا بیماری سے معذور ہو کر ایسا نہ کر سکا تو جسقدر دن تک وہ غیر حاضر رہا ہو اسکے حساب سے جرمانہ دینا ہوتا تھا علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی سالانہ محصول بھی دینا جاری رہتا تھا اور اسکی وجہ سے غریب رعایا اسقدر مظلوم اور پریشان تھی کہ جسم اور جان و تن کو وصل کہنا بھی اب اُنکو شوار تھا (ماریٹ بارم گارٹن کا سفرنامہ صفحہ ۳۷۳) ۵۲ فلنے۔ تیسری جلد صفحہ ۵۰۱ ۵۳ اور کوہارٹ منقولہ کلارک "یورپین ترکی کی تدوین" صفحہ ۹۲۔

قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسیطرح کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ "بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہے جیسے بے لگام گھوڑا شہنشاہ قسطنطین اور اُسکے جانشینون نے اپنے امیرون کو اجازت دی کہ رعایا پر ظلم کرین اُنکی عدالتون سے انصاف اُٹھ گیا اور اُنکے دلون مین ہمت باقی نہ رہی۔ جنھون نے بیگناہون کے آنسوؤن اور خون سے خزانے جمع کر لیئے۔ یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پر ناز کرتے تھے۔ رعایا کو سلطنت سے بغاوت کر کے ندامت نہ ہوتی تھی اور سپاہی کو لڑائی سے بھاگنے مین غیرت نہ آتی تھی۔ آخرکار خدا نے ان نالائق حاکمون پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فاتح کو پیدا کیا جسکے لڑانے والے لڑائی سے خوش ہوتے ہین اور جسکے جیش امانت مین خیانت نہین کرتے[۱]" اس تعریف[۲] کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانون کو کھٹکے گا جسکو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکون کی بے انصافیون کے شاکی رہین۔ لیکن ترکون کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعدد مورخون سے دستیاب ہوتی ہے۔ بارنیم کا مورخ جسنے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہے لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک سلطان بھی عیسائیون کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا عیسائیون کو اپنے دربار مین داخل کر کے اُنکے دلون کو تسخیر کیا[۳]۔ سلطان مراد ثانی کو عدالتون کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوی اور اُن تمام خرابیون کی اصلاح ہوگئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تھین۔ ترکی حکام مین سے ایسے لوگون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیئے سخت سزائین دین۔ فتح قسطنطنیہ[۴]

---

[۱] کامسین پانچوین جلد صفحہ ۳۴۲ [۲] ان کمرسیوس ڈوکاس کی ایسی ہی تعریف کی جوش مین لکھا ہے "یہ تعجب کی بات ہے کہ ان وحشی لوگون مین (یعنی ترکون مین) اور ایسے بڑے اور گنجان شہر مین قتل کے واقعات سننے مین نہین آتے اور بے انصافی کسی کے ساتھ نہین ہوتی۔ ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان روم اپنے دارالحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دارالامن کہتا ہے۔ کیونکہ جسقدر آفت زدہ لوگ ہین انکو اس شہر مین پناہ ملتی ہے۔ انصاف سب کے ساتھ خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ عیسائی ہو یا کافر یکسان ہوتا ہے (ترکوگریکیا صفحہ ۴۸) (مطبوعہ بازیل ۱۵۸۴ء) [۳] فرنطیس صفحہ ۱۵۴ [۴] فرنطیس صفحہ ۹۲۔

کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوط اور مستحکم انتظام سے تمام قلمرو مین امن قائم رکھا اور ملکی نظم ونسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا اگرچہ یہ انتظام ایسا نہ تھا کہ مسلمانون اور عیسائیون کو یکسان انصاف ملتا لیکن اوسنے یونانیون کی حالت کو سابق کی حالت سے بدرجہا بہتر کردیا۔ اب عیسائیون پر بیگار کی مصیبتین کم ہوگئین اور غیر معمولی محصول اُن سے شاذ لیے جاتے تھے جو محصول وہ ادا کرتے تھے وہ اُن آفتون کے مقابلہ مین کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا جو فرینک اور بازنتیم کے عہد حکومت مین فیوڈل انتظام کے جاری ہونے سے رعایا پر ہمیشہ نازل رہتی تھین۔ یورپ کے کل عیسائی ملکون کے مقابلہ مین ترکون کی سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شایستہ تھی۔ اور سلطانی گورنمنٹ کے زراعت پیشہ عیسائیون کو عیسائی بادشاہون کی زراعت پیشہ رعایا کے مقابلہ مین زیادہ آزادی حاصل تھی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر ملتا تھا۔ ملک[۵۱] کی تجارت کو بھی مسلمانون کے عہد حکومت مین زیادہ ترقی ہوئی۔ کیونکہ زمانہ سابق کے ترکی سلاطین رعایا مین تجارت کو ترقی دینے کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکون کے دور حکومت مین عیسائیون کو بازنتین گورنمنٹ کے ظلم اور ستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہرون کے لیئے ترقی اور بہبودی کا زمانہ شروع ہوگیا۔ ان مین سے پہلا شہر نارسیا کا تھا جو ۱۳۳۰ء مین مدت کے محاصرہ کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہوکر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم[۵۲] باشندگان رومانی طرح کو ترکون کو بھی سڑکون اور پلون کی تعمیر کا شوق تھا اور ان ذریعون سے وہ اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی دیتے تھے۔ غیر حکومتین دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگرون کو اپنے بندرگاہون مین داخل ہونے دیتی تھین اور عیسوی سلطنتون کے مانند انکو روکتی نہ تھین۔ اب عیسائی سوداگر عثمانی نشان اپنے جہازون پر لگاکر ترکون کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تھے اور مغربی یورپ کی تمام قومین انکی بڑی عزت اور توقیر کرتی تھین جو[۵۳] دمن گیتھولک عیسائیون نے کلیسای

۵۱ فنلے۔ پانچوین جلد صفحہ ۵۔ ۱۲۳۔ ۵۲ ہیزلرگ صفحہ ۶۷، ۶۴، ۶۹، ۶۵ ۵۳ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۶

یونان کے عیسائیون کی اب تک نہ کی تھی۔

لیکن ان خوبیون کے ساتھہ کہ ترکون نے عیسائیون سے بالعموم اچھا برتاؤ کیا اور اُنکو مذہبی آزادی دی ایک بات مستثنیٰ بھی ہے اور وہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے بچے خراج مین وصول کیے جاتے تھے جنکو کم عمری مین اُنکے ماباپ سے چھین کر ینگیچری کی مشہور ومعروف فوج کے لیے تیار کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۳۳۰ء مین سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تھا جو صدیون تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی۔ یہہ فوج اسطرح قائم رکھی گئی کہ ہر چوتھے برس اُس کے لیے لڑکے جمع کیے جاتے تھے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع مین دورہ کرتے تھے جن پر بچون کا خراج لگایا گیا تھا۔ چھہ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تھے۔ مفتیون نے اس وحشیانہ خراج کے جائز ہونے کی تاویل یہ کی تھی کہ یہہ لڑکے پانچوان[۱] حصہ اُس مال غنیمت کا ہین جو قرآن کے بموجب بادشاہ کا حق ہے۔ اور انہون نے یہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت مین ہے اُسکا[۲] لحاظ ان لڑکون کے ساتھہ بھی ہونا ضرور ہے لیکن یہ لڑکے ایسے صغر سنی مین مسلمان معلمون سے تعلیم وتربیت پاتے تھے کہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکھتی تھی[۳]۔ یورپ کی عیسائیون نے اس وحشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکھا اور ترکی سلطنت مین جن سیاحون نے سیر وسفر کیا انہون نے نہایت دلسوز حالات اُن لڑکون کے بھی کہ ورثا اور روتی پیٹتی ماباپون کے لکھے ہین جنکی گودون سے یہ بچے چھین لیے جاتے تھے۔ لیکن ینگیچری فوج جب اول ہی دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیون نے خود اپنی مرضی سے داخل ہوکر اُسکی تعداد کو بڑھا[۴] دیا۔ جن صورتون مین یہ خراج شروع ہوا اُنکو تحقیق کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ خود یونانیون نے اُسکی طرف سے کیون بے پروائی ظاہر کی۔ تمام ملک لڑائیون سے ویران

---

[۱] قرآن۔ سورہ (۸) آیت ۴۲ [۲] قرآن سورہ (۹) آیت ۹۹۔۔۔ [۳] ان نو عمر عیسائیون کو مجبور نہین کیا جاتا تھا کہ اپنا مذہب تبدیل کرین۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہین کہ غیر مذہب والون کو زبردستی مسلمان کیا جاوے البتہ اگر کوئی ترکی حاکم اپنے تعصب کی وجہ سے اسکے متعلق کسی سختی کرتا تھا تو اسکی یہ حرکت گوارا کی جاتی تھی۔ مگر حکام بالا کی طرف سے ایسے اختیارات ہرگز نہین دیے گئے تھے (ایم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱) [۴] دیکھو صفحہ ۲۰۴

پڑا تھا اور خاندان کے خاندان بھوک پیاس سے مرجانے کا خوف رکھتے تھے۔ عیسائیون کے بچے جو فوج کے واسطے لیئے جاتے تھے وہ اکثر یتیم ہوتے تھے جو بغیر اسکے ضائع ہو جاتے علاوہ اسکے عیسائیون کو غلام بناکر فروخت کرنے کا جو دستور اس زمانہ مین ہو چلا تھا اُسکے مقابلہ مین یہہ خراج ایسا خوفناک نہ تھا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ قدیم تھا۔ اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ مین بھی اُسکی مثل ایک قاعدہ جاری تھا جسکو اب ترکون نے اختیار کیا[۵۱] مورخون نے لکھا ہے کہ عیسائی لڑکون کی مقررہ تعداد جمع کرنیمین جبر کرنیکی بہت کم ضرورت پڑتی تھی بلکہ ماباپ خود آرزو کرتے تھے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت پر مامور ہون جو عموماً اُنکی ترقی کا باعث ہوتی تھی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت مین ہوتا تھا کہ اُن کے بچون کی غور و پرداخت ایسی ہوگی کہ اُنکی زندگی آرام سے بسر ہو جائیگی کیونکہ ان کم عمر قیدیون کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہین[۵۲]۔ اگر یہہ بات سچی ہے کہ ماباپ اپنے لڑکون کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تھے تو اس خراج کی صورت کم وحشیانہ ہو جاتی ہے[۵۳]۔ غرض ان حالات کو دریافت کرکے جو اس خراج کے ظلم مین تخفیف پیدا کرتے ہین اور یہہ سمجھکر کہ جب کوئی بات رسم ہو جاتی ہے تو انسان اسکو آسانی سے برداشت کرتا ہے (گو یہہ بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی) ہم خیال کر سکتے ہین کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیون کی حالت بہت ترقی پا گئی تھی عیسائی کیونکر رضامند رہے۔

علاوہ اسکے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاوضہ مین فوجی خدمات سے

---

[۵۱] لیکن یہہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جس طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچون کو جو ذہانت اور لیاقت مین اور ون سے بڑھکر ہوتے تھے مالی اور فوجی عہدون کی تعلیم پانے کے واسطے لے لیتے تھے اسیطرح ترکون نے بھی جب وہ بازنطین سلطنت کے مالک بنے اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیون سے اسکے کم عمر لڑکے جو ذہین اور لائق ہون لے سکتے ہین"۔ (داؤد کنتیمیر صفحہ ۱۲-۱۳)

[۵۲] کرسی صفحہ ۹۹ - دھومن - تورم - ۳ صفحہ ۹۷ [۵۳] لیکن ماباپ کو اجازت ہے کہ روپیہ دیکر اپنے لڑکون کو ان ترکی حاکمون سے واپس لے لین جو لڑکون کو جمع کیا کرتے ہین (داؤد کنتیمیر صفحہ ۱۳)۔ وی لاگویتر نے بیان کیا ہے کہ ۱۶۰۹ء مین یہ اختیار کہ روپیہ دیکر بچون کو واپس لے لیا جاوے تیناکے باشندون کو حاصل تھا۔ (سفر تیناکے حالات صفحہ ۴۷) (مطبوعہ لندن ۱۶۰۹ عیسوی)

بری رہنے کی عوض مین جزیہ دینا ہوتا تھا۔ ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرحین ایک پانچ اور دس
غرش[1] نہر صحیح البحثہ مرد کے لیئے اُسکی آمدنی کے حساب[2] سے تھی۔ سترہوین اور سولھوین صدی
عیسوی کے عیسائی مورخون نے عموماً یہ لکھا ہے کہ جزیہ کی رقم فی شخص ایک ڈوکٹ[3] کی تھی لیکن
مختلف رقمین بیان کی گئی ہین۔ تین۔ پانچ اور ۵½[4] کراؤن یا ڈالر بھی جزیہ کی رقم لکھی گئی ہے
اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترہوین صدی مین ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تھی
اس امر کا صحیح اندازہ کرنے مین کہ عیسائیون کو جزیہ کی رقم کا ادا کرنا کس حد تک بار تھا نہایت
طویل بحث اس بات پر کرنی پڑیگی کہ اس زمانہ مین روپیہ سے کس قدر سامان خریدا جا سکتا تھا۔
اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رقم کو کیا مناسبت[5] تھی۔ لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے
اگر صرف اُسکا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا مذہب تبدیل کرنے کے لیئے ہرگز صحیح عذر نہین
ہو سکتا۔ چنانچہ سنہ ۱۷۰۰ عیسوی مین تورنفور نے جہان قوم کاندیت کے مسلمان ہونے کا
ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ "اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہہ بدبخت (عیسائی)
اپنے ایمان کو کوڑیون کے مول بیچتے ہین اور مذہب کے عوض جو کچھ انکو ملتا ہے وہ ایک
توعبا ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہو گئے۔ جزیہ کی رقم
پانچ کراؤن سالانہ سے زیادہ نہین ہے[6]" مصنف شیفلر نے بھی جس نے ترکون کی سلطنت
مین عیسائیون کی حالت کو ایسا سیاہ کر کے بیان کیا ہے جسقدر سیاہ کر کے بیان کرنا ممکن

---

[1] جورنف فون ہامر (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۵ [2] مارٹن کرڈیوس صفحہ ۳۸ سانسوینو صفحہ ۶۷ جرجیوز صفحہ ۹-۹۹
شیفلر بقرہ (۵۶) ہیزبرگر صفحہ ۶۴۳ - دی لاجونفیر صفحہ ۲۶ [3] جورنفیس - صفحہ ۹ - تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۰ تا ۱۰ نیز (۳)
صفحہ ۱۱ - [4] سانوس کے مطران جورنف جرجینس نے سنہ ۱۶۷۰ء مین جبکہ وہ لندن مین مقیم تھا ایک تصنیف لکھی اس کتاب مین اُسنے اپنے
علاقہ مطران کی آمدنی کا حال لکھا ہے اس آمدنی کی تفصیل جو انگریزی کی طلاع کو لیئے لکھی گئی مقدار کے لحاظ سے یا دہ تصوّر نہین ہوتی جو رقمین
بیان کی گئی ہین اگر مقابلہ کرتے وقت یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراؤن یا ڈالر لکھی ہے (صفحہ - ۹) مطران لکھتا ہے
کہ "جب مین یہان مقرر ہوا تو میری کلیسا کے ہر شمس کو پندرہ پانچ ڈالر دیکر اور کلیساؤن نے بھی اپنی اپنی مقدار کے موافق روپیہ یا پہلی برس تین
ہزار ایک شمس چار ڈالر اور دوسرے برس مین دو ڈالر دیتا ہی جن لوگون کو کلیسا مین خدمت حاصل نہین ہی اُن مین سے ہر شخص پہلے برس مین ۴ اور
دوسری برس مین ۳ اسپے دیتا ہی۔ (صفحہ ۱۰۱) مین جو تجارت کا عہدنامہ گلستان سے ہوا اُس مین ڈالر کی قیمت آٹھ آسپر کہی گئی تھی فلے۔
پانچوین جلد صفحہ ۲۰) "سانوس کے لوگ نکاح کی سند کو لیئے ایک ڈالر اور باہر والے دو ڈالر ادا کرتے ہین لیکن جو شخص دوسری یا تیسری دفعہ نکاح ۱۰

برہنہ ہوتا ہے وہ تین یا چار ڈالر دیتا ہے" صفحہ ۳۳ - ۳۴ [5] تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۹۰ -

ہے لکھا ہے کہ فی شخص ایک ڈکٹ دینا خفیف بات تھی لیکن لڑائی کے محصولون اور غیر معمولی محصولون پر جو عیسائیون کو دینے پڑتے تھے اُسنے زیادہ زور دیا ہے[۵۱] زمین کا محصول عیسائیون اور مسلمانون کے لیے یکسان تھا[۵۲]۔ کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کے لیے عشر دین اور جو مسلمان نہین ہین وہ خراج ادا کرین ترکون نے تسلیم نہین کیا تھا[۵۳] عیسائیون نے جو کچھ مصیبتین اُٹھائین وہ خاص خاص حاکمون کے تشدد سے پیش آئین جو منصب اور حکومت کے بل پر اپنے ماتحت لوگون سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ اس قسم کی زیادتیان اسلامی قوانین کے خلاف ہی تھین بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ انحطاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تھین جبکہ مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیون سے جنکی باداش نہ ہوسکتی تھی گورنمنٹ خراب نہ ہوئی تھی[۵۴]۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول دو صدیون مین جو حالت عیسائیون کی تھی اور اسکے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہوگیا جو حالت عیسائیون کی ہوئی اُن مین بہت فرق ہے۔ لیکن یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ عیسائیون کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تھی اشاعت اسلام کے واقعات نہایت کم پیش آئے۔ اٹھارھوین صدی مین جبکہ عیسائی ایسی سختیون مین مبتلا تھے کہ کبھی ایسی سختیان کسی زمانہ مین اُنپر نہ بیتی تھین عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ذکر کہین دیکھنے مین نہین آتا بلکہ اس زمانہ مین ترکون کی نسبت یہہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہین اور عقیدی

---

[۵۱] شیلڈ فقرہ ۵۰ اس ڈکٹ کو رعایا کو سخت ہمکا ہوگا یہ صحیح ہے کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے ایک ڈکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن چرچی اور غیر معمولی محصول ترکی حکام کیا کچھ وصول نہین کرتے۔ لڑائیون کے کونسے محصول مین جو دینے نہین پڑتے۔ لیکن غیر معمولی محصولون کا انحصار بُرے یا بھلے وقت پر ہے اور مسلمانون کو بھی یہ محصول اسطرح ادا کرنے ہوتے ہین جیسے عیسائیون سے وصول کیے جاتے ہین

[۵۲] فصلے پانچوین جلد صفحہ ۲۴۰-۲۵ [۵۳] لامر (۲) پہلی جلد صفحہ ۳۴۶ [۵۴] سلطان کی عیسائی رعایا پر سختیان ہونیکا خاص سبب یہ تھا کہ اصلی گورنمنٹ جو جسکا صدر مقام قسطنطنیہ مین تھا اُسکے اختیارات بیرونجات مین اچھی طرح تسلیم نہین کیے جاتے تھے۔ جہان حکام ضلاع کا ظلم تھا جسے ذاتی عداوتون سے تقویت پکر کے وہ سختیان پیدا کردین جو سلطنت عثمانیہ کی عیسائیون کو زمانہ سابق مین پیش آئین اور اب زیادہ پیش آتی ہین کسی قوم کے زمانہ عروج مین محکوم قوم کے ساتھ فیاضی و رحمدلی ہونا ممکن ہے لیکن ایسے وقت مین جبکہ اس حکمران

اور مذہبی شکوک مین مبتلا ہوگئے ہین[۱]۔ یہہ امر کہ عیسائیون کی تکلیفین گورنمنٹ کی خرابی سے تہین نہ کہ مذہبی ظلم سے اس سے ثابت ہے کہ مسلمان اور عیسائی یکسان سختیون مین مبتلا تہے البتہ مسلمانون کے مقابلہ مین عیسائیون کو زیادہ بُرے برتاؤ اور مالی نقصان کا سامنا رہتا ہوگا کیونکہ اُنکو اپنی شکایتون کی تلافی مین قانونی مشکلات درپیش تہین اس لیے احتمال ہے کہ مفلس عیسائیون نے مذہب تبدیل کرکے ان مصیبتون اور سختیون سے پیچھا چھڑایا ہوگا اگر اب ہم عیسائی بچون کے خراج کو مستثنےٰ کردین جسکو یونانی عیسائیون نے بغیر مقابلہ برضا و رغبت ہوے گوارا کرلیا اور جسکی منسوخی اس وجہ سے پیش نہین آئی کہ عیسائیون نے اُسکے جاری رہنے

بقیہ صفحہ ۱۷۰ - قوم پر زوال آیا ہو تو ان اوصاف کا پتہ چلنا مشکل ہے"۔ پادری ڈنکن سریا اور سریا کے لوگ" (صفحہ ۵ لندن ۱۸۶۳ عیسوی) [۱] بوسن لو صفحہ ۴۳-۴۴ [۲] سلطانی گورنمنٹ نے مسلمانون کے ساتھہ بھی عموماً وہی ظلم اور بے انصافی کا برتاؤ کیا جو متبوع عیسائیون کے ساتھہ ہوا تہا۔ یونانی عیسائیون کی تکلیفین حاکمون کے ظلم اور غرور اور ایسی بےنظمیون سے تہین جو دولت عثمانیہ کے انتظامی صیغون مین پہیلی ہوئی تہین لیکن سلطان کی طرف سے براہ راست ایسے احکام جاری نہین ہوتے تہے جن سے یہ ظلم برپا ہون مسلمانون کو اپنے قاضی سے استعداد انصاف پانے کی توقع نہ ہوتی تہی جسقدر نیچے کے معاملات مین عیسائیون کو اپنے اسقف یا مذہبی حکام سے انصاف ملنے کا موقع حاصل تہا۔ (فلے چیٹی جلد صفحہ ۴-۵) "یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ سلطانی رعایا مین صرف عیسائی مظلوم اور ستم رسیدہ ہین نہین ترکی کی بدنظمیان سب کے لیے مساوی ہین۔ اور سب پر یکسان مصیبتین ڈالتی ہین۔ سلطنت کے بعض حصون مین مسلمانون کا افلاس عیسائیون کے افلاس سے فی الحقیقت بڑہا ہوا ہے اور مسلمانون کی خراب حالت ہوتی ہے جسپر سیاحون کو ترس آتا ہے" (ولیم فورسیتھ۔ دریائی ڈانیوب کے جنوبی سالونامک صوبے صفحہ ۱۵۰-۱۵۸ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء)" شمالی ایشیا کوچک مین ہر طرح کا ظلم و ستم مسلمانون اور عیسائیون پر یکسان ہے (جیمس بالس۔ ٹرائس قافقاسیہ اور ارارات صفحہ ۳۸۱) "یورپ کا خیال ہے کہ یہ صرف عیسائی ہین جو ترکی کی حکومت اور سختیون اور ذلتون کو جو اسکے ظلم سے ہوتی ہین برداشت کرتے ہین لیکن یہ بات نہین ہے مسلمان خاص کر اسوجہ سے کہ غیر حکومتون کو اُنکے ساتھہ کوئی ہمدردی نہین ہے نہایت بیباکی سے لوٹے جاتے ہین اور خاص مسلمانون پر ان لوگون سے زیادہ ظلم ہوتے ہین جو بغیر عرب کے منکر ہین" (وی راجو تقسیر صفحہ ۵۰۷) "جو کچھہ ہمنے اوپر لکہا ہے اُس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے عیسائی بھی ایسی بُری حالت مین نہین ہین جیسے کہ ایشیا کوچک مین اُسی وجہ کے ترک ہین۔ اگر یورپین ترکی کے عیسائی اسوجہ سے کسی قدر رفع مین ہین کہ اُنکی تعداد ترکون سے زیادہ ہے تو ایشیا کے عیسائیون کو یہ اطمینان ہے کہ ایشیا مین ترکون پر بھی حاکمون کا وہی ظلم ہے جو عیسائیون پر ہے اور انکو ایسے مسلمانون سے واسطہ پڑتا ہے جو یورپ کے مسلمانون سے زیادہ حلیم زیادہ پابند مذہب اور بہتر اصول کے لوگ ہین" (ڈبلیو ایم لیکے)" ایشیا کوچک

(۱۷۱ تہیسرا حصہ)

کے خلاف کوئی ہنگامہ برپا کیا بلکہ ترکی رعایا کے بڑھنے اور عیسائیون کے مسلمان ہوکر فوج مین[۵۱] شامل ہونے سے وہ منسوخ ہوا توجو برتاو سلاطین عثمانیہ نے عیسائی رعایا کے ساتھ کم سے کم دو صدیون مین یونان کی فتح کے بعد کیا اُس سے ظاہر ہے کہ ترکون نے عیسائیون کے ساتھ مذہبی آزادی اور صلح کل کے طریقے ایسے برتے کہ جنکی مثال اُسوقت تمام یورپ مین موجود نہین تہی - ہنگری کے کالوینی عیسائی اور تری سلوانیا کے مواحد عیسائی متعصب شاہی خاندان ہاپسبرگ کے ہاتھون مین پڑنے سے ترکون کی اطاعت قبول کرنے کو ترجیح دیتے تہے[۵۲] - سائلیسیا کے پروٹسٹنٹ عیسائی انتظار کی آنکھون سے ترکون کی راہ تکتے تہے - اور اسلامی حکومت کی اطاعت کو قیمت مین لگاکر ترکون سے مذہبی آزادی خریدنے کے لیئے تیار رہتے تہے[۵۳] - یہہ ترکون ہی کی سلطنت تہی کہ پندرہوین صدی کے اخیر مین اسپین کے بے شمار یہودی اُسمین پناہ کے لیئے آئے[۵۴] - اور یہ عثمانیہ حکومت تھی جسکے سایہ مین کاسک قوم کو جو قدیم طرز کا عیسوی مذہب کہتی تہی اور جسپر روس کے شاہی کلیسا نے سخت ظلم کیے تہے وہ مذہبی آزادی ملی جسکو ہم مذہب عیسائیون نے دینے سے قطعی انکار کردیا تہا[۵۵] - جب قوم پول کے لوگون نے جو رومن کیتھولک (جاثلیقی) عیسائی تہے قدیم مشرقی کلیسا کے عیسایون پر ظلم کیئے تو سترہوین صدی عیسوی مین نکاریس انطاکیہ کے بطریق نے اپنے تئین اس عبارت مین مبارکباد دی کہ "ہم اُن ہزارون شہیدون کا

(بقیہ حواشی صفحہ ۱۷۱) کے حالات سفر" (صفحہ مطبوعہ لندن ۱۸۳۲ء) مقابلہ کرو الفنسٹن کی کتاب مطارض گلید صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۴ مطبوعہ لندن ۱۸۴۸ء [۵۱] یہون کا خراج ۱۶۰۶ء مین صدی عیسوی مین بالکل منسوخ ہوگیا - ۱۶۰۶ء عیسوی مین خیر دفعہ خراج معاف کیا گیا [۵۲] دیکھو لیکی جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ شیفلر فقرہ ۴۵ - ۴۰ - [۵۳] "مین نہایت تعجب و شبہا ہون کہ عام عیسائیون ہی مین یہ خیال نہین ہے کہ ترکون کی سلطنت مین رہنا اچھا ہے کیونکہ جب ایک عیسائی کٹڑ دیا جاتا ہے تو عیسائی بالکل آزاد ہوجاتا ہے اور ترک انکو مذہبی آزادی دیتے ہین اور وہ اپنے گرجاؤن مین نماز کے لیئے جاسکتے ہین بلکہ علی وجہ کے عیسائی بنی دیتے ہین جنکو ترکون کی نسبت یہ اچھے خیالات رکھنے ہرگز مناسب نہ تہے لیکن وہ ان باتون سے خوش ہوتے ہین گویا اپنی مصیبتون پر خوش ہین - یہہ بات خطرناک ہے ہمین ہے بلکہ کافرانہ بیباکی ہے اور سوسی بعتی خیالات کے حالات کسی اور چیز سے پیدا نہین ہوتے ان باتون کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عیسائی اپنے مذہب سے برگشتہ ہوجائینگے اور عیسوی دین کی بنیاد سُست ہوجائیگی" (شیفلر - فقرہ ۴۸) [۵۴] ہینریچ گرٹز صفحہ ۶۵ - [۵۵] دیکھو لاجونقیہ صفحہ ۳۰

روسے جنکو ان ناپاک لوگون نے (پول) جو مذہب کے دشمن ہین چالیس یا پچاس برس مین قتل کیا۔ مقتولون کی تعداد ستّر اور اسّی ہزار کے قریب تہی - اے کافرو - اے ناپاکی کے شیطانو - اے پتھر کے دل رکھنے والو - عورتون نے تمہارا کیا لیا تہا - لڑکیون اور لڑکون اور معصوم بچون نے تمہارا کیا کیا تہا کہ تمنے اُنکو مار ڈالا ..... اور مین قوم پول کو کس لیئے ملعون کہتا ہون؟ مین اسلیئے انپر لعنت کرتا ہون کہ عیسائیون پر ظلم کرکے اور یہ سمجھکر کہ یونان کے کلیسا کو وہ مٹا دینگے اونہون نے اپنے تئین اُن لوگون سے بہی زیادہ ذلیل اور شریر ثابت کیا جو بتون کے پوجنے والے ہین - خدا ترکون کی سلطنت کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیئے قائم رکہے - وہ جزیہ لے لیتے ہین اور ہمارے مذہب سے کچہہ بحث نہین رکہتے - خواہ اُنکی رعایا عیسائی ہو یا نصرانی - یہودی ہو یا سامارتی - لیکن اس ملعون قوم پول کے لوگون نے عیسائی بہائیون سے جنہون نے اُنکی خدمت اور غلامی تک قبول کی محصول اور آمدنی کا دسواں حصہ ہی لیکر بس نہین کی بلکہ عیسائیون کو مسیح کے دشمنون یعنی ظالم یہودیون کے حوالے کیا جنہون نے اُنکو گرجا تعمیر نہ کرنے دیئے اور کسی قسیس کو اُن مین رہنے نہ دیا جو اُنکے مذہب کے بھیدون سے واقف ہوتا" ستر ہوین[۱] صدی مین موریا کے یونانی عیسائیون نے جو دہ برس تک وینس والون کے پنجۂ عذاب مین رہ کر اپنے قدیم فرمانروا ترکون کا خیر مقدم کیا جنکی حکومت کا اُنکو پہلے تجربہ ہو چکا تہا - اٹلی[۲] کے ملک مین بہی ایسے لوگ موجود تہے جنکو ترکون کا اس امید مین انتظار تہا کہ مسلمانون کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اُنکو بہی وہ مذہبی آزادی ملیگی جسکا عیسائی گورنمنٹ سے ملنا امید لاحاصل تہا - پس[۳] یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سلطان

---

[۱] مکاریوس پہلی جلد صفحہ ۱۸۳ - ۱۶۵ [۲] دی لاجونقیر صفحہ ۳۴۲ - فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۲۲ [۳] "عیسائیون نے اپنے دل مین آزادی کا عجیب خیال پیدا کر رکہا ہے - اگر عیسوی حکومت مین ان عیسائیون نے کوئی بات حاصل کرنی چاہی اور اُس مایوسی ہوئی تو درحقیقت وہ ترکون کو سب پر ترجیح دینے لگتے ہین - اور خیال کرتے ہین کہ ترک اس آزادی کو دینے مین بہ نسبت عیسائیونکے زیادہ فیاض ہین" - (لوئس لوڈوکی وی دیوس کونڈیوئی دینے کرستیانورم رسپبلیکا صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ بایسلیے سنہ ۱۵۳۸ء) "بعض عیسائی یہ کہتے ہین کہ ترکونکی حکومت مین ہمکو آزادی ہے" (راد تونس برو نفلانے پنکیین آف کرستیانوس اوراتیو صفحہ ۳۲ مطبوعہ بایسلیے سنہ ۱۵۳۸ء)

ترکی کی سلطنت مین اسلام ہرگز تلوار کی زور سے نہین پہیلا۔ شاید انحطاط سلطنت کے زمانہ مین ٹھیک ٹھیک انصاف کے نہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکمون کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کرکے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوے ہون لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیون مین شاذ تھے۔ مگران ہی دو صدیون کا زمانہ وہ تہا جس مین عیسائیون نے کثرت سے اسلام قبول کیا۔ اور ترکون کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تہا۔ لیکن اپنے قانون کے مطابق انہون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی دے رکہی تہی۔ اگر اس حالت مین ترکون نے اپنے قوانین سے تجاوز نہین کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک عیسائی نے جو بائیس برس تک ترکون مین قید رہا یہ لفظ لکہے ہین کہ ترکون نے کسی شخص کو اپنا مذہب چہوڑنے پر مجبور نہین کیا[۵۱]" اور عیسائیون سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک انگریز جس نے سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین ٹرکی کا سفر کیا لکہتا ہے[۵۲]۔ کہ یہان کسی شخص کے ایمان (کونشنس) پر جبر نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو بہی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت مین نہین لایا جاتا"۔ سنہ ۱۶۶۳ء مین اس تحریر کے ۳ برس بعد شیفلر نے لکہا کہ "ترک عیسائیون[۵۳] کو جبر سے نہین بلکہ جلا کی سے مسلمان کرتے ہین اور عیسائیون کے دل سے مسیح کو فریب دیکر نہین لیتے ہین کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ مین ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر و اکراہ استعمال نہین کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہین جن سے مسیحی مذہب کی جڑین چپ چاپ اکہاڑ پہینکتے ہین ..... اب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائی ان ملکون سے کہان غائب ہو گئے ملک سے وہ نکالے نہین گئے اور نہ ترکون کے مذہب مین انکو زبردستی شامل کیا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے"۔

ترک سمجہتے ہین کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہین یہ ہے کہ اسکو

---

[۵۱] ترکی سپور کیتے سگاند جو صفحہ ۱۷۔ [۵۲] ٹاونٹ پہلی جلد صفحہ ۴۸۵ [۵۳] شیفلر۔ فقرہ ۵۱۔ ۵۲۔

اسلام کی برکت دین اور اس کام کے لیئے اُنھون نے کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چھوڑا۔[۱]
سولھوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے ایک سیاح نے لکھا کہ جب وہ مسجد ایا صوفیا مین
کھڑا اُسکی خوبصورتی کی تعریف کرتا تھا تو اس حالت مین چند ترکون نے میرے مذہبی
خیالات پر اثر ڈالنا چاہا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جبتک زندہ ہو اس خوبصورت مسجد
مین ہر روز آسکتے ہو۔ سترہوین صدی عیسوی مین ایک انگریز سیاح کو بھی اسیطرح کا تجربہ ہوا۔[۲]
چنانچہ اُسنے لکھا کہ بعض وقت ترک اسلام کے جوش مین عیسائیون سے بہت اخلاق کے ساتھ
یہ سوال کرتے ہین اور مجھ سے بھی ایک دفعہ جب مین مسجد ایا صوفیہ مین موجود تھا اُنھون نے
پوچھا تھا کہ "تم مسلمان ہو کر ہم جیسے کیون نہین ہو جاتے"۔[۳] جب ترک کسی شخص کو مسلمان
کرتے ہین تو اُسکی تہنیت مین جو عام خوشیان منائی جاتی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو
لوگون کی آخرت اور عاقبت بالخیر ہونے کا کس درجہ خیال ہے۔ اور اسی خیال نے
اُنکو اسقدر پرجوش داعی بنا دیا ہے۔ نومسلم کو گھوڑے پر سوار کرتے ہین اور شہر کے بازارون
مین بڑی خوشیان مناتے ہوے نکلتے ہین۔ اگر دریافت ہوتا ہے کہ یہہ شخص سچے اعتقاد
سے مسلمان ہوا ہے اور شریف آدمی ہے تو اُسکی نہایت درجہ عزت کرتے ہین اور اُسکی گذران وقات
کے لیئے بندوبست کر دیتے ہین[۴]۔ الاکساندر روس کے اس قول کی تصدیق مین مضبوط
شہادت موجود ہے کہ "ترک عیسائیون کے تبدیل مذہب یا تخریب مذہب مین نہایت سرگرم
ہین تاکہ عیسائی اُن کے مذہب مین جو لامذہبی کا دین ہے داخل ہون۔ (نعوذ باللہ) ہر روز
اپنی مسجدون مین وہ دعا مانگتے ہین کہ عیسائی قرآن کو تسلیم کرنے لگین اور مسلمان ہو جاوین۔ اس
کام مین ترکون نے کوئی طریقہ خوف یا خوشامد جزا یا سزا کا بغیر آزمایش کیے نہین چھوڑا ہے"[۵]

---

[۱] دوسا صفحہ ۳۸۔ بوسبک صفحہ ۱۹۔ [۲] طامس سمتھ صفحہ ۳۲۔ [۳] طامس سمتھ صفحہ ۳۲ بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۸۴ جرمینوس صفحہ ۲۔ [۴] الاکساندر روس صفحہ ۹ مقابلہ کرو ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۶۔ "ترک سمجھتے ہین کہ کسی غیر مذہب والے کو مسلمان کرنا بڑی بات ہے۔ کوئی ترک جسکے پاس آنا روپیہ بھی ہو کہ ایک غلام کہہ سکے ایسا نہین ہے جسکو ایسی کم عمر غیر مذہب کے آدمی کی ضرورت نہو جو بغیر مشکل کے مسلمان کی اُمید مین قبول کرے تاکہ آقا کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اُسکو مین نے مسلمان کیا ہے اور مسلمانونکی نظر مین اُسکی عزت کا مستحق ہو"۔ [۵]

عیسائیون کو مسلمان کرنے کے طریقے ایسے تھے جنکو عیسائیون کی سوسائٹی کی حالت نے بھی زیادہ تر موثر اور کارگر ثابت کیا۔ ان حالتون مین سب سے بڑھکر کلیسای یونان کی خراب حالت تھی۔ اول تو بازنتین سلطنت یعنی روم کی عیسوی سلطنت سابقہ اختیارات مین مطلق العنان رہ چکی تھی اور پھر امور دینیہ مین قسیسون کو وہ خود مختاری ملی تھی کہ رعایا کی عقلی قوتین مذہبی احکام کے بوجھ سے جنھون نے اخلاقی اور دینی مسائل پر ہر طرح کی بحث کو ممنوع قرار دیا تھا بالکل کچل گئی تھین۔ صرف ایک بات البتہ ایسی تھی جس نے عیسائیون کو اس مفلوج حالت مین حس و حرکت دے رکھی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ رومن کیتھولک کلیسا کے خلاف سخت مباحثے برپا تھے جس مین وہ تمام بے لطفیان جو مذہبی مناظرون اور قومی منافرت کا خاصہ ہین جاری تھین۔ عام عیسائیون کا مذہب خراب ہوتے ہوتے ظاہر رسوم کی پابندی رہ گیا تھا۔ اور سارا مذہبی جوش اس مین صرف ہوتا تھا کہ حضرت مریم اور مسیحی اولیا کی پرستش کرین اور تصویرون اور تبرکات کو پوجین۔ جب کلیسا کی روحانی زندگی اس درجہ خراب ہوی اور اس قسم کے مسائل پر مباحثے ختم نہ ہوے کہ روح القدس خدا سے یا مسیح سے نکلا ہے اور یہ کہ مقدس عشا مین خمیری روٹی کھانی چاہیے یا سادی تو بہت عیسائی ایسے تھے جو ان باتون سے بیزار ہو کر توحید کی اسلامی تعلیم کو جو بہت صاف اور جلد سمجھ مین آتی تھی تسلیم کرنے لگے[۱] یہ بیان کیا گیا ہے کہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا جن مین عام لوگ ہی نہ تھے بلکہ ہر طبقہ اور درجہ کے عالم اور شریف عیسائی شامل تھے۔ جن قسیسون اور رہبانون نے اسلام قبول کیا انکے فائدہ کے لیے ترکون نے سامان مہیا کر دیے تاکہ اور عیسائیون کو بھی انکی مثال سے مسلمان ہونیکی ترغیب ہو[۲] ۱۴۵۳ء عیسوی سے پہلے کہ ابھی تک ترکون

[۱] یہ بیان ایک گمنام شخص کا ہے جو ترکی مین ۱۴۳۵ء سے ۱۴۵۵ء تک قید مین رہا۔ دیکھئے سپور کیتے سگلا تیہ صفحہ ۱۱ (ف) [۲] سپور کیتے و سگلا تیہ صفحہ ۱۱۔ (ب) میلمبی کے مطابق لیونارڈ نے جو قسطنطنیہ کی فتح کے وقت موجود تھا ان عیسائیون کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہو گئے تھے اور محاصرہ کرنیوالی فوج مین شامل تھے۔ مطران کا بیان یہ ہے کہ "قسطنطنیہ کو کسنے فتح کرایا؟ مسلمانون کی حکومت کو کس نے سکھائی؟ کسنے عیسائیون نے۔ مین گواہ ہون کہ یونانیون۔ جالیقی عیسائیون جرمن اور ہنگری کے لوگون اور عیسائی

(۱۲ نومبر)

کا دارالحکومت اور یہ نویل تہا سلطان کے دربار مین ایسے عیسائیون کا ہجوم رہتا تہا جو مسلمان ہوگئے تہے ۔ اور ان ہی نومسلمون مین سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے اراکین تھے روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہوگئے ۔ اور مسلمانون نے انکا خوشی سے استقبال کیا ان عیسائی شہزادون مین سب سے پہلا شہزادہ جو ۱۴۰۰ء مین مسلمان ہوا جان کنیز کا بہتیجا تہا اور اسلام لانے کے بعد سلطان مسعود والی قونیہ کی بیٹی سے اوسنے شادی کی فتح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیون کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت رکہتے تہے ۔ عیسائی امرا مین سے جن امیرون نے اسلام قبول کیا اُن مین بہت لوگ وہ تہے جو شاہی خاندان پے لیولوگی کا نام رکہتے تہے طریزوند کے جارج امیر وظیر نے جو بڑا عالم متبحر تہا اخیر عمر مین عیسائی مذہب ترک کیا اور اسی طرح اور بڑے درجہ کے عیسائیون کے نام دریافت ہوتے ہین جنہون نے اسلام قبول کیا[۵۲] اسلام مین صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرین[۵۳] چنانچہ ایک گمنام مصنف نے لکہا ہے کہ "جو کچہہ مشکل تہی وہ اسی بات مین تہی کہ اس کلمہ کا اقرار کیا جاوے" اگر کسی آدمی نے اسکا یقین اپنے دل مین پیدا کرلیا کہ وہ ایک خدا کا معتقد ہے تو مذہب کے بہیس مین اس غلطی کا زہر اُس مین دوڑ جاتا تہا ۔ یہ وہ گناہ کا چٹان تہا جس سے بہت لوگون نے ٹکر کہائی اور اس دام مین گرفتار ہوگئے جو اُنکی روحون پر عذاب لایا ۔ (نعوذ باللہ) یہہ ہی وہ چکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگون کے گلے کا طوق بنا اور جسنے ان کو مایوسی کے غار مین گرادیا ۔ کیونکہ جب یہ احمق سنتے ہین کہ ترک بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور ہر تصویر اور مورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین گویا وہ

بقیہ صفحہ ۱۷۶ ۔ تو سونکی آبمون نے (باوجودیکہ عیسوی مذہب مین انکو تعلیم ملی تہی) ترکونکی صحبت سے انکا مذہب اور انکی کام اختیار کیے اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرکے اسکو چہینا ایسا پاک لوگو جنہون نے مسیح سے انکار کیا ایسے مسیح کی دشمنون کی ساتہ ہوا ہی دوزخ کی آگ کے مستحق اب تمہارا ہی زور دورہ ہے (سانسو دیتو صفحہ ۲۵) ۵۱ کروسی ۔ دی ہزار نیز دیس قیلا النز صفحہ ۳۰۵ ۔ ۳۸۶ (مطبوعہ ہالے) ۵۲ ۱۴۶۹ء ہیر ظرگ صفحہ ۶۱۰ ۔ فصل پانچوین جلد صفحہ ۱۱۹ ۔ ۵۳ ترکی سپہ سالار کیتے سکلا تیو صفحہ ۱۹ (الف)

دوزخ کی آنچ ہے اور ہمیشہ ایک ہی خدا کا اقرار اور وعظ کرتے ہین تو پھر ان لوگون کے دل مین کسی شبہہ یا بدگمانی کی جگہہ باقی نہین رہتی (انتہیٰ)"

مشرقی کلیسا کے عیسائیون کو جسوقت اس بات کی خواہش ہوئی کہ مذہب کا کوئی صاف اور سادہ اصول ایسا دریافت ہوجاوے جیسا فرقہ پالیسیئن کا اصول تہا جسکو چند صدیان گذری تہین کہ خود عیسائیون نے بدعت قرار دیکر مٹا دیا تو ایسی صورت مین اسلام ہی وہ مذہب تہا جسمین عیسائیون نے قدرتی طور پر اپنے لیئے پناہ تلاش کی - پالیسیئن تحریک کا مضمون یہہ تہا کہ کلیسای یونان کے تعصبات پر اور تصویرون اور تبرکات اور بزرگان دین کی پرستش پر اعتراض کیا جاوے اور اس بات کی کوشش ہو کہ مذہب سادہ صاف ہوجاوے اور مذہبی زندگی مین زیادہ پاکیزگی پیدا ہوجاوے چونکہ سترہوین صدی عیسوی تک بلغاریہ مین فرقہ پالیسیئن کے لوگ موجود تہے[1] اس لیئے مسلمان فاتحون کو بہت عیسائی ایسے ملے جو کلیسای یونان کے عقائد اور عمل سے مطمئن نہ تہے - اور چونکہ کوئی صورت ایسی نہ تہی جس سے پروٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا جاری ہوسکتے جیسے یورپ کے مغربی ملکون مین جاری ہوئے تہے اس لیئے ان غیر مطمئن طبیعتون کو اسلام بلاشبہہ بہتر مذہب معلوم ہوا - سترہوین صدی کے شروع مین یونان کے کلیسا کو جو پروٹسٹنٹ مذہب مین شامل کرنے کی عبث کوشش کی گئی اسکے نتیجے کی طرف سے بہ نہج یہ خیال ہوسکتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کر لیا ہوگا - اس تحریک کا بڑا حامی سرل لوکاریوس تہا جو ۱۶۲۱ء سے ۱۶۳۸ء تک قسطنطنیہ کا پانچ دفعہ بطریق ہوا - سرل لوکاریوس جوانی کی عمر مین وٹن برگ اور جنیوا کی یونیورسٹیون مین جہان پروٹسٹنٹ علوم کا چرچا تہا دینیات کی تعلیم کے لیئے گیا تہا - اور جب وہان سے واپس آیا تو جنیوا ہالنڈ - اور انگلستان کے علمای پروٹسٹنٹ سے اُسنے خط و کتابت رکہی - لیکن نہ تو کلیسای انگلستان کے عقائد کی طرف اسکو توجہ ہوئی اور نہ فرقہ نلوتہ

[1] ریکوٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۷۰ - ۱۷۱ - نیز دی - ۴۹ - (ب)

کی طرف اسکو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف[۵۱] اُسکو بہت رغبت پیدا ہوئی۔ اور اسی مذہب کو اُسنے یونان کے کلیسا مین جاری کرنا چاہا۔ اس کوشش مین جنیوا کے کالوینی فرقہ نے اُسکی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالوینی کو جسکا نام لیجر تہا اور جو دینیات کا بڑا عالم تہا قسطنطنیہ بہیجا تاکہ کالوینی دینیات کو یونانی زبان مین ترجمہ ہونے کے وقت وہ مدد دے۔ قسطنطنیہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور ڈچ سفیر رہتے تہے[۵۲] انہون نے بہی بڑی فیاضی سے روپیہ دیکر اس کام مین سرل کی مدد کی۔ لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جنکے معاون رومن کیتہولک سفیر تہے سرل کی مخالفت کے لیئے تدبیرین سوچنے لگے۔ یہانتک کہ یونانی قسیسون نے سرل کو مار ڈالنے کی تجویز کی۔ سنہ ۱۶۲۹ عیسوی مین سرل نے مذہب کے اقرارات شائع کیئے تہے جسکا مقصد ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کلیسای یونان کے عقائد کو مذہب جاثلیقی (رومن کیتہولک) کے خلاف دکہا کر پروٹسٹنٹ مذہب سے اُسکی مطابقت ثابت کرے[۵۳]۔ کالون کے مذہب سے اُسنے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس کیا تہا کلیسا کے معصوم ہونے کو اُسنے تسلیم نہ کیا تہا اور انجیل کی تفسیر مین کلیسا کے اختیارات سے بہی انکار کیا تہا تصویر کی پرستش کو بُرا کہا اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچہہ سرل نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسای یونان کے تعلیم کے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ جب یہہ اقرارات[۵۴] شائع ہوے جن سے ظاہر ہوتا تہا کہ گویا کل کلیسای یونان کے جبکا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہین تو یونانی کلیسا کے تمام قسیسون کو سرل سے سخت مخالفت پیدا ہوئی۔ اور سرل کی موت کے چند مدت بعد ان قسیسون کی مجلس قسطنطنیہ مین برپا ہوئی جسمین سرل کے عقائد اور رائے کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ سب ملکر اُسپر لعنت کرین۔ سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ مین اسی

---

[۵۱] نجلر صفحہ ۱۶۴ - ۱۰۱ - [۵۲] نجلر صفحہ ۱۴۳ [۵۳] نجلر صفحہ ۱۴۸ - [۵۴] نجلر صفحہ ۱۸۳ - ۱۸۹ -

مقصد سے جمع ہوئی اور اس مجلس نے سرل کے ایک ایک قول کو رد کرنے کے بعد اس عبارت مین سرل اور سرل کے معتقدون کو ملعون کیا۔ "ہم سب ایک رائے اور بغیر مشروط الفاظ کے سرل کے تمام اقرارات پر لعنت کرتے ہین کہ وہ بدعتون سے پُر ہین اور ہمارے کلیسا سے بالکل مختلف ہین۔ اور ہم اعلان کرتے ہین کہ ان اقرارات کا مؤلف ہمارے مذہب کی کوئی بات اپنے مین نہ رکھتا تھا۔ بلکہ اوسنے عداوت اور دروغ بیانی سے اپنے کالوینی عقائد کو ہمارے ساتھ منسوب کیا۔ تمام وہ لوگ جو ان اقرارات کو پڑھین اور انکو سچا اور بے عیب سمجھین اور تقریر یا تحریر سے اونکی طرفداری کرین تو ہم ایسے لوگون کو ایمان والون کی جماعت سے خارج کرتے ہین کہ وہ سرل کی بدعت مین شریک اور عیسوی کلیسا کے مخرب ہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ ایسے لوگون کو خواہ اُنکا کیسا ہی درجہ اور منصب ہو کافر اور مرتد خیال کیا جاوے۔ پس وہ کلیسا سے ہمیشہ کے لیئے خارج کیئے جاتے ہین اور اُنکا تعلق اس زندگی مین باپ اور بیٹے اور روح القدس سے قطع ہوگیا۔ اُنپر لعنت ہو اور وہ کلیسا سے خارج رہین اور موت کے بعد غارت ہوجاوین اور ہمیشہ کے عذاب سے انکو حصہ ملے" (فولانتی) ۱۶۷۲ عیسوی مین ایک تیسری مجلس بیت المقدس مین قرار پائی تاکہ سرل کی (جسنے) اقرارات کے خلاف اپنی رائے ظاہر کرے اور کلیسای یونان کی بچانی کو اُن لوگون کے مقابلہ مین قائم رکھے جو یونان کے کلیسا کی نسبت گمان رکھتے تھے کہ اُس مین کالون کے عقائد موجود ہین۔ پس اس کلیسا کو پروٹسٹنٹ مذہب مین لانے کے لیئے جو کوششین کی گئین اُن مین مطلق کامیابی نہوئی۔ مذہب کالون کے عقائد کلیسای یونان کی تعلیم سے بالکل مختلف تھے۔ بلکہ اُس مین بہت سے مسائل فقہ ایسے تھے جو بہ نسبت یونانی کلیسا کے اسلامی علماء کے عقائد سے زیادہ موافقت رکھتے تھے۔ اور جنکے خلاف کلیسا نے مسلمانون سے اکثر مناظرہ کیا تھا۔ اور یہی موافقت

۱؎ نجار صفحہ ۲۲۶۔

تھی جس سے اس بات کی ضرورت داعی ہوئی کہ اشاعت اسلام کی تاریخ مین اس تحریک کو
جو یونانی عیسائیون مین کالون کے مذہب کو رائج کرنے کے واسطے ہوئی لکھا جاوے
پس وہ عیسائی جو تصویرون کی پرستش کو بہت بُرا کہتے تھے اور قسیسون کے احکام بلکہ
قسیسی سرشتہ کو قطعاً ناجائز سمجھتے تھے اور جو انسان کو فاعل مختار نہ جانتے تھے اور جنکو
کالون کے سخت مذہبی مسائل سے پوری عقیدت تھی اور جن مین عہد جدید کی بہ نسبت
عہد عتیق کی باتون کا زیادہ چرچا تھا تو ایسے عیسائیون کو کلیسای یونان کے مقابلہ
مین جیسا کہ سترہوین صدی مین اس کلیسا کا حال تھا اسلام بہتر مذہب معلوم ہوا ہوگا۔ اور
کچھ شبہہ نہین کہ اُس زمانہ مین جو عیسائی مسلمان ہوئے اُنکو پہلے ہی سے اپنے بزرگون
کے کلیسا اور مذہب سے علیحدگی ہوکر کالون کے مذہب کی طرف میلان خاطر ہوا۔
کوئی ٹھیک اطلاع اسکی متعلق نہین ملتی کہ سرل کے معتقد تعداد مین کسقدر تھے اور یونانی
کلیسا پر کالون کے مذہب کا کسقدر اثر پڑا۔ یونانی قسیس اپنے کلیسا کے نہایت حامی
تھے اور اُنھون نے نہایت فخر ومباہات کے ساتھہ اپنے کلیسا کی سچائی کو قائم رکھا تھا
اور بدعت سے اسکو پاک ثابت کیا تھا۔ لیکن جب اُسپر کالوینی مذہب سے اتفاق رکھنے
کا اتہام لگا تو انھون نے بے دین سرل کو ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ اپنے عقائد مین تنہا ہے
اور کوئی اُسکا ہم خیال نہین[۵] مگر اس مین شبہہ نہین کہ سرل کے پیرو موجود تھے۔ اور جو
اقرارات اُسنے شائع کیے تھے انکو ایک مذہبی مجلس نے جس مین صرف سرل کے پیرو
جمع تھے تسلیم کیا تھا[۵] جن لوگون نے اُسکی بدعت سے اتفاق ظاہر کیا تھا اُنکو ۱۶۴۲ء
مین قسطنطنیہ کی مجلس نے اور ۱۶۷۲ء مین بیت المقدس کی مجلس نے کلیسا سے خارج کیا[۵]۔ اگر سرل کے پیرو
اور ہوا خواہ موجود نہ ہوتے تو دوبارہ مجلس کے جمع کرنے کی ضرورت کیون ہوتی؟ علاوہ

---

[۵] ترکون مین عیسائی غلامون کی نسبت مشہور تھا کہ جو پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہین اُنکو بہ نسبت دوسرے کیتھولک عیسائیون
کے اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ (گبن صفحہ ۲۱) [۵] نجلر صفحہ ۲۱۱-۲۲۷ [۵] نجلر صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ [۵] نجلر صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳

اسکے سرل کے ماننے والون مین سے چند لوگون کے نام بھی تحریر ہوے ہین - ان مین سے
ایک شخص سوفرونیوس شہر اتینا کا مطران تھا[۵۱] جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا طرفدار تھا - دوسرا
شخص نیکودیموس تیار اس تھا جو چھاپنے کی ایک کل لندن سے لایا تھا اور مذہبی رسالے شائع
کرکے مشتہر کرتا تھا - اس خدمت کی عوض مین سرل نے اسکو ایک علاقہ کا مطران کردیا تھا[۵۲]
کوریدالیوس فلسفی نے جو سرل کا دوست تھا کالوینی مذہب کی تعلیم کے لیئے قسطنطنیہ مین
ایک مدرسہ کھولا تھا - ایک یونانی جرجایوس نامی نے سوال و جواب کی ایک کتاب چھاپی
تھی جسکا مقصد یہہ تھا کہ کالون کے مذہب کو اپنے ہموطنون[۵۳] مین شائع کرے - سرل
نے ایک خط جسپر جولائی ۱۶۳۶ عیسوی کی تاریخ تھی جنیوا کی یونیورسٹی کو لکھا کہ لیجر نے
بہت سے لوگون کو کالوینی دین مین وعظ اور تلقین[۵۴] کے ذریعہ سے شامل کرلیا ہے ایک
اور خط مین جو سرل نے لیجر کے نام بھیجا لکھا تھا کہ جزیرہ کاندیا[۵۵] مین اُس نے اپنا رسوخ کس
طرح پیدا کیا - سرل کے بعد جو شخص بطریق مقرر ہوا وہ جلاوطن کرکے کارنیج کو روانہ کیا
گیا جہان سرل کے معتقدون نے گلا گھونٹ کر اُسکو مار ڈالا[۵۶] - بارتی نیوس دوم جو
مین ۱۶۴۶ء تک قسطنطنیہ کا بطریق ہوا کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تھا - اگرچہ
اُسنے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگون کو نہین دی لیکن اسکو اس مذہب کے ساتھ
ایسا حسن ظن تھا کہ آخر کار وہ بطریق کے عہدہ سے معزول ہوکر جلاوطن[۵۷] کیا گیا - پس اس سے
ظاہر ہے کہ کالوینی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پھیلا ہوا تھا جس حد تک سرل کے
دشمن اسکو تسلیم کرتے تھے - اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے جن عیسائیون نے مذہبی مجلسون
کے فیصلون سے انکار کیا جنکے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تھا تو اُن مین مسلمانون
کی بابت زیادہ موجود تھین اور یونانی قسیسون کا اثر بہت کم تھا - یہہ سچ ہے کہ کوئی مسلم الثبوت
شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ ٹرکی مین کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت

---

۵۱ تجلد صفحہ ۱۷۳ ۵۲ تجلد صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ ۵۳ تجلد صفحہ ۱۴۴ ۵۴ تجلد صفحہ ۱۷۰ ۵۵ نعل پہلی جلد صفحہ ۳۰۴ -
۵۶ ای قتلین - لوما صفحہ ۳۰۵ ۵۷ ای تین لوما صفحہ ۳۰۳

مین آسانی پیدا ہوئی[۱]۔ لیکن جب کوئی اور وجہ ترویج اسلام کی موجود نہین تو یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جن اسباب سے سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین کثرت سے عیسائی مسلمان ہوے اُن مین سے ایک سبب کالون کا مذہب بھی تھا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جس مین نومسلم عیسائیون کی تعداد ہر ایک زمانہ سے بڑھی ہوی تھی[۲]۔ اور جبکہ قسیسون مین سے اکثر لوگون کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا گیا تھا بلکہ یہہ تحریر ہوا تھا کہ کلیسا کے بڑے بڑے افسر اور عہدہ دار بھی مسلمان ہوگئے ان بڑے لوگون مین سے جزیرہ سوڈس کا مطران تھا جسنے اسلام قبول کیا[۳]۔ سنہ ۱۶۷۶ عیسوی مین کورنتھ کے عیسائی باشندون کی نسبت تحریر ہوا کہ اُن مین سے ہر روز چند آدمی مسلمان ہوجاتے ہین اور ایک برس پہلے سنہ ۱۶۷۵ء مین تین قسیسون نے اسلام قبول کیا[۴]۔ سنہ ۱۶۷۹ء مین ایک عیسائی راہب کی موت کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہوکر مرا[۵]۔ سلطان محمد چہارم کے فرزند مصطفےٰ کا جب ختنہ ہوا تو تیرہ دن کے زمانہ تبعیت مین دو سو عیسائیون کے قریب اسلام لائے[۶]۔ غرض اس زمانہ کی تاریخ مین عیسائیون کے مسلمان ہونے کے واقعات بکثرت نظر آتے ہین۔ سنہ ۱۶۶۳ء کے ایک مؤرخ نے ایسے عیسائیون کے حال کا جو اپنا مذہب چھوڑکر مسلمان ہوجاتے تھے ذیل کی عبارت مین لکھا ہے "جب تم ترکون سے اُنکی روزمرہ کی زندگی مین ملوگے اور دیکھوگے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ زبور گاتے ہین۔ غریبون کو خیرات دیتے ہین اور مسیح (علیہ السلام) کی نسبت نہایت اعلیٰ درجہ کے خیالات اُن مین موجود ہین اور انجیل کا وہ نہایت ادب کرتے ہین اور ایسی ہی اور نیک باتین اُنسے ہوتی رہتی ہین اور پھر یہ کہ

---

[۱] تونگین (۱۵۷۲-۱۵۷۳ عیسوی) کے پروٹسٹنٹ عالمون نے جو یونانی کلیسا مین پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت کیلیے کوششین کین اُن سے یہ نتیجہ ہوا کہ ملک ہنگریا مین سمرخیت کے افسر قارقارنے اگزبرگ کے اقرار (یعنی پروٹسٹنٹ مذہب) کو قبول کیا لیکن سنہ ۱۵۸۰ عیسوی مین یہ شخص مسلمان ہوگیا۔ (جوسلین صفحہ ۱۴۰)

[۲] شیفلر۔ فقرہ ۵۳-۵۶ فصلے پانچوین جلد صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ [۳] ہامر (۱) چھٹی جلد صفحہ ۹۴۔ [۴] سپون دوسری جلد صفحہ ۵۔ [۵] ہامر (۱) چھٹی جلد صفحہ ۳۴۴ [۶] بحیرہ شام کا ابتدائی سفر مؤلفہ تھیونٹ ڈوریٹ صفحہ ۱۲۱ طبع لندن سنہ ۱۶۹۳ء

ایک گدھا بھی بادشاؤن کو تحفہ دیکر قسیس کا عہدہ حاصل کرسکتا ہے جو عیسوی تعلیم کی تمکو زیادہ ہدایت نہ کریگا تو تمکو خیال پیدا ہوگا کہ ترک اچھے لوگ ہین اور غالبًا نجات کے مستحق ہین پھر یہہ سوچوگے کہ اگر تم بھی ترک ہوجاؤ تو تمکو بھی نجات ملیگی - پس اس خیال کے آتے ہی مقدس ثالوث اور خدا کا مصلوب فرزند اور مذہب کے اور راز جو سوای نورانی عقلون کے کوئی نہین جانتا تمہارے دل سے محو ہوجاوینگے اور مسیحی دین بغیر معلوم ہوے تمہارے دل سے غارت ہوجائیگا - اور تم سمجھوگے کہ عیسائی ہونا اور مسلمان ہونا تو ایک ہی سی بات ہے[۵۱]"

کلیسای یونان کی دوسری حالت جسکی وجہ سے عیسائیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوئی یہہ تھی کہ قسیس خاص کر وہ جو اعلیٰ درجہ رکھتے تھے ذلیل اور خوار ہوگئے تھے اسقفون کے عہدے کا نیلام ہوتا تھا اور جو شخص سب سے بڑھکر بولی بولتا تھا اُسکو اسقف کا عہدہ ملجاتا تھا - اور یہہ خریدار اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ لیکر اپنے نقصان کی تلافی کرتے تھے - غریب عیسائیون پر یہہ اسقف معمولی اور غیر معمولی محصول لگاتے تھے اور انکو اصطباغ - اقرار - عشا - تدفین کے وقت اور نجات نامون کے لیئے روپیہ دیکر یہہ مذہبی فرائض ادا کرنے ہوتے تھے - بعض نے پنجیری فوج کے لوگون سے سازش کر رکھی تھی - اور اسقفون نے اپنے کنبہ والون کے نام پنجیری کی رجسٹرون مین لکھوا لیئے تھے تاکہ لوگون کو جو کچھہ آزار پہونچائین اُسکے انجام سے محفوظ رہین - اور جو کچھہ جرائم اُن سے سرزد ہون اس فوج کی حمایت سے جسکو سلاطین ترک نے بہت زور پکڑنے دیا تھا انکو کچھہ سزا نہ مل سکے[۵۲] - اس زمانہ کے ایک عیسائی مؤرخ نے جو یونانی قیسون کے ظلم کے واقعات چشم دید لکھے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون کی حالت نہایت دردناک تھی - تورنفور نے بہت سے ایسے بطریق کے

---

۵۱ شیفلر - فقرہ ۵۵ - ۵۲ بنطیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۱۳ - ۱۵ - نیز دیکھو صفحہ ۲۹ -

انتخاب کی نسبت لکھا ہے کہ "اسمین شبہہ کرنے کی مطلق ضرورت نہین کہ بطریق منتخب ہونے کے بعد چین کرتا ہے - کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت کے ظلم اور سختیون کا دور شروع ہوتا ہے - پہلا فرض یہ ادا کیا جاتا ہے کہ تمام اسقفون اور بڑے درجہ کے قسیسون کو سلطانی احکام سے اطلاع دی جاتی ہے - پھر بطریق کے غور و تجسس کے لیئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک اسقف کی آمدنی کو تحقیق کرے - پہلے اسقفون پر ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے اور پھر ایک پروانہ تاکید کا روانہ ہوتا ہے کہ زر مطلوبہ فوراً روانہ کیا جاوے ورنہ اُن کے علاقون کا نیلام ہو کر سب سے بڑھکر بولی بولنے والے کو وہ دیدیئے جاوین گے - اسقف جو پہلے ہی اس بنج بیوپار سے واقف ہوتے ہین قسیسون سے محصول وصول کرتے ہین قسیس پادریون پر روپیہ کی سختی کرتے ہین اور پادری عیسائیون سے جو انکے علاقون مین ہوتے ہین روپیہ اُگاتے ہین - اور جبتک دام نہین لے لیتے مقدس پانی کی ایک بوند تک نہین چھڑکتے[1]"

"اگر اسکے بعد بھی بطریق کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تو روپیہ وصول کرنے کے اختیارات وہ کسی مسلمان کے ہاتھہ بیچ ڈالتا ہے اور جس کسی ترک نے ان اختیارات کے مول لینے کے لیے سب سے زیادہ روپیہ دیا وہ یونان پہونچتا ہے اور قسیسون سے روپیہ وصول کرنا شروع کرتا ہے - اگر قسیسون پر بیس ہزار کراؤن محصول لگا ہے تو یہ ترک بائیس ہزار وصول کرتا ہے جنمین دو ہزار کراؤن تو اُسکی محنت کا معاوضہ ہوے اور باقی اخراجات اسقفون کے ذمہ پڑے - معاہدہ کے مطابق جو قسیس محصول نہین دیتے اُنکو یہ ترک دینی کامون اور منصبون سے بے اختیار اور معزول کر سکتا ہے[2]"

قسیسون کی نسبت یہان تک لکھا گیا ہے کہ وہ عیسائیون کے بچون کو لیجاتے ہین اور غلام بنا کر بیچتے ہین تاکہ جو کچھہ روپیہ اس طرح وصول ہو اُس سے کلیسا کے عہدونکی

[1] تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱ - مؤرخ سیون نے بھی ایسی ہی عبارت لکھی ہے پہلی جلد صفحہ ۵۶ -

خرید و فروخت کی جاوے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین جن سختیون سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل موجودہ صدی مین زیادتیان ہوئین۔ بوسینا کے کلیسا مین آسٹریا کے تسلط سے پہلے جو تکلیفین عیسائیون کو اُٹھانی پڑین وہ تورنفور کے مذکورۂ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہین سراجیو کا مطران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقے کے عیسائیون سے لیا کرتا تھا۔ یہ رقم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹھیک دوگنی تھی۔ اور اسکو وصول کرنے کے لیئے بدنصیب عیسائیون پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے مین فرنسیسون کی مدد کرین۔ اگر عیسائیون نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوے کہ جسقدر روپیہ فرنسیسون[۵۲] نے طلب کیا ہے وہ دے سکین تو دیہات کی وہ کیفیت ہوتی تھی جو لڑائی کے وقت محصور شہرون کی ہوتی ہے۔ جب خود افسران کلیسا کے ظلم اس درجہ کو پہونچے جنکا فرض تھا کہ عیسائیون کی حفاظت کرین تو ان ظلمون کی وجہ سے جب کبھی عمدہ موقع ملا بغاوتین برپا ہوگئین[۵۳]۔

پس یہہ تعجب کی بات نہین ہوسکتی کہ بہت عیسائیون نے ان ظلمون سے بچنے کے لیے اسلام قبول کرلیا ہو[۵۴]۔

---

۵۱ ازلی صفحہ ۱۳۔ ۵۲ ایوانس - پہلی جلد صفحہ ۲۶۷ - اسیطرح سکنزی اور ارلی نے لکھا ہے کہ "قدیم ملک سائبیریا کے کئی حصون مین سقف کے نام کے ساتھہ یہ خیال شامل ہوتا تھا کہ ترکون کی لوٹ سے جو کچھہ روپیہ بچے وہ سقف کا مال ہوتا تھا" صفحہ ۲۵۸۔ یونانی فرنسیسون کے حال مین ایک مصنف نے "ریویو دے دکس مانڈیس" (توم ۹ صفحہ ۳۲۳) مین ذیل کا قصہ لکھا ہے "اس صدی کے شروع مین ترنونا کے مقام کے ایک پادری کے ساتھہ جسکا نام جاچم تھا اور جسکے ساتھہ اُسکے ماتحت عیسائی بہت محبت کرتے تھے سقف کو عداوت پیدا ہوئی۔ ایک دن سقف نے پادری کو حکم دیا کہ ہمارے اصطبل مین بیگار پر کام کرے۔ پادری نے انکار کیا۔ انکار کرتے ہی سقف کے نوکرون نے لاٹھیون سے پادری کی خوب خبر لی لیکن پادری بھی مضبوط تھا۔ کچھہ دیر تک اپنے تئین بچاتا رہا۔ پھر وہ اپنا چغہ چھوڑ کر قاضی کے پاس پہونچا اور آفتاب غروب ہوتا تھا کہ یہہ عیسائی پادری ایکا مسلمان ہوگیا"

۵۳ پنطیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۸۷۔ ۵۴ پنطیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۸۷ - نچلر صفحہ ۲۹۔

ادنی درجہ کے قسیس اگرچہ ایسے الزامون سے بری تھے جو اُن کے افسرون پر عائد ہوتے تھے تاہم اُن مین سے اکثر لوگ جاہل اور ناخواندہ[۵۱] تھے - یہہ لکھا گیا ہے کہ سترہوین صدی کے اخیر مین مشکل سے بارہ عیسائی تمام قلمرو عثمانیہ مین ایسے تھے جو قدیم یونانی زبان کے پورے طور پر ماہر ہون قسیسون مین یہ بڑی لیاقت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ وہ پڑھنا جانتے ہون حالانکہ نماز کی کتاب مین جو الفاظ ہوتے تھے اُنکے معنی تک اُنکو معلوم نہوتے تھے[۵۲]

عیسائیون کی سوسائٹی مین جسمین قابل نفرت باتین تھین ویسی ہی ترکون کی زندگی اور خصلتون مین وہ خوبیان موجود تھین جو لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتی تھین - قدیم ترکونکی لیاقت اور عمدہ خصائل کو جب کلیسا کے پیشواؤن اور معلمون سے مقابلہ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ان باتون کا قدرتی طور پر ایسے عیسائیون کے دلون پر اثر ہوا ہوگا جو یونانی کلیسا کے عہدہ دارون کی خودغرضی طمع اور خیانت سے متنفر ہوگئے تھے عیسائی مصنفون نے ہمیشہ ترکون کی تعریف کی ہے کہ اُنکی زندگی مین نہایت خلوص ہے اور بڑے جوش عقیدت سے وہ اپنے مذہب کے فرائض ادا کرتے ہین - اُنکے لباس اور طرز معاشرت مین نہایت متانت اور نفاست پائی جاتی ہے - اور اُنکی زندگی ایسی سیدھی سادی ہے کہ بڑے اور اختیار والے لوگون مین بھی غرور یا نمود کا نشان نہین شہنشاہ[۵۳] لیوپولڈ اول نے جو سفارت سلطان روم کے پاس ۱۶۶۵ء مین بھیجی تو اس سفارت کے مؤرخ نے ترکون کے مذہبی جوش اور پابندی وقت سے نماز پڑھنے کی بہت تعریف کی اور لکھا کہ "عیسائیون کو شرم دلانے کے لیئے ہمکو اسوقت یہہ کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون کے مقابلہ مین ترک اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین - اور اُنکی یہ بات عیسائیون سے کہین بڑھکر ہے کہ نماز کے وقت کسی

---

[۵۱] فنلے - چوتھی جلد صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۴ [۵۲] تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۱۰۴ مقابلہ کرو نیچلر صفحہ ۲۹ - ۳۱ سیلون پہلی جلد صفحہ ۴۴ -

[۵۳] تکلے سے رکیتے مگلا تیو صفحہ ۱۳ - (ب م) - ۱۵ (ب) ۱۷ (ب) ۲۰ (الف) وینیہ ر صفحہ ۳۲ - ۳۶ - بوسبک صفحہ ۱۷۴

ترک کا دھیان دوسری چیز کی طرف نہین بٹتا۔ کوئی مسلمان ایسا نظر نہ آئیگا جو عبادت کے وقت عبادت مین ہمہ تن مصروف نہو اور ادب اور تعظیم کی وہ کل علامتین اُسکی صورت سے ظاہر نہوتی ہون جن علامتون کا اپنے خالق کے لیئے ظاہر کرنا اُسکی مخلوق کا فرض ہے[۵۱]

ترکی سپاہ کو بھی اُس تعریف کا حصہ ملا ہے کہ جسکی وہ مستحق تھی۔ جب چارلس دوم نے سلطان کے پاس سفارت روانہ کی تو سفارت کے سکرٹری نے لکھا کہ جس وقت ترکی فوج ملک مین سے گذری تو ملک کے باشندون کو کوئی شکایت اس قسم کی نہین ہوئی کہ سپاہیون نے اُنکا مال لوٹا ہو یا اُنکی عورتون کو بیعزت کیا ہو جس رستہ سے فوج کا گذر ہوا تو فوج کے گذرنے سے دو یا تین دن پہلے سب شرابخانے مقفل کر دیے گئے اور اُن پر مہرین لگا دی گئین اور حکم تھا کہ کوئی آدمی کسی سپاہی کے ہاتھہ شراب نہ بیچے ورنہ سزاے موت کا مستوجب ہوگا[۵۲]۔

ایسے عیسائی مصنفون نے بھی جنکو ترکون کے ساتھہ عشق نہ تھا ترکی ملکون کی تعریف کا فرض ادا کیا ہے۔ ان مین سے ایک مصنف نے جس نے مسلمانون کے مذہب کی نسبت نہایت سخت توہین کے کلمے لکھے ہین ترکون کی نسبت لکھا ہے کہ "قرآن کی کیچڑ (نعوذ باللہ) مین بھی تمکو مسیحی نیکیون کے جواہرات بکھرے ملین گے مسلمانون کی سیرت اور اُنکی تاریخ کو اگر عیسائی دقیق نظر سے پڑہین اور اُنپر غور کرین تو اُنکو غیرت آئیگی کہ مسلمان عبادت اور پرہیزگاری اور خیرات دینے کے کیسے پابند ہین جسوقت وہ مسجدون مین ہوتے ہین تو کس محویت سے خدا کی بندگی مین مصروف ہوتے ہین۔ پاکیزگی اور تقدس اُن مین کس درجہ ہوتا ہے۔ اپنے علمای دین کے وہ کیسے مطیع ہوتے ہین۔ سلطان بھی سوائے اسکے کچھہ نہین کر سکتا کہ مفتی سے فتوی لے لے پنج وقتہ نماز کے خواہ کہین اور کسی کام مین ہون مسلمان کیسے پابند ہین کس طرح صبح سے رات تک کے روزے مہینہ بھر تک رکھتے

---

[۵۱] لزلی صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۲ [۵۲] ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۸۹۔ دیکھو جرجیز صفحہ ۵۳۔ ۵۴۔ مناوینو صفحہ ۷۳۔

ہین - اُن مین آپس مین کسقدر محبت اور سلوک ہے - اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھہ کیسا مخیر ہے - اُنکے شفاخانون سے جو غریبون اور مسکینون کے لیئے اُنھون نے بنا لیے ہین معلوم ہوتا ہے کہ غیرون کے ساتھہ بھی اُنکو کس قدر ہمدردی ہے - اگر اُنکے انصاف اور اُنکی پرہیزگاری اور نیکیون کا خیال کرین تو ہمکو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک مین ہم کیسے سست قدم ہین - ہمکو اپنی بے انصافیون پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آنی چاہیئے - بیشک انصاف کے دن مسلمانون کا پلہ ہم سے بھاری رہے گا - بیشک اُنکا ایمان اُنکی نیکیان اُنکی رحمدلی وہ چیزین ہین جن سے اسلام کو فروغ ہوا"

زمانۂ حال کے ایک مؤرخ نے بھی یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے[۵۱] وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے لائق اور نیک بخت یونانی عیسائیون کو خیال ہے کہ مسلمان اُنسے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین عیسائی اگر بچپن مین خراج کے طور پر وصول ہوکر سلطان کے ہان اسلامی تربیت پانے سے بچ گیئے تو زیادہ عمر مین انھون نے خود اسلام قبول کرلیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسایٹی کی عمدگی کو بھی عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیئے جیسے خاص خاص عیسائیون کے حسب جاہ کو اُسکی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے"

آجکل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُسکی سلطنت سے ملکون کے نکلنے کو دیکھہ رہے ہین اور اُسکا لقب "بیمار آدمی" سننے کے عادی ہوگئے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ سلطنت بہت جلد مٹ جائیگی اُنکے لیئے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ نے اپنے زمانۂ عروج مین یورپ کے ملکون مین پیدا کیئے تھے بہت دشوار ہے -

اُس زمانہ مین ترکون کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگون مین سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کردی تھی - عیسائی عملداریان ترکون کے قبضہ مین آتی جاتی

---

[۵۱] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۹ -

بلغاریہ - سرویہ - بوسینا - ہنگری کی ریاستین عیسوی ریاستین ہونے کی حیثیت سے اپنی آزادی ترکون کے حوالے کر بیٹھین - وینس کی نہایت مغرور سلطنت نے دیکھا کہ اُسکے ملکون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھہ نہین کر سکتے - یہان تک کہ وینس کا نشان جسپر سینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تھا صرف بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر اُڑتا رہ گیا - جب اوٹرانٹو کو ترکون نے فتح کیا تو روما الکبرے کی بھی خیر نظر نہین آتی تھی[۵۱] - پندرھوین صدی عیسوی کے عیسائی اپنی تصانیف مین لکھتے تھے کہ اگر ترکون کی ترقی کو نہین روکا گیا تو عیسوی یورپ کی قسمت پھوٹ جائیگی - ترکون کی نسبت لکھا کہ وہ خدا کے ہاتھہ کا کوڑا ہین تاکہ بندون نے جو گناہ کیے ہین اُنکی سزا دی جاوے - یا یہہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب کے جھوٹے بھیس مین عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیئے بھیجی گئی ہے - لیکن جو بات سب سے زیادہ غور کی ہے وہ یہہ ہے کہ بعض عیسائیون کے دل مین حسب ذیل سوال پیدا ہوے - وہ کیا یہہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانون کو بغیر کسی معقول وجہ کے اسطرح بے شمار تعداد مین برباد ہونے دیتا - کیا یہہ لاکھون مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعوذ باللہ) مبتلاے عذاب ہونگے - خدا کی اسقدر مخلوق سچے دین کی کس طرح مخالف ہو سکتی ہے - کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات ہے اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ الفت رکھتے ہین اور جسکی زیادہ خواہش کرتے ہین - یہہ کسی طرح ممکن نہین کہ اسقدر آدمی حق بات کی مخالفت پر آمادہ ہون - وہ کس طرح حق بات کے خلاف فروغ پا سکتے ہین کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے - اگر غلطی کی کمزور اور بوسیدہ بنیاد پر مسلمانون کا مذہب قائم ہوتا تو اُسکو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہو سکتی تھی؟" غرض اس قسم کے خیالات تھے جو ترکی سلطنت مین عیسائیون کے دل پر برابر اثر ڈالتے تھے - اور

---

۵۱ لارڈ بیفنٹن نے اپنے کلیات مین ترکون کی فتوحات پر چند شعر انگریزی مین لکھے ہین جنکا نثر مین یہ ترجمہ ہے "اور جھکتا ہوا ہلال یورپ کی آنکھون مین آسیب کی طرح پھرنے لگا - یہانتک کہ روما کی اکثر لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم مرنے نہ پائینگے اور ایک دن یہ جنگی ترک روما کے عالیشان محلون اور کلیساؤن کی بھی صفائی بول دینگے" لارڈ بیفنٹن کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۴۲ - ۱۴۱ - ۵۲ ترکگے سپور کیتیے سکلا تیو - ۱۲ (ب) ۱۳ (الف)

خاص کر اُن مصیبت زدہ عیسائی غلامون پر ان خیالات کا اثر پڑتا تھا جو برسون سے غلامی کی حالت مین مبتلا مایوسی کے ساتھ زندگی کاٹتے تھے اور جنکو غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی تکلیفون سے چھوٹنے کی امید باقی نہ رہی تھی۔ پس کیا تعجب ہو کہ کسی عیسائی غلام نے اپنے دل سے یہہ پوچھا ہو کہ "اگر خدا ایسے دین سے خوش ہوتا جسکا تو سہارا لیئے ہے تو وہ کبھی تجھ کو اس بیکسی کی حالت مین نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور اپنے قدیم مذہب مین داخل رہنے کے لیئے تیری مدد کرتا۔ لیکن اب خدا نے آزادی کا رستہ تجھپر بند کر دیا ہے اب شاید خدا کی یہی مرضی ہے کہ تو اپنا دین و آئین چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر نجات حاصل کر"[۵۱]

یہ مذہبی وسوسے ایک عیسائی غلام کے دل مین پیدا ہوے تھے جسکو برسون بیت گئے تھے اور غلامی کی مصیبتون سے چھٹکارا نہ ملتا تھا۔ پس کوئی شبہہ نہین کہ اس قسم کے خیالات اُن بدنصیب عیسائیون کے دل مین بھی گذرے ہونگے جو قید خانون مین قید تھے اور ان خیالات سے مجبور ہو کر انھون نے اپنے قدیم مذہب کی بندشون کو توڑ ڈالا ہوگا اور مسلمان ہو گئے ہونگے۔ اگر یہہ غلط قصہ کہ مسلمان غیر مذہب والون سے کہتے تھے کہ یا تو قرآن کو مانو یا تلوار اور ٹھاؤ سہی ہوتا تو بہت عیسائی ایسے تھے جو مسیحی دین کے لیئے لڑکر اور مر کر شہادت کا رتبہ حاصل کرتے مگر اب یہہ عیسائی برسون کی غلامی اور اسیری کی حالت مین اسلامی خیالات سے متاثر ہوتے رہے اور مہربانیون نے اُن عیسائیون کو مسلمان کر ڈالا جبر نے ظاہر کچھہ اثر نہ کر سکتا تھا۔[۵۲] عیسائی غلامونکی حالت اگرچہ بہت رحم کے قابل تھی مگر وہ غلام جو ترکون کے گھرون مین خدمتگارون کی طرح رہتے تھے اُنکی حالت اُن غلامون سے

---

۵۱ ترکلے سپور کیتیے۔ سکلاتیو۔ صفحہ ۲۷۔ (الف) ۵۲ ترک جسم کو ایذا نہین دیتے بلکہ پرہیزگاری کے بہیس مین ظاہر طریق پر اُسکی خدمت کرتے ہین۔ اپنے شیطانی فریب سے وہ روح کو جو جسم کے اندر ہے اُسکا ایمان لیکر اُسکو تلف کر دیتے ہین۔ بیشمار عیسائی اس بات کی تصدیق مین موجود ہین۔ اُن مین سے بہت عیسائی ایسے تھے جو عیسوی مذہب کی حمایت مین اور روحانی نجات کی خواہش سے مرنیکو طیار ہو جاتے لیکن جسم کی موت سے بچانیکے لیئے انکو قید مین ڈالدیا اور کچھہ وقت گذرنیکے بعد اسلام کا زہر اُنمین پھیلنے لگا اور مسلمانونکی ترغیب سے عیسائیون نے نہایت سفلے پن سے مسیح کا دین ترک کیا۔" ترکلے سپور کیتیے سکلاتیو

۲ صفحہ ۱۔ مقابلہ کرو ۴۔ (الف)

زیادہ خراب نہین تہی جو یورپ کے اور ملکون مین خدمتگاری کرتے تہے - اسلامی شریعت مین جو قواعد غلامی کے تہے انہون نے غلامی کی شدید سختیان دور کردی تہین - علاوہ اسکے ترکی مین غلامون کے ساتہہ وہ ظلم اور بے رحمیان نہین ہوتی تہین جو شمالی افریقہ کی قزاقی عملداریون مین گذرا کرتی تہین ترکون مین غلامون کو مثل آزاد لوگون کے حقوق حاصل تہے یہانتک کہ غلام کے ساتہہ اگر آقا نے سختی کی تو غلام اپنے آقا کو قاضی کے سامنے بلا سکتا تہا - یا اگر غلام نے شکایت کی کہ آقا کا اور اُسکا مزاج ایسا مختلف ہے کہ اُن دونون کا ساتہہ نبہہ نہین سکتا تو قاضی آقا کو مجبور کرتا تہا کہ غلام کو کسی اور شخص کے ہاتہہ فروخت کردے[۵۱] -

عیسائی غلامون کی حالت مختلف تہی اور اُسکا اچہا یا بُرا ہونا اس بات پر منحصر تہا کہ یہ غلام غلامی کی سختیون کو اپنی حالت کے موافق کس درجہ تک برداشت کرسکتے تہے - بڑی عمر کے عیسائیون اور قسیسون اور رہبانون اور ایسے عیسائی غلامونکی حالت جو شریف نسل سے تہے سب سے زیادہ خراب تہی جو عیسائی غلام طبابت یا کوئی اور پیشہ جانتے تہے اُنکے ساتہہ آقاؤن کا برتاؤ اچہا ہوتا تہا کیونکہ اُنپر جسقدر روپیہ صرف ہوتا تہا اُسکا معاوضہ بخوبی مل جاتا تہا[۵۲] جو غلام کشتیان علانیہ پر مقرر تہے اُنکو سب سے بدتر حالت پہنچتی تہی - اُن کی حالت فی الحقیقت ایسی تہی کہ اگر حد سے زیادہ سلوک اور مہربانی ہی اُن کے ساتہہ کی جاتی

---

[۵۱] مناویز صفحہ ۹۶ - جان ہیرس - ناولکان نیومین کی ایمیزان نیو مہابیہ کا دوسری جلد صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ لندن ۱۸۳۶ء

[۵۲] ترکونکی تعریف مین یہ کیا خوب کہی ہے کہ وہ اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتہہ جنکی محنت سے وہ کسی قدر نفع اٹہاتی ہین اچہا سلوک کرتے ہین اور اکثر اوقات اُنکا برتاؤ عیسائیون کے برتاؤ سے جو وہ اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتہہ کرتی ہین بہتر ہے مسلمانون مین اگر کوئی غلام کسی طرح کا پیشہ سیکہہ لیتا ہی تو اُسکو سوا آزادگی کے اور کسی بات کی ضرورت نہین ہوتی - سوا اُس آزادی کے اُسکو تمام ایسی چیزین میسر ہوتی ہین جنکی ایک آزاد آدمی کو ضرورت ہوسکتی ہے" (فون ہن ریشن صفحہ ۱۳۲) [۵۳] سر ولیم سٹرلنگ اکسول فن آف یسٹ کا حال لکہا ہے کہ "ان آفت زدہ غلامونکی زندگی جو ترکون کے جنگی جہازون پر تپوارون سے بندہے ہوتے تہے اُن غلامونکی زندگی سے بہتر یا بدتر نہین تہی جو عیسائیون کے جہازون پر صلیبی نشان کے سایہ مین جہاز چلاتے تہے سخت کام اکساتا گیونسے اور طمانچے اُنکی قسمت مین ہوتے تہے زمین پر جب اُترتے تہے تو شاید میسلز اور بابسیلونہ کے قید خانونکے مقابلہ مین ترکی کے قید خانے زیادہ غلیظ اور پرشور معلوم ہوتے ہون لیکن اگر مصیبتون کے بھی درجے قائم ہوسکتے ہین تو سمندر پر عیسائی غلامون کو ترکونکی بہ نسبت عیسائیون کی قید سے زیادہ نفع رہتا تہا وجہ یہ تہی کہ سلطان کے جہازون پر جہاز کے کمینے والے غلام نفع کا مال ہوتے تہے اور مالک کو اپنے مال کا خیال ایسا ہوتا تہا کہ بعض وقت اُسکے منصبی نفس مین یہ خیال مخل ہوجاتا تہا" (پہلی جلد صفحہ ۱۰۲ - ۱۰۳) -

تو بھی جو دشوار کام اُن کے ذمہ تھا اُس کی سختیان کم نہ ہوتین - علاوہ اس کے جو غلام ترکی سلطنت کا مال تھے اُن کی حالت اُن غلامون سے نہایت خراب تھی جن کو معمولی لوگون نے خریدا تھا[۵۱] - قاعدہ کے بموجب عیسائی غلام اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد تھے - سلطنت ٹرکی کے سرکاری قیدخانون مین گرجا بنے ہوے تھے اور عیسائی قیدیون کے لیئے قسیس مقرر تھے اور اُنکو حکم تھا کہ غلامون کو جو کشتیان چلانے پر مقرر ہین مذہبی دلجوئی اور اطمینان ضرورت کے وقت دین[۵۲] - عیسائی غلام جو مسلمان ہوگئے اُنکی تعداد بہت تھی - بعض واقعات ایسے بیان کیے گئے ہین جنمین مذہب چھوڑنے کے لیئے ان غلامون پر سختی کی گئی[۵۳] - لیکن قاعدہ عموماً یہہ ہی تھا کہ مذہب چھوڑنے پر آقا اپنے غلامون کو بہت کم مجبور کرتا تھا - البتہ غلامی کے شروع زمانہ مین عیسائی غلامون پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرلین لیکن اسکے بعد اگر اُنپر کچھہ اثر نہ ہوا تو اُنکو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے[۵۴] - اس لیے اکثر غلامون نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا - جس حالت مین قسطنطنیہ مین عیسائی سفیرون کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا

---

[۵۱] گبن صفحہ ۱۶ [۵۲] گبن صفحہ ۳۲۳ [۵۳] جان ہیرس - ناولگان تیوم انکوسی اتینیزان تیوم سلیبو تیکا دوسری جلد صفحہ ۱۸۱

[۵۴] "ان بدقسمت لوگون کے لیئے اگر وہ جوان ہوے تو غلامی کا ابتدائی زمانہ خاصکر سخت ہوتا ہے کیونکہ ترک انکو یا تو خوشامد سے اور اگر خوشامد ذلیل تو سختی سے مسلمان کرنا چاہتے ہین لیکن جب اس طوفان سے وہ صحیح سلامت نکل آتے ہین تو غلامی کی حالت جیسی کون مین گوارا ہوسکتی ہے کہین نہین ہوسکتی" (فون ہن ریش صفحہ ۱۳۴) جرجیوز نے لکھا ہے کہ جو غلام عیسائی مذہب پر قائم رہتے تھے وہ کچھہ زمانہ کے بعد آزاد کردیے جاتے تھے - یہہ مصنف لکھتا ہے کہ اگر یہہ لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے تو ایک زمانہ مقرر کردیا جاتا تھا جسکے بعد وہ آزاد ہوجاتے تھے - لیکن اُن عیسائی غلامون کے لیئے جنھون نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرلیا تو اُنکی غلامی ختم ہونے کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر تھا اور نہ اُنکو وطن واپس جانے کا حق رہتا تھا - بلکہ آزادی کی جو کچھہ امید اُنکو ہوسکتی تھی وہ اُنکے آقاؤن کی خوشی پر منحصر ہوتی تھی" (صفحہ ۸۷) اسی طرح مصنف مینا ویونو ۶۵ صفحہ پر لکھا ہے - کان تکزنی فوس نے عیسائی غلامون کے آزاد ہوجانے کا زمانہ سات برس لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ "ترک اپنے غلامون کا بہت اعتماد کرتے ہین کیونکہ اُنکے پیغمبر نے اور احکام کے ساتھہ یہہ حکم بھی دیا تھا کہ غلام سات برس سے زیادہ غلامی کی حالت مین نہ رہین کوئی مسلمان ایسا نہین جو اس حکم کا پابند نہو" (صفحہ ۱۲۸)

کہ اُنکے وطن کا کوئی عیسائی جو نوکری کرکے اُنکے ساتھ آیا ہے کہین مسلمان نہ ہوجاوے تو آسانی سے سمجھ مین آسکتا[۵۱] ہے کہ وہ عیسائی غلام جنکو پھر وطن پہونچنے کی قطعی امید جاتی رہی تھی اور اُن کے لیئے وہ سامان نہ رہے تھے جو مدت کے سیکھے ہوے مذہب کو مضبوط رکھین اور جو اُنکو نئی سوسائٹی مین شامل نہ ہونے دین وہ کس طرح اسلامی اثر سے جو ہر وقت اُنکے لیے موجود تھا متاثر ہوکر مغلوب ہوگئے اور کوئی روک ٹوک نئے مذہب اور نئی سوسائٹی مین شامل ہونیکی اُن کو محسوس نہ ہوئی۔ سترہوین صدی عیسوی کے ایک انگریز سیاح نے ان عیسائیون کی نسبت لکھا ہے[۵۲] کہ "بہت کم عیسائی ایسے ہین جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہون اور اُن سے بھی کم وہ لوگ ہین جنکو عیسائی مذہب پر جسکی اُنہون نے تعلیم پائی تھی قائم رہنے کی ہمت اور جرأت باقی ہو اُنکی دینی تعلیم ناقص تھی اور مذہب کے اصولون اور دلائل کے متعلق اُنکا علم نہایت قلیل تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عیسائی تو اس خیال سے کہ کہین غلامی کی مصیبتین نہ اُٹھانی پڑین ایسے بے صبر اور خوف زدہ ہوگئے کہ اُنہون نے فوراً ترکون کا مذہب قبول کرلیا اور بعض اسطرح اپنے مذہب سے برگشتہ ہوے کہ اسلامی قانون نے جن لذائذ نفسانی کو جائز رکھا تھا اُنکی طرف اُنکو رغبت ہوئی۔ علاوہ اسکے سامان ایسے موجود ہی تھے کہ تبدیل مذہب سے وہ اپنی حالت کی اصلاح کرلین۔ پس جب اُنکو اپنی نجات کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اُنہون نے اپنے نجات بخشنے والے کو اور اپنے مسیحی دین کو ترک کیا اور اپنے وطن اور ملک کو بھول گئے اور اب وہ غیر ملک والے نہین معلوم ہوتے بلکہ ٹرکی کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین"۔

---

[۵۱] یہ عیسائی جو ترکی یا اور اسلامی سلطنتون مین آباد ہوگئے تھے اون کے لیئے کافی وجہ تھی کہ اپنے ہم مذہبون کے اکثر مسلمان ہوجانے پر افسوس کرین۔ اس زمانہ کے نسیسون کی تحریرین ایسی شکایت سے بھری پڑی ہین۔ غلامون کی حالت پر رحم آتا تھا اگرچہ اُنسے نفرت بھی ہوتی تھی لیکن آزاد عیسائیون کی حالت سخت افسوس اور رنج کے قابل تھی۔ عیسائی سفیرون کو کسی وقت اس بات کا یقین نہین ہوتا تھا کہ اُنکے ملازم اُنکو چھوڑکر نہ چلدینگے۔ اور جبتک شام نہوتی تھی وہ یہ نہین کہتے تھے کہ دن خیریت سے گذرا (گلن صفحہ ۲۲) مقابلہ کرو فون ون ورتیس صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ و ہاس صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲

عیسائی غلامون کا مذہب تبدیل کرکے مسلمان ہوجانا خود اُنکی مختلف طبیعت اور حالت پر منحصر تہا۔ جس گمنام عیسائی غلام کی عبارتون کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اور جو عرصۂ دراز تک حالت غلامی مین رہنے کی وجہ سے ان امور کی نسبت صحیح راے دے سکتا تہا اُسنے عیسائی غلامون کی تین قسمین بیان کی ہین[۱] پہلی قسم کے غلام تو وہ تہے جو اپنے آقاؤن کے مذہب کو سمجھنے کی طرف سے بالکل بے پروا تہے اُن کے لیئے صرف اس بات کا علم کافی تہا کہ ترک کافر ہین اور جہانتک اُنکی اسیری کی حالت اور غلامی کی تکلیفین اجازت دیتی تہین وہ ترکون سے اور ترکون کے مذہب سے پرہیز کرتے تہے اور ڈرتے تہے کہ کہین اُنکے مذہب کی تحقیق اور تفتیش مین پڑکر وہ گمراہ نہ ہوجاوین۔ پس یہ لوگ جہانتک اُنکو علم اور قوت حاصل تہی اپنے مسیحی دین کے پابند رہے۔ دوسری قسم کے عیسائی غلام وہ تہے جنکو ترکون کے افعال کی چھان بین کا شوق تہا۔ اگر خدا کی مدد سے اُنکو اس قدر وقت ملا کہ ترکون کے بہید اُن پر کہل گئے اور اُنکو اتنی سمجھ ہوی کہ ترکون کے مذہب کو بخوبی تحقیق کرکے اُسکا مطلب سمجھ گئے تو وہ بہی اس مرحلہ کو بغیر نقصان کے طے کرلیتے تہے اور اپنے مسیحی دین مین زیادہ پختہ ہوجاتے تہے۔ تیسری قسم کے غلام وہ ہین جو مسلمانون کے دین کو بغیر احتیاط کے تحقیق کرتے ہین۔ اور اُسکی تہ کو نہین پہونچتے اس لیئے وہ اپنا مذہب چہوڑکر مسلمانون کے جہوٹ (نعوذ باللہ) دین کو اختیار کرلیتے ہین اور اپنے ہی اوپر غضب نہین لاتے بلکہ دوسرون کے حق مین بہی بری مثال پیدا کرتے ہین۔ ایسے عیسائیون کی تعداد بیشمار ہے[۲]"

بعض مورخون کا خیال ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غلام آزاد ہوجاتا تہا[۱] لیکن ایسا نہ تہا اس لیے کہ آزادی کا دینا آقا کی مرضی پر موقوف تہا۔ البتہ غلامون کے مسلمان آقا اکثر اس بات کا اقرار کرتے تہے کہ اگر اُنکے غلام مسلمان ہوجاوین تو بغیر روپیہ دیئے وہ آزاد

---

[۱] ترکی سپوکیتیے سگلاتیو۔ ۳۵۔ (الف) [۲] دہوسن تیسری جلد صفحہ ۱۳۲۔ جرجیوز صفحہ ۸۷ منیا صفحہ ۹۵۔

کر دیے جاوینگے[۵۱]۔ لیکن اگر عیسائی غلام اپنے تئین خیرخواہ نوکر ثابت کرتے تھے تو اُنکے مسلمان آقا اُنکو آزاد کر دیتے تھے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہون اور ضعیفی کی عمر مین اُن غلامون کی گذران وقات کے لیئے آقا کوئی سامان مہیا کر دیتے تھے[۵۲]۔

عیسائی غلامون کی طرح بہت سے آزاد عیسائی ایسے تھے جو اپنے قدیم سوسائٹی اور حالات سے علیحدہ ہوکر پرانے تعلقات سے اپنے کو آزاد پاتے تھے۔ اور اب ایسی سوسائٹی مین اُنکی زندگی بسر ہوتی تھی جو بالکل نیے مذہبی اور سوشل خیالات سے مملو تھی

پندرہوین صدی عیسوی مین عیسائی پیشہ وروں کے گروہ مفتوحہ ملکون سے اور یونیپل اور ٹرکی کے اور شہرون مین کام ڈھونڈھتے ہوے آئے اور مسلمانون کی ترغیب سے وہ ان شہرون مین آباد ہوکر مسلمان ہوگئے[۵۳]۔ یہہی کیفیت غالباً اُن عیسائی خاندانون کی ہوی جنکو سلطان محمد ثانی نے یورپ کے مقبوضہ ملکون سے نکال کر ایشیا کوچک مین آباد کیا تھا[۵۴]۔ یہہ خاندان بھی اسلام لاکر مسلمانون مین اسطرح مل جُل گئے جس طرح آرمینیا کے عیسائیون کا حال ہوا تھا جنکو شاہ عباس اول بادشاہ فارس (۱۵۸۷-۱۶۲۹ء) نے ایران مین آباد کر دیا تھا۔ ان ارمنی عیسائیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ دوسری نسل مین سب مسلمان ہوگئے[۵۵]۔

اب یہ تجویز ہے کہ ممالک البانیا۔ سرویا۔ بوسینا اور کریٹ کے عیسائیون مین جس طرح اسلام کی اشاعت ہوی اُسکے مفصل حالات لکھے جاوین۔ کیونکہ ان ملکون مین سے ہر ایک ملک کی تاریخ جب سے ترکون نے اُسکو فتح کیا اشاعت اسلام کے متعلق خاص واقعات بیان کرتی ہے جو دلچسپ ہین۔

---

[۵۱] فون ڈی ریش۔ صفحہ ۲۵۔ [۵۲] فون ڈی ریس صفحہ ۱۳۱-۱۳۲ [۵۳] ترکی سپوکیتی سکلاٹیو صفحہ ۱۱ [۵۴] ہیرنظر گ صفحہ ۶۲۱

[۵۵] جب بوڑھے مرجاتے ہین تو جوان آدمی اکثر اسلام قبول کر لیتے ہین۔ چنانچہ آج کل (۱۸۵۵ عیسوی) ان زرخیز میدانون مین تمکو اُن ارمنی عیسائیون مین سے دو آدمی بھی نہین مل سکتے جنکے باپ دادا ان میدانون مین کماد بونے کے لیئے آباد کیے گئے تھے۔" تاورنیر (۱) صفحہ ۱۰۔

البانی قوم کے لوگ سوائے اُنکے جنکی آبادیان یونان مین ہین[۱] اُس کوہستانی ملک مین آباد ہین جو مانٹ نیگرو (جبل الاسود) سے خلیج ارتا تک بحیرۂ ایونیا یا تک کے مشرقی ساحل پر واقع ہے - یہہ قوم یورپ کی سب سے قدیم اور صحیح النسل قومون مین سے آرین قوم کے پلاسجک شاخ سے ہے - البانیون کے ملک کو اول سلطان بایزید اول نے پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین فتح کیا - جارج کاستریوت کے وقت مین جسکا مشہور اسلامی نام سکندر بیگ ہے البانیا پھر خود مختار ہوگیا - جارج جس زمانہ مین لڑکا تھا تو اُسکے باپ نے جو ایپرس کا خود مختار حاکم تھا جارج اور جارج کے بھائیون کو خراج کے عوض مین قسطنطنیہ بھیجدیا تھا - یہان جارج کا ختنہ کیا گیا اور سلطان کی خاص نگرانی مین مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاکر وہ پانچہزار ترکی سوارون کا کمانڈر مقرر ہوا - جب جارج کا باپ مرگیا تو اُسکے بھائی قتل کردیے گئے اور ملک البانیا سلطان کے تصرف مین آگیا - سلطان نے خیال کیا تھا کہ سکندر بیگ کو اُسنے اپنا طرفدار اور خیرخواہ بنالیا ہے لیکن اس نوجوان البانی نے جو انتقام کا پیاسا تھا اسلام ترک کیا اور تئیس برس تک نہایت بردباری اور کامیابی سے ترکی فوجون کا مقابلہ کیا - سنہ ۱۴۶۷ عیسوی مین سکندر بیگ مرگیا اور ترکون نے پھر البانیا پر قبضہ کرنا شروع کیا - گیارہ برس کے بعد کاستریوت خاندان کا دارالحکومت کرویہ ترکون نے فتح کرلیا اور اس زمانہ کے بعد کوئی مقابلہ جو تمام ملک البانیا نے ملکر ترکون کا کیا ہو تحقیق نہین ہوتا البتہ بغاوتین اکثر ہوئین اور کامل طور پر یہہ ملک کبھی ترکون کا محکوم نہین ہوا - ساحل کے بعض شہر مدت تک ترکون کا مقابلہ کرتے رہے - سنہ ۱۵۰۱ء مین دراز و کا شہر ترکون نے فتح کیا اور انتی واری جو ملک البانیا کے ساحل کا سب سے شمالی بندرگاہ ہے سنہ ۱۵۷۱ء سے پہلے فتح نہ ہوسکا - فتح کے بعد جو شرائط ہوے وہ یہہ تھے کہ شہر الون کو اپنے قدیم مجسٹریٹ اور قدیم قانون رکھنے کا اختیار ہوگا - اور یہہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ

[۱] اگر یہہ آبادیون کی فہرست دیکھنی ہو تو فسلے جلد ۱ صفحہ ۲۹ دیکھو -

اور آزادی سے ہوگی۔ گرجاؤن کو کوئی نقصان نہین پہونچیگا اور اگر وہ گرجائین گے تو دوبارہ تعمیر ہوسکین گے۔ شہروالے اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہینگے اور جو محصول وہ دیتے ہین اُس سے آمد محصول اُنپر جاری نہ ہونگے۔

ترکون کے دور حکومت مین البانیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ نیم خودمختاری کی حالت مین رہے اور اُن کے بعض فرقہ تو ایسے ہی خودسر رہے جیسے ترکون کی فتح سے پہلے تھے۔ اگرچہ وہ سلطان کی رعایا تھے لیکن ترکی حکام کو ملک کے اندرونی انتظام مین دست اندازی نہ کرنے دیتے تھے۔ اور کافی وجہ اس یقین کے لیئے موجود ہے کہ ترکی گورنمنٹ کبھی اس قابل نہوئی کہ البانیا مین کسی ایسے شخص کو جو البانیا کا باشندہ نہ ہوتا اور جسنے فوجی خدمات یا اپنی حکمت عملی اور تعلقات سے ملک مین نیکنامی پیدا نہ کی ہوتی اس ملک کی گورنری پر مستقل کرسکتی[۵۱]۔ البانیا کے لوگون کا قومی غرور بہت بڑھا ہوا ہے اور اس زمانہ مین بھی اگر کسی البانی سے پوچھا جاوے کہ وہ کون ہے تو عیسائی یا مسلمان بتانے سے پہلے وہ کہتا ہے کہ مین سکپیتار ہون جسکے معنی پہاڑون کے رہنے والے کے ہین۔ یہ قومی خیال کے مضبوط ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ اس سے عیسائی یا مسلمان ہونے کا وہ مذہبی فرق جو سلطنت عثمانیہ کے باقی ملکون مین ہر جگہ شدت سے پایا جاتا ہے مٹ جاتا ہے عیسائی البانی اور مسلمان البانی جسطرح ایک زبان بولتے ہین اسی طرح اُنکی پرانی قومی باتین بھی ایک ہی ہین اور اُنکے رسوم اور ظاہر طریقے بھی یکسان ہین۔ ایک ہی قوم سے ہونے کا خیال اُن مین ایسا مستحکم ہے کہ اُس نے مذہبی اختلافات کی بنا پر قوم مین تفرقہ ڈالکر اُسکو علیحدہ جماعتون مین تقسیم نہین ہونے دیا ہے[۵۲]۔ مسلمان اور عیسائی البانی ساتھ ساتھ بیقاعدہ

---

[۵۱] ایک صفحہ ۲۵۔ [۵۲] ایک البانی عیسائی نے بلغاریہ کے عیسائیون اور مسلمانون مین عداوت کے ہونے پر تعجب ظاہر کیا تھا۔ اسکو البانیا مین حالت اور ہے البانیا کے مسلمان ایسے ہی البانی ہین جیسے عیسائی ہین ایک ہی زبان بولتے ہین ایک ہی طرح کی رسمین اور طریقے رکھتے ہین اور اُنکے قومی تعلقات بھی ایک ہی سے ہین مسلمان البانیون اور عیسائی البانیون مین کبھی نفرت یا عداوت نہین ہی ہے۔ صدیون سے کسی طرح کی دشمنی اُن مین نہین ہے۔ مذہب کے فرق نے اُن مین

فوجون مین بھرتی ہوتے ہین جن پر ترکی فتوحات کے بعد سے ملک کے اندرونی انتظام کا انحصار رہا ہے - اور البانی خواہ مسلمان ہون یا عیسائی پاشاؤن کی ملازمت مین فوراً داخل ہوجاتے ہین - کیونکہ سلطنت ترکی مین البانی سب سے زیادہ بہادر سپاہی تصور کیے جاتے ہین[۱] - جنگ کریمیہ مین عیسائی البانی سلطان کی طرف سے لڑے اور اگرچہ یہ لوگ اپنے مسلمان بھائیون کے مقابلے مین امن کے طریقون اور زراعت کے پیشہ کو زیادہ پسند کرتے ہین تاہم ان دونون مین جو کچھ فرق ہے وہ بہت کم ہے عیسائی البانیون نے بھی اپنی فوجی قابلیتون اور جوانمردی کو ہمیشہ قائم رکھا ہے اور انھون نے بھی وہی شجاعت تمکنت اور خودمختاری کا جوش اور وہ ہی قومی حمیت دکھائی ہے جو اُنکے مسلمان بھائیون مین موجود ہے[۲] -

البانیا مین اشاعت اسلام کے حالات کے لیے جو واقعات اوپر بیان ہوے اُسکا لحاظ کرنا ضروری تھا - کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ملک کے لوگون نے اسلام کو رفتہ رفتہ ترقی دی اور باہر کے لوگون کی طرف سے کوئی مذہبی دباؤ اُنپر نہین پڑا اس کے متعلق مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین کیونکہ پندرہوین صدی عیسوی سے لیکر علی پاشا کے وقت تک جو تین سو برس کا زمانہ ہوا اُس مین البانیا کی تاریخ بالکل کوری پڑی ہے پس جو کچھ علم ہمکو اس بات کا ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ مین عیسائیون نے کیونکر اسلام قبول کیا تو وہ ایسی تاریخون سے جو پادریون نے اپنے مختلف علاقون مین لکھین اور اُن پورٹون سے جو اُنھون نے پوپ کی اطلاع یا سوسائٹی دے پروپیگاندا فیدے[۳] کے لیے روانہ

---

[۱] صفحہ ۹ کہ البانی قوم کبھی تفرقہ نہین پیدا کیا مسلمان اور عیسائی بجز چند لوگون کے ایک حالت مین مل جلکر رہتے ہین ایک ہی طرح کے اخلاق اور عادتین اور ایک ہی سے فرائض منصبی انھون نے ادا کیے ہین (واساآفندی البانین اندوی البانیہ صفحہ ۹ مطبوعہ بولاق ۱۲۷۹ھ) اور فنلے ہسٹری آف گریس جلد صفحہ ۴۸۳ کا بھی صفحہ ۵۷۱، ۱۷۷، اور میرو یتی قوم کے لوگ جو البیسو کے علاقہ کے سخت متعصب اور مرکبیتو لوگ عیسائی تھے انکو یہ بات بھی گوارا نہ تھی کہ جن پہاڑون مین وہ رہتے تھے وہان کوئی مسلمان آباد ہوسکے اس قوم کے کسی عیسائی نے کبھی اپنا مذہب تک نہین کیا اگر انمین سے کوئی شخص اس بات کا قصد بھی کرتا تو میرو یتی یقینی اُسکو ہلاک کردیتے البتہ اگر البانیا سے کوئی شخص اس ارادہ سے بھاگ کہین اور چلا گیا تو اُسکا مسلمان ہونا ممکن تھا" ہسٹنسو یروے لاادت البانی صفحہ ۲۲۰

[۲] یہ تجویز فلالانی کی ذاتی سکیم کا ذکر ہے جو ۱۸۵۳ء مین شائع ہوئی تھی

کین حاصل ہوتا ہے[۵۱]۔ اس امر کے اعتراف کی چنداں ضرورت نہین ہے کہ جسقدر تاریخین یا ریورٹین ہین اُن مین جو کچھ اطلاعین ملتی ہین اُنپر خاص کر جہان پادری عیسائیون کے مسلمان ہونے کا سبب بیان کرتے ہین سچائی کا پورا اطلاق نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اُس زمانہ کے کسی پادری کی نسبت ہرگز یہ یقین نہین ہوسکتا کہ اُسنے کسی عیسائی کے مسلمان ہونے کو سچی نیت اور ایمان سے سمجھا ہوگا اور اگر سمجھا بھی ہو تو پادریون کو اپنے افسرون کے سامنے تحریر کے ذریعے سے اس بات کے ظاہر کرنے کی ہمت نہین پڑی ہوگی۔

سولھوین صدی عیسوی مین اسلام نے کم اشاعت پائی حالانکہ عیسائیون مین اسلام پھیلنا شروع ہوگیا تھا۔ سنہ ۱۶۱۰ عیسوی مین عیسائی رعایا کی تعداد مسلمانون سے دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[۵۲] اور چونکہ دیہات مین اکثر عیسائی آباد تھے اور مسلمان کہین کہین[۵۳] تھے اس لیئے شہرون کے رہنے والے عیسائی زیادہ تر مسلمان ہوئے[۵۴]۔ مثلاً انتی واری کے شہر مین جب بہت سے عیسائیون نے وطن چھوڑکر قریب کے عیسوی ملکون مین رہنا اختیار کیا تو جو عیسائی شہر مین رہ گئے اُن مین اعلیٰ اور ادنیٰ سب نے اسلام قبول کیا یہانتک کہ عیسائیون کی تعداد روبروز کم ہوتی گئی[۵۵]۔ جون جون عیسائی مسلمان ہوتے گئے گرجا مسجدون سے تبدیل ہوے۔ یہ انتظام اگرچہ شرائط کے خلاف تھا لیکن جب عیسائی ہی باقی نہ رہے تو گرجاؤن کا مسجد بن جانا انصاف کے خلاف نہ تھا۔ سنہ ۱۶۱۰ء مین جاثلیقی (رومن کیتھولک) عیسائیون کے پاس صرف دو گرجا رہ گئے تھے اور اُنکی ضرورت کے لیئے یہہ ہی کافی تھے[۵۶]

---

[۵۱] کولیو۔ بیزی سنہ ۱۶۱۰ کو کرسیوس ۱۶۵۱ء فرانسونا دونیو رادی انیونیو سنہ ۱۶۵۳ء رسیئون سنہ ۱۶۸۳ء۔ [۵۲] بیزی صفحہ ۶۰ (ب) [۵۳] بیزی صفحہ ۵۳ (الف) فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۴۰۔ [۵۴] یہی شکایت کی گئی تھی کہ سلطان کے محل میں لونڈیون نے اپنا قبضہ کرلیا لیکن آٹھ برس سے یہ محل خالی پڑا تھا (سنہ ۱۵۹۹ء) سنہ ۱۵۹۹ء کیونکہ سلطان امیہ وسیئوس نے جلاوطنی اختیار کی تھی اور وجہ یہ ہوئی تھی کہ اُسنے اسلام پر کم احتیاط اور زیادہ جوش سے حملہ کیا تھا اور پیغمبر کی شان مین سخت کلامی کی تھی (۱۱) فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۴۰۔ [۵۶] بیزی صفحہ ۹۰۔ یہہ مصنف لکھتا ہے کہ ان گرجاؤن مین ۲ ایک ون مین نے خود بیچ کے وقت سب دس کیتھولک عیسائیون کو نماز پڑھائی تھی۔ "میسیوفو" (جو نقشہ صفحہ ۲۲ پر لکھے ہین اُن سے مین قیاس کرسکتا ہون کہ اُس زمانہ مین عیسائیون کی تعداد ایک شہر کے قریب تھی۔

اس واقعہ سے یہہ اندازہ کرنا کہ کس قدر عیسائی مسلمان ہوئے مارکوبیزی کی عبارت سے کسی قدر معلوم ہوسکتا ہے۔ بیزی لکھتا ہے کہ مسلمانون اور عیسائیون کے چہہ سو گھر ہین۔ عیسائیون مین جاثلیقی اور کلیسا یونان کے عیسائی ہین۔ اب مسلمانون کی تعداد عیسائیون سے کسی قدر زیادہ ہے اور جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے عیسائیون سے تعداد مین بڑہے ہوے ہین

عیسائیون اور مسلمانون کے جو سوشل تعلقات دریافت ہوتے ہین اور اُن مین کسی حد فاصل کے نہونے سے کسی قدر نشان اُن طریقون کا ملتا ہے جنہون نے عیسائیون کو اسلامی اثر سے مغلوب کرکے مسلمان کرلیا اور جون جون کلیسا کی مذہبی زندگی خراب ہوتی گئی عیسائی کثرت سے اسلام قبول کرتے گئے۔

عیسائیون مین یہہ ایک عام بات ہوچلی تہی کہ اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے تہے اور عیسائی عورتون کو ایسی شادیون سے کوئی عذر نہ ہوتا تہا[۱]۔ شادی کے بعد اگر اُنکے ہان لڑکا پیدا ہوا تو وہ مسلمان ہوکر پرورش پاتا تہا اور اگر لڑکی ہوئی تو اوسکو مان کے مذہب پر تربیت پانے کی اجازت ملتی تہی۔ لیکن یہہ اجازت بالکل فضول ثابت ہوتی تہی[۲]۔ کیونکہ کلیسا کے افسر ان عورتون کو پہلے ہی کلیسا سے خارج کردیتے تہے اور مسیحی رسوم مین شریک نہین ہونے دیتے تہے[۳]۔ اگرچہ معمولی درجہ کے پادری افسران کلیسا کے حکم کو کہ یہہ عورتین کلیسا سے خارج کی جاوین تعمیل نہین کرتے تہے لیکن یہہ عورتین اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کرلیتی تہین۔ مگر اس صورتین بہی وہ بعض مسیحی رسمون کی پابند رہتی تہین مثلاً اصطباغ اون مین جاری تہا جسکی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ کوڑہ کے مرض اور چڑیلون کے جادو اور بہیڑیون کے گزند سے محفوظ رہنے کا مجرب علاج[۴] ہے۔ پادری ان توہمات کو اور بہی زندہ رکہتے تہے اور اگر کوئی

---

[۱] بیزی صفحہ ۲۰۷ (ب) ۲۰۸ (ب) [۲] وہی بیزی صفحہ ۲۰۴ "البانیا کے بعض دیہات مین تو یہ رواج اس صدی کے شروع تک جاری تہا دیکھو "نظارہ یونان" صفحہ ایک پہلی جلد صفحہ ۴۹ - (مطبوعہ لندن) لیک لکھتا ہے "کہ بعض گاؤن مین مسلمان یونانی عیسائی عورتون سے شادی کرتے ہین انکے لڑکے تو مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہین اور لڑکیاں عیسائی ہوتی ہین اور گرجا کی گوشت اور سور کا گوشت ایک ہی برتن مین پکایا جاتا ہے" [۳] بیزی صفحہ ۲۰۳ (ب) فارلاتی توم صفحہ ۱۵ [۴] بیزی صفحہ ۲۰۱ (ب) وہی بیزی صفحہ ۲۰۴ -

مسلمان عورت اپنے بچہ کو اصطباغ دلانا چاہتی تھی تو خوشی سے اوسکو اصطباغ دیتے تھے مسلمانون اور عیسائیون کے باہمی تعلقات اس بات سے اور دریافت ہوتے ہین کہ مسیحی بزرگان دین کے جو تہوار عیسائیون مین منائی جاتے تھے اُن مین مسلمان بھی شریک ہوتے تھے - مثلاً مارکو بیزی نے لکھا ہے کہ سنٹ الیاس کی ضیافت کے دن (جسکو البانی عیسائی خاص طور پر مانتے تھے) گرجا مین مسلمان بھی اتنے ہی موجود تھے جسقدر کہ عیسائی[۵۴] تھے - البانی مسلمانون کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ ابتک حضرت مریم اور مسیحی اولیا کو مانتے ہین اور اُنکے مزارون کی زیارت کو جاتے ہین - اور اسیطرح عیسائی بھی منتین پوری کرنے اور امراض کے دفعیہ کے لیئے مسلمان درویشون اور فقرا کے مقابر کی زیارت کرتے[۵۵] ہین - کالیوا کے شہر مین جہان عیسائیون کے ساتھ اور مسلمانون کے دس گھر ہین پادری کے گذر اوقات کیلئے مسلمان بھی چندہ دیتے ہین کیونکہ وہان اکثر مسلمانون کی بیویان عیسائی ہین[۵۶] - ایسی حالت مین تعجب نہین کہ بعض عیسائی ظاہر مین اسلام کے پابند ہون مگر اپنے ایمان کو انھون نے تسلی دے کر کہی ہو کہ دل مین وہ عیسائی مذہب رکھتے[۵۷] ہین - مارکو بیزی نے اس خراب حالت کے تین سبب بیان کیئے ہین - اول دنیوی نفع کا خیال - دوسرے جزیہ سے بریت - اور تیسرے ایسے پادریون کا اُن مین موجود نہ ہونا جو ملک کی مذہبی ضروریات کو مہیا کر سکین[۵۸] - اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ عیسائیون پر محصول کا سخت بار تھا اور گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جو ان محصولون سے بچنے کے لیئے عیسائی مذہب سے برگشتہ ہوگئے - چونکہ مفصل کیفیت ان محصولون کی نہین بیان کی گئی اس لیئے ہم فیصلہ نہین کر سکتے کہ اس شکایت کے لیئے کافی وجوہ موجود بھی تھین

---

۵۴ مارکو بیزی کو آنتی واری کے شہر مین آئے ہوئے چند روز ہوئے تھے کہ ایک معزز مسلمان خاتون نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسکے بچہ کو اصطباغ دے - مطران نے لکھا ہے کہ اس خاتون نے شہر کے ایک عیسائی رئیس سے سخت شکایت کی کہ مطران نے اسکی خوشی نہین کی حالانکہ اسی مطران کے متعلق اُن لوگون کی خواہش پر جو عیسائی نہین ہین بچون کو اصطباغ دیدیتے ہین (صفحہ ۱ ب)

۵۵ ایسے عیسائیون اور مسلمانون کے باہمی تعلقات جو ایک ہی گاؤن مین رہتے تھے اگر دریافت کرنے ہون تو بیرکیٹ کی تصنیف تاریخ البانیا دیکھو صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ مطبوعہ پیرس ۱۸۵۴ء) ۵۴ بیزی صفحہ ۳۰ (الف) ۵۵ گازٹ صفحہ ۲۹ ۵۵ بیزی صفحہ ۳۰ (ب)

۵۶ بیزی صفحہ ۳۰ - (ب) ۳۱ - (الف) ۵۷ بیزی صفحہ ۳۰ (ب) صفحہ ۶۱ (الف) صفحہ ۳۳ (ب)

یا نہین اور عیسائیون کا یہہ عذر معقول بہی تہا یا نہین یا فقط حیلہ تہا کہ اپنے قدیم ہم مذہب لوگون کے سامنے اپنے مسلمان ہوجانے کا کچہہ نہ کچہہ عذر بیان کرین - یا یہہ بیان افسران کلیسا کا مبالغہ ہے بنکے نزدیک عقلاً اور سچی نیت سے کسی عیسائی کا مسلمان ہونا قطعی ممکن تہا - ایک صدی کے بعد سنہ ۱۶۲۰ء مین جزیہ کی رقم فی شخص چند ریال سالانہ تہی اور (سوائے سکیا تاراکیو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا -) یہہ ہی محصول ایسا تہا جو خصوصیت کے ساتہہ عیسائیون پر جاری تہا اگر صرف اس خفیف جرمانہ ہی کے ڈر سے عیسائیون نے اپنا مذہب چہوڑ دیا تو مذہب سے اُنکو بہت ہی کم تعلق اور واسطہ ہوگا - لیکن البانیا مین ابتک کثرت سے عیسائیون کا موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ چہہ ریال سالانہ کا محصول ایسا ظلم نہ تہا جو بغیر کسی اور سبب کے عیسائیون کو اُنکے دین سے پہیر کر مسلمان ہوجانے دیتا -

"ترکی ظلمون" کی نسبت جو عامیانہ اور غیر واضح شکایتین کی گئی ہین اگر وہ کسی قدر صاف طریقہ پر بیان ہوتین تو ہم دریافت کر سکتے تھے کہ جزیہ کی وجہ سے جو عیسائیون کا بکثرت مسلمان ہونا لکہا گیا ہے وہ کس حد تک درست تہا - لیکن جسقدر حالات تحقیق ہوتے ہین اُن سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ فقط جزیہ کی وجہ سے عیسائی بکثرت مسلمان ہوگئے - ترکی سلطنت مین یہہ طریقہ البتہ نہایت بیہودہ جاری تہا کہ سرکاری عہدے نیلام کئے جاتے تہے اور جو شخص سب سے زیادہ روپیہ دیتا تہا وہ اُنپر مقرر کر دیا جاتا تہا - جب اسطرح عہدے ملتے تہے تو عہدہ دار نوکری پر بہروسا نہ کرتے تہے اور نتیجہ اکثر یہہ ہوتا تہا کہ ہر طرح کے ظلم اور سختیون سے یہہ لوگ جسقدر روپیہ جمع کرنا ممکن تہا جمع کر لیتے تہے لیکن ان مصیبتون مین عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مبتلا تہے - البتہ یہہ یقینی بات ہے کہ منصف حاکمون کو مسلمانون کی بہ نسبت عیسائیون پر ظلم کرنا آسان معلوم ہوتا ہوگا خاص کر ایسے زمانہ مین جبکہ عیسائی اس جرم مین اکثر ماخوذ ہوتے تہے کہ دولت

---

۵۱ زمیلیوخ - صفحہ ۵ - اٹہارہوین صدی مین وینس کا سکہ ریال ایک ترکی غرش کے برابر ہوتا تہا (بوسنلو - صفحہ ۹۴) ۵۲ بزی صفحہ ۱۲ - ۱۳ - زمیلیوخ صفحہ ۵ -

عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کرنے کے لیئے وہ اہل وینس اور انگریسوی سلطنتون سے تعلقات رکھتے ہین۔

بہرکیف یہہ جو کچھہ حالات ہون مگر اس مین شبہہ نہین کہ مسلمانون کی مذہبی حمیت اور پاکیزہ زندگی نے مسیحی قسیسون کی جہالت اور تنزل کے مقابلہ مین اپنا اثر غالب رکھا۔ اگر البانیا کے ملک مین وہان کے ایک شیخ کی مثل چند لوگ اور ہوتے جسکے حسن اخلاق کی تعریف بکوبیزی نے بہت کی ہے اور لکھا ہے کہ مذہبی مسائل پر مجھہ مین اور اُس مین اکثر مباحثے رہے تو اسلام کو اس ملک مین بہت عروج ہوتا[۵۱] مسیحی قسیسون مین سے اکثر لوگ بالکل ناخواندہ ہوتے تھے۔ اُن مین بہت لوگ ایسے تھے جو اگر کچھہ پڑھنا جانتے تھے تو اُنکو لکھنا نہ آتا تھا۔ اور اپنے منصبی کامون سے اُنکو اسقدر لاعلمی تھی کہ نجات کا کلمہ تک اُنکو برزبان یاد نہ ہوتا۔ اگرچہ پیٹرن یا مین وہ نماز پڑھتے[۵۲] تھے لیکن بہت کم لوگ ایسے تھے جو نماز کا مطلب سمجھتے ہون۔ سوا اپنی مادری زبان کے اُنکو کسی اور زبان کا علم نہ تھا اور مذہب کے حقائق سے اُنکو قلیل معلومات سنی سنائی باتون کی تھی[۵۳]۔ مارکوبیزی کی رائے مین ان تمام خرابیون کی جڑ قسیسون کی قلت اور اُنکو اپنے کامون سے لاعلمی تھی اور یہہ ہی سبب تھا کہ سیکڑون عیسائی بڑھے ہوجاتے تھے اور اُنکو مذہب مین پختہ نہ کیا جاتا تھا اور وہ دین سے برگشتہ ہوکر مسلمان ہوجاتے تھے[۵۴]۔ چنانچہ اُسنے لکھا ہے کہ اگر ان خرابیون کا تدارک نہ کیا گیا تو عیسائی دین کو ملک مین بہت بدنامی حاصل ہوجائیگی[۵۵]۔ چند قسیسون پر اس بات کا الزام تھا کہ بغیر اُنکے کیے وہ عورتون کو اپنے تصرف مین رکھتے ہین اور کثرت سے شراب خوار ہین[۵۶]۔

یہہ بات بھی لکھنی ضرور ہے کہ اگر عیسائی یونان کے اُن قسیسون کی طرح جو ملک البانیا کے

---

[۵۱] بکوبیزی صفحہ ۱۱۱ [۵۲] بکوبیزی صفحہ ۱۱۲ [۵۳] بکوبیزی صفحہ ۱۱۲ (ب) اس ملک مین پہنچنے والی قسیسون کی کمی کے سبب سے اور اس بات سے کہ قسیس اپنے منصبی کامون کے ادا کرنے مین نہایت کم قابل ہین بہت عیسائی ایسے ہوتے تھے کہ جو بڈھے ہوکر مرجاتے تھے اور عیسوی دین مین منسلک نہین کیے جاتے تھے اور وہ عیسائی مذہب سے بالکل بیخبر ہوگئے تھے [۵۴] اگر البانیا مین مذہبی امداد زیادہ نہ پہنچیگی تو چند سال کے بعد ان ملکون مین عیسائی مذہب بالکل نہ رہیگا کیونکہ لائق استقفون

علاوہ دیگر ممالک عثمانیہ مین رہتے تھے اور جنہون نے باوجود جاہل ہونے کے عیسائی مذہب کا جوش اپنے لوگون مین زندہ رکھا تھا اور یونانی عیسائیون کی قومی زندگی کا سرچشمہ خیال کیے جاتے تھے البانیا کے قسیس اپنے ملک والون کے قومی حوصلون اور خیالات کا مخزن اور مرکز نہین تھے[۵۱] بلکہ اسکے برعکس البانیون مین قومی خیال مذہبی عقائد سے جدا چیز تصور ہوتا تھا ترکون کو یہ لوگ فیوڈل انتظام کے موافق اپنا آقا سمجھکر یہہ جانتے تھے کہ جسقدر اُنکے احکام ہون اُنکی پابندی ضروری ہے[۵۲]۔

عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ایک عجیب واقعہ عیسائی قسیس اور اُسکے ماتحت عیسائیون کی باہمی رنجش کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ "بہت برس ہوے جبکہ ملک کے کل باشندے عیسائی تھے تو سقوطاری کے شہر مین حضرت مریمؑ کا ایک نہایت خوبصورت بت بنا ہوا تھا اور اُسکی زیارت کے لیئے ملک کے ہر گوشے سے لوگ نذرین چڑہاتے اور دعائین مانگنے آتے تھے اور اُنکی شکایتین رفع ہوجاتی تھین۔ دو کسی سبب سے عیسائیون اور اُنکی قسیس مین جھگڑا ہوا اور ایک دن بہت سے عیسائی گرجا مین جمع ہوے اور کہا کہ اگر قسیس ہمارا کہا نہ مینگا تو ہم اسوقت اور اسی جگہہ عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرینگے قسیس خواہ مخواہ اپنا ناحق پر اپنے ارادہ مین مضبوط رہا عیسائیون نے اپنی گردنون مین تسبیحین اور صلیبین لٹکا لین اور زمین پر پیشانیان رگڑین اور پرانی سی چادرین کچل ڈالین اور قریب سے قریب جو مسجد ملی اوس مین چلے گئے اور مسجد کے ملا نے اُنکو مسلمان کرلیا"

قسیسون کی غفلت اور مخالفت سے بہت سی بیہودہ اور بیقاعدہ رسمین عیسائیون مین پیدا ہوگئی تھین۔ منجملہ اُنکے ایک رسم یہہ تھی کہ بغیر کلیسا کی اجازت اور مذہبی رسوم کے لوگ نکاح کرلیتے تھے جس سے اسلامی شریعت کی طرح عیسائیون مین بھی نکاح ایک طرح کا مالی

بقیہ صفحہ ۲۰۴ - اور قسیسون کی تعداد بہت کم ہے" (بیزی صفحہ ۱۶ الف) [۵۱] (بیزی صفحہ ۳۶ الف صفحہ ۳۴ ب)

[۵۲] فنلے - پانچوین جلد صفحہ ۱۵۳ "ہر دو کا اقرار کہ صفحہ ۲۹ [۵۳] "اور ان پختہ لوگون نے اپنے ایمان کو ایسا اندھا کرلیا کہ وہ اسطرح شادی کرنیکو مطلق گناہ نہ سمجھتے تھے۔ انکا خیال تھا کہ چونکہ ملک کے بادشاہ مین اس لیئے ممکن نہین اور نہ انکے لیئے کسی طرح جائز ہے کہ وہ ترکونکی کسی بات مین حکم عدولی کرین" (بیزی صفحہ ۳۰ ب) [۵۳] گارنٹ صفحہ ۲۶۹

معاہدہ ہوگیا تھا۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے اگر بیوی اور خاوند نے مسیحی شریعت کے بموجب دوبارہ نکاح نہیں پڑہایا تو یہ دونون کلیسا سے خارج کردیے جاتے تھے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے ان حالات اور واقعات نے جو اوپر بیان ہوے اپنے نتیجے پیدا کیے اور عیسائیون کی تعداد بہت جلد کم ہونی شروع ہوئی۔ سنہ ۱۶۲۴ عیسوی مین صرف دو ہزار جاثلیقی عیسائی انتی واری کے اسقفی علاقہ مین رہ گئے اور شہر مین صرف ایک گرجا باقی رہ گیا اور یہ بھی عیسائیون کی عبادت کے لیے برتا نہ جاتا تھا کیونکہ آخر زمانہ مین جاثلیقی عیسائیون کے صرف دو خاندان انتی واری مین رہ گئے تھے[۵۲]۔ سنہ ۱۶۵۱ عیسوی مین عیسائی عورتون کی تعداد عیسائی مردون سے البانیا کے ملک مین بڑہ گئی کیونکہ مردون نے کثرت سے اسلام قبول کرلیا[۵۳]۔ اس صدی کے خاتمہ کے قریب عیسائیون کی حالت اور بدتر ہوئی۔ جاثلیقی عیسائی مسلمانون سے شمار مین کم رہ گئے اور دونون کی مردم شماری مین تین اور چار کی نسبت ہوگئی[۵۴]۔ حالانکہ سو برس پہلے جاثلیقی عیسائیون کی تعداد مسلمانون کے مقابلہ مین دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[۵۵]۔ دراز و کے مطرانی علاقہ مین بیس برس مین عیسائیون کا شمار نصف رہ گیا[۵۶]۔ ایک اور شہر مین تیس برس کے اندر اندر سب عیسائی مسلمان ہوگئے[۵۷]۔ باوجودیکہ فسطان کلیسا کی طرف سے بہت سخت تاکید رہتی تھی اور قواعد جاری ہوتے تھے لیکن پادریون نے اس حرکت کو جائز رکھا کہ جو عیسائی ظاہر مین مسلمان تھے اور دل مین اپنے تئین عیسائی مانتے ہوے تھے انکو بھی مقدس سکرامنٹ مین شریک کیا۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ ان عیسائیون کی اولاد کو جنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر ہوئی مسیحی کلیسا سے کوئی تعلق نہ رہا[۵۸]۔ اسیطرح عیسائی ماباپ اپنے بیٹیون کا مسلمانون کے ساتھ نکاح پڑہا دیتے تھے اور پادری ایسے نکاحون کو جائز سمجھتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے

---

۵۱ بزی صفحہ ۳۰ صفحہ ۶۳ (الف) ۵۲ فارلاتی۔ تومہ صفحہ ۱۲۴ و ۱۴۱ ۵۳ مارکو کرسیو صفحہ ۲۰۲ ۵۴ بیلیوٹی صفحہ ۲۲۰

۵۵ بزی صفحہ ۶۰ (ب) ۵۶ بیلیوٹی صفحہ ۱۳۷ ۵۷ بیلیوٹی صفحہ ۱۵۰ ۵۸ بیلیوٹی صفحہ ۱۱ و ۱۵۹

قسیسون کی طرف سے سخت ممانعت تھی مگر پادری ان عورتون[۵۱] کا نکاح مسلمانون کے ساتھہ عیسوی طریقہ پر پڑہا دیتے تھے[۵۲] پادریون کی ان حرکتون سے جنکے خلاف اور الزام بھی موجود تھے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو عیسائیون کی مذہبی غور و پرداخت کا خیال یا شوق مطلق نہ تھا۔ ان پادریون مین اکثر لوگ نہایت بداخلاقی کی زندگی بسر کرتے تھے کبھی اقرار کی مذہبی رسم ادا نہ کرتے تھے۔ اور تیوہارون کے دن خوب شرابین پی کر ٹل ہو جاتے تھے کلیسا کے مال بیچا کرتے تھے اور اپنے علاقون سے مدت غیر حاضر رہتے تھے۔ اگر کوئی الزام عائد ہوتا تھا تو ترکون کی پناہ مین آکر اپنے تئین بچا لیتے[۵۳] تھے۔ فرانسسکن اور اوبزرونٹ مشنری جب ملک مین بھیجے گئے کہ عیسائیونکی مذہبی ضروریات مہیا کرین تو انہون نے سوای اسکے کچھہ نہ کیا کہ آپس مین فساد برپا کیئے اور عدالتون مین لڑنے چلے گئے جسکی وجہ سے عیسائیون کو اور زیادہ نقصان پہونچا اور انکے بھیجنے سے جو مقصد تھا وہ فوت ہو گیا[۵۴]۔ سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین البانیا کے اسقفی علاقون مین سے جنکی تعداد بارہ تھی پانچ خالی پڑی تھے یعنی انپر کوئی اسقف مقرر نہ تھا۔ پلاتی کے علاقہ مین تیس برس کے عرصہ سے کسی اسقف نے دورہ نہین کیا تھا۔ اور چھہ ہزار تین سو اڑتالیس عیسائیون کی آبادی مین صرف دو پادری تھے[۵۵]۔ بعض چھوٹے علاقے جس مین پادری مقرر ہونے چاہیے تھے چالیس برس سے وہان کوئی پادری مقرر نہ ہوا تھا۔ مگر یہہ باتین سلطان کے تشدد کی وجہ سے نہ تھین جسکو "ترکی ظالم" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کیون کہ فرانسسکن مشنری آخر کار ان علاقون کو روانہ کیے گئے تو انہون نے اپنی رپورٹون مین لکھا کہ وہ تمام ملک مین اپنے مقدس کام کے لیئے دورہ کرتے رہے اور کسی قسم کی مزاحمت انسے نہ ہوئی[۵۶]۔ سایلس کے اسقف نے جو وینس مین مدت تک مقیم رہا تھا

---

۵۱ نیسیوع صفحہ ۱۳ ۵۲ بیزی صفحہ ۳۰۳ ب فارلانی ساتویں جلد صفحہ ۱۵ ۵۳ زیسیوع ۱۳۰-۱۳۱ ۵۴ الفورڈ البانیا کیتھولک البانیا والبانیا صفحہ ۱۹۶۔ ۵۵ کریسیو صفحہ ۲۰۴۔ ۵۶ ذیبونا وینیز اصفحہ ۲۰۰

اور جسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ میں اُسنے نہایت آوارہ زندگی بسر کی ہے اخیر میں اپنے علاقہ کے عیسائیون کو سخت نقصان پہونچایا ایک جاہل پادری کو اپنا نائب مقرر کیا جسکی بداعمالی سب میں مشہور تھی۔ اس اسقف کی ماتحتی میں بارہ ہزار چار سو عیسائی تھے اور جس مشنری نے اُس کے علاقہ کی رپورٹ لکھی ہے یہہ لکھا ہے کہ "بشپ کی غیر حاضری سے خود بشپ کے کافر ہوجانے کے علاوہ اس بات کا خوف ہے کہ جو عیسائی اُسکے سخت میں ہیں وہ بے دین نہ ہوجاوین اور کلیسا کا کل مال ضائع ہوجاوے[۵۱]۔ سقوطاری کے اسقف کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے ماتحت قسیسون اور عیسائیون کے حق میں نہایت ظالم اور جابر ہے اور صرف ترکون کی مدد سے وہ اپنے عہدہ پر قائم رہنے میں کامیاب ہوا ہے[۵۲]۔ زمیئوخ نے اسقفون کی شکایت میں لکھا ہے کہ یہہ لوگ اپنے ماتحت علاقون کے عیسائیون سے زبردستی روپیہ لیکر انکو تنگ کرتے ہین[۵۳]۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ افسران کلیسا کو سلطان کی طرف سے اختیار ملا تھا کہ وہ اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ وصول کیا کرین۔ چنانچہ انتی واری کے مطران (۱۵۹۹-۱۶۰۷ء) کو اجازت ملی تھی کہ عیسائیون کے ہر گھر پر دو آسپر کا محصول جاری کرکے اُسے وصول کرے۔ اور پہلے نکاح کی فیس ۱۲ آسپر دوسرے کی ۲۴ اور تیسرے کی ۳۶ آسپر عیسائیون سے وصول کرے اور ہر ایک پادری کے علاقہ سے ایک اشرفی سالانہ حاصل کرے معلوم ہوتا ہے کہ ان قسمون کے وصول کرنے میں ترکی حاکمون سے مدد ملنی بھی ممکن تھی[۵۴]۔ البانیا کے تمام ملک میں ایک مدرسہ تک موجود نہ تھا[۵۵] اور قسیس نہایت جاہل ہوتے تھے۔ اُن میں سے بعض لوگون کو تعلیم و تربیت کے لیے اٹلی بھیجنا چاہا تھا لیکن مارکو کرسیئو نے اس قاعدہ کی سخت مخالفت اس بنیاد پر کی ہے کہ جو قسیس بھیجے جاتے تھے اُنکی نسبت ہمیشہ خوف رہتا تھا کہ اٹلی میں اُنکی بدی

---

[۵۱] مارکو کرسیئو صفحہ ۲۰۵ [۵۲] زمیئوخ صفحہ ۱۳ [۵۳] فارلاتی۔ تو م ۷ صفحہ ۱۰۹ [۵۴] مارکو کرسیئو صفحہ ۲۰۵ بیزی صفحہ ۱۹۔ (ب) [۵۵] زمیئوخ صفحہ ۱۱۔

ایسے لہو ولعب مین بسر ہوگی کہ پھر وہ اپنے وطن واپس نہ آئین گے غرض جب قسیسون کی بداخلاقی کا یہہ حال ہوا ور مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین انکو اسقدر بے پروائی تھی تو اس بات کو سنکر کیا تعجب ہوسکتا ہے کہ تمام عیسائیون کو مذہب کی ابتدائی باتون کا بھی علم نہ تھا اور اُن مین ایسی بیہودہ رسمین اور خرابیان پھیل گئی تھین جو خداوند کے اس انگورستان پر سخت سے سخت تباہی لائین[۵۱] اکثر عیسائیون کا یہہ حال تھا کہ عورتون کو بغیر نکاح پڑھائے برسون تک علانیہ اپنے تصرف مین رکھتے تھے لیکن اسپر بھی وہ سکرامنٹ مین شامل کیئے جاتے تھے[۵۲] بعض عیسائیون کا کثرت ازدواج پر بھی عمل تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون اور مسلمانون کی عادات اور رسوم مین مطابقت ہوچلی تھی مسلمان عیسائی بچون کے اصطباغ کے وقت سپانسر بنتے تھے اور مسلمانون کے بچون کو اصطباغ دینے کا ٹولنکا پادریون نے جائز کہا تھا[۵۳]۔

جب البانیا مین مسیحی کلیسا کی یہہ حالت سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین تھی تو ضعیف تحریک بھی اس بات کے لیئے کافی ہوسکتی تھی کہ عیسائیون کو اپنے مذہب سے عام برگشتگی پیدا ہوجاوے۔ اسکے علاوہ سترہوین صدی کے اخیر زمانہ مین رومن کیتھولک عیسائیون کو بغاوت کے جرم مین جو سزائین اسلامی گورنمنٹ سے ملین اُنھون نے اُن تمام باتون کو پورا کردیا جو عیسائیون کو اسلام کی طرف رجوع کرتی تھین۔ اور کثرت سے عیسائی مسیحی کلیسا سے علیحدہ ہوگئے۔ اس باغیانہ تحریک کو انتی واری کے اُنتالیسوین مطران جارج نے دورازو۔ سکودرا۔ اور الیسیو کے اسقفون کی مدد سے پیدا کیا جس سے مراد یہ تھی کہ عیسائیون کو دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی ترغیب دے تاکہ عیسائیون کا ملک کون سکے قبضہ سے نکلکر وینس کی عیسوی ریاست مین شامل ہوجاوے۔ چونکہ جارج کے وقت مین وینس کی ریاست ترکون سے مصالحت رکھتی تھی اس لیئے یہہ منصوبہ پک نہ کرتیار نہ ہوسکا لیکن ۱۶۳۵ء مین ترکون اور وینس کی ریاست مین لڑائی چھڑ گئی۔ اور وینس والون نے

---

۵۱ زیبیوخ صفحہ ۳ ۵۲ کرینو صفحہ ۲۰۱ ۵۳ زیبیوخ صفحہ ۱۱۔ فارلاتی ساتوین بیان صفحہ ۱۵۱۔

انتی واری کے شہر پر جو ترکون کی فتح سے پہلے تین صدیون (۱۴۶۲-۱۷۱۵ء) تک انکے
تحت مین رہا تہا پھر قبضہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہوئی۔ البانیا کے جاثلیقی عیسائیون کو جنہون
نے دشمن کا ساتھہ دیا تہا اور اُسکو خفیہ کمک پہونچائی تہی ترکون نے سخت سزائین دین اور
اُنکو تمام حقوق سے محروم کردیا۔ لیکن یونانی عیسائی جنکو خوف تہا کہ کہین پھر وینس کی حکومت
اُنپر نہو جاوے ترکون کے خیرخواہ رہے اور ترکون نے اُنکو انعام واکرام سے مالامال کردیا
اور اُنکو اپنے ملک کا بجا نیوالا کہا۔ بہت سے رومن کیتہولک عیسائی یا تو مسلمان ہوگئے
یا یونانی کلیسا کے پیرو بنے۔ یہہ دوسری بات کہ جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے پیرو بنے
ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیون پر اس خیال سے ہرگز ظلم نہین ہوا کہ وہ عیسائی تہے اور نہ
اُن کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جو رومن کیتہولک اس موقع پر مسلمان ہوے
اونکا مقصد یہہ تہا کہ بغاوت مین ناکامیابی سے جو خفت اور ذلت ہوئی ہے اُسکو رفع کرین
لیکن یہی مقصد بغیر عیسائی مذہب ترک کیئے انکو اس طرح حاصل ہوسکتا تہا کہ یونانی کلیسا مین
شامل ہوجاتے جسکو ترکی گورنمنٹ سرکاری طور پر تسلیم ہی نہ کرتی تہی بلکہ انتیواری کے شہر مین
یہہ کلیسا اس زمانہ مین بہت عام پسند تہا پس جن رومن کیتہولک عیسائیون نے یونانی کلیسا
مین شامل ہونے کی جگہہ اسلام قبول کیا اُنکو عیسوی مذہب سے بہت کم تعلق اور واسطہ
ہوگا۔ یہی راے اُن متعدد عیسائیون کی نسبت قائم ہوسکتی ہے جو اس واقعہ کے بعد کئی
سال کے اندر مسلمان ہوے۔ زمیسیوخ نے اُنکے تبدیل مذہب کی وجہہ بعض صورتون مین
جزیہ سے آزادی حاصل کرنا سمجہا ہے لیکن اس امر کے متعلق جو کچہہ ہم لکہہ چکے ہین اُس سے ظاہر
ہے کہ فقط جزیہ سے پیچہا چہڑانا غالبًا تبدیل مذہب کا سبب نہ تہا۔

سنہ ۱۶۴۹ عیسوی مین جوزف مرایا بونالدو انتیواری کے سطران کی وجہہ سے دوبارہ
سخت بغاوت ہوئی اور خود سطران اس بغاوت کا بانی ہوا۔ انتیواری۔ سکودرا اور اور
شہرون کے عیسائی رؤسا نے اتفاق کرلیا کہ وینس کی فوجون کے لیئے اپنے شہرون کے

دروازے کھول دینگے۔ لیکن یہہ بغاوت بھی نہ چل سکی اور اس ہنگامہ کو ترکون نے نہایت سختی سے جسمین عیسائیون کا باہمی نفاق بھی شامل ہوا فرو کیا بہت سے البانی جنکا ملک مین رسوخ تہا اور اُنکی نسبت گمان ہوا کہ پھر سر اُٹھائین گے وطن سے علیحدہ کرکے ترکی سلطنت کے وسط مین آباد کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد تین ہزار البانی ترکی سرحد کو عبور کرکے وینس کی عیسائی ریاست مین آباد ہو گئے۔ جو عیسائی باقی رہے وہ خوف کی وجہ سے کچھہ نہ کر سکے کیونکہ ترکون نے باغی اضلاع مین سخت قلعے فوراً تعمیر کر دیے۔ ملک مین ترکی فوجین دورہ کرنے لگین اور باغیون پر سخت جرمانے کیے گئے[۱]۔

عیسائی مصنف جو ترکون کی شکایت کرتے ہین کہ "جزیہ اور سختیون سے" ترکون نے البانیون پر ظلم کیے یہانتک کہ وہ اپنا مذہب چھوڑکر مسلمان ہو گئے[۲] ایسے لفظ استعمال کرتے ہین جنکے معنی بہت وسیع ہوتے ہین۔ وہ شکایتون کی کوئی تفصیل بیان نہین کرتے تاکہ ہم فیصلہ کر سکین کہ یہہ شکایتین اصلی واقعات کے مطابق بھی ہین یا نہین۔ میسیوخ نے جہان دو ہزار عیسائیون کا مسلمان ہونا بیان کیا ہے وہان شروع مین یہہ لکھہ دیا ہے کہ بہت سے محصولون اور سختیون کی وجہ سے جو عیسائیون کو اُٹھانی پڑتی تہین یہہ لوگ مسلمان ہوے لیکن اسی موقع پر اس مصنف نے یہہ بھی لکھا ہے کہ یہہ سب سختیان سواے جزیہ کے جسکی رقم چھہ یال سالانہ اور سواے سکیا تاریکو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا مسلمانون کو بھی عیسائیون کے ساتہہ یکسان اُٹھانی پڑتی تہین[۳]۔ میسیوخ نے خاتمہ پر لکھا ہے کہ "عیسائی قوم کو ان محصولون کے ادا کرنے مین ایسی جگہہ خم پہونچتا تہا جو بہت نازک تہی یعنی اُسکی مالی حالت معرض خطر مین پڑتی تہی جسکی طرف اُسکو فطرتاً یا ضرورت کی وجہ سے بہت خیال رہتا تہا۔ پس اس قوم نے ہمکو اس بات پر افسوس اور رنج کرنے کے لیئے کہ دو ہزار

---

[۱] فارلاتی۔ ساتوین جلد۔ صفحہ ۱۲۶-۱۳۲۔ میسیوخ۔ صفحہ ۴۵۲ قول [۲] "بہت عیسائی اس غرض سے کہ جبہ [illegible] کے محصولون اور سختیون سے بچ جاوین رفتہ رفتہ مسیحی دین چھوڑکر مسلمان ہو گئے"۔ (فارلاتی۔ تومہ۔ صفحہ ۱۳۱) [۳] میسیوخ۔ صفحہ

عیسائیون نے ان محصولون سے بچنے کے لیے سچا مذہب چھوڑ دیا معقول وجہ پیش کی"[۵۱]
زمیئوخ کی رپورٹ مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ جو محصول عیسائیون کو دینے پڑتے تھے اُنکی رقم ایسی کڑی تھی کہ عیسائیون کو اپنا مذہب چھوڑنا پڑا اگرچہ ایسی مثالین اکثر بیان ہوی ہین کہ محصول سے بچنے کے لیئے عیسائیون نے اپنا مذہب ترک کیا لیکن زمیئوخ خود لکھتا ہے کہ ان عیسائیون کا اپنے مذہب سے پھر جانا خاص کر اس باعث سے تھا کہ قسیس بالکل جاہل ہوتے تھے[۵۲] اور وہ ایسے لوگون کو بھی سکرامنٹ مین شریک کرتے تھے جو ظاہر مین مسلمان تھے اور دل مین عیسائی[۵۳] ایک اور موقع پر اسی مصنف نے قسیسون کے حال مین لکھا ہے کہ وہ اپنے منصب کی لیاقت نہین رکھتے اور بد اعتقاد اور خفیہ عیسائیون کو بھی سکرامنٹ دیتے ہین وہ لکھتا ہے کہ "صرف یہی دو سبب ہین جس سے وہ تمام نقصان پیدا ہوے جو البانیا کے ملک مین مسیحی کلیسا کو پہونچے"[۵۴]
اس مین بہت کم شبہہ ہے کہ عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا اُن اسلامی اثرون سے ہوا جو مدت دراز تک جاری رہے اور جسکا ذکر ہم اوپر لکھ چکے ہین - جزیہ سے پیچھا چھڑانا تو بیخبر کی اخیر کڑی تھی -

اب رہی یہہ بات کہ خود مسلمانون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین کیا کوشش صرف کین تو اسکا حال عیسائیون کے بیان سے ٹھیک ٹھیک نہین دریافت ہو سکتا زمیئوخ نے ایک ضلع کی نسبت بیان کیا ہے کہ انکے عیسائی باشندون نے ترکون کے اثر صحبت سے "اِن کافرون کی بُرائیان اختیار کین اور بڑا سبب جس سے عیسائی اپنا مذہب چھوڑتے تھے یہہ تھا کہ وہ ترکی عورتون سے شادیان کر لیتے تھے"[۵۵] مسلمانون کا اثر اس ضلع مین اور البکاسیا اور البانیا کے علاقون مین بہت ہے اور ان دونون علاقون کے عیسائیون کو جنکی تعداد دو لاکھ ہے ہر وقت عیسوی مذہب سے علیحدہ ہو جانیکا

[۵۱] زمیئوخ صفحہ ۵ [۵۲] زمیئوخ صفحہ ۱۹۷ [۵۳] زمیئوخ صفحہ ۱۱ [۵۴] زمیئوخ صفحہ ۱۳۷ [۵۵] زمیئوخ صفحہ ۱۴۹

اندیشہ رہتا ہے کیون کہ اُن مین کوئی پادری موجود نہین ہے - مذہب مین وہ
تنزل ہین اور ضرورت ہے کہ ہوشیار اور لائق قسیسون سے اُنکے دین کو مضبوط کیا جاوے[۵۱]
زمیئوخ نے عیسائیون کے شریف خاندانون مین سے ایک خاندان کا حال لکھا ہے جو
انتیواری کے قریب رہتا تھا - اس خاندان مین دو بھائی تھے بڑے بھائی کو تو وطن کے معزز
مسلمانون نے جو اُسکے رشتہ دار بھی تھے "بہلا پھسلا کر" عیسائی مذہب سے علیحدہ کر دیا تھا
لیکن چھوٹے بھائی نے قسیس بننے کے لیئے تعلیم و تربیت حاصل کی - اسکا خاندان اگرچہ
مفلس تھا لیکن شرافت کی وجہ سے ہر شخص اُسکی عزت کرتا تھا ترکون کے دل مین اُسکی نہایت
وقعت تھی اس لیے اگر یہ شخص قسیس کے عہدہ پر مقرر ہوتا تو مسیحی کلیسا کو اُسکی وجہ سے بہت مدد
پہونچتی[۵۲]" یہہ فی الحقیقت دوسرا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے عیسائیون کے ساتھہ بدسلوکی
اسوجہہ سے نہین کی کہ وہ عیسائی تھے بلکہ عیسائیون پر سختیان اُسوقت ہوئین جبکہ ملکی معاملات
مین اُنھون نے سرکشی اور بغاوت ظاہر کی - زمیئوخ خود البانیا کا باشندہ تھا اور اسقف کا
منصب رکھتا تھا - انتیواری کے اور اسقفون کی طرح وہ وینس کی ریاست مین نہین گیا تھا بلکہ
اپنے علاقہ مین بدستور حاضر رہا - ترکی سلطنت نے زمیئوخ کو غیر معمولی اعزاز بخشا تھا[۵۳] اور
ترکی حکام ہی اسکے ساتھہ انتہا درجہ کے اخلاق سے پیش نہ آتے تھے بلکہ البانیا کا پاشا
اُسی دیوان پر اُسکو بٹھاتا تھا جسپر خود بیٹھا ہوتا تھا - جب زمیئوخ اُسکے پاس آتا تو پاشا بھی صف
دروازے تک اُسکے استقبال کو جاتا اور رخصت کے وقت دروازہ ہی تک پہونچاتا تھا[۵۴] -
زمیئوخ لکھتا ہے کہ اس "وحشی" پاشا نے بجائے ترک کے اپنے تئین فیاض عیسائی کی
مثل اُس وقت ظاہر کیا جبکہ عیسائیون کے ساتھہ عمدہ خیالات رکھنے کے ثبوت مین مطران
کی درخواست پر چار مختلف شہرون سے محصول کی کل رقم جو سال آیندہ مین واجب الادا آدمی
تھی اُسنے خود جمع کر کے مطران کو روانہ کر دی[۵۵] مسیحی قسیسون کے ساتھہ اگر ترکون نے کبھی برا برتاؤ کیا

---

[۵۱] زمیئوخ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ - [۵۲] زمیئوخ صفحہ ۲۲ - [۵۳] فارلاتی تمہ صفحہ ۱۴ [۵۴] زمیئوخ صفحہ ۱۱۵ [۵۵] زمیئوخ صفحہ

تو وہ عموماً اس بدگمانی سے ہوکہ بغاوت کی غرض سے ترکون کی دشمنون سے عیسائی تعلقات رکھتے تھے قسیس جب تک کی سلطنت سے ٹکی کو وفا رہوتے تھے تو انکی طرف سے بغاوت کا خیال ترکون کو ضرور پیدا ہوتا تھا اور اکثر صورتون مین یہ خیال صحیح ہوتا تھا لیکن سوای ایسے موقعون کے مسلمانون کو برتاؤ سے قسیسون کی شکایت کی کوئی وجہ نہ تھی زنیوخ نے ایک پادری کا حال لکھا ہے جسکے ساتھہ مغرز ترکون کو نہایت الفت تھی[۵۱]۔

ہرزیگوینا کے اسقفی علاقے مین ایک پادری تھا جسکی نسبت اٹھارہوین صدی کے شروع مین عیسائیون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کی صحبت مین رہکر اسکی نیت اسلام قبول کرنے کی تھی چنانچہ اسی خیال سے اس پادری کے اسقف نے اسکو نظر بند کرکے روما کو روانہ کردیا[۵۲] اور ایسے ہی واقعات البانیا مین بھی بلاشبہہ پیش آئے۔

سرویا کی عیسائی سلطنت اول ۱۳۷۵ء عیسوی مین ترکون کی باجگزار بنی اور ۱۳۸۹ء مین کسوبوا کی لڑائی کے بعد جسمین سرویا کا بادشاہ اور سلطان دونون میدان جنگ مین کام آئے سرویا کے ہاتھہ سے ملکی آزادی جاتی رہی۔ بادشاہ سرویا اور سلطان روم کے جانشینون مین دوستانہ تعلقات قائم ہوے اور سرویا کے نوجوان بادشاہ اسٹیفن نے سلطان بایزید کی اطاعت قبول کی۔ اپنی بہن کی سلطان سے شادی کردی اور اسطرح آپس مین رشتہ قائم ہوگیا۔ جنگ نیکوپولس (۱۳۹۶ء) مین جسکے بعد کل جزیرہ نمای بلقان پر سوای قسطنطنیہ اور اسکے گردنواح کے ترکون کا تسلط ہوگیا سرویا کی فوجون نے جو ترکون کی طرف سے لڑتی تھین لڑائی کا رنگ پلٹ دیا اور ترکون کو فتح دلوادی۔ جس وقت انگورا کے میدان مین تیمور نے ۱۴۰۲ء عیسوی مین ترکون کی طاقت کو بالکل توڑ دیا اور سلطان بایزید کو قید کرلیا تو اسٹیفن جو سرویا کی فوجون کو لیے موجود تھا اپنے بہنوئی کے لیئے بڑی جوانمردی سے لڑا اور بجای اسکے کہ موقع پاکر ترکون کی حکومت سے آزاد ہوجاتا وہ اپنے قول کا پابند رہا اور سلطان بایزید کے بیٹون کو اس وقت تک برابر مدد دیتا رہا جب تک کہ انہون نے

---

[۵۱] زنیوخ صفحہ ۱۴۱۔ [۵۲] فارلاتی چھٹی جلد صفحہ ۳۱۷۔

اپنے باپ کا تخت حاصل نہ کرلیا سٹیفن کے بعد جارج برانکووچ کے زمانہ مین سرویا کو کسیقدر خودمختاری حاصل ہوئی لیکن سنہ ۱۴۳۸ عیسوی مین جب اُسنے علم بغاوت بلند کیا تو ترکون نے پھر اُسکے ملک پر قبضہ کرلیا اسکے بعد پھر کچھ زمانہ تک سرویا نے ہنگری کو اپنا بالادست حاکم تسلیم کیا لیکن وارنا کے مقام پر سنہ ۱۴۴۴ عیسوی مین جان ہنی ڈے کی شکست سے سرویا پر پھر ترکون کا قبضہ ہوگیا اور سنہ ۱۴۵۹ عیسوی مین وہ ترکی سلطنت کا صوبہ بنالیا گیا۔

جسوقت سرویا کے عیسائیون کے سامنے یہہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو حکومت ہنگری کی وہ اطاعت قبول کرین جو رومن کیتھولک مذہب رکھتی تھی یا ترکون کی حکومت کو تسلیم کرین جو مسلمان تھے تو سرویا کے عیسائیون نے مسلمانون کی حکومت کو ترجیح دی۔ اس مضمون پر جو خیالات اُس زمانہ مین سرویا والون کے تھے وہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوجاوینگے جب ترکون اور ہنگری والون مین لڑائی چھڑی ہوئی تھی تو جارج برانکووچ نے جان ہنی ڈے سے پوچھا کہ "اگر تم جیت جاؤ گے تو کیا کروگے؟ ہنی ڈے نے جواب دیا کہ کیتھولک مذہب کو قائم کرونگا اسکے بعد برانکووچ سلطان کے پاس گیا اور پوچھا کہ اگر تم فتحیاب ہوئے تو ہمارے مذہب کے ساتھہ کیونکر پیش آؤ گے"؟ سلطان نے جواب دیا کہ "ہر مسجد کے پاس گرجا ہوگا اور ہر شخص کو آزادی ہوگی کہ ان دو مکانون مین جس مکان مین چاہے خدا کی بندگی کرے"[۵۱]۔ سرویا کے بعض قسیسون کی دعابازی سے شہر بلغراد کی محصور فوج کو ترکون کی اطاعت قبول کرنی پڑی[۵۲] سمندریہ کا شہر جو دریای ڈانیوب پر واقع تھا اُسکے عیسائی باشندون نے بھی ترکون کی فوجکشی کو اپنے حق مین مبارک جانا اور سنہ ۱۶۰۰ عیسوی مین وہ رومن کیتھولک کی سلطنت سے آزاد ہوگئے[۵۳]

سرویا کے باشندون مین اسلام کی اشاعت جنگ کسوبو کے بعد ہی سے شروع ہوگئی

---

۵۱ امیر یقے دو پوی دے یوم۔ لوس ایسلاوس ای تورکیا۔ (مطبوعہ میدرد سنہ ۱۸۷۷ء) صفحہ ۱۷-۱۸۔

۵۲ دے لاجونقیر صفحہ ۲۱۵۔ ۵۳ دے لاجونقیر۔ صفحہ ۲۹۰۔

تھی۔ اُس ملک کے بعض شریف خاندان کے لوگون نے جو باقی بچے تھے یا جس کے عیسائی ملکون مین وطن چھوڑکر آباد ہونا پسند نہ کیا بلکہ خوشی خوشی مسلمان ہوگئے تاکہ فیوڈل انتظام سے جو حقوق اُنکو ملے ہوے تھے اُن مین خلل نہ پڑے[۵۱] اور وہ بدستور قائم رہین سلاطین روم کو معلوم ہوا کہ یہہ عیسائی شرفا مسلمان ہوکر اسلام کے نہایت پرجوش داعی ثابت ہوتے ہین[۵۲] لیکن سرویا کے عام عیسائی رعایا باوجود سختیون اور مصیبتون کے عیسائی مذہب پر قائم رہی اور صرف سرویا قدیم مین جو اب البانیا کا شمال مشرقی حصہ ہی عیسائیون نے کسی قدر کثرت کے ساتھہ اسلام قبول کیا[۵۳] لیکن سرویا قدیم مین بھی سترہوین صدی تک اسلام کی اشاعت آہستہ آہستہ ہوئی اس زمانہ مین آسٹریا نے سرویا کو غیب دی کہ بغاوت کرے لیکن جب اس بغاوت سے سرویا کو کچھہ نفع نہوا تو ۱۶۹۰ء مین اس ملک کا بطریق اسینوس سوم چالیس ہزار عیسائی خاندانون کو لیکر ترکی سرحد سے نکلا اور ہنگری مین آباد ہوگیا۔ ۱۷۳۹ء مین اسینوس چہارم کے زمانہ مین پندرہ ہزار عیسائی خاندانون نے اور وطن ترک کیا اور سرویا کے اُس حصہ کو جسمین یہہ لوگ آباد تھے قریب قریب خالی کردیا[۵۴]

جب ملک خالی ہوا تو جنوب سے البانیا کے لوگ سرویا قدیم مین آکر بس گئے جسوقت یہ البانی سرویا قدیم مین داخل ہوے تو اکثر کا مذہب رومن کیتھولک تھا لیکن جب وہ آباد ہوگئے تو رفتہ رفتہ مسلمان ہونے شروع ہوے۔ آج کل جس قدر کیتھولک مذہب کے عیسائی البانی اس ملک مین موجود ہین اُنکی تعداد باوجودیکہ اُنکے ہم مذہب پہاڑون سے اُترکر وقتاً فوقتاً اُن مین شامل ہوتے رہتے ہین بہت کم ہے۔ جو عیسائی نو وارد ہوتے ہین وہ اپنے بزرگون کی تقلید کرتے ہین اور کچھہ عرصہ کے بعد مسلمان ہوجاتے ہین[۵۵]

جب سرویا قدیم مین البانی آباد ہوے تو سرویا کے اصلی باشندون مین جو کچھہ باقی بچے تھے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ سرویا کے پادری اور تعلیم جاہل اور ناخواندہ ہوتے تھے

---

۵۱ - نظر صفحہ ۳۰۱ ۵۲ کانظر صفحہ ۳۰۲ - ۵۳ مون مالکنزی اور ارلی نے سرویا قدیم کا نقشہ ۳۰۳ صفحہ پر دیا ہے اسمین پرزرین کا شہر جو سرویا کا دارالحکومت تھا اور ایپک کا شہر جو سرویا کے مطران کا شہر تھا اور جو بوکا مقام جہان لڑائی ہوئی تھی دیا ہوا ہے - ۵۴ کانظر صفحہ ۳۰۷ - ۵۵ مالکنزی اور ارلی صفحہ ۲۵ - ۲۵۱ -

نماز کی کتاب بھی مشکل سے پڑھ سکتے تھے۔ لکھنا کسی نے نہین سیکھا تھا۔ لوگون کے سامنے وعظ نہین کہہ سکتے تھے اور مذہبی کتابین پڑھانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جن مین مشکل سے ایک عیسائی بھی ایسا نہین ملتا تھا جس کو "خداوند کی دعا" یاد ہوتی یا "خداوند کے احکام" کا شمار اُسکو معلوم ہوتا۔ نسیون کی علمی اور جہالت کا بھی یہہ ہی حال تھا۔ سنہ ۱۶۸۹ عیسوی کی بغاوت کے بعد ایپک مین جو سرویا کا شہر تھا دولت عثمانیہ کی طرف سے بطریق مقرر کر دیا گیا تھا۔ لیکن سنہ ۱۷۳۷ء مین جب دوسری بغاوت ہوئی تو سرویا کے بطریق کو ترکون نے موقوف کر دیا اور سرویا کا کلیسا قسطنطنیہ کے بطریق کا ماتحت بنا دیا گیا۔ اور سرویا کے گرجاؤن مین یونانی کلیسا کے قسیس مقرر ہوے جنھون نے غریب عیسائیون کا خون بہانے مین ترکی حکام اور پاشاؤن کا ساتھہ دیا۔ اُنکو اپنی قومی زبان مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی اور جو کتابین قدیم سلوانک زبان مین تھین اُنکو جمع کر کے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا۔ جب نسیون کی یہہ حالت ہو تو پھر عیسائی مذہب کے بگڑنے پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۶۹۰ء سے جبکہ سرویا والون نے اپنا ملک چھوڑا تھا تو شہر پریزرن کے ضلع مین عیسائی مسلمانون کے طریقے سیکھہ چلے تھے۔ ان عیسائیون نے پریزرن کے یونانی اسقف سے بار بار فریاد کی کہ قسیس اُنکے پاس ہمیشہ نہین تو کبھی کبھی تو بھیجے جاوین۔ مگر کسی نے نہ سنا اور عیسائیون کے بچون کو اصطباغ تک نہ مل سکا۔ تجہیز و تدفین کے وقت عیسائیون کے مُردے اور نکاح کے وقت عیسائی کلیسا کی دعا سے محروم رہ گئے اور گرجا بوسیدہ ہو کر گر پڑے[۵۱]۔ اور پوجی کے ضلعے مین جو پریزرن سے ملا ہوا ہے ساڑھے نو ہزار مسلمان آباد ہین اور یہہ سب اُسی جگہ کی قوم سلاؤ کی اولاد ہین[۵۲]۔ سترہوین صدی کے شروع مین بزی نے جاگنیو کے شہر مین دریافت کیا کہ رومن کیتھولک عیسائیون کے ۱۲

---

۵۱ فارلاتی۔ ساتوین جلد۔ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸ ۵۲ ماکرنزی اوراربی صفحہ ۳۷۴-۳۷۵۔ کانط صفحہ ۳۹۔

۵۳ کانط صفحہ ۳۹-۴۰۔ ۵۴ کانط صفحہ ۳۸۔

خاندان اور یونانی عیسائیون کے ۲۰۰ خاندان اور مسلمانون کے ۱۸۰ خاندان ہین[۱] سو برس کے بعد اس شہر مین جسقدر خاندان تھے وہ مسلمانون کے خاندانون مین شامل ہونے لگے کیونکہ ہر ایک خاندان کا سرپرست مسلمان تھا البتہ عورتین اور کچھہ بچے عیسائی مذہب رکھتے تھے[۲] اٹھارہوین صدی کے وسط مین لیورس کے گاؤن مین سب لوگ رومن کیتھولک تھے ۱۶۳۱ء مین ۹۰ مسلمانون اور ۲۳ عیسائیون کے خاندان وہان ہوگئے لیکن اب اس گانون کے عیسائیون اور گردونواح کے عیسائیون نے عیسائی مذہب بالکل ترک کردیا ہے[۳] کچھہ عرصہ ہوا کہ کسی کسی گاؤن مین بعض ایسی رسمین جاری تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ گاؤن کے لوگ کسی زمانہ مین عیسائی تھے لیکن اب وہ بھی موقوف ہوگئین جنگ کسوو اور عیسوی سلطنت سرویا کے زوال کے بعد سرویا کے ایسے لوگون کو جنھون نے ترکون کا مطیع بننا قبول نہین کیا اور جنھون نے مستقل ارادہ کرلیا کہ اپنی آزادی کو ہاتھہ سے نہ دینگے جبل الاسود (مونٹ نیگرو) کے پہاڑون مین پناہ ملی یہان موقع نہین کہ اس بہادر قوم کے حالات لکھے جاوین کہ کس دلیری اور جوانمردی سے اُسنے بیشمار دشمنون کے حملون کو روکیا اور لڑائیون کے زمانہ مین جو صدیون تک جاری رہین اسقفون کی اطاعت[۴] اور ہدایت پر کاربند رہکر اُسنے کیونکر اپنی عیسائی حکومت کو ایسے زمانہ مین ترکون کے قبضہ سے آزاد رکھا جبکہ اور سب عیسوی یا تو مجبور ہوکر ترکون کی اطاعت قبول کرنی چاہتی تھین - ایسی صورت مین جبکہ عیسائی مذہب پر قائم رہنا ہی وہ چیز تھا جسکی بل پر سرویا کے عیسائی بذات خود حکمران اور آزاد ہونے کی حیثیت رکھہ سکتے تھے تو یہہ خیال مشکل ہے کہ ایسے وقت مین اسلام نے کسی طرح اُن مین اشاعت پائی ہوگی لیکن سترہوین صدی عیسوی مین جبل الاسود کے بہت سے عیسائی جو سرحدی اضلاع مین آباد تھے مسلمان ہوگئے اور ترکی پاشاؤن کی ملازمت اُنھون نے اختیار کی ۱۷۰۳ء عیسوی مین دانیال پیتروویچ

---

[۱] بنزی صفحہ ۸۴ (ب) [۲] زمیئوخ صفحہ ۱۸۲ [۳] کانظ صفحہ ۳۳ [۴] مانٹ نیگرو پر ۱۵۱۶ء مین ۱۸۵۲ء تک اسقف حاکم رہے

نے جو اُس زمانہ مین اسقف کا عہدہ رکھتا تہا عیسائیون کے سب فرقون کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ اپنے ملک اور مذہب کی بہتری کے لیئے اب جو کچھہ امید اُنکو باقی ہے وہ یہہ ہے کہ جسقدر مسلمان ہم مین رہتے ہون اُن سبکو نیست و نابود کر دیا جاوے چنانچہ بڑے دن کی شام کو جبل الاسود کے وہ تمام عیسائی جو مسلمان ہو گئے تہے نہایت بے دردی سے قتل کیے گئے[۱]۔

اب ہم ملک بوسینا کا ذکر کرتے ہین۔ اس ملک کے باشندون کے جو مذہبی اور سوشل حالات ترکون کی فتوحات سے پہلے تہے وہ خاص توجہ کے قابل ہین۔ باشندگان بوسینا مین سے اکثر لوگ بگومائل فرقہ کے تہے جو عیسوی مذہب کا ایک بدعتی فرقہ تہا۔ رومن کیتہولک عیسائیون نے اس فرقہ پر تیرہوین صدی عیسوی سے ظلم کرنے شروع کیے تہے اور روما کے پوپون نے کئی موقعون پر اس فرقہ پر صلیبی جہاد کا حکم جاری کیا تہا[۲]۔ سنہ ۱۳۲۵ عیسوی مین روما کے پوپ یحییٰ نے بادشاہ بوسینا کو فرمان بھیجا "ہمارے عزیز فرزند اور امیر سٹیفن بادشاہ بوسینا کے نام۔ تجھکو کلیسا کا خیر خواہ جانکر ہم حکم دیتے ہین کہ اپنی قلمرو سے بدعتی فرقہ کے لوگون کو غارت کر دے اور فابیون جسکو ہم نے تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے اُسکی مدد کرے کیونکہ بدعتی لوگ بوسینا کی ریاست مین جمع ہو گئے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ یہہ لوگ اپنے گناہون کا بیج وہان بوئین گے اور اور امن سے آباد رہین گے۔ ان لوگون پر شیطان کے مکر و فریب کا گہرا رنگ چڑہا ہوا ہے اور جہوٹ کا زہر اُنکے پاس ہے تاکہ ظاہر مین بہولے بنکر اور عیسائیون کا سا نام رکہہ کر وہ رومن کیتہولک عیسائیون کے ایمانون کو گمراہ کرین۔ اُنکی تقریر کینسر کی طرح بڑہتی

[۱] کلارک صفحہ ۲۶۲-۲۶۳۔ [۲] جن پوپون نے لڑائی کا حکم دیا اُن کے نام یہہ ہین۔ ہنوریس سوم نے سنہ ۱۲۲۱ مین غریگوری نہم نے سنہ ۱۲۳۰ء مین انوسینٹ چہارم نے سنہ ۱۲۴۶ مین بنی ڈکٹ دوازدہم نے سنہ ۱۳۳۶ عیسوی مین مذہبی لڑائی کا حکم دیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء سے انکیوزیشن یعنی مذہبی تحقیقات کا محکمہ جاری ہوا۔

چال چلتی ہے اور عاجزی ظاہر کرنے کے لیئے وہ خاک پر رینگتے ہین - لیکن جہپ کر وہ لوگون کو قتل کرتے ہین - اور وہ گرگ ہین جنہون نے گوسپند کا بہیس اختیار کیا ہے اور انہون نے درندون کی خصلت کو چہپایا ہے تاکہ مسیح کی غریب اور بہولی بہیڑون کو دہوکا دین - پندرہوین صدی عیسوی مین فرقہ بگومائل کی تکلیفین ناقابل برداشت ہوگئین اور اُنہون نے ترکون سے درخواست کی کہ اس بُری حالت سے اُنکو کسی طرح نجات دین - بوسینیا کے عیسائی بادشاہ اور اُسکے فتیسون نے ظلم کو اُس انتہائی درجہ پر پہونچا دیا جو اس سے پہلے کبہی اس درجہ کو نہ پہونچا تہا - چنانچہ چالیس ہزار بگومائل بوسینیا سے بہاگے اور پاس کے ملکون مین اُنہون نے پناہ لی - جو لوگ بہاگ نہ سکے اُنکو بوسینیا کے حاکمون نے پابزنجیر کرکے روما کو روانہ کیا - لیکن یہ سخت طریقے بہی بگومائل کی قوت کو بوسینیا کے ملک مین نہ توڑ سکے - کیونکہ لکہا گیا ہے کہ ۱۴۶۲ء مین اس ملک مین بدعتی فرقہ اُسی پُرانے زور پر تہا ایک سال کے بعد ۱۴۶۳ عیسوی مین جب سلطان محمد ثانی نے بوسینیا پر فوجکشی کی تو بوسینیا کے بادشاہ کو جسکا مذہب رومن کیتہولک تہا رعایا نے تنہا چہوڑ دیا - قلعہ کی کنجیان اور یوبوواظ کا شاہی شہر بگومائل کے گورنر نے ترکون کے حوالے کر دیا اور قلعون اور شہرون مین یہی آسی مثال کی پیروی ہوی - چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر سلطان محمد کے قبضہ مین ستر شہر آگئے اور سلطان کے مفتوحہ ملکون مین بوسینیا بہی شامل کیا گیا[1] -

اس فتح کے بعد سے بگومائل فرقہ کا حال تاریخون مین بہت کم ملتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کے بعد ہی اس فرقہ کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور جو رہ گئے وہ بعد کو رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے - بوسینیا کے کیتہولک عیسائی ہنگری اور اٹلی کے ملکون مین جو قریب تھے جاکے بعض مورخون نے فرض کیا ہے[2] کہ اکثر بگومائل عیسائیون نے ترکی فتح کے ابتدائی زمانہ مین اسلام اس نیت سے اختیار کیا تہا کہ موقع پاکر پہر عیسائی ہوجاوینگے

[1] اسبوتہ صفحہ ۹۲ - ۹۵ - ایوانس صفحہ ۳۶ - ۴۲ - [2] اسبوتہ صفحہ ۹۶ - ۹۰ -

اور چونکہ اُنپر ظلم بہت ہوتے تھے اس لیئے اُنہون نے دفعہ الوقتی کے لیئے اپنے مذہب سے انکار کرنا سیکھہ لیا تھا۔ لیکن جب پھر عیسائی ہونے کا موقع اُن کو کبھی نصیب نہین ہوا تو پھر اس بات کا ارادہ بھی رفتہ رفتہ کم ہوکر اُنکی اولاد کے دل سے قطعی محو ہوگیا۔ لیکن ایسا فرض کرنا محض قیاس ہی قیاس ہے۔ کوئی صحیح شہادت اُسکے ثبوت مین موجود نہین۔ بلکہ بگومائل کو مسلمان ہوکر مسلمانون مین شامل ہوجانے کی ترغیب شاید اس وجہ سے ہوی کہ اسلامی عقائد اور اس فرقہ کے عجیب و غریب اعتقادات مین اکثر باتین مشابہت رکھتی تھین۔ حضرت مریم کی پرستش اور اصطباغ کی رسم اور قسیسون کے محکمہ سے فرقہ بگومائل کو قطعی انکار تھا[۱] صلیب کو مذہبی نشان سمجھنے سے اُنکو نفرت تھی۔ اور مذہبی تصویرون اور بتون کو پوجنے اور متبرکات اور مسیحی اولیا کی تعظیم و تکریم کو وہ بت پرستی خیال کرتے تھے۔ انکے معابد بہت سادے ہوتے تھے۔ رومن کیتھولک کے گرجاؤن کے خلاف اُنکے گرجاؤن مین تکلف کا کوئی سامان نہ ہوتا تھا مسلمانون کی طرح وہ بھی گرجا کے گھنٹی سے نفرت کرتے تھے اور انہون نے اُسکا نام شیطان کا صور رکھا تھا۔ اُنکا اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مصلوب نہین ہوے بلکہ اُنکی جگہہ کوئی اور ہوائی صورت مصلوب ہوی تھی۔ اس مسئلہ مین وہ کسی قدر قرآن کی تعلیم سے موافقت رکھتے تھے[۲] شراب کو حرام سمجھنا اور معاشرت کے طریقون مین سختیان اختیار کرنی ظاہر مین نہایت خشک اور سخت مزاج ہونا وہ چیزین تھین جنہون نے اسلام سے اُنکو اور زیادہ تعلق پیدا کرادیا[۳] چنانچہ بگومائل کی نسبت ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ "یہہ بدعتی لوگ ظاہر مین بھیڑون کی طرح خاموش اور مسکین ہین۔ مکاری سے

[۱] فرقہ بگومائل کے اول مسیحی کلیسیا کی رسوم اور کلیسیا کی افسرون کو بہت برا کہتے ہین اور یونانی قسیسون کا نام انہون نے اندھا رکھا ہے۔ اور اُنکو دیکھکر اس بات مین بالکل گھوڑے کی طرف دیکھکر سونگتا ہی مسیحی عشا کی نسبت اُنکا خیال ہے کہ وہ روٹی نہین کیونکہ وہ موافق نہین ہے اور جو روٹی نہین کہائی جاتی ہے وہ مسیح کا جسم نہین ہے بلکہ معمولی روٹی ہے۔ اُنکو موس جسکو یوانس ذانقل کیا ہے صفحہ ۳۰۱ [۲] قرآن سورۃ ۴ آیت ۱۵۶ [۳] اس مضمون کا اُس عبارت سے مقابلہ کرو جو ترکون نے چارلس دوازدہم بادشاہ سویڈن کی نسبت تعریف و توصیف مین لکھی تھی۔ عبارت یہ ہے "شراب کی پرہیز اور روزانہ دو وقت کی نماز پڑہنے کی وجہ سے لوگون کو کہنا پڑتا ہے کہ بادشاہ گویا سچا مسلمان ہے"۔

روزے رکھکر صورت زرد بنا لیتے ہین کبھی زیادہ بولتے یا آواز سے ہنستے نہین - ڈاڑھی کو بڑھاتے ہین اور باقی صورت کی طرف سے بے پرواہ ہوتے ہین[۱]" یہ لوگ پانچ وقت دن کو اور پانچ وقت رات کو نماز ادا کرتے تھے اور خداوند کی دعا بار بار رکوع کرکے پڑھا کرتے تھے[۲] - پس ان نمازون کی جگہہ مسجد مین جاکر نماز پڑھنے سے اُنکو کوئی تبدیلی نہین معلوم ہوئی ہوگی - غرض مین نے اس جگہہ مگومائل کی اُن مذہبی باتون کو جمع کردیا ہے جو اسلام کی تعلیم سے مشابہت رکھتی تھین لیکن بعض مسائل جو عیسوی مذہب کے ساتھہ مخصوص تھے اُن مین ایسے بھی موجود تھے جنکو کوئی مسلمان تسلیم نہ کرسکتا تھا - لیکن جب اسقدر باتین مشترک ہون تو یہہ بات سمجھنی آسان ہے کہ کس طرح فرقہ مگومائل مین ایسے مسائل کو ترک کرنے کی ترغیب ہوئی ہوگی جنکو اسلام گوارا نہ کرتا تھا - مذہب مانویہ کا یہہ اعتقاد کہ خدا دو ہین اُن مین موجود تھا جو اسلامی عقائد سے کسی صورت مین مطابق نہ ہوسکتا تھا لیکن اسلام کا عموماً یہ قاعدہ رہا ہے کہ اُسنے اس قسم کے خیالات کی طرف صلح کل کا طریقہ برتا بشرطیکہ ان خیالات سے کوئی فرق اصلی مذہب مین نہ آیا اور اسلام کے حقیقی اصول اور عمل کا لوگون نے ہر حال مین اقرار کیا ترکون نے حسب عادت بوسنیا والون سے بھی مسلمان ہونے کے لیئے ہر قسم کے نفع کا وعدہ کیا - جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اُنکو اجازت ہوگئی کہ اپنی زمینون اور مال پر بدستور قابض رہین اور احتمال ہے کہ قدیم عیسائی خاندانون کے لوگون نے جنکو رومن کیتھولک عیسائیون نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے اُنکی جایدادون سے بے دخل کردیا تھا اب اُنھون نے اسلام اختیار کرکے اپنے قدیم درجہ اور منصب کو بحال کرنیکا موقع پایا - ترکون کی ملکی فتوحات مین اخیر فتح جزیرہ کریٹ کی تھی جسکو ۱۶۶۹ عیسوی مین وینس کی سلطنت سے ترکون نے چھین لیا - کاندیا کا شہر تین برس کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا اور پچیس برس سے جو جھگڑے اُن دونون مقابل کی قوتون مین اس جزیرہ پر قبضہ

---

[۱] کوہ ۔ ۔ ۔ منقولہ ایوانس صفحہ ۳۱ - [۲] آسیوتہ ۳۶ - لیظر اندویلت دوسری جلد صفحہ ۹۷۵ -

کرنے کے لیئے چلے آتے تھے وہ آخرکار ختم ہوگئی۔

یہہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ جزیرۂ کریٹ پر مسلمانون کا تسلط ہوا ہو۔ نوین صدی عیسوی مین اسپین کے مسلمانون کا ایک گروہ جو ادہر اودہر لڑتا پھرتا تھا اس جزیرہ پر دفعتاً قابض ہوا اور تقریباً ڈیڑھ صدی (۸۲۵ء سے ۹۶۱ء) تک[۵۱] یہہ جزیرہ مسلمانون کے قبضہ اور تصرف مین رہا۔ اس ڈیڑھ صدی مین جزیرۂ کریٹ کی کل رعایا مسلمان ہوگئی تھی لیکن جب پھر بازنتین سلطنت کا وہان دور دورہ ہوا تو ایک ارمنی فتیس کے وعظ سے لوگون کو دوبارہ عیسائی بنایا گیا اور تمام جزیرہ مین سوای عیسائی مذہب کے اور کوئی مذہب نہ رہا[۵۲]۔ تیرہوین صدی کے شروع مین بونیفیس مونٹ سیرات کے ڈیوک سے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خرید لیا۔ بونیفیس کے قبضہ مین یہہ جزیرہ اُسوقت آیا تھا جبکہ بازنتین سلطنت کے حصہ ہو گئے تھے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خریدی ہوی چیز سمجھکر اپنی گورنمنٹ اور نوآبادیون کے نفع کے لیئے جس طرح چاہا برباد کیا۔ اور انکی حکومت سخت اور ظالمانہ ثابت ہوئی کہ رعایا نے کئی دفعہ بغاوتین کین جنکو نہایت بیرحمی سے فرو کیا گیا۔ ایک موقع پر سفاکیہ اور لاسیتی کے اضلاع رعایا سے بالکل خالی ہوگئے اور سرکاری طور پر حکم ہوا کہ ان اضلاع مین اناج نہ بویا جاوے بلکہ جو ایسا کریگا اُسکو موت کی سزا ملے گی۔ غرض تقریباً ایک صدی تک یہہ اضلاع بغیر زراعت کے بنجر پڑے رہے[۵۳]۔ سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین جزیرۂ کریٹ کی اخیر بغاوت کو جس بیرحمی اور سفاکی سے وینس کی گورنمنٹ نے فرو کیا وہ سب سے بڑھکر اور اخیر مصیبت تھی جو کریٹ کے بدنصیب باشندون پر نازل ہوی۔ اُسی صدی کے اخیر زمانہ مین وینس کی ملکی مجلس نے کمشنر مقرر کیئے کہ جزیرہ والون کے حال سے اطلاع دین۔ ان کمشنرون نے جو حالات اپنی رپورٹون مین لکھے اُن سے اصلی کیفیت

---

[۵۱] اماری۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۳۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶ [۵۲] کارنارو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۰۵۔ ۲۰۸

[۵۳] پیرو۔ صفحہ ۱۵۱۔

باشندگان کریٹ کی مظلومی اور بیکسی کی معلوم ہوتی ہے - وینس کے امیرون نے جنکو فیوڈل طریقے کے اختیارات حاصل تھے کاشتکارون پر ایسے ظلم کیے کہ وہ بالکل پامال ہوگئے تھے - اور انکی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہوگئی تھی - اور ان مین اتنی جرأت بھی باقی نہ تھی کہ ان مصیبتون کی شکایت کرین - ہر ایک کاشتکار کو اپنے امیر کے لیے برس مین بارہ دن بغیر اُجرت کے کام کرنا لازم تھا اور اسپر بھی امیران کاشتکارون کو مجبور کرسکتا تھا کہ جسقدر مدت تک چاہے ایک پینی فی یوم کے حساب سے برائے نام مزدوری پر اُن سے اپنا کام لے - انگور کے باغون سے جو کاشتکارون کی ملکیت ہوتے تھے نہایت نفع امیر کا ہوتا تھا کاشتکارون کے بیل اور خچر بیگار مین پکڑ لیے جاتے تھے اور بیسیون طرح کی دھوکے اور ظلم تھے جن سے اِن غریبون کو آزار دیا جاتا تھا[1] - کمشنرون نے جو کیفیت جزیرہ والون کے حالات کی لکھی ہے اُس سے وینس کی مجلس پر کچھ اثر نہوا کہ ان مصیبت زدہ کاشتکارون کی حالت بہتر کی جاتی اور امیرون کے ظلم بند ہوتے - بلکہ مجلس نے ایک شخص فرانبویو ساریٹی نامی کی بدایتون پر کارروائی بند ہونا پسند کیا جس نے ۱۶۱۵ء مین یونانی نوآبادیون کے بارے مین وینس کی سلطنت کو یہہ لکھا تھا کہ "اگر نوآبادیون کے یونانی امرا اپنی ریاستون مین رہیات کے لوگون پر ظلم کرتے ہین تو بہتر طریقہ یہی ہے کہ اُنکی طرف کچھ توجہ نہ کی جاوے تاکہ اُن مین اور اُنکی رعایا مین آشتی نہ پیدا ہوسکے"[2]

مذکورہ بالا عبارت جس مصنف نے لکھی ہے اُسنے یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ جزیرہ کریٹ کے باشندے اپنے حاکمون کو بدلنا چاہتے ہین - "لیکن ترکون کی اطاعت کو بھی وہ بہت دن تک قبول نہ کرینگے کیونکہ اپنی ہی قوم کے لوگونکی مثالین اُنکی نظر کے سامنے موجود تھین - غرض کریٹ کے لوگ بھاگ بھاگ کر ترکون کی سلطنت مین چلے آئے تاکہ وینس کے محصولون سے بچ جاوین - اور آخر اُنھون نے اُن بیشمار عیسائیون کی پیروی کی جو سلطنت عثمانیہ مین

---

[1] پاشلی - پہلی جلد صفحہ ۳۰ - دوسری جلد صفحہ ۲۸۴ و ۲۹۱-۲۹۲ [2] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۹۸ -

وقتاً فوقتاً اپنی ظالم گورنمنٹ سے پناہ لینے کے لیے چلے آئے تھے[۱] عیسائیون کے بڑے بڑے گروہ مصر مین بھی بھاگ آئے جہان اُنھون نے اسلام قبول کر لیا[۲] کریٹ کے لوگون کو جو بات سب سے زیادہ ناگوار اور تلخ معلوم ہوتی تھی وہ رومن کیتھولک قسیسون کا ظلم تھا کہ وہ ایسے روپیہ کو جو یونانی قسیسون کا حق ہوتا تھا اپنے کام مین لاتے تھے اور یونانی عیسائیون کو جنکی آبادی دس حصون مین سے نو حصے تھے جس طرح بن پڑتا تھا ذلیل اور خوار کرتے تھے[۳] اسکے برخلاف ترکون نے عیسائی رعایا کے دل اس طرح خوش رکھے کہ یونانی کلیسا کی بطریقی وہان قائم کی - وینس کے ایک مؤرخ نے اسکا حال یہہ لکھا ہے کہ "کانیا کا ایک پادری ترکی جنرل قاسم کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اگر تم رعایا کی رضامندی حاصل کرنی اور وینس کے نام کو داغ لگانا چاہتے ہو تو تمکو اس بات کا یاد رکھنا ضرور ہے کہ مضبوط سے مضبوط گروہ جو کسی شائستہ سوسائٹی کو پابند بنا سکتی ہے اور جو اسکو نہین ہونے دیتی وہ گروہ صرف مذہب ہے - پس تمکو وہ طریقۂ عمل اختیار کرنا ہوگا جو وینس والون کے طرز عمل سے مختلف ہو - وینس کی سلطنت کی یہ کوشش تھی کہ یونانی کلیسا کے مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ ڈالین اور رومن کیتھولک مذہب اسکی جگہہ قائم کرین اور اس لیے اُنھون نے حکم دیا کہ کل جزیرہ مین کہین کوئی یونانی اسقف مقرر نہ ہونے پاوے اور یونانی عیسائیون کو منتشر کرنے کی غرض سے ان واجب التعظیم اور با اختیار پیشوایان مذہب کو علحدہ کر دیا وہ سمجھتے تھے کہ یونانی کلیسا کے عیسائیون پر انکو آسانی سے قابو مل جائیگا لیکن اس ممانعت نے کہ یونانی اسقف مقرر نہ ہونے پاوین کریٹ کے باشندون مین ایسا جوش پیدا کیا کہ وہ خوشی خوشی ایسی حکومت کے منتظر ہو گئے جو اُنکے یان پہر یونانی اسقفون کو مقرر کر دے جنکا موجود ہونا مذہبی ضروریات کے لیے لازمی تھا اس پادری نے قاسم سے کہا کہ اگر تم نے رعایا کو یہ یقین دلادیا کہ اُسکے قدیم حقوق ہی برقرار نہین رکھین جاوینگے بلکہ جدید اختیارات بھی اُسکو

[۱] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۸۵ - [۲] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۳۱۹ - [۳] پیرو صفحہ ۱۵۱ -

ملین گے تو رعایا تم سے اور زیادہ خوش اور رضامند ہوگی - یہہ باتین قاسم کو اسقدر معقول معلوم ہوئین کہ اُسنے فوراً اُنکو قسطنطنیہ لکھبھیجا یہان وہ بہت پسند کی گئین اور بطریق قسطنطنیہ کو سلطان سے حکم ملا کہ کسی لائق شخص کو کاندیا کا مطران فوراً مقرر کیا جاوے اور اس مطران کے ماتحت سات اسقف اور مقرر کیے جاوین[1] -

معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کریٹ کے بعد ہی جزیرہ کے بہت عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا - یہہ بات قیاس کے خلاف نہین ہے کہ وہ ہی چیز جسنے وینس کے زمانہ حکومت مین جو غیر کی حکومت تھی عیسائیون کو اپنے قدیم یونانی کلیسا کا معتقد رکھا تھا جبکہ وینس کے لوگ ہمیشہ اُنکو اپنے سے علیحدہ رکھتے تھے اور اُن سے کسی طرح کے تعلق کو اپنی نہایت بیعزتی سمجھتے تھے[2] تو اُسی چیز نے اب عیسائیون کو مجبور کیا کہ اسلام قبول کرین مسلمانون نے کریٹ کی عیسائی رعایا کو رعایا نہ سمجھا بلکہ گورنمنٹ کے انتظام مین اُسکو شریک کرکے اپنے برابر کا درجہ اُسکو دیا - کریٹ کے لوگون مین اسلام کی اشاعت کے کچھہ ہی اسباب ہون لیکن اسکا یقین نہین ہوسکتا کہ مسلمانون کے جبر و اکراہ نے ایک ایسی قوم کا مذہب تبدیل کردیا ہو جو صدیون تک اپنے قدیم مذہب کے ساتھہ باوجود غیر مذہب والون کے جور و ستم کے وابستہ رہی تھی - غرض کچھہ ہی اسباب ہون جس سے کریٹ کے عیسائی کثرت سے مسلمان ہوے لیکن یہہ ضرور دریافت ہوتا ہے کہ فتح کریٹ کے تیس برس بعد اکثر مسلمان وہ ہی لوگ تھے جو پہلے عیسائی تھے یا اُن عیسائیون کی اولاد تھے جو مسلمان ہوچکے تھے[3] ایک صدی سے کچھہ زیادہ زمانہ کے بعد جزیرہ کریٹ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی - جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہرون ہی مین نہین بلکہ قصبات مین اور وسط کے اضلاع مین یہانتک کہ جزیرہ کے بیچ مین جو بستیان تھین اُن مین بھی مسلمان بکثرت نظر آنے لگے جو شکل لباس وضع اور زبان مین بالکل یونانی تھے - جزیرہ کریٹ کی زبان یونانی ہے اور

[1] چارلس ایڈورڈس - کریٹ سے خطوط، صفحہ ۹۰ - ۹۲ (مطبوعہ لندن) [2] پشلی دی سرجیلی صفحہ ۱۵ [3] پشلی پہلی جلد صفحہ ۱۵

اس زبان کے سوا اور زبان اس جزیرہ مین کبھی رائج نہین رہی - یہانتک جو تھوڑے سے ترک وہان آباد ہین اُنکو بھی ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے - اور سلطانی فرامین اور پاشاؤن کے حکم ہمیشہ یونانی زبان مین تحریر اور شائع ہوتے ہین[۱] - اس صدی مین جو قابل افسوس اور سخت اختلاف کریٹ کے عیسائیون اور مسلمانون مین ہے وہ یونان کی بغاوت سے پہلے (جسمین یہہ ملک دولت عثمانیہ کے تحت سے آزاد کیا گیا) موجود نہ تہا - اور ایسے زمانہ مین جبکہ اکثر مسلمان عیسائیون کی بیٹیون سے جو اپنے مذہب پر قائم رہتی تہین نکاح کرتے تہے اور اصطباغ کے وقت اپنے عیسائی دوستون کے بچون کے گوڈفادر بنتے تہے[۲] - یہ باہمی عداوت اور خصومت ہرگز موجود نہ تہی - بلکہ اُس زمانہ مین ان دونون قومون کا اتحاد اس بات سے اور ظاہر ہوتا تہا کہ اُنکا لباس ایسا یکسان تہا کہ مسلمان اور عیسائی مین اُن لوگون کو بھی شناخت نہ ہوتی تہی جو قریب کے جزیرون مین رہتے تہے اور خود وہ لوگ بھی جو جزیرہ کریٹ مین مدت سے آباد تہے مسلمان اور عیسائی مین اکثر تمیز نہ کر سکتے تہے[۳] -

---

[۱] پروفیسر ہاپنر صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۲ پاشلی پہلی جلد صفحہ ۱۰۱ - ۱۹۵ - [۲] سپراٹ - "کریٹ کا سفر اور تحقیقات" پہلی جلد صفحہ ۴۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء)

باب ہفتم

ملک ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

ایشیا کے مغربی ملکون کو چھوڑکر اب وسط ایشیا مین اسلام کی تاریخ اشاعت لکھنے کے لیئے اہل عرب کی قدیم فتوحات کی طرف توجہ کرنی چاہیے - ساتوین صدی عیسوی کے وسط مین ساسانیون کے خاندان کو زوال ہوا اور ایران کی وسیع سلطنت جس نے چار سو برس تک روما اور بازنتیم کی طاقت کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کیا تہا اب مسلمانون کا ورثہ ہوگئی - جب ایرانی فوجون کو اہل عرب سے شکستین پہونچین تو ایران کی رعایا نے دشمن کا مقابلہ نہ کیا - دولت ساسانیہ کے اخیر بادشاہون کے زمانہ مین سخت طوائف الملوکی پھیلی تہی اور رعایا کو اپنے بادشاہون سے اس لیئے اور علیحدگی ہوگئی تہی کہ زردشتی مذہب سے جو شاہی مذہب تہا لوگون کو سخت آزار پہونچائے جاتے تہے اور بادشاہ ان ظلمون کو جائز رکہتے تہے - مذہب زردشت کے پیشواؤن کو سلطنت مین وسیع اختیارات حاصل تہے اور شاہی مجلسون مین قریب قریب خود مختاری کا درجہ رکہتے تھے ملکی نظم ونسق کے تمام صیغون مین انکو بڑا حصہ ملا ہوا تہا اس قسم کے فرقے ایران مین کثرت سے موجود تہے اول تو ایران کے قدیم مذہب ہی کی بہت سی صورتین تہین جنکے ماننے والے جدا جدا فرقے رکہتے تہے - پہر عیسائی یہودی - صابی اور بدہ مذہب کے لوگ اور بہت فرقے جن مین نوستک مانویہ اور بودہ مت کے خیالات نے جگہہ پائی تہی ملک مین کثرت سے موجود تہے ظلم اور اذیت کے باعث سے ان سب فرقون مین زردشتی مذہب اور شاہی خاندان سے جو اس مذہب کا حامی تہا سخت مخاصمت پیدا ہوگئی اس لیئے عرب کی فتوحات کو ایرانیون

نے اپنے حق مین نجات کا باعث سمجھا[۱]۔ اور ان تمام مختلف مذاہب کے معتقدون کو ایسی حکومت کے سایہ مین آرام و آسایش کی توقع ہوئی جو جزیہ کی خفیف رقم لیکر سب لوگون کو مذہبی آزادی اور فوجی خدمتون سے نجات دیتی تھی۔ اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رکھنے اور جزیہ ادا کرنے کے حقوق صرف عیسائیون اور یہودیون ہی کو نہین دیے تھے بلکہ زردشتیون اور صابیون اور اُن لوگون کو بھی دیے تھے جو مورتون اور آگ اور پتھرون کو پوجتے تھے[۲]۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیون کے ساتھہ بالکل ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا "اہل کتاب" کے ساتھہ رکھتے ہو۔ اور حفاظت کے معاوضہ مین اُن سے بھی جزیہ لیا جا سکتا ہے[۳]۔

شہرون کے لوگ اور مزدور اور پیشہ ور نہایت شوق سے اسلام کی طرف بڑھے یہ لوگ اپنے پیشون اور کامون مین زردشتی مذہب کے موافق آگ یا مٹی یا پانی کو ناپاک کرتے تھے۔ اس لیے خود ناپاک تصور کیے جاتے تھے جب اسطرح مذہب کے بموجب وہ علیحدہ خیال کیے گئے اور کسی نے اُنکے ساتھہ مہربانی یا سلوک نہ کیا تو انھون نے خوشی سے ایسے مذہب کو اختیار کر لیا جس نے انکو فوراً آزادی بخشی اور اسلامی اُخوت مین سب کے برابر درجہ دیا[۴]۔ زردشتی مذہب کے جو لوگ مسلمان ہوئے اُنکا حال بھی کچھہ کم قابل وقعت نہین خاندان ساسانیہ کی تباہی قومی کے ساتھہ ہی مذہب کا عالیشان قصر جسکو بادشاہون نے اپنے سہارے سے قائم رکھا تھا کھنڈر ہو گیا۔ اب اُنکے لیئے کوئی مرجع عام نہ رہا۔ اور چونکہ اُنکے قدیم مذہب اور اسلام مین بہت سی باتین مشابہ تھین اس لیئے زردشتی مذہب کو اسلام سے تبدیل کرنا اُنکو آسان معلوم ہوا ہوگا۔ ان لوگون کو قرآن مین وہ ہی اصول دریافت ہوے جو اُنکے مذہب مین بھی موجود تھے گو اُنکی شکل کسی قدر مختلف تھی اہرمزد اور

---

[۱] گونبو (۱) صفحہ ۵۵-۶۶-لاسوسے-دوسری جلد صفحہ ۴۵-۴۰ [۲] ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳

[۳] ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳-[۴] گونبو (۲) صفحہ ۳۰۶-۳۱۰-

اہرمن کی جگہ اللہ اور ابلیس انکو پڑھنا پڑا دنیا کا چھ زمانون مین پیدا ہونا۔ ابتدا مین آدم کے بیگناہ ہونے کا قصہ ملائکہ اور شیاطین قیامت کو مُردون کا اُٹھنا جنت اور دوزخ کے مسئلے دونون مذہبون مین ایک تھے[۱]۔ روزانہ عبادت مین بھی بہت سی باتین یکسان تھین جسطرح اسلام قبول کرنے کے بعد پنجوقتہ نماز کا حکم ہوا۔ اسی طرح اوستا سے بھی دن مین پانچ وقت عبادت کرنے کی ہدایت تھی[۲]۔ ایران کے شمالی حصہ مین ایسے فرقے موجود تھے جنھون نے زردشتی مذہب مین مذہبی پیشواؤن کا محکمہ قائم ہونے کی سخت مخالفت اس بنیاد پر کی تھی کہ ہر شخص اپنے خاندان کا پیشوا ہی ملت ہے اور اس کام کے لیئے کسی غیر کی ضرورت نہین۔ ایک خدای برتر کا یقین اور بقای روح کو تسلیم کرکے وہ اس بات کی تعلیم دیتے تھے کہ اپنے ہمسایہ سے محبت رکھو نفس کو مطیع بناؤ اور نیکی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ پس ایسے لوگون کو اسلام قبول کرنیکی ترغیب دینی آسان ہوی ہوگی[۳]۔

علاوہ اسکے ایران کے اُن زردشتی فرقون کے ساتھہ جنپر مسیحی مذہب کا پرتو پڑا تھا اسلام کو اکثر عقائد مین مطابقت حاصل تھی۔

مذکورۂ بالا اسباب مین جنھون نے ایران کے ملک مین اسلام کو بہت جلد رواج دیا ایک سبب یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ایرانیون کی مفتوحہ قوم کو اسلام کے ساتھہ ملکی اور قومی ہمدردی کی ایک اور وجہ بھی پیدا ہوگئی۔ اور وہ یہہ تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شادی شاہ بانو بنت یزدجرد سے ہوی جو خاندان ساسانیہ کا اخیر بادشاہ تھا۔ حضرت امام حسین اور شاہ بانو کی اولاد کو ایرانیون نے اپنے قدیم بادشاہون اور اپنے قومی کارناموں کا وارث خیال کیا۔ اور یہی خیال تھا جس نے ایران کے لوگون کو اولاد حضرت علی کے ساتھہ نہایت شغف پیدا کرا دیا۔ اسلام مین اہل تشیع کا جدا فرقہ قائم ہونے کی

---

[۱] دوزی (۱) صفحہ ۱۵ [۲] ہابزگ صفحہ ۵ [۳] دوزی۔ (۱) صفحہ ۱۹۱۔ گوبو (۱) صفحہ ۵۵۔

بھی ابتدا اسی خیال سے ہوئی[۵۱]

غرض اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہین ہوئی کیونکہ ان لوگون کو جو فتح ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زردشت سے وابستہ رہے مسلمانون نے مذہبی آزادی دی۔ موجودہ زمانہ مین بھی آتش پرستون کے گروہ ایران کے بعض اضلاع مین آباد ہین۔ اگرچہ ایک زمانہ مین ان لوگون پر سختیان ہوئین[۵۲] لیکن سنہ ہجری کی ابتدائی صدیون مین انکو بالکل مذہبی آزادی حاصل رہی اور انکے آتشکدون کا بہت لحاظ کیا جاتا تھا بلکہ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانۂ خلافت (۲۱۸-۲۲۷ھ مین) ایک اسلامی سالار کا حال لکھا ہے جسنے مسجد کے ایک امام اور مؤذن کو اس جرم پر دُرّہ لگائے تھے کہ سغد کے شہر مین انھون نے ایک آتشکدہ کو توڑ کر اسکی جگہہ مسجد بنادی تھی[۵۳] دسوین صدی عیسوی مین فتح ایران کے تین سو برس بعد عراق۔ فارس۔ کرمان۔ سجستان۔ خراسان۔ آذربیجان۔ اور آران یعنی ایران کے تمام حصون مین آتشکدہ اور دخمے بنے ہوے تھے[۵۴]۔ خاص فارس مین بہت کم ایسے شہر تھے جن مین آتشکدے اور آتش پرستون کے پیشوا ی مذہب موجود نہ ہون[۵۵]۔ شہرستانی نے بھی (جسکی تحریر بارہوین صدی عیسوی کی ہے) لکھا ہے کہ خود بغداد کے قریب اسفینہ مین ایک آتشکدہ موجود تھا[۵۶]۔

جب ایسے واقعات دریافت ہون تو زردشتی مذہب کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ مسلمان فاتحون نے زردشتیون کو زبردستی مسلمان کرکے اس مذہب کو غارت کردیا۔ اہل عرب کی فتوحات کے شروع زمانہ مین جن آتش پرست ایرانیون نے اسلام قبول کیا انکی

---

۵۱ "شیعی مذہب مین مازویون کے عقائد" مؤلفہ احمد بن غیف۔ (انٹرنیشنل کانگریس) کی نویں جلسہ کی رپورٹ دوسری جلد صفحہ ۵۰۰-۵۱۱ مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء) ۵۲ دوسابھائی فرانجی کا اکاؤنٹ "پارسیون کی تاریخ" پہلی جلد صفحہ ۵۰-۵۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء) نکولاوے نے لکھا ہے کہ اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین بارہ ہزار خاندان آتش پرستون کے کرمان مین موجود تھے (میموریز سر لارنس میریونال دی لاسی سنڈرل صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۱۱ء) ۵۳ ابن اثیر پہلی جلد صفحہ ۲۸۷ ۵۴ مسعودی چوتھی جلد صفحہ ۵۵ ۵۵ ابسیوخ ویدیندفن شیخ ابو اسحاق ابراہیم الفارسی الاصطخری صفحہ ۱۰۰ تحقیق

تعداد غالباً بہت تھی لیکن قریب کے زمانہ میں زردشتی مذہب کا پیرو زندہ ہونا اور زردشتیون میں سے کبھی کبھی لوگون کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام امن کے طریقون سے پھیلا اور لوگون نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ آٹھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر بلخ کے ایک امیرزادہ نے جسکا نام سامان تھا اسد ابن عبداللہ حاکم خراسان کی مدد سے زردشتی مذہب ترک کیا اور مسلمان ہوکر اپنا نام اپنے معاون کے نام پر رکھا اور یہی نومسلم امیرزادہ تھا جس سے دولت سامانیہ کا نام چلا۔ نوین صدی عیسوی کے شروع میں قباد بوسیہ خاندان میں کریم ابن شہریار پہلا بادشاہ تھا جو مسلمان ہوا اور ۸۷۳ء میں بفیر ابی اسحق ابو محمد کی تعلیم و تلقین سے دیلم میں بہت آتش پرست مسلمان ہوگئے ۹۱۲ء میں علوی خاندان کے بادشاہ حسن ابن علی نے جو بحیرہ خزر کی جنوبی ساحل پر فرمانروا تھا اور علم و فراست کی ساتھ مختلف فرقون کے مذاہب سے بھی واقفیت رکھتا تھا طبرستان و دیلم کے لوگونکو جنمین کچھ لوگ بت پرست اور کچھ آتش پرست تھے اسلام پر دعوت دی بہت لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے[۵۱] ۹۴۵ء میں دیلم کے مشہور شاعر ابوالحسن مہیار جو پہلے آتش پرست تھا شریف الرضا نے جو شاعری میں ابو الحسن کا اوستاد تھا مسلمان کیا اس قسم[۵۲] کے واقعات اگرچہ بہت کم دریافت ہوتے ہین لیکن اہل عرب کی فتح کے ساڑھے تین سو برس بعد تک ان واقعات کا تحقیق ہونا اس امر کی صاف شہادت ہے کہ آتش پرست ایرانیون کو مذہبی آزادی مسلمانون سے ملی تھی اور اُن مین اُن کے طریقون سے اسلام کو اشاعت ہوئی بلکہ کسی قدر بتدریج اسلام اُن مین شائع ہوا۔

آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین ایران مین ایک جدید تحریک فرقہ اسماعیلیہ کی صورت مین ظاہر ہوئی جسکے حالات دعوت اسلام کی تاریخ مین نہایت دلچسپ ہین اس جگہہ فرقہ اسماعیلیہ کی تاریخ اور اُسکے مذہبی عقائد سے جو اُسنے اختیار کیے اور ایسے سوشل اور پولیٹکل اسباب سے جو اُسکو اپنی ترقی اور قوت کے لیئے میسر آئے ہمکو بحث نہین ہے۔ البتہ تبلیغ مذہب کا جو حیرت انگیز انتظام اور سلسلہ اس فرقہ نے جاری کیا اُسکی طرف توجہ کرنی ہمکو

(بقیہ صفحہ ۲۲۳) صفحہ ۶۲-۶۳ مطبوعہ ہامبرگ ۱۸۳۹ء [۵۱] کتاب ملل و نحل کرنوال ایڈیشن۔ پہلا حصہ صفحہ ۱۹۸ [۵۲] مسعودی آٹھوین جلد صفحہ ۱۰۶۹۔ نوین جلد صفحہ ۴۰۔ [۵۲] ابن خلکان تیسری جلد صفحہ ۱۵۱۔

ضروری ہے۔ مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کا بانی عبداللہ ابن میمون تہا۔ یہ شخص انسان کی فطرت کو پرکہنے اور عقائد مذہب کو مختلف طبائع اور مذاہب کے موافق مزاج بنانے مین عیسائیون کے فرقہ یسوعی کے بانی سے بہی کہین بڑہکر لیاقت رکہتا تہا۔ نوین صدی عیسوی مین اس شخص نے فرقہ اسماعیلیہ مین نئی روح پہونکی۔ اور اس مذہب کے پہیلانے والون کو طرح طرح کے بہیس بدلوا کر جنمین اکثر صوفیون اور تاجرون کا بہیس اختیار کرتے تہے مختلف ملکون کو روانہ کیا۔ بے علم لوگون کے گروہون کو شعبدے دکہا کر جو معجزے تصور ہوے اور مہمل باتین بتا کر جو تصوف کے بڑے راز اور معمے خیال کیے گئے اور جنکی طرف سننے والون کو حیرت آمیز شوق پیدا ہوا انہون نے کثرت سے لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کیا خدا پرستون کی صحبت مین پہونچے تو نیکی اور تقدس کی مجسم تصویرین بن گئے اور جب ایسے لوگون سے واسطہ ہوا جو مذہب مین بھیدون اور معمون کو بہت دخل دیتے ہین تو عام عقائد کے مخفی معنی انکے سامنے بیان کیے اور لوگون کو انکی لیاقت اور قابلیت کے موافق سحر اور جادو کا سبق پڑہایا۔ جب دیکہا کہ لوگ نہایت شوق سے منتظر ہین کہ جلد کوئی نجات دینے والا پیدا ہوگا جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مذہبون مین یہ خیال عام تہا تو مسلمانون کو امام مہدی اور یہودیون کو مسیح اور عیسائیون کو فارقلیط کی خبر سنائی کہ اب وہ دنیا مین آتے ہین۔ لیکن ساتہہ ہی یہ بہی کہا کہ تم مین سے ہر ایک کی آرزو اس وقت پوری ہوگی جبکہ آخر مین علی شب کے نجات دینے والے دنیا مین خروج کرینگے۔ اہل تشیع مین بیٹہکر اسماعیلیہ اپنے آپ کو شیعی مذہب کا نہایت پرجوش معتقد ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت و جماعت کی نسبت کہتے ہین کہ انہون نے حضرت علی اور آل علی پر نہایت سخت ظلم و ستم کیے اور اصحاب ثلثہ پر تبرا کرتے ہین۔ جب اس حد تک پہونچ جاتے ہین تو اپنے خیال کے موافق شیعی مذہب کی تکمیل کے لیئے اسماعیلیہ مذہب کے مخفی عقائد کی تعلیم شیعون کو دینی شروع کرتے ہین۔ یہودیون سے اگر انکو واسطہ ہوا تو عیسائیون اور مسلمانون کی مذمت کرکے ان سے اس بات

مین اتفاق کرتے ہین کہ مسیح موعود اب دنیا مین آنیوالا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی بتدریج یہہ یقین پیدا کرتے ہین کہ مسیح موعود سے سوای حضرت علی کے جو اسماعیلیہ کے مسیح موعود ہین اور کوئی شخص مراد نہین ہوسکتا۔ اگر عیسائیون کو اپنے مذہب پر لانے کا ارادہ ہو تو یہودیون کی ہٹ اور مسلمانون کی جہالت کا ذکر چھیڑتے ہین۔ عیسوی مذہب کے اصولون سے اتفاق ظاہر کرتے ہین لیکن اخیر مین بہت نرمی سے کہتے ہین کہ یہ اصول ظاہر مین سب اشارات اور علامات ہین لیکن جو عمیق اور ادق معنی اُن مین مخفی ہین اُن کا مطلب صرف اسماعیلیہ مذہب کی مدد سے تحقیق ہوسکتا ہے علاوہ اسکے بہت احتیاط کے ساتھہ عیسائیون سے یہہ بھی کہتے ہین کہ تمنے فارقلیط کے معنی کو غلط سمجھہ لیا ہے کیونکہ سوای حضرت علی کے کوئی سچا فارقلیط نہین ہے۔ اسیطرح داعیان ملت اسماعیلیہ جب ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے وارد ہوے تو مذہب کی صورت ایسی گھڑدی کہ ہندو اسکو جلد قبول کرلین۔ حضرت علی کو بشن کا دسوان اوتار بتایا جو پورب دیس سے آئیگا (پورب دیس سے مراد اپنے نزدیک قلعۃ الموت سے لی) ایک مہدی پیدا کرلیا اور واماچاریون کے انداز پر بھجن لکھے جنمین براز اور معمونکی باتین ایسی تھین کہ ہندوؤن کو اسماعیلیہ مذہب قبول کرنے کی رغبت ہوی۔[1]

غرض ان طریقون سے انہون نے مختلف مذہب کے لوگون کو ایسے فرقے مین شامل کرکے جسکا اصلی مقصد چند ہی لوگون کو معلوم تہا اپنے گروہ کو ترقی دی۔ اس تحریک مین عبداللہ ابن میمون کی اغراض صرف پولیٹکل تہین لیکن چونکہ اُسکی ترقی کے لیے مذہبی طریقے اختیار کیے گئے اور امام مہدی کا دنیا مین آنا وہ یقین ٹھہرا جس نے اس فرقے کے لوگون کو اتفاق کی بندش مین جکڑدیا تو مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کے متعلق جو کچھہ اسکی

[1] خوجہ وریانت صفحہ ۱۴۱-۱۴۸۔ اگر ہندوستان مین داعیان اسماعیلیہ کے زیادہ حالات معلوم کرنے ہون تو اس کتاب کا اول باب دیکھو۔

تاریخ مین ملا اُسکو بیان کرنا ضروری ہوا۔

وسط ایشیا[۱] کے اُن ملکون مین جو ایران کے شمال مین ہین اشاعت اسلام کے حالات کم تحقیق ہوتے ہین۔ جب ابن قطیبہ سمرقند مین پہونچا تو وہان بہت سے بتخانے نظر آئے جنکے پوجاریون کو یقین تہا کہ اگر کسی شخص نے ان بتخانون کی بےادبی کی تو وہ فوراً ہلاک ہوجاویگا۔ اسلامی سالار قطیبہ پر یہ خوف کیا اثر کرسکتا تہا۔ اُسنے بتخانون کو آگ لگادی۔ بت پرست یہ دیکہکر ششدر رہ گئے اور آخر کو سب نے اسلام قبول کیا۔ اشاعت[۲] اسلام کے حالات اُس زمانے کے جب کہ اہل اسلام کی فتوحات وسط ایشیا مین شروع ہوئین بہت کم موجود ہین۔ وسط ایشیا کے ملکون مین لوگ کچہہ عرصے کے لیئے مسلمان ہوجاتے تہے لیکن جب اہل عرب کی فوجین اُنکے ملک سے روانہ ہوجاتی تہین تو وہ خلیفہ اسلام کی اطاعت سے پہر جاتے تہے بخارا[۳] اور سمرقند مین اسلام کے ساتہہ وہان کے لوگون کو ایسی سخت مخالفت تہی کہ سوای اُن لوگون کے جو مسلمان ہوگئے تہے کسی کو ہتیار رکہنے کی اجازت نہ تہی اور برسون تک مسلمان بغیر ہتیار باندہے مسجدون یا اور عام موقعون پر نہ جاسکے۔ علاوہ اسکے مخبر مقرر کیے جاتے تہے کہ نومسلمون کے حال سے خبر رکہین اور طرح طرح کی کوششین صرف کیجاتی تہین کہ لوگ مسلمان ہون۔ اس غرض سے کہ جمعہ کی نماز مین لوگ حاضر ہون انعام مقرر کیے گئے تہے اور قرآن کو بجاے عربی زبان مین پڑہنے کے اُسکا[۴] فارسی ترجمہ پڑہنے کی بھی اجازت دیدی گئی تہی تاکہ قرآن کے معنی لوگ سمجہہ سکین۔

افغانون مین یہ بات مشہور ہے کہ اُنکی قومون مین اسلام مین کے طریقون سے رائج ہوا۔ پہلی صدی ہجری مین جب یہ لوگ غور کے ملک مین جو ہرات سے مشرق مین واقع ہے آباد تہے تو خالد ابن ولید نے وہان پہونچکر لوگون کو اسلام کی خبر دی اور سب سے کہا کہ پیغمبر خدا

---

[۱] بے بن مسلہ سٹرڈی سای ایکسپوزیشن دی بولیمیون دی زر۔ قوم اصفحہ ۶ و ۴۸ و ۱۶۲ و [۲] بلاذری صفحہ ۴۲۱ و [۳] وہبری (۲) صفحہ ۲۰۱ - [۴] وہبری - (۱) پہلی جلد صفحہ ۳۴ -

صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے نیچے جمع ہوجاوین۔ خالد اسکے بعد آنحضرت کی خدمت مین واپس گئے اور جیہہ یا سیات افغانی سردار جو اپنی قوم کے وکیل ہوئے خالد کے ساتھہ ہوگئے جب یہ سردار عرب سے غور کو واپس آئے تو اُنھون نے اپنے وطن کے لوگون مین اسلام کی تعلیم و تلقین شروع[۵۱] کی۔ لیکن یہ واقعہ تاریخ سے ثابت نہین ہوتا۔ مستند کتب تواریخ مین افغانیون مین سے بادشاہ کابل کے اسلام لانے کا اول ہی اول ذکر مامون الرشید کے زمانہ خلافت مین ہوا ہے[۵۲] ایران کے شمال مین اسلام نے جلد ترقی نہین کی۔ ماوراء النہر کی بعضی قومون نے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (۷۱۷-۷۲۰ء) کی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔[۵۳] اور خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ء) کے عہد مین ابو صید اکے وعظ سے اکثر لوگ مسلمان ہوگئے[۵۴] لیکن معتصم باللہ (۸۳۳-۸۴۲ء) کے زمانہ سے پہلے ماوراء النہر مین اسلام عام طور پر شائع نہ ہوسکا۔[۵۵] اس عام اشاعت کی وجہ غالباً یہہ تھی کہ یہان کے لوگون مین اور اسلامی دار السلطنت بغداد مین ترکون کے ذریعہ سے تعلقات پیدا ہوگئے تھے جنکے ہزارون آدمی بغداد مین آکر خلفاے اسلام کی فوجون مین بھرتی ہوتے تھے[۵۶] غرض ترکی قومون مین اسلام کے قدم جم گئے لیکن دسوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے اُن مین زیادہ ترقی نہ ہوسکی۔ جب یہ زمانہ آیا تو جس طرح شمالی یورپ کے بادشاہ کلووس اور اور وحشی بادشاہون نے عیسائی مذہب اختیار کرکے اپنی قوم کے لوگون کو عیسائی کرلیا اسیطرح ترکی سردارون نے بھی اسلام قبول کرکے اپنی قومون اور جرگون کو مسلمان کرلیا۔ ترکستان کے خاندان ایلخانی کا بانی جس خاندان نے ایک زمانہ مین بحیرۂ خزر سے لیکر سرحد چین تک تمام ترکی قومون کو اپنا مطیع کرلیا تھا مسلمان ہوگیا اور اُسکی قوم کے دو ہزار خاندانون نے اُسکے ساتھہ اسلام قبول کیا ان ترکون کا نام ترکمان ہوا تاکہ اُن ترکون مین جو مسلمان نہ تھے اور اُن مین جو مسلمان ہوگئے تھے تمیز ہوسکے۔[۵۷]

---

[۵۱] بیلو صفحہ ۱۵-۱۶۔ [۵۲] بلاذری صفحہ ۴۰۲۔ [۵۳] بلاذری صفحہ ۴۲۶۔ [۵۴] طبری صفحہ ۱۳۴۱۔ [۵۵] بلاذری صفحہ ۴۱۳۔ [۵۶] اوگسٹ مولر۔ پہلی جلد صفحہ ۵۲۔ [۵۷] امر (۱) پہلی جلد صفحہ ۔

ایلخانی خاندان کی لڑائیون مین جو ترکی سردار شریک ہوئے اُن مین ایک شخص سلجوق تھا جو ۹۵۶ عیسوی مین قرغیز کے پہاڑی میدانون سے اُترکر اپنی قوم کو بخارا کے اضلاع مین لایا اور وہان اُسنے اور اُسکی قوم والون نے نہایت جوش سے اسلام قبول کیا اور یہی دولت سلجوقیہ کی ابتدا ہوئی جسکی فتوحات نے مسلمانون کی گئی شان و شوکت کو پھر سنبھال لیا۔ اور مغربی ایشیا کی اسلامی سلطنتون کو ایک سلطنت مین شامل کر دیا۔

جب بارہوین صدی عیسوی کے آخر مین سلجوقی سلطنت سوای ایشیا کوچک کے سب جگہہ کمزور پڑگئی اور محمد غوری نے خراسان سے اُٹھکر شمالی ہند اور مشرقی ملکون مین اپنی سلطنت کو وسعت دی تو افغانون مین اسلام کو بڑی ترقی ہوئی اور اُنکے ملک مین عرب کے واعظ اور ہندوستان کے نومسلم کثرت سے چلے آئے جنھون نے بڑی ہمت اور کوشش سے لوگون کو مسلمان کرنا شروع کیا۔[۵۱]

ایران اور وسط ایشیا مین اشاعت اسلام کے کسی قدر مفصل حالات اس کتاب کے آٹھوین باب سے جواب شروع ہوتا ہے معلوم ہونگے۔

---

[۵۱] دیکھو صفحہ ۶۲۔

باب ہشتم

مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

اسلامی تاریخ مین کوئی واقعہ ایسی سفاکی اور غارتگری کا نہین ہے جسکا مقابلہ مغلون کی یورش سے کیا جاوے۔ جس طرح بلندی سے پہاڑ گرتا ہے اسطرح چنگیز خان کے وحشی لشکر اُن اسلامی ملکون پر آن ٹوٹے جو علم و شایستگی کا مرکز تھے۔ اور جب یہ لشکر کسی ملک کو برباد کرکے رخصت ہوئے تو شاہون کے قصر و ایوان اور عالیشان شہرونکی جگہ جو خوشنما باغون اور زراعت کے سرسبز زمینون مین کھڑے تھے مٹی اور پتھر کے تودے نظر آئے۔ جسوقت ہرات کے شہر سے مغلون کے لشکر نے کوچ کیا تو چالیس آدمی بدحواس اپنے چھپنے کی جگہ سے نکلے اور پھٹی پھٹی آنکھون سے اُس بادو ویرانے کو دیکھنے لگے جو کچھ دنون پہلے اُنکا خوبصورت شہر تھا اور صرف یہی چالیس آدمی تھے جو ایک لاکھ کی آبادی مین سے بچے تھے۔ بخارا مین جو علمای اسلام کی بدولت دنیا مین مشہور تھا ان مغلون نے مسجدون کے صحن مین اپنے گھوڑے باندھے اور قرآن پھاڑ پھاڑ کر اُنکی بے ادبی کی۔ جن مسلمانون کو ان ظالمون نے قصائی بنکر ذبح نہین کیا اُنکو غلام بناکر لے گئے اور شہرون کو جلاکر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ یہہی حال سمرقند۔ بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہرون کا ہوا جن سے اسلامی تہذیب و تمدن کی شان تھی اور جو عالمون کا مسکن اور علم کا مخزن تھے۔ یہہی مصیبت بغداد پر نازل ہوئی جو صدہا برس تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت رہا تھا۔

اگر ان واقعات کے بیان ہی سے کسی مسلمان مؤرخ پر خوف طاری ہوا ہو تو کچھ بیجا نہین کامل ابن اثیر نے جہان ممالک اسلامیہ پر مغلون کے حملون کا حال لکھا ہے وہان لکھتا ہے

مین نے کئی برس تک اس حادثۂ عظیم اور اُسکے ذکر کو ناگوار سمجھکر اُسکے بیان سے پرہیز کیا۔ مین اسی حالت مین ایک قدم آگے بڑہاتا تہا اور ایک قدم پیچھے ہٹاتا تہا۔ کیونکہ ایسا کون شخص ہوگا جو اسلام کی اور مسلمانون کی موت کی خبر لکہے اور اُسکو ایسے حادثہ کا بیان کرنا آسان ہو کاش میری ماں مجہہ کو نہ جنتی اور مین اس سے پہلے ہی مرجاتا اور دنیا مجہہ کو بالکل بہول جاتی[1]!! مگر اسی حال مین کہ مین اس واقعہ کے بیان کرنے مین پس و پیش کرتا تہا مجہہ کو چند دوستون نے اُسکے لکہنے اور بیان کرنے پر مجبور کیا۔ پہر مین نے بہی خیال کیا کہ اس واقعہ کا ذکر چہوڑ دینے مین کچہہ فائدہ نہین ہے۔ اب مین کہتا ہون کہ میرا کام ایسے بڑے حادثہ اور ایسی سخت مصیبت کے بیان کرنے کا ہے جسکی نظیر لیل و نہار نہین لا سکتے۔ اور یہ مصیبت عموماً تمام لوگون پر اور خاصکر مسلمانون پر نازل ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ جب سے خدا نے آدم کو پیدا کیا اُسوقت سے آج تک دنیا اس جیسے مصیبت مین مبتلا نہین ہوئی تو وہ بالکل سچا ہے۔ کیونکہ تاریخ مین کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ موجود نہین ہے جو اُسکے لگ بہگ ہو۔ سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ مین مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم و ستم ہے جسنے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو برباد کیا۔ مگر بیت المقدس ان شہرون کے مقابلہ مین کیا حقیقت رکہتا ہے جنکو ان ملعون تاتاریون نے برباد کیا اور جنمین سے ہر شہر بیت المقدس سے کئی گنا تہا۔ اور بنی اسرائیل کی اُن لوگون کے مقابلے مین کیا حقیقت ہے جنکو اُنہون نے قتل کیا کیونکہ تاتاریون نے جن شہرون مین قتل عام کیا اون سے تنہا ایک شہر کے باشندے شمار مین بنی اسرائیل سے زیادہ ہین[2]۔ لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان و شوکت کے ساتھ پہر اُٹہا اور واعظین اسلام نے ان ہی وحشی مغلون کو جنہون نے مسلمانون پر کوئی ظلم باقی نہ رکہا تہا مسلمان کر لیا۔ یہہ ایسا کام تہا جس مین مسلمانون کو سخت مشکلین پیش آئین کیونکہ وہ مذہب اور اس بات کی کوشش مین تہے کہ مغلون اور تاتاریون کو اپنا معتقد بنائین۔ وہ حالت ہی

---

[1] قرآن۔ سورہ (۱۹) آیت ۲۳۔ [2] ابن الاثیر۔ تاریخ الکامل۔ بارہوین جلد صفحہ ۱۴۳۔ ۱۴۵۔

عجیب و غریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہوگی جس وقت بدہ مذہب اور عیسائی مذہب اور اسلام اس جد وجہد مین ہونگے کہ ان وحشی اور ظالم مغلون کو جنہون نے ان تین بڑے مذہبون کے معتقدون کو پایمال کیا تہا اپنا مطیع بنائین۔

لیکن ان واقعات کی تصریح کے لیے پہلے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خان کی موت پر جسطرح مغلون کی سلطنت چار حصون مین تقسیم ہوکر اسکے چارون بیٹون کو ملی اُسپر سرسری نظر ڈالین چنگیز خان کا سنجہلا بیٹا اوگتائی خان باپ کا جانشین بطور خاقان کے ہوا اور سلطنت کا مشرقی حصہ اُسکے حصہ مین آیا جسمین قوبلائی خان نے بعد کو چین بہی شامل کرلیا۔ جغتائی خان جو منجہلا بیٹا تہا بلاد متوسطہ کا مالک ہوا چنگیز خان کے بڑے بیٹے جوجی خان کا فرزند باتو خان سلطنت کے مغربی حصہ کا مالک ہوکر سیراوار دا کا خان ہوا تولائی خان چنگیز خان کے سب سے چہوٹے لڑکے کو ایران کا ملک ملا جسکی اولاد مین ہلاکو خان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا اور ایشیا کوچک کا بڑا حصہ اوسنے اپنی قلمرو مین شامل کرلیا۔

مغلون کا مذہب شامانی تہا جسمین ایک خدا کو تسلیم کیا جاتا تہا لیکن اُسکی بندگی نہ ہوتی تہی بلکہ اور چہوٹے چہوٹے معبود اور خداؤن کی پرستش ہوتی تہی خاص کر ایسے خداؤن کی جو خبیث تصور کیے جاتے تہے اور جنکی ضرر رسان قوت کو قربانیان چڑہا کر کمزور کیا جاتا تہا۔ دوسری چیز جسکو شامانی مذہب مین پرستش کیا جاتا تہا وہ بزرگون کی روحین تہین جنکی نسبت خیال تہا کہ وہ اپنی نسلون پر اچہا یا بہلا اثر پہونچا سکتی ہین۔ غرض ان علوی و سفلی خداؤن کو راضی رکہنے کے لیے شامان اور عاملون اور ساحرون کی ضرورت ہوتی تہی جو مردون کی روحون اور عناصر اربعہ پر گویا قدرت رکہتے تہے۔ غرض مغلون کا مذہب ایسا نہ تہا جو مدت تک کسی ایسے مذہب کا مقابلہ کرسکتا جسکی دینیات انسان کی عقل کو مطمئن کرتی ہو اور جسمین معلمان مذہب کی باقاعدہ جماعتین موجود ہون۔ خاصکر ایسی حالت مین جبکہ مغلون کو شایستہ قومون سے واسطہ پڑا اور ان کی تہذیب کو مغلون کی طبیعت نے قبول کیا اور خانہ بدوشی کی وحشیانہ حالت سے وہ تمدن کی روشنی مین آگئے۔ مغلون کو فتوحات

کے بعد جن مہذب قومون سے واسطہ ہوا اُن مین بدہ عیسائی اور مسلمان کثرت سے موجود تھے جو ان فاتحون کو اپنے مذہب پر لانے کے لیے جدا جدا کوشش کرنے لگے۔ چونکہ مغلون کو غارتگری کا جنون سوار نہ ہوتا تھا جو اُنکی لڑائیون مین لوازمات سے تھا تو اُس وقت یہ شامانی المذہب مغل غیر مذہب والون سے صلح کل کا اصول برتتے تھے۔ اور اُنکے پیشواؤن کو محصولون سے مستثنے کرکے انکو کامل آزادی دیتے تھے خود چنگیز خان کے سامنے بدہ مذہب کے عالم شامانون سے مذہبی مباحثہ کرتے تھے اور منگو خان اور قوبلائی خان کے دربارون مین بدہ عیسائی اور مسلمانون کے عالمون پر ان خاقانون کا لطف و کرم یکسان تھا[۱] قوبلائی خان کے عہد مین چین کے مغلون پر بدہ مذہب کا اثر شروع ہوا جسکے پیرو اس ملک مین کثرت سے موجود تھے اور چودھوین صدی کے شروع مین ان سب مغلون نے بدہ مذہب اختیار کرلیا[۲]۔ بدہ مذہب کی اشاعت مین تبت کے لاما گرو بہت سرگرم رہے۔ چنانچہ منگولیا کے مغل ابتک یہی مذہب رکھتے ہین اور قلماق قوم کے آدمی بھی جو ستہ ہوین صدی عیسوی مین اس ملک سے اُٹھکر روس مین آباد ہوے اسی مذہب کے پابند ہین۔

مشرقی بلاد مغلیہ مین اگرچہ بدہ مذہب نے اپنے تئین قطعی کامیاب ثابت کیا لیکن شروع شروع مین مسیحی کلیسا کا اثر بھی کچھ کم نہ تھا اور عیسائیون کو بڑی امیدین تھین کہ مغل ہمارا مذہب قبول کرلین گے۔ ساتوین صدی عیسوی مین نسطوری مشنریون نے براعظم ایشیا پر مغربی ملکون سے لیکر مشرق کی سمت مین ملک چین کے شمال تک عیسائی مذہب کا چرچا کردیا تھا۔ اور تیرہوین صدی عیسوی تک عیسائیون کی چھوٹی چھوٹی جماعتین وہان موجود تھین۔ پرستیہ یحیی جسکے ساتھ یورپ مین عہد وسطا کے اسقدر قصے منسوب ہوے تاتاری قوم کا کریت کا سردار فرض کیا جاتا تھا۔ یہ تاتاری قوم جبل بیکال کی جنوب مین آباد تھی اور عیسائی مذہب رکھتی تھی جب چنگیز خان نے اس قوم کو فتح کیا تو سنہ ۱۲۰۱ء مین پرستیہ یحیی کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اوگتائی ابن چنگیز خان نے بھی اسی

---

[۱] ورڈک کا ولیم صفحہ ۱۶۵ و ۲۰۳ - ڈیوسن - قوم ۲ صفحہ ۴۰۰ - [۲] دے گوین - قوم ۳ صفحہ ۲۰۲ -

سردار کے خاندان مین شادی کی - اوگتائی خاقان کا بیٹا گیوک خاقان اگرچہ خود عیسائی نہ تہا لیکن اُس عیسائی مذہب پر وہ بہت مہربان تہا - گیوک کا وزیر اور اُسکا ایک معتمد بہی عیسائی مذہب کہتا تہا اور نسطوری عالمون کو خاقان کے دربار مین بڑا رسوخ اور اعزاز حاصل تہا - یہانتک کہ پوپ اننوسنٹ چہارم نے گیوک خاقان کے پاس سفارت بہیجی اور مشرقی اور مغربی ملکون کی عیسوی سلطنتون کو مغلون کی ذات سے توقع ہوئی کہ مسلمانون کے خلاف لڑائی کے وقت وہ عیسائیون کی مدد کرین گے - یہہ آرمینیا کا عیسائی بادشاہ ہیتوم تہا جسنے بڑی جستجو سے منگو خان کو بغداد پر چڑہائی کے لیئے آمادہ کیا اور مغلون کی فوجین ہلاکو خان کی سرکردگی مین بغداد کی تباہی کیلیئے روانہ ہوئین - منگو خان کی بیوی عیسائی تہی اس لیے یہ خان عیسائیون پر خاصکر نسطوریون پر نہایت مہربانی کرتا تہا - آرمینیا اور جرجان مین جو مغل آباد تہے اُن مین سے اکثر مغلون کو ان ملکون کے عیسائیون نے مسیحی دین مین شامل کرکے اصطباغ دیا - پریستر یحییٰ کی عظمت اور ہیبت کے جو قصے مشہور ہوے اور اُنہون نے عیسائیون کو ترقی مذہب کے سبز باغ دکہلائے تو اہل یورپ کو یقین ہوگیا کہ مغلون کی سب قومین عیسائی مذہب رکہتی ہین - یہہ یقین اُن غلط خبرون سے اور ریختہ ہوا جو مغل بادشاہون کے عیسائی ہونے اور عیسائی مذہب کے ساتہہ خلوص رکہنے کی نسبت یورپ کے ملکون مین شائع ہوئین اور یہی غلط خبرین تہین جنکی وجہ سے سنٹ لوئی بادشاہ فرانس نے روبرک کے ولیم کو منگو خان کے دربار مین بہیجا کہ خاقان کی طرف سے عیسائی مذہب کی اشاعت مین جو کوشش اور سرگرمی ظاہر ہوی ہے وہ بدستور جاری رہے مگر پہر ثابت ہوا کہ یہ سب خبرین بالکل لغو تہین - ولیم نے البتہ یہ لکہا کہ منگو خان کے دربار مین عیسائی مذہب کو پوری آزادی حاصل ہے اور چند مغلون کے عیسائی ہوجانے سے یہان کے پادریون کو یقین ہے کہ اور لوگ بہی جلد عیسائی ہوجاوینگے لیکن جس حالت مین کہ رومن کیتہولک اور یونانی عیسائی نسطوری اور ارمنی قسیس اپنے مذہبی

لہ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۱۵ ۔ لہ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۲۵ ۔ ۱۳۵ کلاپروتھ صفحہ ۲۰۴ ۔

جھگڑون کو مغلون کے لشکر مین بھی جاری رکھتے تھے تو مغلون مین عیسائی مذہب کی اشاعت کی کیا امید ہوسکتی تھی - غالبًا عیسائی واعظین کا یہی نفاق تھا جسنے مغلون کو عیسائی بنانے مین اُنکی کوششون کو اچھی طرح کامیاب نہونے دیا - جس وقت پادری اور قسیس آپس کے جھگڑون مین مبتلا تھے تو بدھ مذہب اور اسلام مغلون مین اپنی بنیاد کو مستحکم کرتے تھے - رومن پوپ نے جو بڑھ چڑھکر دعوے کیے تو مغلون نے جو اس وقت آدھی دنیا کو فتح کیے بیٹھے تھے پوپ کے سفیرون کے ساتھ جسقدر مہربانی کا قصد تھا وہ بھی نہ کی - اسکے علاوہ اور بہت سے اسباب ایسے پیش آئے جنھون نے پوپ کی سفارت کو بالکل ناکامیاب کیا[۵۱] -

نسطوری عیسائی جو میدان مین پہلے ہی سے موجود تھے ایسی خراب حالت رکھتے تھے کہ اس موقع سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے - چین کے نسطوریون کی نسبت ورک کے ولیم نے لکھا ہے[۵۲] کہ وہ نہایت جاہل ہوتے تھے اور نماز کی کتاب کو بھی جو شامی زبان مین تھی سمجھ نہ سکتے تھے - شراب خوار اور طامع تھے اور کثرت ازدواج پر انکا عمل تھا - بدھ مذہب کے پیشواؤن سے معاشرت کی خوبیون مین بھی وہ گرے ہوے تھے اور اُن کے اُسقف اُن مین دورہ نہ کرتے تھے بلکہ بعض موقعون پر پچاس پچاس برس مین صرف ایک دفعہ اُسقف اُنکے پاس پہونچا اور اس موقع پر اُسنے عیسائیون کے سب لڑکون کو یہانتک کہ اُنکو جو گود کے بچے تھے قسیس کے عہدے کی سند دیدی کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت سے قسیس بالکل برباد ہوگئے تھے - مذہب کو اُنھون نے تجارت بنا رکھا تھا اور دین کی اشاعت کی جگہہ اُنکو روپیہ پیدا کرنے کا زیادہ خیال رہتا تھا[۵۳] -

---

[۵۱] ڈہوسن - تو م ۲ - صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۷ [۵۲] کرنل یول نے ورک کے ولیم کی نسبت لکھا ہے کہ اس شخص نے نسطوریون کی علمی اور اخلاقی حالت کو بُرا لکھا ہے اور جسقدر تحریرین بدعتی فرقونکی نسبت لکھی ہین اُن مین ولیم کی تحریر زیادہ قابل وقعت ہے کیونکہ اُسکے پڑھنے ہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایماندار اور لائق شخص نے اسکو لکھا ہے - "کاتھے اینڈ دی وے دیر" پہلی جلد صفحہ ۹۰ [۵۳] ولیم ورک کا صفحہ ۱۲۸ - ۱۲۹ -

سلطنت مغلیہ کے مغربی حصہ مین بھی جہان عیسائیون نے مغلون سے یہ امید رکھی تہی کہ لڑائی کے وقت مسلمانون کے مقابلہ مین وہ عیسائیون کی مدد کرینگے اور ارض مقدس پر قبضہ کرنے مین انکو کمک پہونچائین گے ایران کے ایلخانون اور عیسائیون مین جو اتفاق تہا وہ تہوڑی مدت کے بعد جاتا رہا۔ کیونکہ بیبرس مملوکی سلطان مصر (۱۲۶۰-۱۲۷۷ء) کی فتوحات اور برکہ خان سے اُسکی مصالحت نے ایلخانون کو اپنی حفاظت اور نفع کی طرف بالکل متوجہ کر دیا دمشق اور شہرون کے عیسائیون نے اُس تہوڑی مدت مین جبکہ ایران کے مغلیہ خاندان نے اُنپر مہربانی کی تہی لوگون پر بہت زیادتیان کین اور اس لیئے مغربی ایشیا مین عیسائیون کے نام کو اور داغ لگا۔[1]

اسلام کے لیئے ایسے وقت مین بُدہ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلون کو ان دونون مذہبون سے بچا کر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تہا جسمین بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تہی۔ مغلون کے طوفان ہلاکت سے مسلمانون کی برابر کسی نے نقصان نہ اُٹہایا تہا وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ مین اسلامی علوم و فنون کا مرکز تہے اور جہان ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تہے اکثر جلا کر خاک کر دیے گئے تہے۔ مسلمانون کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیئے گئے یا اُنکو غلام بنایا گیا۔[2] خانان مغل جو اسلام کے سوای اور سب مذہبون پر مہربان تہے اسلام کے ساتہہ مختلف درجہ کی نفرت اور عداوت رکہتے تہے۔ چنگیز خان نے حکم دیا تہا کہ جو لوگ جانورون کو شرع کے مطابق ذبح کرین ان کو قتل کر دیا جاوے۔ اسی حکم کو قوبلای خان نے اپنے زمانہ مین از سر نو جاری کیا اور اُسکی پیروی کے لیے مخبر اور مخبرون کے لیئے انعام مقرر کیے اور اس طرح سات برس تک مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچائے۔ مغلسون نے

[1] مقریزی۔ پہلا حصہ صفحہ ۹۳۔ ۲ [2] مغلون نے مسلمانون پر ایسے ظلم کیے تہے کہ چینی تماشے والے جب پردہ پر عکس کی تصویرین دکہاتے ہین تو ایک تصویر مین سفید داڑہی کا ایک بڈہا آدمی آتا ہی جسکی گردن گہوڑی کی دم سے بندہی ہوتی ہی اور گہوڑا اُسکو گھسیٹے گھسیٹے پہراتا ہی یہ تصویر گویا ظاہر کرتی ہے کہ مغلون کے ہاتہون نے مسلمانون کو کیسے آزار پہونچائے (ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۱۵۹)

اس موقع پر دولت جمع کرلی اور غلامون نے آزاد ہونے کے لیئے آقاؤن پر ذبیحہ کا الزام لگایا[۱]
گیوک خاقان کے عہد مین (۱۲۴۶-۱۲۴۸ء) جسنے کل انتظام سلطنت و عیسائی وزیرون کے
سپرد کر رکھا تھا مسلمانون کو سخت اذیتین پہونچائین[۲] ارغون خان نے بھی جو چوتھا ایلخان
(۱۲۸۴-۱۲۹۱ء) ہوا مسلمانون پر ظلم کیئے اور عدالت اور مال کے محکمون مین جسقدر اسامیان
اُنکے پاس تھین وہ خالی کرالین اور اُنکا دربار مین آنا بند کردیا[۳]۔

باوجود ان مشکلات کے مغلون اور اُور وحشی قومون نے جو مغلون کے بعد آئین ان ہی مسلمانون
کا مذہب قبول کیا جنکو انہون نے اپنے پیرون مین روندا تھا لیکن افسوس ہے کہ تاریخون مین
ایسے حالات جن سے مغلون مین اشاعت اسلام کی ترقی دریافت ہوتی ہو نہین ملتے۔ صرف
چند واقعات تفصیل سے معلوم ہوتے ہین جن مین سرِ آوردہ مغلون نے اسلام قبول کیا۔
تمام سلطنت مغلیہ مین ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تھے جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تھے۔
اوگتائی خان (۱۲۲۹-۱۲۴۱ء) کے عہد مین حاکم ایران کرگز نامی کا حال لکھا ہے کہ وہ اول بدھ
مذہب کا پیرو تھا۔ پھر اُسنے یہ مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا[۴]۔ تیمور خان کے زمانہ مین (۱۲۳۹-۱۲۴۱ء)
خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تھا اور چین مین صوبہ کانسوہ کا حاکم تھا اسلام قبول کیا اور
تانگوت مین اُسنے بہت لوگون کو مسلمان کیا۔ بلکہ جو فوج اُسکے تحت مین تھی اُسکے بہی اکثر لوگ
مسلمان ہوگئے۔ تیمور خان نے انندا خان کو اپنے دربار مین بلایا اور کوشش کی کہ انندا خان
اسلام چھوڑکر بدھ مذہب قبول کرے۔ لیکن اُسنے انکار کیا اور قید مین بھیج دیا گیا۔ تھوڑے
عرصہ کے بعد انندا خان قید سے رہا کردیا گیا کیون کہ تانگوت کی رعایا جسکو اپنے حاکم کے ساتھ
بہت الفت تھی بغاوت پر آمادہ ہو چلی تھی[۵]۔

مغلون کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برکہ خان تھا جو ۱۲۵۶ء سے ۱۲۶۵ء تک سریر آرا

---

[۱] ہو ورتھ۔ پہلی جلد صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴ بسبوقت یہ کیا گیا کہ اس حکم سے مسلمان تاجرون کا دربار مین آنا بند ہو گیا اور اسکی وجہ سے
تجارت کو نقصان پہونچا تو یہ حکم منسوخ کردیا گیا [۲] ہو ورتھ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۵ [۳] ڈی گوین تیسری جلد صفحہ ۲۶۵ [۴] ڈیسن
تیسری جلد صفحہ ۱۲۱ [۵] ہوسن۔ تو مہ صفحہ ۵۳۲-۵۳۳

کا خان ہلاکو[۵۱] اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کاروان مین پہونچا جو بخارا سے آتا تہا۔ اُس مین دو مسلمان تاجر تہے جنکو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچہ سوالات اُن سے کیے۔ مسلمانون نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان ایسی خوبی سے بیان کیے کہ خان سیراورداکو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لایا اسکا حال برکہ خان نے اپنے چہوٹے بہائی سے بیان کیا اور اُسکو بہی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اِسکے بعد برکہ خان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا[۵۲] اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر رکن الدین بیبرس سے مصالحت کرلی۔ اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر اسطرح ہوا کہ اُسنے سیراورداکے دو سو مغلون کی نہایت خاطر و مدارات کی۔ ان مغلون کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیراورداا اور ہلاکو خان فاتح بغداد مین عداوت زیادہ بڑہی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو کی فوج مین بہرتی تہے بہاگ کر شام کے ملک مین چلے آئے اور یہان سے وہ بڑے اعزاز کے ساتہہ قاہرہ پہونچا دیے گئے جہان دربار مصر سے انکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی[۵۳] سلطان رکن الدین نے ان مغلون مین سے دو آدمیون کے ساتہہ اپنے چند سفیر کیے اور برکہ خان کو ایک خط اُنکی معرفت روانہ کیا جب یہ لوگ سیراورداسے قاہرہ کو واپس آئے تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیرون کے ہان اور ہر ایک شہزادی کے ہان ایک ایک امام اور مؤذن مقرر ہے اور بچون کو مکتب مین قرآن پڑہایا جاتا ہے[۵۴]۔ سلطان سے اُنہون نے یہ بہی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوئے تہے تو راستہ مین برکہ خان کے سفیر ملے[۵۵]۔ جو سلطان مصر کی خدمت مین اس اطلاع کے لیے حاضر ہوتے تہے کہ برکہ خان اور اُسکی رعایا مسلمان ہوگئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خان مین رسم استحاد پیدا ہوا تو سیراورداکے بہت مغل مصر مین آئے جہان اُنکو اسلام قبول کرنے

---

۵۱ سنہ ۶۶۰ھ مین نجم الدین مختار الزاہدی نے برکہ خان کے لیے ایک کتاب لکہی جسمین رسالت کو برہان سے ثابت کیا اور مسلمانون اور عیسائیون کے مذہبی مناظرون کا مکالمہ تین شنیدہ صفحہ ۶۳-۶۴ ۵۲ ابوالغازی - قسم ۲ - صفحہ ۱۸۱ ۵۳ مقریزی ۱ - قسم ۱ - صفحہ ۱۸۰ ۱۸۱ و ۱۸۷ ۵۴ مقریزی ۲۱۵ ۵۵ مقریزی صفحہ ۱۸۸

کی ترغیب ہوئی[۵۱]

ایران مین جہان ہلاکو خان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا ترکون مین اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوی برکہ خان اور سلطان مصر کے حملون سے بچنے کے لیئے ہلاکو خان نے مشرق کے عیسائیون سے جیسے آرمینیا کا بادشاہ اور صلیبی مجاہدین تھے اتفاق کرلیا۔ ہلاکو خان کی سب سے چہیتی بیوی عیسائی تھی اور اُسنے اپنے خاوند کے خیالات عیسائیون کی طرف سے اچھے کردیے تھے۔ ہلاکو خان کے بیٹے اباقاخان نے قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہ کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اگرچہ اباقاخان خود عیسائی نہ تھا لیکن اُسکے دربار مین عیسائی پادری کثرت سے موجود رہتے تھے۔ یورپ کے اکثر عیسائی بادشاہون کو اُسنے اپنے سفیر روانہ کیئے۔ سینٹ لوئی بادشاہ فرانس۔ چارلس بادشاہ صقلیہ جیمس بادشاہ اراغون کے پاس سفارتین اس غرض سے بھیجین کہ مسلمانون کے خلاف یہ عیسائی اُس سے اتفاق کرلین۔ اسی خیال سے ۱۲۷۴ء مین اباقاخان نے لیون کی مجلس کو ایک سفارت روانہ کی۔ جب یہ سفارت مجلس مین پہونچی تو مغلون کے سفیر خاص نے مجلس عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اصطباغ لیا عیسائیون کو اباقاخان کے عیسائی ہونے کی بہت امیدین تھین۔ لیکن وہ سب فضول ثابت ہوئین۔ اور اُسکا بھائی تکودار جو اُسکا جانشین ہوا دولت ایلخانیہ کا پہلا بادشاہ تھا جسنے اسلام قبول کیا[۵۲] ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکھا ہے[۵۳] کہ تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوی تھی۔ بچپن مین اُسکو اصطباغ ملا تھا اور نکولس اُسکا نام رکھا گیا تھا۔ لیکن تکودار جب بڑا ہوا تو اُسنے مسلمانون کے اثر صحبت سے جنکو وہ بہت عزیز رکھتا تھا عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکھا اور جسقدر ہوسکا اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری اسلام قبول کرلین اور اسکے لیئے انعام و اکرام اختیار اور عزت لوگون کو بخشا۔ یہانتک کہ اُسکے زمانہ مین بہت تاتاری مسلمان ہوگئے۔ اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان

[۵۱] مقریزی صفحہ ۲۲۲ [۵۲] وصاف اس بادشاہ کو مسلمانون مین سے پہلا بادشاہ کہتا ہے [۵۳] ہیتوم۔ (رامو سیو۔ تو م ۲ صفحہ ۶)

ہونے کی خبر ذیل کے مراسلہ سے بھیجی "خدا کی قوت اور قرآن کے اقبال سے سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے آغاز نوجوانی کے زمانہ مین ہمکو اپنی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستون اور نیک بندون کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت کی تھی وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے اُسکے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے[1] ہم اُس وقت سے آج تک دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانون کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے یہانتک کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگ کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آپہونچی اور خدا نے اپنی مہربانی سے ہمارے میدان کو پورا کیا اور حکومت اور سلطنت ہمکو عنایت کی۔ پھر قرمیانی (کورمانی) مبارک مین جس سے وہ مجلس مراد ہے جسمین تمام بھائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کے لیے بیٹھتے ہین سب نے ملکر یہہ قرار دیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جاوے۔ اور ہماری فوجون مین سے جنکی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے اور جنکی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تھرآتے ہین ایک جم غفیر کو اطراف مین روانہ کیا جاوے اور یہہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتھہ ہو جسکے سامنے بلند پہاڑ جھک جاوین اور سنگ خارا کے چٹان نرم پڑجاوین ہمنے اس مقصد پر غور کیا جسپر اُنکے ارادے پختہ اور اُنکی رائین متفق تھین۔ اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا وہ اُس عام نیکی کے برخلاف تھا جسکے جاری کرنے کا ہم ارادہ رکھتے تھے اور جس سے مراد یہہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جاوے اور جو احکام ہماری طرف سے جاری ہون اُن سے خونریزی موقوف ہو اور دنیا کی مصیبت کم ہو اور دنیا کے اطراف مین امن و امان کی ہوا چلے اور تمام شہرون کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پاوین

[1] قرآن۔ سورہ (۶) آیت ۱۲۵۔

کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہین اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہین - اس لیئے خدا نے ہمارے
دل مین الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائین اور فتنہ و فساد کو فرو کرین اور جن لوگون نے یہہ
رای دی ہے اُنکو اُس تدبیر سے مطلع کرین جس سے دنیا کی بیماریون اور تکلیفون کے دور ہونے
کی امید ہے اور جسکو سب سے پہلے عمل مین لانے اور سب سے آخری علاج سے باز رہنے
کی خدا نے ہمکو ہدایت کی ہے - اس لیے ہم پکانون کو جنبش مین لانے اور کمانون پر
چلہ چڑہانے مین جلدی نہین کرتے ہین - اور جبتک کہ حق بات ظاہر نہو اور حجت قوی نہو
ہم اس امر کی اجازت نہین دیتے شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کی نصیحت نے جو امور مذہبی
مین ہمارے سب سے بہتر مددگار ہین ہمارے اُس ارادہ کو جو فلاح و بہبودی کی خواہشون
پر مبنی ہے اور اُس راے کو جس سے کامیابی کی امید ہے پختہ اور مصمم کر دیا - چنانچہ
ہم نے یہہ فرمان جاری کیا جو ماننے والون کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والون
کے لیئے خدا کا عذاب ہے - ہم نے اس فرمان کے نہ ماننے والون کے لیے قاضی القضاۃ
قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد ہین روانہ کیا ہے تاکہ
لوگون کو ہمارے طریقہ سے واقف کرین اور تمام مسلمانون کے فائدہ کے لیئے جو بات
ہمارے دل مین پوشیدہ ہے سب اُس سے آگاہ ہون - نیز اُن سب لوگون کو اس
بات سے مطلع کرین کہ خدا نے ہمکو بصیرت اور ہدایت عطا کی ہے اور اسلام اُن تمام گناہون
کو معاف کرتا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع مین آئے ہون - اب تو خدا نے ہمکو
ہدایت کی ہے کہ ہم حق کی اور اہل حق کی پیروی کرین ..... پس اگر لوگون کے
دل ایسی دلیل کی جستجو مین ہین جن سے وہ ہمپر بہروسا کر سکین اور ایسی حجت طلب کرتے ہین
جس سے کامیابی کی امید کر سکین تو وہ ہماری اُن تمام فضیلتون پر نظر ڈالین جو دنیا مین
عام طور پر مشہور ہو چکی ہین - کیونکہ ہم نے خدا کی عنایت سے دین کے نشانون کو بلند کیا ہے
اور ہر ایک حکم کے جاری کرنے مین اس امر کو پیش نظر رکھا ہے - اور شرع محمدی کے قوانین

کو بلحاظ اُنکی عظمت اور بزرگی کے عین مقتضائے انصاف پر جاری کیا ہے - ہم نے تمام رعیت کے دلون کو خوش کیا ہے اور جن سے پہلے کوئی بُرائی یا خطا سرزد ہوی تھی اُن سب کو یہہ کہکر معاف کر دیا ہے کہ خدا بھی تمہاری اگلی خطاؤن کو معاف کرے ہم نے مسلمانون کے اوقاف کی جن مین مسجدین اور مقبرے اور مدرسے شامل ہین اصلاح کی ہے اور تمام خیرات خانون اور مہمان سراؤن کو جنکے نشان مٹ گئے تھے دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف کی آمدنی کو اُنکے قدیم دستور اور وقف کرنے والون کی شرائط کے موافق حقدارون تک پہونچا دیا ہے ..... ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے حکام حاجیون کے معاملہ کو مہتم بالشان سمجھین اور اُنکے لیئے سامان سفر مہیا کرین اور جن رستون سے وہ سفر کرتے ہین اُن کو آباد اور بے خطر رکھین - اور حاجیون کے قافلون کو بآرام تمام روانہ کرین - ہم نے تمام سوداگرون کو جو ملک مین آمد و رفت رکھتے ہین پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے سے جس طرح چاہین سفر کرین اور فوج اور قراغول اور شحنون کو جو ملک کے اطراف مین مقرر ہین سخت ممانعت کی ہے کہ سوداگرون کی آمد و رفت مین کسی طرح کی مزاحمت نہ کرین .....

تاکہ شہر اور ملک آباد ہون - فتنے اور فساد فرو ہون - تیر تلوارین میان مین ہین اور تمام باشندے آرام و آسایش سے بسر کرین - اور مسلمانون کی گردنین ذلت اور خواری کے طوق سے نکل جائین"[1]

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو اُن صدہا ظلمون اور متواتر کشت و خون کے ہنگامون کو جو اسکے بعد جو مغل اور تاتاریون نے برپا کیئے اس فرمان کو مطالعہ کرنے سے بہت راحت معلوم ہوی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بھی اسقدر فیاضی اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوے -

مغلون نے جب دیکھا کہ اُن کا خان تکودار مسلمان ہوگیا اور وہ عیسائیون پر ظلم کرتا ہے

[1] وصاف صفحہ ۲۳ - ۲۳۴ -

تو اُنکو بہت بُرا معلوم ہوا۔ اگرچہ مغل عیسائی نہ تھے لیکن عیسائیون سے اُنکا واسطہ اور اتحاد مدت سے چلا آتا تھا۔ اس لیئے ان مغلون نے تکودار کی شکایت قوبلائی خان سے کی کہ اُنکے خان نے اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا ہے۔ غرض تکودار کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی جسکا سرغنہ ارغون خان تھا تکودار کو اُسنے قتل کیا اور خود مالک تخت و تاج بن گیا ارغون کے عہد حکومت مین (۱۲۸۴-۱۲۹۱ء) جو چند سال تک جاری رہا عیسائیون پر پھر سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوی اور مسلمانون کو سختیان اوٹھانی پڑین اور سرکاری عہدون اور نوکریون سے وہ برطرف کیے گئے[۱]۔ ۱۲۹۵ء تک تکودار کے جانشین اپنے قدیم مذہب شامان کے پیرو رہے۔ لیکن ۱۲۹۵ء مین البتہ اُنکا ساتوان بادشاہ غازان جو خاندان ایلخانیہ کا سب سے یادہ بارعب اور پُرسطوت بادشاہ ہوا مسلمان ہوگیا اور اُسنے اسلام کو ایران کا شاہی مذہب قرار دیا۔ سلطان غازان سے پہلے تین بادشاہون کے زمانہ مین عیسائیون کو برابر یہہ توقع رہی کہ ایران کا شاہی خاندان عیسائی ہوجائیگا کیونکہ اس خاندان نے عیسائیون پر بہت مہربانیان کی تھین اور ہمیشہ انکو مناصب جلیلہ پر ممتاز کیا تھا لیکن ایسا نہوا۔ سلطان غازان کے بعد بایدو خان نے جو ۱۲۹۴ء مین چند مہینون کے لیے سلطنت ایران پر قابض ہا۔ عیسائیون کی امیدون کو اسطرح ترقی دی کہ مغلون مین اشاعت اسلام کو قطعی بند کرنے کی کوشش کی اور اس مذہب پر وعظ کرنیکی بالکل ممانعت کردی[۲]

مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بدھ مذہب پر ہوئی تھی اور خراسان مین اس بادشاہ نے بدھون کے لیے مندر تعمیر کردیے تھے بدھ مذہب کے عالمون کی صحبت سے وہ بہت خوش ہوتا تھا اور یہہ لوگ جسوقت دولت مغلیہ کو عروج ہوا تھا ایران مین کثرت سے چلے آئے تھے[۳]۔ سلطان غازان کو مختلف مذہبون کی تحقیق

---

[۱] دے گوین۔ تیسری جلد صفحہ ۲۶۳-۲۶۵ [۲] ہوسن تو م ۴۔ صفحہ ۱۴۱-۱۴۲۔

[۳] ہوسن تو م ۴ صفحہ ۱۴۸۔

وتفتیش کا بڑا شوق تہا اور ہر مذہب کے عالمون سے وہ مذہبی مباحثے کرتا تہا[۵۱]۔ غازان کا وزیر اور اسکے عہد کا مؤرخ حکیم رشید الدین تہا جسکا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی مین وہ اسلام کا نہایت پابند رہا۔ حکیم رشید الدین کے ہمعصر (اور زمانہ مابعد کے) مؤرخون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ غازان چند امیرون اور مشائخ کے کہنے سے مسلمان ہوگیا تہا[۵۲]۔ لیکن غازان کا طرفدار مؤرخ لکھتا ہے کہ "ایک بڑی بادشاہ کو کیا لالچ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرے اور خاص کر ایسے بادشاہ کو جسکے بت پرست بزرگون نے دنیا کو فتح کیا ہو[۵۳]" غرض غازان کے مسلمان ہوتے ہی ایرانیون کے دل بادشاہ کے قبضہ مین آگئے اور جب سلطان غازان اور بایدو خان مین تخت ایران کے لیئے لڑائیان شروع ہوئین تو دشمن کی سپاہ مین جو مغل مسلمان تہے وہ بایدو خان کا ساتہہ چہوڑکر غازان کی مدد کو چلے آئے تاکہ مسلمانون کی مدد کرین۔

اسی دور اندیشی سے امیر نوروز بیگ نے جو بایدو کے خلاف غازان کا معاون تہا غازان پر اسلام قبول کرنے کا زور ڈالا تہا۔ چنانچہ جب یہہ بادشاہ مسلمان ہوگیا تو امیر نوروز بیگ نے مبارکباد دی کہ میری پیشین گوئی پوری ہوئی جس مین مین نے ایک بادشاہ کے پیدا ہونے کی خبر دی تہی جو اسلام کی حفاظت کریگا اور پہر اس مذہب کو پہلے ہی سے رونق و زینت دیگا۔ اور اگر اوسنے اسلام قبول کرلیا تو کل ایران کا وہ فرمانروا ہوگا اور اہل اسلام کا فر مغلون کے جوے سے نکلکر اس بادشاہ کی حمایت کرینگے اور خدا اس بادشاہ کو دین برحق کا حامی جانکر (جسنے اسلام کو تباہی سے بچایا) لڑائی مین اسکو فتح دیگا۔ غرض کسی قدر تذبذب کے بعد غازان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اور افواج و شاہی ارکین دولت نے بادشاہ کا اتباع کیا۔ سلطان غازان نے زاہدون اور عالمون مین روپیہ تقسیم کیا۔ مسجدین گیا اور اولیا اور فقرا کے مزارون کی زیارت کی۔ غرض اس مغل بادشاہ نے اپنے تئین ہر طرح

---

[۵۱] دہسون توم۔ ۴ صفحہ ۳۶۵ [۵۲] دہسون توم۔ ۴ صفحہ ۱۴۸ و ۳۵۴ [۵۳] دہسون توم۔ ۴ صفحہ ۱۴۸ و ۱۳۲۹

سے نہایت باخدا مسلمان ثابت کیا۔ سنہ ۱۳۰۴ء مین غازان کا بھائی سلطان محمد خدابندہ کے نام سے تخت ایران پر بیٹھا۔ اس سلطان کی ماں عیسائی تھی اور بچپن مین اُسکی تعلیم و تربیت بھی عیسوی طریقہ سے ہوئی تھی اور نکولس کے نام سے اُسنے اصطباغ پایا تھا۔ لیکن ماں کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہوگیا[۱]۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ نکولس خان یعنی سلطان خدابندہ کے مسلمان ہونے سے مغلون مین بڑا اثر پیدا ہوا[۲]۔ غرض اُس زمانہ سے قلمرو ایلخانیہ مین اسلام سب مذہبون پر غالب آگیا۔

بلاد متوسطہ مین جو چغتائی ابن چنگیز خان اور اُسکی اولاد کے حصہ مین آئے تھے دعوت اسلام کے حالات کا پتہ کم چلتا ہے۔ اس سلسلہ مین پہلا بادشاہ جسکو "نور اسلام کی برکت ملی" وہ براق خان تھا جو چغتائی خان کا پڑپوتا تھا اور جسنے تخت نشین ہونے کے دو برس بعد مسلمان ہوکر سلطان غیاث الدین (سنہ ۱۲۶۶-۱۲۷۰ء) اپنا نام رکھا[۳]۔ لیکن یہان شروع زمانہ مین اسلام کی ترقی زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہسکی کیونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تھے اُنھون نے پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کرلیا تھا۔ اور چودھوین صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہوسکی۔ البتہ طرمشرین خان جسنے سنہ ۱۳۲۲ء سے

---

[۱] تمام گرستال گیشتہ در ایلخانین - دوسری جلد صفحہ ۱۱۱ ..... یہ خلاف قیاس نہین ہے کہ مسلمان عورتون کی جو مغلون کی بیاندیان ہوتی تھین مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی مغلون مین عورتون کو جو اثر حاصل تھا اور جو طرح اکثر مثالین اسکی بیان کی گئین ہین کہ ان عورتون کو اپنے خاوندون کے مذہبی خیالات پر قدرت حاصل تھی اسطرح اسکی نظیرین بھی ملتی ہین کہ مغلون کی حکومت کے زمانہ مین انکو ملکی معاملات مین بھی بڑا حصہ ملا تھا۔ روبروک کا دیکھنا ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان کو عیسائی کرنے مین اسکی مسلمان بیوی کی وجہ سے بڑا خلل پڑا وہ لکھتا ہے کہ پنٹی کوسٹ کے دن ایک مسلمان ہم سے باتین کرنے آیا اور ہمنے اسکو اپنے مذہب سے آگاہ کیا جب اسنے ہمسے سنا کہ خدا کا جسم ہونا مُردونکا اُٹھنا قیامت اور اصطباغ سے گناہ کا دھلنا پاک ہونا کیسا ہے اور اپنے ایمان لانیسے کیا فائدہ ہوتا ہے تو اس مسلمان نے اصطباغ پانیکی خواہش ظاہر کی لیکن جب ہم اسکو اصطباغ دینے کی تیاری کرنیلگے تو دفعتاً اسکو کچھ خیال آیا اور دوڑکر گھوڑی کی پیٹھ پر جا بیٹھا اور کہا کہ اپنے گھر مین جاکر اپنی گھر والی سے تو یہ پوچھ آؤن دوسرے دن پھر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کچھ ہو جائے مین ہرگز ہرگز اصطباغ نہ لونگا کیونکہ اگر مین عیسائی ہوگیا تو یہ گھوڑی کا دودھ پینا کبھی نصیب نہوگا۔ (روبروک کا سفرنامہ صفحہ ۵۱)

[۲] ابن بطوطہ - دوسری جلد صفحہ ۵۷ - [۳] ابوالغازی ترجمہ صفحہ ۱۵۹ -

سنہ ۱۳۳۰ء تک سلطنت کی جسوقت مسلمان ہوا توجغتائیہ مغلون نے بالعموم اسلام اختیار کرلیا۔ اور جب ایک دفعہ انہون نے اپنے بادشاہ کی طرح اسلام قبول کرلیا تو پھر وہ مضبوطی سے اس مذہب پر قائم رہے لیکن اس حال مین بھی اسلام کا اور مذہبیون پر غالب آنا جو حریف مقابل تھے یقینی امر تھا۔ کیونکہ طرمشرین کے جانشینون نے مسلمانون پر ظلم وستم کرنے شروع کردیے[۱] اور جبتک کاشغر کا بادشاہ جسکی ریاست جغتائیہ سلطنت کی تقسیم وضعف سے خودمختار ہوگئی تھی اسلام کی حمایت کو نہ اوٹھا اُسوقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوئی۔ سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جسکا نام تغلق تیمور خان (سنہ ۱۳۴۷-۱۳۶۳ء) تھا لکھا ہے کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر مین آئے اور اُنہون نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور اُنکے ساتھی سفر مین تھے کہ نادانستہ تغلق کی شکارگاہ مین پر سے اُنکا گذر ہوا بادشاہ نے اس قصور مین ان سب لوگونکی مشکین کسوا کر اپنے سامنے طلب کیا۔ اور نہایت غصہ کی حالت مین اُن سے پوچھا کہ تم لوگ کیون ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک مین اجنبی ہین اور ہمکو مطلق خبر نہ تھی کہ ہم ایسی زمین مین پر چل رہے ہین جسپر چلنے کی ممانعت ہے۔ بادشاہ کو جب یہہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہین تو اُسنے کہا کہ ایرانی سے تو کتا بہتر ہوتا ہے۔ شیخ نے کہا "سچ ہے اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہم فی الحقیقت کتے سے بھی بدتر تھے"۔ یہ جواب سُنکر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئین تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لیجاکر کہا کہ جو کچھہ تم اُس وقت کہتے تھے اُسکو اب سمجھاؤ۔ دین برحق سے تمہارا کیا مطلب تھا یہ سنکر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتھر تھا اب موم کی طرح نرم پڑگیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کھینچا کہ بادشاہ کو اپنی غلطیون سے ابتک بے بصیرت رہنے کا یقین ہوگیا

[۱] ابن بطوطہ تو م ۳ صفحہ ۷۴۔

لیکن اُسنے کہا کہ اگر اسوقت مین اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرونگا تو میرے رعایا کو راہ راست پر لاسکونگا اسلیئے کچھہ عرصہ کے لیئے تم سکوت کرو۔ جب مین اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک بنون تو اُسوقت تم میرے پاس آنا" چغتائیہ سلطنت اب حصہ ہوکر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہوگئی تھی اور سبون کے بعد تغلق تیمور اس قابل ہوا کہ ان سب عملداریون کو شامل کرکے پھر ملک وچغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم کردی اس عرصہ مین شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہان سخت بیمار پڑے جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا "تیمور تغلق ایک دن بڑا بادشاہ ہوگا۔ تم اُسوقت اُسکے پاس جانا اور میرا سلام پہونچا کر یہ خون خط بادشاہ کو یاد دلانا کہ اُسنے مجھسے کیا وعدہ کیا تھا" چند سال کے بعد جب تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کرلیا تو ایکدن رشید الدین بادشاہ کی لشکر مین پہونچا تاکہ باپ کی وصیت پوری کرے لیکن باوجود کوشش کے اُسکو خان کی دربار مین جگہ نہ ملی ہر چند کہ اُسنے مجبور ہوکر تدبیر کی کہ ایک دن علی الصباح تغلق کے خیمہ کے قریب اذان کہنی شروع کی تغلق کی جب نیند کھلی تو غصہ ہوکر اُسنے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا۔ رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا تغلق کو پہلی سی اپنی وعدے کا خیال آیا وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اسکے بعد اُسنے اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی اور اُسکے زمانہ مین ان تمام ملکون کا مذہب اسلام ہوگیا جو چنگیز خان کی اولاد کے تسلط مین رہے تھے[1]

اب ہمکو سیراوارد امین دعوت اسلام کی تاریخ پر نظر کرنی چاہیئے مغلان سیراوارد اکی خیمہ زنی کے لیئے وہ سرسبز قطعات ملک تھے جو دریاے ونگا سے سیراب ہوتے ہین۔ اس دریا کے کنارے پر اُنہون نے سراے کا شہر جو اُنکا دارالحکومت تھا آباد کیا تھا۔ وہ یہ ہی پایہ تخت تھا جہان وس کے بادشاہ خان سیراوارد اکو خراج بھیجا کرتے تھے۔ برکہ خان کے اسلام لانے سے اور سلطنت مصر سے اُسکے تعلقات سے جو زمانہ مابعد مین پیدا ہوے اسلام کی بڑی ترقی کی۔ برکہ خان کی طرح سیراوارد اکے اُمرا و ارکین دولت بھی جو نسل مغل سے تھے رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے۔ لیکن بعض مغل جرگون نے مخالفت بھی کی کہ اسلام اُن مین شایع نہ کیا جاوے۔ اور جب خان سیراوارد اکے مسلمان ہونے کا اعلان ہوا تو ان لوگون نے

---

[1] ابوالغازی۔ قوم ۲۔ صفحہ ۱۶۷ - ۱۶۸ -

برکہ خان کو تاج و تخت کا اہل نہ سمجھا۔ اور ہلاکو خان کو خانیت سیراوارد اپر مسلط ہونے کے لیے لکھا۔ یہہ مخالفت ایسی بڑہی کہ جرگہ توگائی جدا فرقہ کی حیثیت سے قائم ہوگیا۔ اس جرگہ نے اپنا نام برکہ خان کے سپہ سالار توگائی خان کے نام پر رکہنا تہا۔ جب سیراوارد اکے اور شہزادے بہی مسلمان ہوگئے تو جرگہ توگائی بدستور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا۔ اور جن مغلون نے اپنا مذہب ترک نہ کرنا چاہا اُنہون نے جرگہ توگائی کی طرف رجوع کیا توگائی خان کی بیٹی جسکی شادی ایک شامانی المذہب مغل سے ہوی تہی کچہہ عرصہ کے بعد مسلمان ہوگئی اور اُسکو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سہنے پڑے[۱]۔

ازبک خان کو جو ۱۳۱۲ء سے ۱۳۴۰ء تک سیراوارد اکا خان رہا مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی شہرت ہوئی۔ لیکن مغل اس سردار سے یہ کہا کرتے تہے کہ "جو کچہہ تمکو چاہیئے وہ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ ہمارے مذہب سے تمہین کیا بحث۔ ہم کیون چنگیز خان کا مذہب چہوڑکر عربون کا دین قبول کرین"۔ لیکن باوجود سخت مخالفتون کے جو ازبک کو پیش آئین اُسنے کثرت سے اُن لوگون کو اُس مذہب مین شامل کرلیا جسکا وہ خود نہایت پرجوش حامی تہا اور یہ صرف اُسی کی کوشش تہی کہ جس ملک کا وہ خان تہا اُس ملک مین اسلام شائع ہوگیا[۲]۔

ازبک خان ہی کا اثر وسط ایشیا کے جرگہ ازبک مین پہونچا جسکا نام اس خان کے نام سے چلا اور اُسی کے عہد مین غالباً اس قوم ازبک نے اسلام قبول کیا۔ سلطان ازبک نے اسکی تدبیر یہی سوچی کہ کسی طرح ملک روس مین اسلام پہیل جاوے[۳]۔ لیکن اسمین وہ کامیاب نہوا۔ اگرچہ روس کے ملک مین مغلون کو دو سو برس سے بہت قوت حاصل تہی لیکن ملک کے باشندون پر اُنکی کسی بات کا خاصکر مذہب کا مطلق اثر نہ پڑا۔ سلطان ازبک خان کو اشاعت اسلام کا حد درجہ خیال رہتا لیکن باوجود اس خیال کے عیسائی رعایا کو اُسنے بالکل مذہبی آزادی دے رکہی تہی اور اُنکی مذہبی رسوم مین کسی طرحکی دست اندازی نہ کی جاتی تہی بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت

[۱] ہوورتھ دوسری جلد صفحہ ۱۰۱۔ [۲] ابوالغازی۔ تقوم ۳ صفحہ ۱۸۴ [۳] دے گوین تیسری جلد صفحہ ۳۵۱

کی بھی اجازت اُسنے دے رکھی تھی۔ سلمانون کے طریق صلح کل کے ثبوت مین اور غیر مذہب والونکو مذہبی آزادی دینے کی شہادت مین جو تاریخی دستاویزین ملتی ہین اون مین سب سے بڑھکر وہ فرمان ہے جو ازبک خان سردار روانے مطران بطرس امیٹر و یوسیٹن پیٹر کے نام جاری کیا۔ فرمان یہہ ہے۔

"خدائے بزرگ کے حکم اور قدرت سے اُسکی عظمت اور رحمت سے اُزبک کا مراسلہ ہمارے سردارون کے نام خواہ اعلیٰ ہون یا ادنیٰ۔ کسی شخص کو نہین چاہیئے کہ مطران کے کلیسا کی توہین کرے جسکا افسر بطرس ہے۔ اور نہ اُسکے نوکرون یا قسیسون کو بُرا کہے۔ کسی آدمی کو نہین چاہیے کہ اُنکے مال و اسباب یا آدمیون پر قبضہ کرے۔ جو شخص ایسا کریگا اور ہمارے فرمان کو توڑیگا وہ خدا کے سامنے تقصیروار ہوکر عذاب کا مستوجب ہوگا اور ہماری طرف سے اُسکو موت کی سزا ملے گی۔ مطران کو امن و حفاظت کے ساتھہ رہنے دینا چاہیے تاکہ انصاف اور اطمینان قلب سے وہ یا اُسکا نائب مذہبی معاملات کے انصرام مین مصروف رہے۔ ہم اقرار کرتے ہین کہ نہ ہم خود اور نہ ہماری اولاد اور نہ ہماری قلمرو کے بادشاہ اور نہ ہمارے ملکون کے صوبے عیسوی کلیسا یا مطران کے معاملات مین دست اندازی کرینگے اور نہ اُنکے شہر لینگے اور نہ اُنکی شکارگاہون اور مچھلی پکڑنے کی جگہون مین اُنکے مزاحم ہونگے اور نہ اُنکے شہد کے چھتون اور اُنکی زمینون سے اور نہ اُنکے میدانون اور جنگلون اور قصبات اور دیگر مقامات سے جو اُنکے عاملون کے انتظام مین ہونگے اور نہ اُنکے انگورستانون سے نہ اُن کی چکیون سے اور جاڑے مین مویشیون کی رہنے کی جگہہ سے یا کلیسا کے مال و اسباب سے ہمکو کسی طرح کا تعرض ہوگا۔ مطران کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دور رہنے دو اور اُسکو ہمارے لیئے اور ہماری اولاد اور قوم کے لیئے اطمینان قلب کے ساتھہ خدا سے دعا کرنے دو۔ کوئی شخص جو کلیسا کی کسی مقدس چیز پر ہاتھہ ڈالیگا وہ گناہگار ہوگا اور خدا کا قہر اُسپر نازل ہوگا اور موت کی سزا اُسے ملے گی تاکہ اور لوگ اُس سے عبرت پکڑین۔ جسوقت خراج جسمین

چونگی یا ہل اور جوے کا محصول یا آدمیون کا محصول شامل ہے لیا جاوے یا جسوقت ڈاک کے لیئے گھوڑے کسی سے طلب کیئے جاوین یا ہم فوج کے لیئے رعایا مین سے آدمی بھرتی کرین تو بڑے کلیساؤن سے جو مطران بطرس کے تحت مین ہین کچھہ نہ لیا جاوے اور نہ اُنکے قسیسون سے کچھہ وصول کرنا چاہیئے جو کچھہ قسیسون سے لیا جائیگا وہ تگنا کرکے دینا پڑے گا ..... اُنکے آئین و قوانین کا اُنکے گرجاؤن اور خانقاہون کا ادب کیا جاوے گا اور جو کوئی اُنکے مذہب کو متہم کریگا یا اُسکی توہین کریگا وہ کسی عذر یا حیلہ سے بے قصور نہ ہوگا بلکہ موت کی سزا اُسکو ملے گی۔ قسیسون اور اُسقفون کے بھائی اور بیٹے جو ایک ہی دسترخوان پر کھاتے ہون اور ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہون اُن کو بھی یہہ سب حقوق حاصل ہون گے[۵۱]"

سلطان اُزبک خان کے اس فرمان مین خالی لفظ ہی لفظ نہ تھے بلکہ جس مذہبی آزادی کا وعدہ ہوا وہ فی الواقع عیسائیون کو ملی۔ اور اُسکے ثبوت مین وہ مراسلہ ہے جو ۱۳۳۸ء مین پوپ جان بست دوم نے سلطان ازبک کے پاس بھیجا اور خان سیرا وارد اکا شکریہ ادا کیا کہ اُسنے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی[۵۲] اُزبک کے جانشینون مین اشاعت اسلام کے لیئے وہ ہمت اور جوش نہ تھا جو خود ازبک کے دل مین موجود تھا اور جہان اس بادشاہ کو اسلام پہلانے مین کامیابی نہ ہوی وہان اُسکے جانشینون کو کیا کامیابی ہوسکتی تھی۔ جسوقت تک روس کی رعایا محصول دیئے جاتی تھی اسکو آزادی تھی کہ جس طرح چاہے اپنے دین و آئین پر قائم رہے۔ عیسائی مذہب اُسکی زندگی کا ایسا جزو ہوگیا تھا کہ اگر اس دین سے اسکو علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کیجاتی تو کامیابی نہ ہوتی۔ کیونکہ دریاے ولگا کے کنارون پر مغلون کے آباد ہونے سے تین سو برس پہلے عیسوی دین پابند گان روس کا قومی مذہب بن چکا تھا۔

---

[۵۱] کارامسین۔ چوتھی جلد صفحہ ۳۹۱-۳۹۴ [۵۲] بامرگرٹسال "تاریخ سیرا وارد اور قبچاق" صفحہ ۲۹۰۔

مغلون سے سو برس پہلے بلغاریا کے مسلمانون نے روسیون کو مسلمان کرنا چاہا تہا مگر وہ کامیاب نہ ہوے - دسوین صدی عیسوی مین دریای ولگا کے کنارون پر بلغاریہ کے مسلمان آباد تہے اور یہہ لوگ غالبًا اُن مسلمان تاجرون کی ہدایت سے مسلمان ہوے تہے جو شمالی ملکون مین پشمینہ وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تہے - غالبًا ۹۲۱ء مین یہ تاجر روسیون مین پہونچے کیونکہ ۹۲۱ء مین خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیون کے پاس سفیر بہیجے تہے تاکہ جو روسی اسلام لے آئے ہین اُنکے دین کو استحکام دیا جاوے اور علم دین کی اُن کو تعلیم و تلقین ہو[1]

ان بلغاری مسلمانون نے وال دمیر کو جو اُنکے وقت مین روس کا بادشاہ تہا مسلمان کرنا چاہا - ایک روسی مورخ نے لکہا ہے کہ اس بادشاہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ بت پرستی سے بہتر کوئی مذہب اختیار کرے - لیکن وال دمیر نے شراب کی ممانعت اور ختنہ کی رسم کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمان اُسکے اس انکار کو توڑ نہ سکے - اس بادشاہ نے مسلمانون سے کہہ دیا کہ روسی کبہی شراب پینی نہ چہوڑین گے کیونکہ یہی چیز اُنکی زندگی کا سب سے زیادہ خوش کن مشغلہ ہے مسلمانون کی طرح یہودی بہی جو بحر خزر کے ساحل سے خزر کے ملک مین آئے تہے روسیون کو اپنے دین پر نہ لا سکے - البتہ خزر کے بادشاہ کو اُنہون نے موسوی دین کا معتقد کر لیا - وال دمیر نے یہودیون کے مذہبی عقائد و دلائل کا حال سُنکر اُن سے پوچہا کہ تمہارا ملک کہان ہے - یہودیون نے کہا "بیت المقدس ہمارا ملک ہے لیکن خدا کا عتاب ہم پر نازل ہوا اور ہم تمام دنیا مین منتشر کر دیے گئے" بادشاہ یہ سنکر بولا خدا کے معتوب ہو کر بہی دوسرون کو اپنا دین سکہاتے ہو - جاؤ ہمکو شوق نہین ہے کہ تمہاری طرح ہم بہی بے وطن ہو جاوین" لیکن یونانی کلیسا کے ایک اُسقف نے وال دمیر کی طبیعت پر اسطرح اثر ڈالا کہ عیسائی مذہب کے علاوہ جسقدر مذہب تہے اُنپر مختصر اعتراض کر کے عیسوی دین کی تعلیم کو آفرینش عالم اور حضرت آدم کے قصہ سے

[1] "باشکار قوم کا بیان" مرتبہ ابن فضلان یاقوت - قزوینی صفحہ ۹۲ (ستمبر ۱۹۰۶ء) ابو عبید البکری صفحہ ۴۷۰

لیکر کلیسائی یونان کی سات مذہبی مجلسون کے انعقاد تک جنکے فیصلون کو یونان کے کلیسا نے تسلیم کیا تھا بیان کر گیا۔ اور پھر بادشاہ کو قیامت کی تصویر دکھائی جس مین خدا کے پاک بندے بہشت مین داخل ہوتے تھے اور گناہگار دوزخ مین جھونکے جاتے تھے۔ اس سقف نے بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر اُسنے اصطباغ لیا تو "آسمان سے اُسکو ورثہ ملیگا"۔

لیکن ولادیمیر کا یہہ قصد نہ تھا کہ بے سوچے سمجھے بت پرستی چھوڑکر کوئی نیا مذہب قبول کرے۔ چنانچہ اُسنے اپنے سلطنت کے تمام عمائد و رؤسا کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا۔ ان لوگون نے عرض کیا کہ "ای بادشاہ ولادیمیر۔ ہر شخص اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ اگر تجھکو بہترین مذہب کی تلاش ہے تو عقلمند لوگون کو مختلف ملکون مین بھیج تاکہ وہ دریافت کرین کہ قومون مین سے کون سی قوم ہے جو اپنے خدا کی اُسکی شان اور عظمت کے لائق طاعت و تعظیم کرتی ہے"۔ بادشاہ نے یہ سنکر دس آدمیون کو جو بڑے صاحب عقل مشہور تھے اس کام کے لیئے تجویز کیا۔ یہ لوگ روانہ ہوکر بلغاریہ کے مسلمانون مین پہونچے لیکن دیکھا کہ مسلمانون کی مسجدین ادنی قسم کی ہین اور طریقہ عبادت مین بھی کچھہ شان و شوکت کا اظہار نہین ہے۔ مسلمان کی صورتین بھی اُنکو مغموم اور رنجیدہ نظر آئین۔ جرمنی کے رومن کیتھولک عیسائیون کی مذہبی رسوم مین بھی کچھہ آب و تاب باقی نہ رہی تھی۔ غرض یہہ لوگ قسطنطنیہ مین پہونچے اور قیصر روم نے اپنے لوگون سے کہا کہ "ان روسیون کو ہمارے خدا کا جلال دیکھنے دو"۔ پس یونانی عیسائی ان روسیون کو سانتا صوفیا کے کلیسا مین لے گئے جہان بطریق پرتکلف لباس پہنے ہوے نماز پڑہا تا تھا۔ گرجا کی شان و شوکت۔ مسیسون کے قیمتی لباس۔ قربانگاہون کی زیب و زینت۔ بخور کی خوشبوئین۔ نمازیون کا سکوت اور ہر طرف ایسا عبرت کا عالم طاری پایا کہ ان وحشی روسیون کے دل حیرت اور تعجب سے لبریز ہوگئے۔ وہ سمجھے کہ بس یہی مکان ہے جو خدا کے رہنے کی جگہ ہے اور یہہ ہی جگہہ ہے جہان وہ اپنا جمال فانی انسان پر ظاہر کرتا ہے غرض جب یہ روسی کیف کے شہر کو واپس آئے تو بادشاہ کے

سامنے ساری سرگذشت بیان کی مسلمانون کے مذہب کا ذکر انہون نے حقارت سے کیا اور رومن کیتھولک مذہب کی حمایت مین بھی کچھ نہ بولے۔ لیکن کلیسای یونان کی تعریف بڑے جوش و خروش سے کی۔ اور یہہ کہا کہ "جس شخص نے ایک دفعہ میٹھے شربت کو لبون سے لگایا ہو پھر وہ تلخ چیز سے ہمیشہ نفرت کریگا۔ پس جب ہمکو یونانی کلیسا کے مذہب کا علم ہوگیا تو ہم اور کسی مذہب کی خواہش نہین رکھہ سکتے"۔ ولادمیر نے ایک دفعہ اور امرای سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا لیکن انہون نے کہا "اگر یونانی کلیسا کا دین سب سے فائق نہ ہوتا تو والدمیر کی دادی اولگا جو عورتون مین سب سے زیادہ دانشمند تھی کبھی اس مذہب کو قبول نہ کرتی"۔ اب والدمیر نے کچھہ تذبذب نہ کیا اور ۹۸۸ء مین وہ عیسائی ہوگیا۔ اور جس دن یہہ مذہب اختیار کیا اسی دن ان بتون کو توڑ ڈالا جنکی پرستش اسکے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ اور فرمان جاری کیا کہ روس کے کل باشندے خواہ آزاد ہون یا غلام امیر ہون یا مفلس فوراً عیسائی مذہب کا اصطباغ لین[1]

غرض اس طریقہ سے عیسائی مذہب روسیون کا قومی مذہب ہوگیا۔ مغلون کی فتح کے بعد روسیون اور تاتاریون کے مختلف قومی خصلتون نے ان دونون قومون کو آج تک علیحدہ رکھا ہے اور تاتاریون کی حکومت سے روسیون کی نفرت اور عیسوی مذہب سے انکا مستحکم تعلق اور مذہبی امور مین تاتاریون کی سہل انگاری وہ چیزین تھین جنہون نے روس کے محکوم باشندون کو اپنے فاتحون کا مذہب اختیار نہ کرنے دیا۔ یہہ فرض کیا گیا ہے کہ خاصکر شراب پینے کی ممانعت نے روسیون کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔

لیکن پھر بھی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ملک روس مین اسلام پھیلانے کے لیے مغلون نے کچھہ نہ کیا۔ کریمیا کے مسلمانون کی صورتین جنکو تاتاری نسل سے فرض کیا جاتا ہے یونانیون کے چہرون سے بہت مشابہ ہوتی ہین۔ اور اس وجہ سے قیاس کیا گیا ہے کہ مسلمانون نے یونان

[1] کارمسین۔ تو م ۱ صفحہ ۲۵۹ - ۲۷۱۔

اور اُلی کے عیسائیون کو جو جزیرہ نماے کریمیا مین آباد تھے مسلمان کرکے اپنی جماعت مین شامل کرلیا اور اسی جماعت مین کریمیا کے اصلی باشندون اور گیتوی قوم کی مسلمانون کی اولاد شامل ہے[۵۱] سترہوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ کریمیا کے مسلمان تاتاریون نے اپنے غلامون کو ترغیب دی کہ وہ مسلمان ہوجاوین اور اکثر غلامون کو آزادی کے وعدہ پر مسلمان کرلیا[۵۲]۔

دریاے والگا کی فن قوم کے لوگ بھی ان نومسلمون مین سے تھے جنکو تاتاریون نے مسلمان کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چرمس قوم کے لوگ برائے نام عیسائی ہین۔ اب اُن مین سے بعض لوگ روسی طریقے اختیار کرتے جاتے ہین لیکن اُنکے گاؤن کے گاؤن مسلمان ہوچکے ہین۔ چوواش کے لوگ بھی جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اور چرمس کے ہم قوم ہین مسلمان ہوگئے ہین۔ اگر روسی گورنمنٹ کی طرف سے مسلمانون کو اشاعت اسلام مین وہ ہی حقوق ملے ہوتے جو عیسائی مذہب کو اپنی اشاعت کے لیے حاصل ہین تو غالبًا قوم فن کے کل لوگ جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اب تک مسلمان ہوگئے ہوتے[۵۳]۔

دعوت اسلام کی تاریخ مین سب سے عجیب و غریب واقعہ وسط ایشیا کی قوم قرغیز کے اسلام لانے کا ہے۔ اٹھارہوین صدی عیسوی مین اس قوم مین اسلام لانے کی ترغیب تاتاری مسلمانون کی طرف سے ہوی جنکو روسی گورنمنٹ نے وہان بھیجا تھا قرغیز کے لوگ ۱۷۳۱ء سے سلطنت روس کے محکوم ہونے شروع ہوے اور ایک سو بیس برس تک گورنمنٹ روس کی طرف سے تمام ملکی تحریرین تاتاری زبان مین لکھی ہوی اُنکے پاس اس خیال سے بھیجی جاتی تھین کہ قرغیز کی قوم اُسی نسل سے ہے جس نسل سے دریاے والگا کے تاتاری ہین۔ دوسری غلطی جو روسی گورنمنٹ سے ہوی وہ یہ تھی کہ قرغیز کو روس کی گورنمنٹ نے مسلمان فرض کرلیا تھا حالانکہ اٹھارہوین صدی مین قرغیز کے تقریبًا کل آدمی شامانی مذہب رکھتے تھے چنانچہ

---

[۵۱] رکلو۔ تو م ۵ صفحہ ۱۳۸ [۵۲] "لاسیون دے تاتار یا تحریر کی ہے لیکاٹ" صفحہ ۱۱ (تیہ نوٹ۔ تو م ۱۴) [۵۳] رکلو تو م ۵ صفحہ ۱۴۰۴

اُنکے بہت لوگ ابھی تک اسی دین پر قائم ہین جسوقت قرغیز کا ملک سلطنت روس مین شامل کیا گیا تو بجز اُنکے چند سردارون کے کسی کو اسلام کا علم نہ تہا اور یہہ سردار بہی دین اسلام سے اچہی طرح واقف نہ تہے - بلکہ اس مذہب کا بہت غلط ملط اور غیر واضح علم رکہتے تہے - تمام قوم مین ایک مسجد یا ایک ملا تک موجود نہ تہا - غرض قرغیز مین اسلام کی اشاعت کا سبب یہہ ہوا کہ روسیون نے اُنکو مسلمان سمجہکر اُنکے ساتہہ وہی برتاؤ کیا جو مسلمانون کے ساتہہ وہ رکہتے تہے - مسجدون کی تعمیر کے لیئے بڑی بڑی رقمین اُنکے پاس بہیجین اور اسلامی مدارس جاری کرنے کے لیئے ملا اور معلم روانہ کیے گئے تاکہ بچون کو دینی تعلیم ہو - طالبعلمون کے بسر اوقات کے لیئے وظیفہ کچہہ روپیہ دیا جاتا اور والدین کو روپیہ سے اور اور طریقون سے ترغیب دی جاتی تہی کہ اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے وہ اپنے بچون کو مدرسے مین بٹہائین - اس بات کا ثبوت کہ کوہستان قرغیز مین روسی گورنمنٹ کی طرف سے اسلام کی اشاعت ہوی یہہ ہے کہ قرغیز کی وہ قومین جو یورپ سے متصل آباد ہین اکثر مسلمان ہوگئی ہین - لیکن جو مشرق مین رہتی ہین اون مین اسلام ابہی تک کمزور ہے یہانتک کہ خیوا اور بخارا اور قوقند کے قرب و جوار مین قرغیز کے جرگے خانہ بدوش رہتے ہین - اُن مین شامانی مذہب اب تک چلا آتا ہے حالانکہ یہ ملک صدہا برس سے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت رکہتے ہین[1] - کوئی اور نظیر غالبًا ایسی نہین ہے جسمین کسی عیسائی گورنمنٹ نے (اس طرح نادانستہ) اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی ہو اور ایسے وقت مین جب کہ روسی گورنمنٹ خود یورپ کے مسلمانون مین عیسائی مذہب کو زور و ظلم کے وسائل سے جاری کرنے کی کوشش کر رہی تہی - عیسوی مذہب کی یہ اشاعت اُسی سلسلہ مین تہی جبکہ سترہوین صدی عیسوی مین خانیت کازان کی فتح کے بعد روسی گورنمنٹ نے تاتاریون کو زبردستی عیسائی کرنا شروع کیا تہا - پادریون کو پولیس اور محکمہ مال کے حاکمون سے اپنے

---

[1] "وسط ایشیا کے متعلق روسیون کی حکمت عملی" مصنفہ پروفیسر گریگوریف - (شورش ترکستان" دوسری جلد صفحہ ۵۰۴ - ۵۰۶ - پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء)

کام مین مدد ملتی تھی۔ تھوڑے سے تاتاری البتہ عیسائی ہو گئے۔ لیکن ایک عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ "یہہ لوگ نہایت بے شرمی سے عیسائی ہو جانے پر بھی تاتاری رسوم کے پابند رہتے ہین۔ عیسائی مذہب کا نہ اُنکو علم ہے اور نہ وہ اُسکو دل سے مانتے ہین"۔ جسوقت پادریون کی تعلیم و تلقین کارگر نہ ہوی تو روسی گورنمنٹ نے اپنے اہلکارون کے پاس حکم بھیجا کہ "ایسے لوگون کو جو عیسائی ہو گئے ہین اور مطران کے احکام کو نہین مانتے اول اُنکو سمجھایا جاوے کہ تاتاری مذہب سے خائف ہو کر وہ اُسکو چھوڑ دین۔ لیکن اگر اسپر بھی وہ نہ مانین تو اُنکو قید کرو اور لوہے کی زنجیرون مین جکڑ دو"۔ جب یہ سخت حکم بھی بیکار ثابت ہوا تو ۱۸۷۸ء مین ملکہ کیتھرائن دوم نے حکم دیا کہ جسقدر تاتاری عیسائی ہوے ہین وہ اس مضمون کا ایک دستخطی اقرار نامہ داخل کرین کہ "وہ کفر کی غلطیون سے قطعی پرہیز کرین گے کافرون سے کوئی تعلق نہ رکھینگے بلکہ بغیر تذبذب کے دل سے عیسائی دین اور اُسکے عقاید کی پابندی کرین گے"۔ مگر باوجود ان تمام باتون کے وہ تاتاری جنکو "عیسائی کہا جاتا تھا" عیسوی مذہب سے ایسے ہی دور رہے جیسے سولھوین صدی عیسوی مین تھے گو سرکاری رجسٹرون مین اُنکا نام عیسائیونکی فہرست مین لکھا تھا لیکن وہ نہایت استقلال اور ہمت کے ساتھہ اُن تمام کوششون کا مقابلہ کرتے رہے جو اُن کو عیسائی بنانے کے لیئے کی جاتی تھین۔ ۱۸۷۲ء عیسوی مین ایک نیم سرکاری مضمون چھپا تھا جسمین مضمون نگار نے لکھا تھا کہ "عیسائی مذہب ترک کرنے کے واقعات اُسی وقت سے پیش آے جبکہ لوگون کو عیسائی مذہب مین پختہ کرنے کے لیے طرح طرح کی کوششین کی جاتی تھین اسلیئے کوئی قوی دلیل اس بات کی ضرور ہو گی کہ لوگون نے عیسوی مذہب ایسے وقت مین کیون ترک کیا جبکہ اُسکے خلاف توقع ہونی لازمی تھی"۔ اسکی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ تاتاری مسلمان تھے اور دل سے مذہب اسلام کے پیرو تھے۔ اسلیئے انہون نے اُن تمام طریقون کی مخالفت کی جن سے ان ظاہر العیسائیون کو حقیقی عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی[1]۔ آج کل بھی روسی گورنمنٹ

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۴ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء چوتھی ایڈیشن)۔

تاتاری رعایا مین عیسوی مذہب کے مدرسے جاری کرکے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش مین ہے اور اس طریقہ سے اُسکو امید ہے کہ تاتاریون کے بچے عیسائی ہوجاوین گے۔ تاتاریون کو عیسائی بنانے کے لیئے سوای مدرسہ جاری کرنے کے اور کوئی طریقہ کارگر نہین ہے۔ ایک روسی پروفیسر لکھتا ہے کہ "کازان کے تاتاریون کو عیسائی کرنا نہایت دشوار ہے لیکن گاؤن اور قصبون سے کہ عمر لڑکے ایسے مل جاتے ہین جنکو خدا سے خوف کرنیکی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ جب ایک دفعہ یہہ تاتاری لڑکے ہمارے ساتھہ ہوجاتے ہین تو پھر کبھی وہ عیسائی مذہب سے سرنہین پھیرتے"[۵۱] اسکی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ روسیون کے ضابطہ فوجداری مین بہت سی دفعات ایسی ہین جنکی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والون کو سزا مل سکتی ہے اور کوئی شخص جو عیسائی کو مسلمان کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوتا ہے وہ تمام حقوق سے محروم ہوکر آٹھہ برس سے دس برس تک کی قید سخت کی سزا پاتا ہے۔ لیکن باوجود ان سخت قوانین کے اسلام کو ترقی ہے اور گاؤن کے گاؤن مسلمان ہوجاتے ہین اسلام کی اشاعت خاص کر اُن قومون مین ہے جو روس کے شمال مشرقی ملکون مین آباد ہین[۵۲]

سائبیریا کے تاتاریون مین دعوت اسلام کے چند واقعات دریافت ہوتے ہین سولھوین صدی عیسوی سے پہلے اس ملک مین اسلام کا پہنچنا نہ ہوسکا۔ اگرچہ اس زمانہ مین دعاۃ اسلام اس ملک مین کبھی کبھی اس توقع سے آتے رہے کہ بت پرستون کو مسلمان کرینگے لیکن اُن مین سے اکثر کو سوائے اُسکے کچھہ حاصل نہ ہوا کہ شہادت کا رتبہ مل گیا۔ کوچم خان کے عہد مین جب سائبیریا کا ملک مسلمانون کے قبضے مین آیا تو ان داعیان اسلام مین سے سات آدمیون کی قبرین ایک شیخ کی

---

[۵۱] ہیپیوریٹ فوکس "آزاد روس" دوسری جلد صفحہ ۲۰۴ (لندن سنہ ۱۸۶۸ء) [۵۲] اسکی نظیر یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۶۶ء مین موضع ابوزان کے چند تاتاری فوجداری جرم مین ماخوذ ہوکر کازان کی عدالت مین حاضر کیئے گئے کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑکر مسلمان ہوگئے ہین۔ مدعیون نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے مسلمان ہین۔ لیکن عدالت نے اس بیان کو نہ سنا اور سات آدمیون کو قید سخت کی سزا اس جرم مین دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑکر مسلمان ہوئے۔ بہت لوگ جنھون نے عیسائی مذہب ترک کیا سزا پاکر سائبیریا بھیج دیے گئے۔" اناتول ڈیمڈی بولیو۔ لیمپیرورے مسٹار اے دے روس" توم ۳۔ صفحہ ۴۴۵۔ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۴۹ء و سنہ ۱۸۹۳ عیسوی)

[۵۳] میکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۵۔

دریافت ہوئین جو بخارا سے اُنکی تلاش مین سائبیریا مین آیا تہا اور چاہتا تہا کہ ان بزرگان سلف کی کوئی یادگار جو خدا کی راہ مین شہید ہوے تہے سائبیریا مین قائم ہو جاوے اس شیخ نے ان ساتون شہیدون کے نام بتائے اور اخیر صدی تک سائبیریا کے تاتاریون مین ان کو بہت مانا جاتا تہا[۱] ۱۵۷۸ء کے وقت جسوقت کوچم خان جوجوجی بن چنگیز خان کی نسل سے تہا سائبیریا کو فتح کرکے یا وہان کے باشندون کی مرضی سے جسکا خان لاولد مرا تہا[۲] اس ملک کا خان ہوا تو اُسنے رعایا کو مسلمان کرنے مین بہت کوشش کی اور بخارا کو آدمی روانہ کیے تاکہ واعظ اور اعیان اسلام اس کارخیر مین مدد دینے کے لیئے سائبیریا مین آوین۔ ایک داعی اسلام نے جو بخارا سے سائبیریا کو روانہ کیا گیا تہا اپنا حال لکہا ہے کہ کس طرح وہ اور اُسکا ایک ساتہی کوچم خان کے دارالحکومت مین جو دریاے ارتش کے کنارہ پر واقع تہا پہونچا۔ دو برس کے بعد اُسکے ساتہی نے انتقال کیا اور کسی وجہ سے جو بیان نہین کی گئی یہ داعی اسلام کوچم خان کے دارالحکومت سے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ خان سائبیریا نے جب دوبارہ بخارا سے مدد طلب کی تو یہہی شخص ایک آدمی کو ساتہہ لیکر سائبیریا مین اسلام کی اشاعت کے لیئے آیا[۳]۔ کازان سے بہی اعیان اسلام اس ملک مین آئے۔ لیکن روسیون کی فتوحات نے کوچم خان کی کوششون کا خاتمہ کر دیا اور اس اسلامی تحریک مین بہت کام باقی رہ گیا جسکی خاص وجہ یہہ بہی تہی کہ بعض تاتاری جرگون نے جو کوچم خان کے محکوم تہے اسلام قبول کرنیسے سخت مخالفت ظاہر کی تہی۔

روسیون کی فتوحات نے اگرچہ اسلام کی ترقی مین خلل ڈالا مگر یہہ ترقی کسی حال مین بند نہ ہو سکی۔ بخارا اور وسط ایشیا کے علماے دین اور کازان کے مسلمان تاجر سائبیریا کے لوگون مین بڑی سرگرمی سے اپنا مذہب شائع کرتے رہے۔ ۱۷۴۵ء عیسوی مین برباکے

---

[۱] جی۔ ایف۔ مولر "ساملنگ روسیشر گشیختے" ساتوین جلد صفحہ ۱۹۱۔ [۲] جی۔ ایف۔ مولر "ساملنگ روسیشر گشیختے۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ [۳] رادلوف۔ پہلی جلد صفحہ ۱۴۷۔

تاتاریون مین جو دریاے ارتش اور اوب کے دوآبہ مین آباد تھے اسلام پہلے شروع ہوا۔ موجودہ صدی کے شروع مین یہ تاتاری بت پرست تھے لیکن اب وہ سب مسلمان ہین[۵۱] اقوام قرغیز کے اسلام لانے کا حال ہم لکھہ چکے ہین اور باقی قومون کے حالات کہ اُنھون نے کس طرح اسلام قبول کیا بالکل تاریکی مین ہین لیکن غالباً زمانہ حال مین یہ قومین مسلمان ہوی ہین۔ آج کل جن وسائل سے تاتاریون مین اسلام کی اشاعت ہوی ہے اُن مین یہہ طریقہ بہت دلچسپ ہے کہ قرغیز کے گیتون مین قصہ اور کہانیون کے ساتھہ اسلام کے حقائق بہی بیان ہوتے ہین جو تاتاریون کے دل پر اثر کر جاتے ہین[۵۲]۔

---

۵۱ یادرن زف۔ صفحہ ۱۳۰۔ رادلوف پہلی جلد صفحہ ۲۴۱۔

۵۲ رادلوف پہلی جلد صفحہ ۴۷۲۔ ۷۹۰۔

باب نہم

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

اکثر عہد نویس یا زمانۂ مابعد کے مورخون نے ہندوستان پر مسلمانون کی چڑہائیون کا ذکر اور اس ملک مین اسلامی سلطنت کے قائم اور سرسبز ہونے کے حالات لکھے ہین لیکن کسی مورخ نے آج تک یہ کوشش نہین کی کہ میدان جنگ کی فتوحات اور نظم عدالت کے کارنامون سے اشاعت مذہب کے حالات علیحدہ کرکے دعوت اسلام کی تاریخ جدا لکھتا۔ یہ امر بحقیقت بہت لوگون کو ناممکن معلوم ہوا ہوگا کیونکہ ہندوستان خصوصیت کے ساتھ ایسا ملک خیال کیا جاتا ہے جہان اسلام کے رائج ہونے اور رائج رہنے کا سبب یہ ہوا کہ غیر ملکون کے مسلمان جو ملکون کو فتح کرتے پھرتے تھے اس ملک مین آباد ہوے اور اپنا مذہب اپنی اولاد مین چھوڑ گئے یا جہان کہین اسکی اشاعت کی تو زور و ظلم کے وسائل سے کام لیا۔ چنانچہ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانون نے تبلیغ اسلام مین جو کچھ ہمت اور جوش دکھایا یا وہ اپنی اصلی صورت مین اس طرح ظاہر ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے برہمنون کو قتل کیا اور اورنگ زیب نے ہندؤون پر ظلم کیے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ہندوؤن کو زبردستی مختون کرکے مسلمان کیا اور ایسی ہی اور سختیان لوگون پر کی گئین۔

لیکن پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمانون مین سے جو ہندوستان مین آباد ہین کثرت سے لوگ ایسے نومسلم یا نومسلمون کی نسل سے ہین جن پر مسلمان ہونے کے لیے کسی حکام جبر یا تشدد نہین ہوا بلکہ دعاۃ اسلام کی تعلیم و ہدایت سے انہون نے بخوشی اسلام قبول

کیا۔ اس قسم کے مسلمانون کی جماعت اُن مسلمانون سے جو زبردستی مسلمان کیئے گئے اور اُن مختلف النسل لوگون سے جو ہندوستان کے مسلمانون مین شمار کیے جاتے ہین جدا نظر آتی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانون کو دو طرح پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان تو وہ ہین جو غیر ملکون ہی سے مسلمان آئے اور اس ملک مین آباد ہوئے دوسری قسم کے مسلمان وہ ہین جو ہندوستان کے قدیم مذہبون مین سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتون اور زمانون مین تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے اُنکو مسلمان کر لیا گیا۔ اب غیر ملکون کے مسلمان جو ہندوستان مین آباد ہوئے اُنکو بھی تین گروہون مین ترتیب دے سکتے ہین۔ اول گروہ جو تعداد مین بھی سب سے زیادہ ہے وہ ہے جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان مین آباد ہوا اور جسکے لوگ ملک سندھ و پنجاب مین خاص کر موجود ہین۔ دوسرا گروہ وہ ہے جسمین مختلف مسلمان شاہی خاندان جو ہندوستان مین گزرے ہین اُنکے اہلکارون اور سپاہ کی اولاد شامل ہے۔ یہ گروہ بھی زیادہ تر شمالی ہندوستان مین اور کسیقدر دکن مین آباد ہے۔ تیسرے یعنی اخیر گروہ مین غالباً اہل عرب کی نسلین ہین جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہین اور جنکے آبا و اجداد ہندوستان مین سمندر کی راہ سے داخل ہوئے[1]۔ لیکن غیر ملکون کے اسلامی خاندان جو ملک مین مستقل طور پر آباد ہوئے اُنکا شمار سوای پنجاب اور پنجاب کے قرب و جوار کے اور کہین زیادہ نہین ہے۔ ہندوستان کے مسلمانون مین نصف سے زیادہ ایسے لوگ ہین جو اپنے نام کے ساتھ شیخ بیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صوبون مین سید کا لقب اختیار کرتے ہین۔ ان لوگون کے بھی دو حصہ ہین بڑا حصہ تو وہ ہے جسکے لوگ تو مسلم یا تو مسلمون کی نسل سے ہین اور جن بزرگون نے اُن کو مسلمان کیا اُنکا لقب انہون نے اختیار

---

[1] ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء۔ جنرل رپورٹ مؤلفہ میز صفحہ ۱۶۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء)

کرلیا یا کسی اور سبب سے سید شیخ - مرزا یا خان ہوگئے[۵۱] دوسرا حصہ وہ ہے جسمین بعض لوگون نے بلاشبہہ بادشاہون اور حاکمون کے دباؤ سے اسلام قبول کیا لیکن باقی لوگ جنکی تعداد بہت ہے بطیب خاطر مسلمان ہوے - مؤرخون نے دعوت اسلام کی تاریخ اور اُن تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جن سے اس ملک مین اسلام کی اشاعت ہوی - ہندوستان کی تمام ایسی تاریخون مین جو آسانی سے دستیاب ہوتی ہین خواہ اس ملک کے مؤرخون کی لکھی ہوی ہون خواہ یورپین مصنفون کی تحریر ہون صرف لڑائیون کے حالات یا بادشاہون کے کارنامے درج ہوتے ہین لوگونکی مذہبی حالت کا ذکر جو مختلف وقتون مین رہی ہو ان کتابون مین نہین ملتا البتہ اگر اس مذہبی حالت نے کبھی تعصب یا مذہب کی بنا پر ظلم وستم کی صورت پکڑی تو ضرور اُسکا ذکر کردیا جاتا ہے مشائخ اور اولیای اسلام کے تذکرون سے یا ایسی روایات سے جو کسی جگہہ کے لوگون مین مشہور چلی آتی ہون تبلیغ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہوجاتے ہین جنکو لوگون کے پولیٹکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو - لیکن ان حالات کو بیان کرنے سے پہلے ہم وہ واقعات لکھتے ہین جن مین حکومت کے زور سے اسلام پھیلا اور بادشاہون نے تبلیغ کے کامون مین حصہ لیا -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لیکر جبکہ عرب سے ایک مہم ساحل سندہ کو روانہ کی گئی اٹھارہوین صدی عیسوی تک سمت شمال مغرب سے ہندوستان پر اسلامی لشکر کشون کا تار بندھا رہا جن مین سے بعض بڑی بڑی سلطنتون کے بانی ہوے اور بعض فقط لڑتے مرتے ادہر ہی نکل آئے کچھہ تو ایسے تھے جو لوٹ مار کر کے چلے گئے اور بہت سی غنیمت ساتھہ لے گئے اور کچھہ وہ تھے جنہون نے ملک مین آباد ہوکر ایسی سلطنتون کی بنیاد ڈالی جنکا اثر ملک مین آج تک موجود ہے - لیکن یہہ

[۵۱] ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء - جنرل رپورٹ مولفہ بنیز صفحہ ۱۲۶ - ۲۰۷ -

تحقیق نہین ہوتا کہ ان فاتحون مین سے کسی کے ساتھہ بھی واعظ اور واعیان اسلام ملک مین آئے ہون یہہ بھی نہین کہہ سکتے کہ انکو مذہب کی طرف سے بے پروائی تھی کیونکہ ان فاتحون مین سے بعض نے ہندوستان پر لشکرکشی کرنے کو مذہبی لڑائی تصور کیا تھا چنانچہ محمود غزنوی اور تیمور کا یہہ ہی خیال تھا۔ تیمور نے دہلی فتح کرنے کے بعد تزک تیموری مین لکھا ہے کہ "مجھہ کو دہلی مین آئے ہوے پندرہ دن ہوے ہین۔ یہہ زمانہ مین نے بڑی خوشی اور مسرت مین صرف کیا۔ جشن ملوکانہ کیئے اور لوگون کو فتحیابی دین۔ اسکے بعد مین نے خیال کیا کہ مین ہندوستان مین کافرون سے لڑنے آیا تھا۔ اور یہہ مہم ایسی مبارک ہوئی کہ جہان کہین مین پہونچا ظفریاب ہوا۔ کئی لاکھہ کافرون اور بت پرستون کو مین نے تہ تیغ کیا اور دین کی تلوار کو دشمنان اسلام کے خون سے رنگا۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد خیال آیا کہ اب زیادہ آرام کرنا مصلحت نہین بلکہ ہندوستان کے اہل ضلالت سے لڑنے پر آمادہ ہونا چاہیئے"[۵۱] تیمور نے "دین کی تلوار" کا بہت ذکر کیا ہے لیکن اس تلوار نے بظاہر اسکے سوا کچھہ کام نہ دیا کہ کافرون کو مار کر جہنم واصل کرتی رہے اکثر مسلمان لشکرکشون نے اپنا یہہ ہی طریق رکھا کہ خدا کا نام لیکر بتون کو توڑا برہمنون کو قتل کیا اور مندرون کو مسمار کیا اور بعض دفعہ مندرون کی جگہہ مسجدین بنا دین۔ یہہ سچ ہے کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہندوؤن سے اسلام لانے کی درخواست کی جاتی تھی اور خوف سے بعض وقت یہہ لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ مگر دریافت ہوتا ہے کہ قدیم اسلامی فتوحات کے زمانہ مین جو ہندو اس طرح اسلام لاتے تھے وہ کچھہ دنون کے بعد جب اسلامی فوجین ملک سے رخصت ہوتی تھین تو اسلام ترک کر دیتے تھے۔ چنانچہ

---

[۵۱] ایلیٹ دوسری جلد صفحہ ۴۴۴ [۵۲] پہلی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ مین ہندوستان کے راجاؤن کو اسلام پر دعوت دیگئی۔ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۴۴۱۔ جسوقت محمد قاسم نے سندھ پر چڑھائی کی تو اُسنے بہی راجاؤن سے اسلام قبول کرنیکے لیے کہا۔ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۷۷ و ۱۷۸۔ اسکا ذکر ایلیٹ نے اُس موقع پر کیا ہے جہان خلیفہ اسلام کی طرف سے فوج کو راجہ کو ایک اسلامی دوتگی کا ذکر کیا گیا ہے محمد قاسم کے بعد جن مسلمانون نے ہندوستان پر چڑھائیان کین وہ بہی شریعت اسلام کے بہت پابند تھے

بلند شہر کے راجہ ہردت کی نظیر سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس راجہ نے محمود غزنوی کی جس طرح اطاعت قبول کی اُسکا حال محمود کے وزیر نے یہہ لکھا ہے کہ "آخرکار (سنہ ۱۰۱۹ء) مین سلطان محمود برباک[۵۱] کے قلعہ پر پہونچا جو ہردت کی ریاست مین تہا۔ ہردت وہان کا راے تہا جو ہندی زبان مین بادشاہ کا مرادف ہے جسوقت ہردت نے اس مہم کا حال سُنا جسکے لڑنے والے خدا کی امان مین سمندر کی موجون کی طرح بڑہتے چلے آتے تہے اور فرشتے اُنکے گرد تہے تو ہردت نہایت پریشان ہوا اُسکے پیر اُکھڑ گئے اور جان کا خوف اوسپر طاری ہوا اُسنے سوچا کہ اب سلامتی اسی طرح مل سکتی ہے کہ اسلام قبول کرے کیونکہ خدا کی تلوار نیام سے نکل چکی تہی اور شر کا تازیانہ بلند ہو چکا تہا۔ پس وہ دس ہزار آدمیون کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور سب نے اسلام قبول کرنے کی نیت ظاہر کی اور بت پرستی سے انکار کیا"[۵۲]

لیکن ان نومسلمون نے غالبًا سلطان محمود کے جاتے ہی اسلام سے منحرف ہونے کا موقع پایا۔ یہ ایسا فعل تہا جسکی شکایت قدیم مسلمان مورخون نے ہندوستان کی نسبت ہمیشہ کی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۹۳ء مین جب قطب الدین ایبک نے برن کو فتح کیا اور چندرسین نے جو اسوقت وہان کا راجہ تہا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا تو اُسوقت یہہ راجہ جیسا کہ اُسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ہندو مذہب رکہتا تہا۔ حالانکہ وہ ہردت کی اولاد سے تہا جو محمود کے سامنے مسلمان ہوا تہا۔ علاوہ اسکے قطب الدین ایبک کے زمانہ مین چندرسین کی رعایا مین بہی کسی مسلمان کا باقی ہونا دریافت نہین ہوتا[۵۳]

لیکن ہندوستان کے ان مسلمان فاتحون کے دل مین کوئی ایسا خیال جسکو

---

[۵۱] برباسے مطلب برن ہے جو بلند شہر کا قدیم نام ہے [۵۲] تاریخ ایلیٹ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۴۲۔ ۴۳۔ [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی۔ تیسری جلد۔ دوسرا حصہ۔ صفحہ ۸۵۔

دوسرون کی آخرت کی بہلائی چاہنے کا خیال" کہتے ہین موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل مین ہوا کرتا ہے اور جس نے خود اسلام کی اشاعت مین بڑے بڑے کام کیے ہین - خلجی (۱۲۹۰-۱۳۲۰ء) اور تغلق (۱۳۲۰-۱۴۱۲ء) اور لودی بادشاہ (۱۴۵۱-۱۵۲۶ء) لڑائیون مین عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی انکو مہلت نہ ہوئی - لوگون کو مسلمان کرنے کی جگہ ملکون سے خراج وصول کرنے کا انکو زیادہ خیال رہا[۵۱] - مذہبی حمیت ان مین کچھ کم نہ تھی - گکھرون کی نسبت لکھا ہے جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تھی کہ بارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین خود سلطان محمد غوری کی ہدایت اور کوشش سے اسنے اسلام قبول کیا - اس بادشاہ نے گکھرون کے سردار کو قید کرکے اسکو مسلمان ہونے کی ہدایت کی اور جب یہ سردار مسلمان ہوگیا تو بادشاہ نے گکھ قوم کی سرداری پر اسکو مستقل کرکے اسکی قوم کے پاس بھیجا تاکہ گکھرون کو مسلمان کرے - چونکہ گکھرون کا مذہب خود کچھ قوی نہ تھا اسلیے وہ آسانی سے مسلمان ہوگئے[۵۲] - ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہون نے اسلام کو اسطرح ترقی دی کہ نومسلم ہمیشہ دربار مین حاضر کیے جاتے تھے اور طلائی چوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ انکو دیتا تھا[۵۳] - لیکن قدیم زمانہ مین جو

---

۵۱ - یہ خیال ذرا ۲ سے کچھ سب نہ ہو جو تحمین اسلام شمالی ہند مین شاہی نہ تھا لیکن کچھ ابن بطوطہ نے لکھا ہے جسمین اسلامی مساوات قائم کرنے کی انکو مذہب کی کچھ پروا نہ تھی ان مین اکثر ایسے تھے جنکو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نہ ملی کیونکہ یا تو لڑائیون مین مصروف رہے یا ہندو رعایا سے خراج وصول کرنے مین اُن کو وقت صرف ہوا یا ہندو ریاستون سے اُن کو فرصت نہ ہوئی - یہ مسلمان ان فاتح اکثر وحشی قومون سے تھے - پیغمبر عرب صلعم کے دین پر خود انکو اسقدر علم نہ تھا اور وہ جو اسلام لائے تھے اسکی اول دکھا خاصہ سے اور جو کچھ کلمہ نہ عرب کے قدیم علوم یا ان اسلام سے ملا یا تھا ان کو پہلے سے معلوم تھا - ابن بطوطہ نے ان حکمرانون کی جنکی حیثیت ہمیشہ جنگی سلطنت کی رہی - اسکی وجہ یہ تھی کہ ملکی فتوحات ان سے کبھی مکمل نہ ہوئین اور تبلیغ اسلام مین انکو عموماً ناکامی رہی - اتفاق سے اس وقت البتہ اُن مین ملکی حیثیت سے ہندو ہون مین اتفاق پیدا ہوا تو اسکو تو ہندو اور مسلمان دونون نے مختلف گروہ اگر متفق اور متحد ہو کر ایک قوم بن جاتین تو ان کو ایک قوم اور ہندوستان کی رعایا کو مسلمان بنانا تو درکنار بلکہ اسلام سے اتنا بھی نہ ہوا کہ مسلمان مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام بادشاہی عہدون پر بلا تفریق غیرے متصرف ہو سکتے" (سر انفرڈ لائل - ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

۵۲ - تاریخ فرشتہ پہلی جلد صفحہ ۱۸۴ -

۵۳ - ابن بطوطہ تو ۳ صفحہ ۱۹۷ -

اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمران ہوئے اُنکے بادشاہوں نے تبلیغ مذہب میں بہت کم ہمت صرف کی۔ اور اُنکی تاریخوں میں دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی نظیر جیسے فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری میں بیان کی ہے نہیں ملتی۔ فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱-۸۸ء) نے لکھا ہے کہ "میں نے اپنی بُت پرست رعایا کو اسلام قبول کرنیکے لیئے ترغیب دی اور منادی کی کہ جو شخص اسلام قبول کریگا وہ جزیہ سے بری سمجھا جائیگا۔ جب یہ خبر لوگوں کے کانوں تک پہونچی تو کثرت سے ہندو حاضر ہوئے جنکو اسلام سے شرف بخشا گیا۔ پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور اسلام قبول کرکے جزیہ سے بری اور انعام واکرام سے مالامال ہوکر واپس جاتے تھے"[1]

جب ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت خاص کر دولت مغلیہ کے عہد حکومت میں خوب مستقل ہوگئی تو اسلام کا اثر بھی ملک میں زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب و تحریص اُس وقت ہوئی جبکہ بت پرست ہونا شاہی درباروں میں حصول اعزاز کا مانع قرار پایا۔ اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جسکو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوؤں کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا یہاں تک کہ شاہی اوقاف جو مندروں کے لیئے مقرر ہوتے تھے[2] اُنکا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤں کے مذہب میں دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھادی تھی جس سے ایسی سختیاں اور تعصب کے ہنگامے برپا نہ ہوتے تھے جو قدیم زمانہ کی لڑائیوں اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان باتوں کے اکثر ہندوؤں نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارا کیا۔ ہزارہا راجپوت اسی طرح مسلمان ہوگئے جنکی اولاد اب تک ملک کے دولتمند زمینداروں میں

---

[1] ایلیٹ۔ تیسری جلد صفحہ ۳۸۶۔ [2] سر چارلس ٹمپل کی کتاب "ہندوستان" صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء "مسلمان بادشاہوں کی طرف سے مندروں کیلئے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذونادر تھا لیکن نہیں کہا جاسکتا کہ معدوم ہوگیا"

مریول کا مارکوپولو۔ دوسری جلد صفحہ ۳۱۰۔

شمار ہوتی ہے - ان مین بجگوتی راجپوتون کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے جو ملک اودھ کے مسلمان تعلقہ دارون کی فہرست مین اول درجہ کہتا ہے - ایک روایت کے موافق اس خاندان کے مورث اعلیٰ تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کرکے لیگیا اور تلوک چند نے قید سے رہائی پانے کے لیئے اسلام قبول کیا[۱] - دوسری روایت یہ ہے کہ تلوک چند ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین مسلمان ہوا اور وہ اس طرح کہ ہمایون نے تلوک چند کی بیوی کے حسن و جمال کا شہرہ سنا اور جب وہ کسی میلہ مین گئی ہوئی تھی تو اسکو پکڑوا کر بلوایا - جب بادشاہ کے سامنے وہ حاضر کی گئی تو بادشاہ کو اپنی حرکت پر سخت ندامت اور شرمندگی ہوی ہمایون نے اُسی وقت تلوک چند کو طلب کیا تلوک چند کو امید نہ تھی کہ بیوی کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی - جب وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی بیوی سے ملا تو خاوند اور بیوی نے بادشاہ کے شکریہ مین اسلام قبول کیا جس نے بادشاہ کے دل مین ایسی ریاضی اور نیکی ڈالی تھی[۲] یہ راجپوت مسلمان مذہب کے بڑے پابند ہین لیکن پھر بھی انکا ہندوؤن کی نسل سے ہونا خوب ظاہر ہوجاتا ہے - بلند شہر کے ضلع مین مسلمانون کا ایک گھرانا ہے جسکے لوگ اہل خانی کہلاتے ہین - ان مین سوائے چند لوگون کے اکثر ایسے ہین جو ہندی لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین شادی بیاہ مین ہندوانی رسمون کی پابندی کرتے ہین اور انکی قوم کے وہ لوگ جو ہندو ہیں انکے قریب ہی رہتے ہین[۳] - مرزاپور کے ضلع مین گہروار راجپوت آباد ہین جو مسلمان ہین اور خانگی امور مین ہندوؤن کے آئین و رسوم کے پابند ہین انکے نام مسلمانون کے سے ہوتے ہین لیکن عزت کے خطاب جو ہندوؤن کے لیئے مخصوص ہین وہ بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین[۴] - بادشاہی حاکمون کے دباؤ سے اورنگ زیب کے زمانہ مین ہندوؤن کو زیادہ تر مسلمان ہونا پڑا -

---

[۱] اودھ کے خطاب یافتہ کتاب صفحہ ۸۰ - [۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی صوبہ دہ پہلی جلد صفحہ ۶۶ - [۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی تیسری جلد حصہ ۲ صفحہ ۴۰ - [۴] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد ۲ صفحہ ۴۰ کانپور کے ضلع مین دیکھو ٹھاکر ونکی خاندان کا ایک جد جسکو مسلمان لکھا جاتا ہے اور لوگونکو ہاں شادی غمی مین مسلمانونکی رسمین کیجاتی ہین اگر چہ یہ لوگ عموماً نماز نہین پڑھتے مگر عبادت کیوقت مسلمانونکی طرح ہاتھ کانون تک اٹھاتے ہین چوتھے دن کو دیتے ہین اور اپنی ذات کے لوگون کو جو اب تک ہندو ہین طلب کرتے ہین اور ہندوؤن کے سنسکار کرتے ہین - گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چھٹی جلد

پنجاب کے شرقی اضلاع مین بہت سی مثالین ایسی موجود ہین کہ کسی گانون مین اگر کچھہ مسلمان آباد ہین تو اُنکا مورث اعلیٰ اورنگ زیب کے زمانہ مین اپنی زمین بچانے کے لیئے مسلمان ہوا تھا" دہلی کے قریب گوڑ گانو مین مین منیون کا ایک گھرانا ہے جو اپنے نام کے ساتھہ شیخ کا لفظ لگاتی ہین (شیخ کا لقب اکثر ہندو نومسلم اختیار کرتے ہین) اور اسکی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ اس گھرانے کے ایک شخص نے جسکی اولاد مین اب کوئی باقی نہین ہے موروثی جایداد کو نسبطی سے بچانے کے لیئے اسلام قبول کیا تھا[۱] ضلع کانپور کے بہت زمیندار مجبور ہوئے کہ اپنی جایداد کو محفوظ رکھنے کے لیئے اسلام قبول کرلین[۲] بعض جگہہ کے نومسلم یہ بیان کرتے ہین کہ بادشاہی حاکمون نے اُنکے بزرگون کو قید کرلیا یا ضمانت مین پکڑ لیا اور دہلی لے گئے اور وہان زبردستی ختنہ کرکے اُنکو مسلمان کرلیا[۳] مگر ان باتون کو پڑھتے وقت یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُنکی شہادت مین صرف مقامی اور خاندانی روایتین ہین۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ مین (جہان تک مجھہ کو پتہ چلا ہے) بجبر مسلمان کرنیکا کہین ذکر نہین ہے[۴]۔ مگر یہہ بات بھی بغیر شک وشبہہ کے ثابت ہوگئی ہے کہ اس ملک مین مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت مین مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے بہت ہندوون کو (جنکے مسلمان ہونے کی تاریخ فراموش ہوگئی ہے) اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دین۔ اور یہہ وجہ ہے بھی ایسی جسکے بتانے مین کچھہ دقت نہین ہوتی۔ اسیطرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے (جو قریب کے زمانہ کے مشہور بادشاہ گذرے ہین) اس بات مین شہرت حاصل کی کہ اُنھون نے بہت سے

---

[۱] ایبٹ سن صفحہ ۱۶۰ [۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد ۱ صفحہ ۶۴ ۔ مقابلہ کرو جلد ۴ حصہ ۳ صفحہ ۴۰ "مسلمان زمیندار زیادہ نہین ہین اور جو ہین وہ نومسلم ہین اور اپنے خاندان کا اول مسلمان ہونا اورنگ زیب کے عہد مین بتاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ کسی بادشاہ کی سختیون سے اور کبھی اس غرض سے کہ شاہی لگذاری (کرنیکی صورت مین) اُنکے حقوق برقرار رہین اُنکے بزرگون نے اسلام قبول کرلیا" [۳] ایبٹ سن صفحہ ۱۶۰ [۴] تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ "مرتدین کے جوش مین اُسنے نومسلمون کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی لیکن اُسنے غیر مذہب کے لوگون پر مذہبی باتون مین سختیان نہین کین" تاریخ ہندوستان ترجمہ الگزانڈر ڈاؤ تیسری جلد صفحہ ۱۷۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۱۲ء)

ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کے بعض حصون کو زبردستی مسلمان کرلیا حالانکہ اُنکا مسلمان ہونا
ان بادشاہون کے عہدسے بہت پہلے کا واقعہ ہے جسکے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہین پہونچے[۵۱]
اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ[۵۲] مین جو ابھی تک طبع نہین ہوا ہے مذہبی
آزادی کا وہ جامع و مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا
ضروری ہے۔ جس واقعہ کے متعلق یہہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے
عرضی دی کہ دریا پار سی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت مین برخاست کردیا
جاوے کہ وہ آتش پرست ہین اور اُنکی جگہہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے۔ کیون کہ
قرآن شریف مین آیا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ
اَوْلِیَآءَ۔ (اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست مت جانو) عالمگیر نے عرضی پر
حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہین ہے اور نہ ان معاملات مین تعصب کو جگہہ مل
سکتی ہے"۔ اور اس قول کی تائید مین یہہ آیت نقل کی۔ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۶ (تمکو
تمہارا دین اور ہمکو ہمارا دین) بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر
یہہ ہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہمکو چاہیئے تھا کہ اس ملک کے سب جاون اور اُنکی رعیت کو
غارت کردیتے"۔ مگر یہہ کس طرح ہوسکتا تھا۔ بادشاہی نوکریان لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت
کے موافق ملینگی اور کسی لحاظ سے نہین مل سکتین یہہ امر مشکوک ہے کہ خود اورنگ زیب کا بھی اس
کل اصول پر عمل تھا۔ لیکن یہہ ضروری ہے کہ عالمگیر پر جو اکثر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ
اُسنے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا تو اس الزام کو پہلے اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرلینا چاہیئے

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان بادشاہون کی سختیون سے اسلام کی اشاعت کس حد تک
ہوسکی۔ دہلی اور اگرہ کے ضلاع مین جو اسلامی قوت اور سطوت کا مرکز تھے مسلمانون کی تعداد

---

[۵۱] گزیٹیر صوبہ بمبئی۔ بائیسوین جلد۔ صفحہ ۲۲۲۔ تیئیسوین جلد صفحہ ۲۸۶ [۵۲] اس مجموعہ کا قلمی نسخہ مولوی عبدالسلام
خانصاحب کے پاس ہے مین خانصاحب ممدوح کا مشکور ہون کہ اُنھون نے یہ قلمی نسخہ مجھہ کو دیکھنے دیا۔

ہندوؤن سے بہت کم ہے۔ دہلی کے ضلع مین دو سو مین حصہ سے زیادہ اور آگرہ کے ضلع مین چوتھائی حصہ بھی کل آبادی کا مسلمان نہین ہے[۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندو زبردستی مسلمان کیے گئے انکا اثر انکے متعلقین پر کچھہ نہ ہوا مثلاً ضلع گورکھپور مین مچھولی کے اجہ بودہ مل کا مسلمان ہونا اس بات کی نظیر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس راجہ کو مالگزاری ادا نہ کرنے کے جرم مین گرفتار کیا اور دہلی لیگیا۔ یہان بادشاہ نے اجہ کو مسلمان کرکے اسکا نام محمد سلیم رکہا لیکن جب اجہ دہلی سے چلکر اپنے وطن مین آیا تو رانی نے اسکو قلعہ مین نہ آنے دیا۔ چونکہ رعایا کو بھی رانی کے ساتھہ ہمدردی تہی اسلیئے رانی اپنے بیٹے بھوانی مل کی صغر سنی مین راج کی مالک و منتظم رہی اور اس طرح حقوق وراثت مین کسی طرح کا خلل نہ پڑا[۲]۔ کچھہ زمانہ گذرا کہ وشنی قوم مین بھی جنکے مذہب مین سب باتون کو چھوڑکر صرف وشنو کو مانا جاتا ہے بعض اسلامی رسوم پائی جاتی تہین جن سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کسی زمانہ مین بالکل عارضی اور بے معنی طریق پر مسلمان ہوگئے تہے۔ یہ لوگ اپنے مُردون کو جلانے کی جگہہ دفن کرتے تہے اور مسلمانون کے سے نام جیسے غلام محمد وغیرہ رکہتے تہے اور اسلامی طریقے پر ایک دوسرے کو سلام کرتے تہے۔ ان باتون کو اختیار کرنے کی نسبت اُن مین یہہ مشہور ہے کہ اُنہون نے ایک دفعہ کسی مسلمان قاضی کو جو ستی کے معاملہ مین مخل ہوا تہا مار ڈالا تہا اور اس قصور کی پاداش مین اُن کو بجبر اسلام قبول کرنا پڑا۔ لیکن اب وشنی قوم کے لوگون نے یہہ سمین چھوڑکر ہندوانی رسوم اختیار کرلی ہین[۳]۔

جب اشاعت مذہب مین بادشاہون اور حاکمون کو خواہ ان واقعات سے جو اوپر بیان ہوے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور خواہ اس قول مین کہ "ہندوستان مین اسلامی ترقی کا حال بغیر مسلمانون کی حکومت کا اندازہ کیے معلوم ہونا ناممکن ہے"[۴] کتنی ہی صحت ہو مگر اس مین

---

[۱] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "ہندوستان کے مذہب" (اخبار ٹائمز ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء) [۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد چہارم صفحہ ۵۱۸ [۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی پانچوین جلد پہلا حصہ صفحہ ۳۰۲-۳۰۳ [۴] سر الفرڈ لائل۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۳۳

ہرگز شبہہ نہین کہ ہندوستان مین اسلام کو اپنے اشاعت مین بڑی اور مستقل کامیابی ایسے اوقات اور مقامات پر ہوی ہے جہان مسلمانون کی پولیٹیکل قوت بہت ہی ضعیف تہی۔ جنوبی ہندوستان اور مشرقی بنگال اسکی نظیرین پیش ہو سکتے ہین۔ اسلیے اب ہم اشاعت اسلام کا حال اس ترتیب سے لکھتے ہین کہ جنوبی ہند اور ملک دکن سے شروع کرکے سندہ کچ اور گجرات کے واقعات پر سرسری نظر ڈالینگے۔ اور پھر صوبہ بنگال کا حال لکھکر ان اعیان اسلام کے حالات تحریر کرینگے جنھون نے ان صوبجات کی حدود سے باہر ہندوؤن کو مسلمان کیا ان اعیان اسلام مین سے اکثر لوگ ایسے ہین جنکے نامون اور مقامات کے سوا جہان انھون نے مذہب کی اشاعت کی زیادہ کچھہ نہین لکھا گیا۔ جس صورت مین کہ ان لوگون کے مفصل حالات دریافت ہی نہین ہوتے تو جو واقعہ ان کے متعلق تفصیل سے معلوم ہوا اسکو اول تا آخر لکھہ دیا ہے۔

جنوبی ہندوستان مین اسلامی تحریک کا آغاز آٹھوین صدی عیسوی سے چلتا ہے کہ چند مسلمان جنکو موپلا قوم اپنا بزرگ مانتی ہے ملک عراق سے آئے اور اس ملک کے جنوبی حصہ پر آباد ہو گئے گرم مسالون اور ہاتی دانت اور جواہرات غیرہ کی تجارت سینکڑون برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربون اور ایرانیون کے توسل سے جاری تہی۔ اسلیے اسلام کا اثر جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر برابر پہونچتا رہا۔ باہر کے مسلمانون کی کثرت آمد و رفت سے مغربی ساحل ہند کے تجارتی شہرون کی آبادی غلط ملط ہو گئی اور اکثر لوگ آدہے ہندو آدہے عرب اور آدہے ایرانی ہو گئے۔

یہہ تحقیق ہے کہ مسلمان تاجرون اور رہنے والے راجاؤن مین اتنی عزت پیدا ہو گئی تہی والیان ملک نے تجارت کا بازار گرم رکھنے کے خیال سے اور ملک کی ترقی کو جو مسلمان سوداگرون کی بود و باش کا نتیجہ تہی مدنظر رکھکر مسلمانون کو اپنی حفاظت اور سرپرستی

مین لیا۔ اور یہہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اُنھون نے کسی طرح کی مزاحمت ان کامون مین نہ کی جو مسلمان دعوت اسلام کے لیئے بڑی سرگرمی سے اختیار کرتے تھے[۱]

دوسری صدی ہجری مین چند داعیان اسلام نے دین کی اشاعت مین جو کوششین صرف کین وہ اس طرح مشہور ہین کہ ایک بزرگ شیخ شریف ابن ملک ابن دینار اور بھائی کے بھتیجے ملک ابن حبیب اور چند مصاحبون کے ساتھہ قلۂ آدم کی زیارت کے لئے جزیرہ سیلون کو جاتے تھے۔ راستہ مین کرانگانور مین یہہ لوگ اُترے۔ ملیبار کے راجہ نے جب اُنکے آنے کی خبر سُنی تو سبکو بلایا اور بہت تواضع و مدارات سے پیش آیا۔ شیخ شریف کو راجہ کے اس لطف و کرم سے جرأت ہوئی اور اُنھون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک راجہ کے سامنے بیان کیئے اور حقیقت اسلام سے اسکو آگاہ کیا۔ اور تائیداً معجزہ شق القمر بیان کیا۔ خدا کی برکت سے راجہ کے دل مین پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کا یقین پیدا ہوا اور آپکی محبت سے اُسکا سینہ منور ہوا اور وہ اسلام پر ایمان لایا۔ رخصت کے وقت راجہ نے

---

[۱] دیکھو تحفۃ المجاہدین۔ مترجمہ ایم۔ جے۔ رولنڈسن (مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء) "مغربی ساحل ہند کے بندرگاہون مین مختلف ملکون سے تاجر بکثرت آتے ہین۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ یہ شہر آباد ہوگئے ہین اور مسلمانون کی تجارت سے ہین بادی بڑھ گئی ہے۔ اور مکانات کثرت سے بن گئے ہین۔ یہان کے سردار اور امیر مسلمانون پر سختیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین۔ باوجودیکہ یہ سردار اور اُنکی سپاہ بت پرست ہے مگر وہ مسلمانون کے مذہب و اُنکی رسوم کا بہت پاس لحاظ کرتے ہین اور سوا ایسے موقعون کے جب غیر معمولی اشتعال ہو وہ مسلمانون پر کسی طرح کا ظلم نہین ہونے دیتے بت پرستون اور مسلمانون کے اس اتحاد سے ایسے لوگون کو تعجب پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد کل آبادی کا دسوان حصہ بھی نہین ہے۔" (صفحہ ۷۰) [۱۱] مین یہ بات سمجھانی چاہتا ہون کہ قدیم زمانہ مین ملیبار کے مسلمان نہایت امن و عافیت سے رہتے تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ اس ملک کے باشندون کے ساتھہ وہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے تھے۔ اور ہندوون کے قدیم رسم و رواج کا پاس و لحاظ اُنھون نے ہمیشہ کیا تھا اور بلا قید مذہب آپس کے تعلقات اُنھین ہمیشہ سے چلے آتے تھے۔ (صفحہ ۱۰۳) چونکہ ملیبار کے مسلمانون مین کوئی امیر یا سلطنت تھا جسکو مسلمانون پر حکومت کرنیکے لیئے کافی قدرت اور قوت حاصل ہوتی اسلیئے اہل اسلام بت پرست سردارون کے محکوم رہے جو نہایت ایمانداری سے مسلمانون کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہین اور اُنکا انصاف کرتے ہین اور ایسے حقوق اُنکو دیتے ہین جنسے مسلمانون کو نفع پہنچتا ہے اگر کوئی مسلمان اپنی ہی قصور اور جرم سے سزا پانیکے لائق بنا تو مجموعی ہے نہ بحیثیت مجموعی ملیبار کے ہندو اور اُنکا بر تاؤ مسلمانون کے ساتھہ عزت اور برابری کا ہے کیونکہ اُنکے ملک مین زیادہ شہرون کا آباد ہوجانا ان ہی مسلمان تاجرون کی بود و باش کا نتیجہ ہے۔" (صفحہ ۱۰۴) [۱۲] نائر قوم کے لوگ اپنے ایسے ہموطنون سے جو بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین مزاحمت نہین کرتے اور نہ اُنکو دھمکیان دیکر ڈراتے ہین بلکہ وہ اُنکے ساتھہ ایسی ہی عزت اور سلوک سے پیش آتے ہین جیسے وہ مسلمانون کے ساتھہ برتاؤ کرتے ہین خواہ کوئی نومسلم کیسی ہی نیچ ذات کا مسلمان

شیخ شریف سے یہ اصرار کیا کہ قلۂ آدم کی زیارت سے فارغ ہوکر وہ اپنے ہمراہیون سمیت کرانگانور کو واپس آوین کیونکہ وہ بھی اُنکے ہمراہ عرب چلنے کا قصد رکھتا ہے۔ راجہ نے شیخ کو یہ بھی سمجھا دیا کہ میرے اس پوشیدہ عزم کو ملیبار کے کسی آدمی پر ظاہر نہ کرین[1]۔ غرض جب شیخ شریف اور اُنکے ساتھی زیارت سے فارغ ہوکر دوبارہ کرانگانور مین آئے تو راجہ چپکے سے جہاز پر سوار ہوکر جو ساحل عرب کو جاتا تھا اُنکے ساتھ روانہ ہوگیا اور سلطنت کا انتظام ایک نائب کے سپرد کرگیا۔ عرب مین کچھ عرصہ تک رہ کر جب وطن چلنے کا اس نیت سے ارادہ کیا کہ وہان پہونچکر مسجدین تعمیر کرے اور رعایا کو اسلام پر دعوت دے تو دفعۃً بیمار پڑکر اُسنے انتقال کیا۔ حالت نزع مین اپنے رفیقون کو وصیت کی کہ ملیبار مین دین برحق کی تبلیغ کا جو اُنھون نے مصمم قصد کرلیا تھا اُس مین ہرگز لتوانہ ہو اور اس کام مین امداد کے لیئے راجہ نے سفارش کے خطوط نائب کے نام لکھکر شیخ شریف کو دیدیئے۔

شیخ شریف اور اُنکے ساتھی ان خطوط کو لیکر کرانگانور مین آئے اور راجہ کے نائب کے سامنے اُنھین پیش کیا۔ اس سردار نے راجہ کی ہدایتون سے جو مراسلہ مین بیان تھین اطلاع پاکر چند قطعات زمین کے اور چند باغات نامہ بروں کو دیدیئے جنھون نے اُنھین سکونت اختیار کی اور ایک مسجد وہان تعمیر کی۔ ملک ابن دینار نے یہان مستقل طور پر رہنے کا ارادہ کرلیا لیکن ملک ابن حبیب جو ابن دینار کا بھتیجا تھا کچھ عرصہ کے بعد مسجدین تعمیر کرنے کے قصد سے کرانگانور سے روانہ ہوگیا اول شہر کولن مین پہونچا اور اپنا سب مال ومتاع بیوی اور بچون کے ساتھ لیتا گیا۔ یہان اُسنے ایک مسجد تعمیر کی اور اہل وعیال کے رہنے کا بندوبست کرکے خود ہوبائی مرادی کے شہر کو روانہ ہوا۔ وہان سے بانگور منگلور اور کنجر کوٹ کے شہرون مین پہونچا۔ ہر شہر مین مسجدین بناتا گیا۔ جب اس کام سے فارغ ہوا تو پھر ہوبائی مرادی کے شہر مین آیا اور تین مہینہ تک یہان مقیم رہا۔ اس شہر سے چلکر زرافتن۔

[1] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۴۹-۵۰۔

درمافتن - فندریہ اور شالیات کے شہرون کو گیا - اوران سب شہرون مین مسجدین تعمیر کین - شالیات مین پانچ مہینہ قیام کرکے اپنے چچا ملک ابن دینار کے پاس کرانگانور مین پہونچا - یہان اسنے کچھ دنون قیام کرکے جو مسجدین تعمیر کین تہین اُنکے افتتاح اور اوقاف کے بندوبست کے لیے پھر سفر پر سفر اختیار کیا جب یہ کام بھی ختم ہوا تو پھر کرانگانور مین آیا - اب اُسکا دل خدا کی رحمت کا مست گزار رہتا کیونکہ اسلام کا نور اُس زمین پر پھیل گیا تھا جہان کثرت سے بت پرستی ہوتی تھی - اسکے بعد ملک ابن دینار اور ملک ابن حبیب اپنے متعلقین اور مصاحبون کو لیکر کولن کے شہر مین چلے آئے - یہان ملک ابن حبیب اور اُسکے متعلقین نے سکونت اختیار کرلی لیکن ملک ابن دینار خراسان کے سفر کو اُٹھا اور وہان پہونچکر انتقال کیا - ابن حبیب نے اپنے لڑکون کو تو کولن مین آباد کردیا اور بیوی کو لیکر خود کرانگانور مین چلا آیا اور یہان ان دونون نے انتقال کیا[۵۱] -

مذکورۂ بالا واقعات تاریخی حیثیت سے مستند ہون یا غیر مستند مگر اسمین شبہہ نہین کہ ساحل ملیبار پر اسلام کی اشاعت کے لیئے امن و امان کے طریقے صدیون سے جاری ہین - سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین موپلا قوم کے نومسلم ملیبار کی کل آبادی کا پانچوان حصہ تھے - اُنکی زبان وہی تھی جو وہان کے ہندوؤن کی زبان ہے اور صرف لمبی ڈاڑہی اور سر کے عجیب لباس سے اُنکو اور لوگون سے تمیز کیا جاتا تھا - اگر یہ تمیز ملیبار مین نہ پہونچتے تو ہندوستان کے اس ساحل پر سب ہندو مسلمان ہوجاتے کیونکہ رعایا کثرت سے اسلام قبول کرتی تھی اور مسلمان تاجرون کا اثر جو گجرات اور دکن عرب اور ایران سے وہان آتے تھے بہت تھا[۵۲] - جنوبی ہند مین دعوت اسلام کی تاریخ ہمیشہ ایسی سلامت روی

---

[۵۱] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۵۳ و ۵۵ [۵۲] اور اور دوسرا بیوسا صفحہ ۱۳ اسیطرح خیال کیا گیا ہے کہ اگر یہ تمیز سیلون مین آئی ہوتی تو اس جزیرہ مین اسلامی ریاست قائم ہوجاتی کیونکہ بحر ہند مین پرتگیزی جہازون کے آنے سے پہلے اہل عرب اس جزیرہ کی تجارت کے بالکل مالک تھے - اُنکی تجارت کی منڈیان اس جزیرہ پر آنحضرت کی ولادت سے صدہا برس پہلے قائم ہوچکی تھین - ہر بندر اور شہر مین عرب معبود تھے

اور امن کی نہین رہی جیسے اوپر بیان ہوی - لیکن وہان کی قدیم تاریخ مین ایسی سختیون کی نظیر موجود نہین ہے جو ہندوون کو بجبر مسلمان کرنے کے لیے ایسے وقتون مین کیجاتی تھین جبکہ حیدر علی (۱۷۶۴-۱۷۶۷ء) اور ٹیپو سلطان (۱۷۸۲-۱۷۹۹ء) کے زمانہ مین مسلمانون کی سلطنت کو عروج تھا - ان بادشاہون نے جو کچھ سختیان کین ہون لیکن اسمین شبہہ کی کوئی وجہ نہین کہ قدیم زمانہ مین ادنی قومین امن و امان کے وسائل سے بکثرت مسلمان کرلی جاتی تھین[۵۱] اور ابتک یہہ ہی حال ہے - غرض ہندواس کثرت سے مسلمان ہوے کہ جنوبی ہند کے مشرقی اور مغربی ساحل کے نومسلمون مین اپنی قدیم بابتون اور ہندوانی رسوم کی طرف میلان پایا جاتا ہے اور سواے شریف نومسلمون کے انکی وہی کیفیت ہوتی جاتی ہے جو اس ملک کے اصلی باشندون کی تھی - غیر ملک کے مسلمانون کے خون کا اثر انمین بہت کم رہ گیا ہے[۵۲] مغربی ساحل ہند کے اضلاع مین ذاتون کا امتیاز بہت سخت ہے اسکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہین - ترا وانکور مین بعض نیچ قوم کے آدمیون کے لیے ضروری ہے کہ برہمن سے چوبیس قدم دور رہین اس سے زیادہ قریب آنے کی جرأت نہ کرین اور جب رستہ مین ہون تو پکارتے چلین تاکہ اور لوگ اُنکے پاس نہ آوین[۵۳] - اس قسم کی اور نظیرین کثرت سے بیان ہوسکتی ہین - پس کیا تعجب ہے کہ ان ادنی قومون کے مسلمان ہونے سے مسلمانون کی تعداد مین جلد ترقی ہوتی ہو - یہہ لوگ مسلمان ہوکر ذلت اور خواری کی حالت سے نجات پاتے ہین اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہین -

---

بقیہ (صفحہ ۳۸۳) ملیبار سے بھی تجارت کیلیے اہل عرب سیلون مین آتے تھے جیسا اور جگہ حال تھا اسی طرح جزیرہ مین بھی بعض نے جزیرہ کی عورتون سے شادیان کرلین اور ۳ سیلون پر اسلام کی اشاعت کردی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سیلون مین تبلیغ اسلام کے لئے زیادہ عملی کوشش نہین کی گئین یا یہہ ہوا کہ سیلون کے لوگون ہی نے اسلام قبول کرنا چاہا کیونکہ آج کل جسقدر مسلمان اس جزیرہ مین ہین وہ عرب کی نسل سے ہین ..... سر جیمس ایمرسن ٹینانت سیلون پہلی جلد صفحہ ۶۳۰-۶۳۲ (پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۶۷ء)

[۵۱] دیکھو عبارت جو تحفۃ المجاہدین کے صفحہ ۷۰ سے نقل کیگئی ہے اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ مین ان ہندوون کا ذکر کیا گیا ہے جو قوت سے مجبور ہوکر اسلام کے حلقہ مین پناہ لیتے تھے .. [۵۲] صوبہ مدراس کی پوری مردم شماری ۱۸۷۱ء مولفہ کورنش صفحہ ۱۰۷-۱۰۹ مطبوعہ مدراس ۱۸۷۳ء - [۵۳] ذات - ذات کا پیدا ہونا ذات کی تاریخ اور اسکا اثر صفحہ (۳۰) مطبوعہ مدراس ۱۸۸۶ء -

مغربی ساحل پر مو پلا قوم کے مسلمانون کی تعداد نیچ قومونکے مسلمان ہونے سے
اسقدر جلد ترقی کر رہی ہے کہ چند سال مین مغربی ساحل کی کل نیچ قومون کا مسلمان ہجانا
ممکن ہے[۵۱]۔

ساحل ملیبار ہی سے غالباً جزائر لکادیپ اور مالدیپ مین اسلام کی اشاعت ہوی جہان
اب بالکل مسلمان آباد ہین۔ ان جزیرون مین عربی اور ایرانی تاجرون کی کوشش سے اسلام
پہیلا اور وہان کے لوگ مسلمان ہوے ان تاجرون نے ان جزیرون مین آباد ہوکر وہان
کی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور اپنے مذہب کو پہیلانے کے لیے راستہ صاف
کرایا۔ جزائر لکادیپ و مالدیپ کے پہلے مسلمان بادشاہ یعنی سلطان محمد شنورازہ کا اسلام
لانا[۵۲] سنہ ۱۲ عیسوی مین قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس زمانہ سے تین سو برس
پہلے مسلمان تاجرون نے اپنے مذہب کو ان جزیرون مین شائع کیا ہو[۵۳]۔ لیکن اسکے
حالات تفصیل کے ساتھہ بالکل دریافت نہین ہوتے۔

مالی کے شہر مین جو ان جزائر کا پایہ تخت ہے شیخ یوسف شمس الدین کا مزار ہے یہہ
بزرگ ایران کے شہر تبریز کے رہنے والے تھے اور انکی نسبت مشہور ہے کہ جزائر کے سب
لوگون کو انھون نے مسلمان کیا انکی قبر کی ابتک بہت تعظیم ہوتی ہے اور مزار کی عمارت
ہمیشہ اچھی حالت مین رکھی جاتی ہے۔ انکی قبر کے پاس ہی انکے چند اہل وطن بھی دفن
ہین یہ انکو تلاش کرتے ہوے ان جزیرون مین پہونچے تھے اور مرتے دم تک ان
جزیرون مین مقیم رہے[۵۴]۔

---

۵۱ دوسری دہ سالہ شنای کانفرنس منعقد کلکتہ کی رپورٹ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۲۱-۲۳۲-۲۴۸۔ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۳ء)

۵۲ ابن بطوطہ۔ تو مہ ۴ صفحہ ۱۳۰۔ ابن بطوطہ جزائر مالدیپ مین ۱۳۴۳ء سے ۱۳۴۴ء تک مقیم رہا اور یہان کا وزیر کی بیٹی سے
اُسنے شادی کی یہہ وزیر سلطان داؤد کا پوتا تھا اور سلطان داؤد سلطان محمد شنورازہ کا پوتا تھا۔ (تو مہ ۴ صفحہ ۱۵۰ اس عبارت سے
سنہ ۱۲ کی تاریخ جو سلطان شنورازہ کے مسلمان ہونیکی ہم نے بیان کی ہے قیاسی طور پر مترشح کی گئی ہے۔ ۵۳ مالدیپ جزائر مالدیپ
صفحہ ۲۳-۲۵-۵۷-۵۸ و ۱۷۱ (مطبوعہ کولمبو ۱۸۸۳ء) ۵۴ جزائر مالدیپ کے باشندون پر مضمون مصنفہ بیگلر (ترجمہ
(جیوگرافیکل سوسائٹی بمبئی کی کارروائی سنہ ۱۸۴۱ء الغایۃ سنہ ۱۸۴۳ء صفحہ ۴۷ مطبوعہ بمبئی ۱۸۴۴ء)

ملک دکن بھی دعاۃ اسلام کی کوششون کا منظر رہا ہے - ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ عرب کے تاجر مغربی ساحل ہند پر بہت قدیم زمانہ سے آمد و رفت رکھتے تھے دسوین صدی عیسوی مین یہ عرب تاجر کونکان کے شہرون مین کثرت سے آباد ہو گئے اور وہان کی عورتون سے نکاح کر کے اپنے دین و آئین کے ساتھہ ان شہرون مین آباد رہے[۵۱] - سلاطین بہمنی ۱۳۴۷-۱۴۹۰ء اور بیجاپور ۱۴۸۹-۱۶۸۶ء کے زمانہ مین اہل عرب کو ان ریاستون مین آباد ہونے کی بہت جرأت دلائی گئی - عرب کے تاجرون اور سپاہیون کے ساتھہ اکثر بھی ملک مین داخل ہوے تاکہ اسلام کو ترقی دین اور تعلیم و تلقین سے کافرون کو راہ راست پر لائین - دکن کے شاہان سلف کے زمانہ مین غیر مذہب والون کو مذہبی آزادی تمام و کمال حاصل تھی[۵۲] -

دو عظیم عرب مین سے ایک شخص جنکا نام بابا بن کہنایت مشہور ہوا ۱۳۰۴ء عیسوی مین اسلام کی اشاعت کے لیے دکن مین آئے - بیجاپور کے کاشتکار مسلمانون مین اُن جین مت کے لوگونکی اولاد موجود ہے جنکو بابا نے مسلمان کیا[۵۳] - چودھوین صدی عیسوی کے آخر مین سید حسین گیسو دراز جنکو سید مخدوم گیسو دراز بھی کہا جاتا ہے گلبرگہ مین بڑے پیر ہوے اُنھون نے پونہ کے ہندوؤن کو مسلمان کیا اور بیس برس کے بعد بلگام کے ہندوؤنکو مسلمان کرنے مین اُنکو بہت کامیابی ہوئی[۵۴] - دھانو مین شیخ بابا صاحب کی اولاد اب تک موجود ہے - یہ بزرگ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت رکھتے تھے اور تقریباً چار سو برس گذرے کہ مغربی ہند مین وہ آئے اور کانکان مین بارہ بستیون کو مسلمان کر کے دھانو مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے[۵۵] - دھوار کے اضلاع مین کثرت سے مسلمان کپڑا بُننے والے آباد ہین جنکے بزرگون نے ہاشم پیر گجراتی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا تھا - ہاشم پیر بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے اوستاد تھے جو سولھوین صدی عیسوی

---

[۵۱] مسعودی تومہ ۲ صفحہ ۸۵-۸۶ [۵۲] بمبئی گزیٹیر دسوین جلد صفحہ ۱۳۲ سولھوین جلد صفحہ ۵، [۵۳] بمبئی گزیٹیر تیسوین جلد صفحہ ۲۸۲ - [۵۴] بمبئی گزیٹیر اٹھارھوین جلد صفحہ ۵۰ [۵۵] بمبئی گزیٹیر تیرھوین جلد صفحہ ۲۱۸ و ۲۲۳

اخیر مین گذرا ہے - یہہ مسلمان جُلاہے اپنے پیر کا نہایت ادب کرتے ہین اور اُسکی اولاد کے ساتھہ بڑی تعظیم سے پیش آتے ہین[۵۱] - ناسک مین شاہ محمد صادق سرمست حسینی کی اولاد ابتک موجود ہے - انکی نسبت لکھا گیا ہے کہ دعوت اسلام مین وہ نہایت درجہ کامیاب ہوئے سنہ ۵۶۸ھ مین مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور مغربی ہند کے اکثر مقامات کا سفر کرکے اُنھون نے ناسک مین سکونت اختیار کی تھی ناسک کے ضلع مین ایک اور بزرگ بواجہ کنمیر حسینی گذرے ہین جنھون نے شاہ محمد صادق سے پچاس برس پہلے دعوت اسلام مین کوشش کی[۵۲] - دو اور بزرگون کے نام لکھے جاتے ہین جنھون نے اسلام کی اشاعت کی - ایک ان مین سید محمد ابن سید علی تھے اور دوسرے سید عماد روس باشیبان تھے[۵۳] -

تبلیغ اسلام کی دوسری بڑی تحریک کا مرکز ملتان کا شہر اور اُسکے حوالی تھے[۵۴] - اہل عرب کے قدیم فتوحات کے زمانہ مین جبکہ سنہ ۹۳ھ مین محمد قاسم نے سندہ مین اسلامی حکومت قائم کی تو یہ شہر سندہ کی سرحد پر واقع تھا عربون کے دور حکومت مین جو تین سو برس تک قائم رہا ہندوؤن نے کثرت سے اپنے فاتحون کا مذہب اختیار کیا - سندہ کے کئی ہندو شہزادون نے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیزؒ کی دعوت سے اسلام قبول کیا[۵۵] - ساوندری کے لوگون نے محمد قاسم کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اُن کو امان اس شرط پر ملا تھا کہ وہ مسلمانون کی مدارات کرینگے اور رستہ بتانیکے لیے آدمی دینگے - مؤرخ بلاذری[۵۶] نے محمد قاسم کے زمانہ سے سو برس بعد لکھا ہے کہ اُسکے وقت مین ساوندری کے لوگ مسلمان تھے - محمد قاسم کے مرہلات مین ہندوؤن کے مسلمان ہونے کا اکثر ذکر آیا ہے -

---

[۵۱] بمبئی گزیٹیر - بائیسوین جلد صفحہ ۲۴۲ [۵۲] بمبئی گزیٹیر سولھوین جلد صفحہ ۷۵، ۷۶، [۵۳] بمبئی گزیٹیر اکیسوین جلد صفحہ ۲۰۲ [۵۴] محمد قاسم کی فتح کے زمانہ مین سندہ کے ہندو راجہ کی ریاست شمال کی سمت مین ملتان تک تھی لیکن اب یہ شہر سندہ کا ملک نہین سمجھا جاتا - [۵۵] جب عبدالملک کے فرزند خلیفہ سلیمان کا انتقال ہوا تو ۹۹ھ عیسوی مین عمر ابن عبدالعزیز سریر خلافت پر بیٹھا اوسنے ہندوستان کے راجاؤن سے خلیفہ کی اطاعت اور اسلام قبول کرنیکے لیئے کہا ان راجاؤن نے عمر ابن عبدالعزیز کا حال سنا تھا کہ وہ کیسا نیک خصلت اور وعدہ کا سچا ہے - بس جیسیا اور راجاؤن نے مسلمان ہوکر اپنے نام عربون کے سے رکھے" (الیلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵) [۵۶] الیلیٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۲۲ -

عربون کا قاعدہ تہا کہ جب اُنکے اول حملہ کا جوش و خروش جو سخت بلا انگیز ہوتا تہا دشمن کو شکست دیکر دہیما پڑجاتا تہا تو وہ مفتوح کے ساتہہ سلوک سے پیش آتے تہے اور اُن کو مذہبی آزادی دیتے تہے اسلیئے اہل عرب کے زمانہ مین ہندوؤن نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اسلام قبول کیا۔ برہمن آباد جب اہل عرب سخت حملہ کرکے قابض ہوے تو وہان کے لوگون کو مندرون کی مرمت کی اجازت دے دی کیونکہ ان ہی مندرون سے برمنون کا گذارا ہوتا تہا اور کسی شخص کو اُسکے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا[۵۱]۔ اطاعت قبول کرتے ہی دشمن کو امان اور اُسکے دین و آئین پر قائم رہنے کی اجازت مل جاتی تہی۔

نوین صدی کے اخیر نصف حصہ مین جب خلافت بغداد طرح طرح کی مشکلون مین مبتلا ہوگئی تو سندہ کی طرف سے غفلت ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سندہ کی حکومت چہوٹے چہوٹے امیرون مین تقسیم ہوگئی۔ انمین ملتان اور منصورہ کے امیر بہت قوی تہے۔ اس نفاق و تقسیم نے مسلمانون کی ملکی طاقت کو ضعیف کردیا اگرچہ یہ انحطاط نوین صدی عیسوی کے شروع ہی سے پیدا ہوگیا تہا جبکہ معتصم باللہ (۸۳۳-۸۴۱ء) کے عہد حکومت مین سندہ کے ہندو[۵۲] اسلامی حکومت سے آزاد ہوکر خود مختار ہوے تہے لیکن ان ہندوؤن نے مسلمانون کی مسجد کو جو اُنکی ریاست مین تہی صحیح سلامت رہنے دیا۔ مسلمان مسجد مین جاکر نماز پڑہتے تہے اور کوئی دست اندازی نہ کرتا تہا[۵۳]۔ ملتان کے مسلمان اپنی پولیٹکل آزادی کو قائم رکہنے مین کامیاب رہے اور راجاؤن کو یہ دھمکی دے کر اُنکے حملون سے بچتے رہے کہ اگر ہمپر فوجکشی کی گئی تو وہ بت توڑ دیا جائیگا جسکی ہندو بہت تعظیم کرتے ہین اور اسکی پوجا کے لیئے دیس دیس سے آتے ہین[۵۴]۔ لیکن اس زوال سلطنت کے زمانہ مین بہی اسلام کی ترقی برابر جاری رہی۔ ملک سیفان جو کشمیر کابل اور ملتان کے بیچ مین کہین واقع تہا اُسکے بادشاہ

---

۵۱ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۹۵-۱۸۶ ۵۲ سندان سے مراد ابر ہلکے سندان سے ہے جو کچ کا جنوبی ضلع ہے۔

۵۳ البلاذری۔ حصہ ۴۴۶۔ ۵۴ ایلیٹ۔ پہلی جلد صفحہ ۲۰۲-۲۰۸۔

کے مسلمان ہونے کا حال مورخ بلاذری نے اس طرح لکھا ہے کہ اس ملک کے لوگ ایک بت کو پوجا کرتے تھے جسکے لیئے انہون نے ایک مندر بنایا تھا ایک دفعہ وہان کے راجہ کا بیٹا بیمار پڑا راجہ نے مندر کے برہمنون کو بلاکر کہا کہ دیوتا سے دعا مانگو کہ میرا بیٹا اچھا ہوجاوے۔ برہمن یہ سُنکر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد راجہ کے پاس آئے اور کہا کہ "ہمنے دعا کی تھی وہ قبول ہوئی" لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ راجہ کا بیٹا مرگیا۔ اسپر راجہ نے مندر کو مسمار کیا۔ بت کو توڑکر برہمنون کو قتل کر دیا۔ اور مسلمان تاجرون کو اپنے پاس بلایا جنہون نے راجہ کو توحید کا یقین دلایا۔ راجہ فوراً ایمان لایا۔ اسی طرح اور مسلمان تاجر بھی جنکے گروہ ہندوستان کے بُت پرست شہرون مین تجارت کرتے پھرتے تھے تبلیغ اسلام کا باعث ہوجاتے تھے۔ دسوین اور بارہوین صدی کے جغرافیہ دان عرب نے اُن شہرون کے نام لکھے ہین جو ساحل پر یا ملک کے اندر واقع تھے اور جہان مسلمانون نے مسجدین بنائی تھین اور ہندو راجاؤن کی حفاظت اور سرپرستی مین رہتے تھے بلکہ اپنے آئین و قوانین کے ساتھ وہان آباد رہنے کی راجاؤن نے اونکو اجازت دے رکھی تھی[۵۲]۔ اس زمانہ مین سندھ اور ہند کے متصل ملکون اور باقی ساری دنیا سے تجارت کا سلسلہ عربون ہی کے دم سے قائم تھا۔ چین اور سیلون کی پیداوار سندھ کے بندرگاہون مین لاتے تھے اور وہان سے ملتان ہوتے ہوئے ترکستان اور خراسان لیجاتے تھے[۵۳]

تعجب ہوتا اگر یہہ عربی تاجر جو بت پرستون کے شہرون مین جابجا موجود تھے تبلیغ اسلام مین وہی ہمت اور جوش صرف نہ کرتے جو اور مسلمان تاجرون نے دوسری ملکون مین صرف کیا تھا ایسے ہی تاجرون کی ہدایت و تلقین سے غالباً ساما کی قوم نے اسلام قبول کیا جو ۱۳۵۱ء سے ۱۵۲۱ء تک سندھ پر حکمران رہی۔ اس قوم کے ایک بادشاہ جام نندا بن بابنیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اسکا زمانہ ایسے امن و امان کا تھا کہ "نہ کبھی اُسکو

۵۱ البلاذری صفحہ ۴۴۶ ۵۲ الیلیٹ پہلی جلد صفحہ ۳۸۹ و ۴۵۷ ۵۳ الیلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۔

میدانِ جنگ مین سوار ہہ کر جانا پڑا اور نہ کوئی دشمن اُس سے میدان جیت سکا[۵۱] اور اس بادشاہ کا عہد عدل و انصاف اور اسلام کی ترقی کے اعتبار سے بھی مشہور تہا۔" اب ظاہر ہے کہ اسلام کی یہ ترقی صرف امن و امان کے وسائل سے جو دعاۃ نے اختیار کیے ہوگی۔ یہان کے داعیان اسلام مین سب سے زیادہ مشہور و معروف سید یوسف الدین تہے جو ۱۴۲۲ عیسوی مین سندہ مین آئے تھے۔ وسن اُس کی محنت اور جستجو کے بعد لوہانا قوم کے سات سو خاندانون کو اُنہون نے مسلمان کرلیا اول اس قوم کے دو آدمی سندرجی اور رہنس راج شاہ صاحب کی کرامات دیکھکر مسلمان ہوے تہے اور اپنا نام اُنہون نے آدم جی اور تاج محمد کیا تہا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پہر اُنکی قوم کے سات سو گھرانون نے اسلام قبول کیا۔ آدم جی کا پتا جب لوہانون کا سردار ہوا تو اُسکے وقت مین یہہ قوم سندہ سے اُٹھکر کچ مین پلی گئی۔ اور جب وہان پہونچی تو کچ کے لوہانون نے بہی اسلام قبول کرکے مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا[۵۲]۔ چار سو برس گذرے کہ فرقہ اسماعیلیہ کے ایک بزرگ پیر صدرالدین نے اپنے مذہب کو سندہ مین شائع کیا اور اُن اصولون کے مطابق جو اس مذہب مین اپنے متبعین و مریدون کے مناسب حال بنانے کے لیئے رائج ہین پیر صدرالدین نے اپنا نام ہندوؤن کا سا رکہا اور ہندو مذہب کے بعض عقائد کو تسلیم کرلیا تاکہ اسماعیلیہ مذہب کی اشاعت مین آسانی ہو۔ ایک کتاب دساوتار ہندوؤن مین شائع کی جسمین حضرت علی کو وشنو کا دسوان اوتار لکہا ہے۔ یہ کتاب اُسی وقت سے خوجہ قوم کا مقدس صحیفہ سمجہی جاتی ہے اور تمام مذہبی موقعون پر اور حالت نزع مین مریض کے بستر کے قریب پڑہی جاتی ہے۔ اسمین وشنو کے نو اور اوتارون کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ ناقص ہین اور صداقت کے کامل رتبہ کو اُسوقت تک نہین پہونچ سکتے جبتک کہ وشنی مذہب مین اسماعیلیہ کے عقائد کا یہ مسئلہ شامل نہ کیا جاوے کہ حضرت علی وشنو کے دسوین اوتار ہوکر دنیا مین

---

[۵۱] ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۳۔ [۵۲] بمبئی گزیٹر۔ پانچوین جلد صفحہ ۹۳۔

عنقریب خروج کرنیوالے ہین - علاوہ اس مسئلہ کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو برہما اور حضرت علی رضؓ کو وشنو اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیو سے تعبیر کیا ہے - پیر صدرالدین کی ہدایتون کو اول شمالی ہند کے دیہاتی لوگون نے تسلیم کیا اور یہ ہندو اسماعیلیہ مذہب مین شامل ہوگئے ان پیر صاحب نے کچھ مین بھی وعظ شروع کیا اور مذہب اسماعیلیہ اس ملک سے اشاعت پاکر گجرات اور سندہ مین پھیل گیا - اس مذہب کے پیرو یعنی خوجہ قوم کے لوگ مغربی ہند کے تمام شہرون مین اور بحر ہند کے ساحلون پر کثرت سے موجود ہین[۱] -

داعیان ملت اسلامیہ مین پیر صدرالدین ہی پہلے شخص نہ تھے جو ہندوستان مین آئے بلکہ اُنکے آنے سے کئی سو برس پہلے اس مذہب کا ایک واعظ جسکا نام نورستاگر تھا - قلعہ الموت سے جہان اسماعیلیون کا سردار رہتا ہے ہندوستان کو روانہ کیا گیا تھا - یہ واعظ اول گجرات مین اجہ سدھاراج کے زمانہ مین (سنہ ۱۰۹۴ - ۱۱۴۳ ع) پہونچا اور اُسنے اپنا نام ہندو رکھا اور کہا کہ میرا نام مسلمانون کو اپنا اصلی نام سید سعادت بتایا - کنبی اور کہارہ اور کوری قوم کے لوگون کو جو گجرات کی نیچی ذاتین تھین اسماعیلیہ مذہب مین شامل کیا[۲] -

کچھ کے اکثر مسلمان جو کسی زمانہ مین ہندو تھے داول شاہ کو جسکا اصلی نام ملک عبداللطیف تھا اپنا پیر مانتے ہین - ملک عبداللطیف گجرات کے مشہور بادشاہ سلطان محمود بیگرہ کے امرا مین سلطنت مین سے کسی شخص کا بیٹا تھا - محمود بیگرہ کی نسبت مشہور ہے کہ اسکے وقت مین ہندو نے کثرت سے اسلام قبول کیا[۳] -

سلطان محمود بیگرہ کی کوشش سے بورہ قوم کے لوگون کا مسلمان ہونا لکھا جاتا ہے یہ ایک مشہور تجارت پیشہ قوم ہے جو پہلے ہندو تھی اور اب شیعہ مذہب کہتی ہے اسکے لوگ صوبہ

---

[۱] خوجہ دریتانت صفحہ ۲۰۸ - نہ ایرل فریری کی کتاب "خوجہ قوم - پہاڑ کے بڈھے آدمی کی معتقد قوم" میکملین کا میگزین جلد تیسرا جلد صفحہ ۴۳۱ و ۴۳۳ - ۴۳۴ - (مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء) [۲] خوجہ دریتانت صفحہ ۱۵ [۳] بمبئی گزیٹیر - پانچوین جلد حصہ ۹ [۴] بمبئی گزیٹیر - دوسری جلد صفحہ ۳۰۷ - تیسری جلد صفحہ ۲۶ - ۲۰۷ -

بمبئی کے تمام تجارتی شہرون مین آباد ہین[۱]۔ چونکہ شیعی اعظین اور داعیان مذہب کا ہندوستان مین آنا اور شمالی گجرات[۲] مین انہلواڑا کے راجاؤن کا اُنکے ساتھہ سلوک اور مہربانی کرنا محمود بیگڑہ کے زمانہ سے پہلے جو دہوین[۳] صدی بلکہ گیارہوین صدی عیسوی مین بیان کیا جاتا ہے اسلیئے خیال ہوسکتا ہے کہ بورہ قوم کا مسلمان ہونا فوری نہ تھا بلکہ کئی نسلون تک بتدریج عمل مین آیا۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین داعی اسلام ملا علی نے اس قوم مین مذہب کی اشاعت کے لیئے جو کوشش کی اُسکو ایک شیعہ مورخ[۴] نے اسطرح بیان کیا ہے "گجرات کے لوگ بُت پرست تھے اور اُنکا ایک گرو تھا جسکے یہ لوگ چیلے تھے اور اُسکے نہایت معتقد تھے۔ ملا علی نے اسمین مصلحت دیکھی کہ اول اس گرو کا اپنے تئین چیلا بنائے اور پھر مضبوط دلائل سے اسکو لاجواب کرکے گرو کو مسلمان کرلے اور پھر اور بت پرست مسلمان ہوجاوین پس ملا علی کئی برس تک اس گرو کی خدمت مین حاضر رہا اور اُسکی زبان اور علوم سیکھے اور اُسکی کتابون سے خوب واقف ہوگیا۔ اب ملا علی نے گرو کے سامنے اسلام کے عقاید بیان کیئے اور آخرکار اُسکو مسلمان کرلیا۔ گرو کے ساتھہ ہی بعض چیلون نے بھی اپنا مذہب تبدیل کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر اس ملک کے راجہ کے وزیر کو پہونچی۔ وزیر گرو کے پاس آیا اور گرو کی اطاعت کی عادتین اپنے مین پیدا کرکے مسلمان ہوگیا۔ لیکن ایک عرصہ تک گرو اور اُسکے چیلون اور وزیر نے اپنے مسلمان ہونے کو راجہ کے خوف سے پوشیدہ رکھا۔

آخرکار وزیر کے مسلمان ہونے کی خبر راجہ کو پہونچی اور ایک دن وہ وزیر کے مکان پر آیا اور دیکھا کہ وزیر نماز پڑھہ رہا ہے۔ راجہ غصہ سے بیتاب ہوگیا۔ وزیر بھی راجہ کے آنیکا منشا سمجھہ گیا اور جان گیا کہ راجہ کا غصہ اس وجہ سے ہے کہ مین نماز مین مصروف ہون۔ پس وزیر نے بڑی دانائی سے یہہ حیلہ کیا کہ گویا وہ سانپ کے دیکھنے کو جھکا تھا اور منہہ سے جو کچھہ بولتا تھا

---

[۱] بمبئی گزیٹیر ساتوین جلد صفحہ ۷۰ [۲] کولبروک "مختلف مضامین" تیسری جلد صفحہ ۲۰۲۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۷ء) [۳] بمبئی گزیٹیر۔ تیرہوین جلد صفحہ ۲۲۹۔ [۴] نورالله شوستری۔ مجالس المومنین۔ کولبروک کے مضامین تیسری جلد صفحہ ۲۰۴۔ ۲۰۶

وہ بھی سانپ ہی کا منتر تہا۔ راجہ نے یہ سنکر مکان کے گوشہ کی طرف نظر ڈالی۔ خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ راجہ کو اُسی جگہ ایک سانپ نظر آیا۔ وزیر کا عذر معقول معلوم ہوا اور راجہ کی بدگمانی جاتی رہی۔

کچھہ عرصہ کے بعد راجہ بھی مسلمان ہوگیا لیکن راج کی مصلحتوں سے اُسنے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکھا۔ مرتے وقت البتہ اُسنے حکم دیا کہ اُسکا مردہ ہندوؤں کی رسم کے مطابق جلایا نہ جاوے۔

جب اس راجہ کا انتقال ہوا تو سلطان فیروز شاہ تغلق شہنشاہ دہلی (۱۳۵۱ء-۱۳۸۸ء) کے عمائد سلطنت مین سے ایک شخص سلطان ظفر نے صوبہ گجرات کو فتح کیا۔ چند علمای سنت جماعت نے جو سلطان ظفر کے ساتھہ تہے شیعہ نومسلمون کو سنی کرنا چاہا چنانچہ کچھ کاٹھیاواڑ کے ضلع مین یہ بڑہ قوم کے ایسے چند لوگ موجود ہین جو سنی ہین لیکن اکثر بورے شیعہ ہین۔

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک اور داعی اسلام جنہون نے صوبہ گجرات مین تبلیغ کے لیئے کوشش کی شیخ جلال تہے جو مخدوم جہانیان کی نام سے زیادہ تر مشہور ہین۔ یہ بزرگ گجرات مین آکر سکونت پذیر ہوے تہے اور بہت ہندوؤن کو اُنہون نے اور اُنکی اولاد نے مسلمان کیا۔[۵۲]

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال مین حاصل کی اُسکی نظیر کسی اور صوبہ مین نہین ملتی۔ بارہوین صدی کے اخیر مین بختیار خلجی نے بنگال بہار کو فتح کرکے اول اسلامی سلطنت یہان قائم کی اور گور کو بنگال کا پایہ تخت قرار دیا۔ یہان مدت تک مسلمانو کی حکومت رہنے سے اسلام کو قدرتاً زیادہ ترقی ہوئی۔ دس برس کے لیئے راجہ گنس کے زمانہ مین ہندوؤن کا راج پہر بنگال مین قائم ہوگیا۔ اس راجہ کے عہد مین مذہبی آزادی سب کو

---

[۵۱] بمبئی گزیٹیر۔ تیسری جلد۔ صفحہ ۳۶۔

[۵۲] بمبئی گزیٹیر۔ چوتھی جلد۔ صفحہ ۱۸۴۔

حاصل تھی اور مسلمان رعایا بھی اُسکو بہت پسند کرتی تھی[۵۱] لیکن اُسکے بیٹے جٹ مل نے ہندو مذہب چھوڑکر اسلام قبول کر لیا۔

سنہ ۱۴۰۴ عیسوی مین جب جٹ مل کا باپ راجہ کنس مرگیا تو اُسنے راج کے تمام سردارونکو جمع کیا اور اُنکے سامنے مسلمان ہونے کا قصد ظاہر کیا اور کہا کہ اگر سردار اُسکو گدی پر نہ بیٹھنے دینگے تو وہ خوشی سے اپنے بھائی کو راج کا مالک بنا دیگا۔ سردارون نے یہ گفتگو سُنکر کہا کہ راجہ جو مذہب چاہے اختیار کرے ہم ہر حال مین اُسکو اپنا بادشاہ مانین گے۔ اسکے بعد جٹ مل نے اکثر علمای اسلام کو مدعو کیا تاکہ جسوقت سردربار ہندو مذہب چھوڑکر مسلمان ہو تو وہ بھی اس واقعہ کے شاہد ہون جٹ مل مسلمان ہوتے ہی اپنا نام جلال الدین محمد شاہ رکھا مشہور ہے کہ اُسکے زمانہ حکومت مین کثرت سے ہندو مسلمان ہوئے[۵۲]۔ مگر اُن مین سے اکثر لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے اور مشرقی بنگال مین مسلمانون کی ساڑھے پانچسو برس کی حکومت مین صرف جلال الدین محمد شاہ کا زمانہ ایسا ہے جسمین بیان کیا گیا ہے کہ ہندوؤن پر ظلم ہوئے[۵۳]۔ افغانون کے جو گروہ بنگال مین آباد ہوئے اُنھون نے بھی یہان کے ہندوؤن کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی۔ ان افغانون کی جو اولاد ہندنیون کے پیٹ سے ہوتی تھی وہ تو بہرحال مسلمان ہوتی ہی تھی مگر قحط کے زمانہ مین وہ مفلس ہندوؤن کے بچون کو بھی کثرت سے خرید کر اُنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر کرتے تھے[۵۴]۔ لیکن بنگالی نومسلمون کی کثرت ایسے شہرون مین نہین ہے جو کسی زمانہ مین اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہے تھے بلکہ اُنکی جسقدر کثرت ہے وہ دیہات مین یا ایسے اضلاع مین ہے جہان مغربی صوبون کے نوآباد مسلمانون کا نشان تک نہین۔ بلکہ صرف نیچ قومون کے ہندو قوم اور برادری سے خارج

---

[۵۱] تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے لیکن بلوک مین کے مضامین بنگال کی تاریخ اور جغرافیہ پر بہتیرے دیکھنے چاہئین (جے۔ اے ایس۔ بی۔ بیالیسوین جلد نمبر (۱) صفحہ ۲۶۴-۲۶۶ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء) [۵۲] ریون شا کی کتاب "گور کا شہر اُسکے کھنڈر اور کتبے" صفحہ ۹۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء) [۵۳] وائز صفحہ ۲۹ [۵۴] چارلس سٹیوارٹ تاریخ بنگال صفحہ ۱۷۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۱۳ء)

بلوک مین مضامین بنگال کے تاریخ جغرافیہ پر (جے۔ اے ایس بی۔ بیالیسوین جلد صفحہ ۲۲۰ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء)

ہوکر وہان کثرت سے آباد ہین[۱] نومسلمون اور نیچ قوم کے ہندوؤن مین اوضاع واطوار کا ایک سا ہونا ذات کی تفریق کا اُن مین موجود ہونا اور اُنکی آپس کی جسمانی مشابہت ایسی چیزین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کے مسلمان اور بنگال کے اصلی باشندے ایک ہین۔ صوبہ بنگال مین برخلاف شمال مغربی ہند کے اسلام کو کسی ایسے قوی مذہب کا مقابلہ نہین کرنا پڑا جو اُسکی ترقی مین مخل ہوتا۔ شمال مغربی صوبون مین مسلمان حملہ آورون کو خوب معلوم ہوگیا تھا کہ برہمنون کا مذہب بدھ مذہب کو غارت کرکے بہت زور پکڑگیا ہے اور باوجود مسلمانون کی سخت گیری کے وہ ہندوؤن مین مخالفت کے وقت زور پیدا کردیتا ہے اور سخت سے سخت تکلیف اور ذلت کی ساعت مین بھی ہندوؤن کو اپنے سے علیحدہ نہین ہونے دیتا۔ لیکن داعیان اسلام جب بنگالہ مین پہونچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہان کے اصلی باشندے جو ہندوؤن کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اونہی آرین سرداروں کے ہاتھون سے طرح طرح کی ذلتین اور اذیتین اُٹھاتے تھے مسلمانون کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے۔ ان لوگون کے نزدیک جنمین مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور ادنی قوم کے کاشتکار تھے اسلام ایک اوتار رہتا جو اُنکے لیے اکاش سے اُترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور اُسکے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانون

[۱] انڈین اوانجلیکل ریویو جنوری ۱۸۸۳ء نیز مقابلہ کرو گرو پرشاد سین کا مضمون "انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہندو لا" (کلکتہ ریویو ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۳۱-۲۳۴) گرو پرشاد سین لکھتا ہے "بنگال کے ایک کروڑ نوے لاکھ مسلمانون مین سے پچیس ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے نہین ہین جنکو سید یا لوگ کی جماعت مین شمار کیا جاوے باقی جسقدر مسلمان ہین وہ کاشتکار اور مزدور ادنی پیشہ ور رزی اور نوکر ہین۔ یہ لوگ پہلے جل چل ذات کے ہندو تھے پھر وہ مسلمان کرلیے گئے۔ بحیثیت مجموعی یہہ لوگ ہندوستان کے سب سے زیادہ خوشحال کاشتکارون مین ہین اور اُن کی حالت بجاے تنزل کے جیسا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانون کی نسبت فرض کیا جاتا ہے روزانہ ترقی کی ہے۔ یہہ لوگ کاشتکار ہونے سے بڑھکر کبھی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اور تاریخ کے کسی زمانہ مین بھی وہ سرکاری ملازم یا سرکاری سپاہی یا زمیندار یا ہندوستان کے فاتح یا فاتحین کے ساتھی نہین رہے۔ وہ بنگال ہی مین پیدا ہوے بنگالی زبان ہی بولتے ہین۔ بنگالی خط لکھتے ہین۔ بنگالیون کا سا لباس پہنتے ہین اور غذا بھی وہی رکھتے ہین جو اور بنگالیون کی ہے سوای مذہب کے وہ سب باتون مین بنگال کی رعیت سے مشابہ ہین۔"

کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جسکو سب ذلیل وخوار سمجھتے تھے۔ اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تھین کہ ہندو کو مسلمان ہوکر پھر ہندو مذہب اختیار کرنا ناممکن ہوجاتا تھا اسلیئے ہندو نومسلم اور اُسکی اولاد ہمیشہ کو مسلمان ہوجاتی تھی۔ غرض اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب اور زرخیز خطہ پر شائع ہوگیا جو بڑی سے بڑی اور جلد سے جلد بڑھنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کرسکتا ہے۔ جبر مسلمان کرنیکے بھی واقعات کہین کہین بیان ہین۔ لیکن جنوبی بنگال مین اسلام کو مستقل کامیابی جبر واکراہ کی بدولت حاصل نہین ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور مفلسون مین سے لاکھون کو اپنا پیرو بنالیا۔ اُسکی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین خیال پیدا کردیا اور بنگال کی کثرت سے بڑھنے والی قومون کو جو صدہا سال سے ہندو دان کے طبقہ سے قریب قریب خارج ہوکر ہزار ذلت وخواری کے ساتھ اپنے دن کاٹ رہی تھین اُنکو اسلام نے اپنی اُخوت کے دائرہ مین بلاتکلف شامل ہونے دیا[۵۱]"

صوبہ بنگال مین تبلیغ اسلام کے لیئے خاص کوششون کا ہونا اسطرح سے اور ثابت ہوتا ہے کہ خاص خاص حامیان دین کے واقعات مشہور ہین جنہون نے اسلام کے پھیلانے مین کوششین کین[۵۲]۔ ان بزرگون مین سے بعض کے مزارون کی ابتک لوگ تعظیم کرتے ہین اور ہر سال صدہا آدمی اُنکی زیارت کو جاتے ہین[۵۳]۔ لیکن ان اعیان اسلام کے کامون کا حال تفصیل سے نہین دریافت ہوتا۔

موجودہ صدی مین صوبہ بنگال کے مسلمانون مین مذہب کو از سر نو زندہ کیا گیا ہے اور بہت فرقون نے جنکی اصل فرقہ وہابیہ سے ہے اپنے واعظ اس ملک مین بھیجے تاکہ جو ہندوانی تعصبات نومسلمون مین چلے آتے ہین وہ رفع ہون اور مذہبی حرارت اُنمین

[۵۱] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔ ہندوستان کے مذہب (اخبار ٹائمز فروری ۱۸۸۸ء) دیکھو وائز صفحہ ۳۲، [۵۲] دگلاس کی کتاب "رسول ہلال اور صلیب" صفحہ ۱۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء) [۵۳] وائز۔ صفحہ ۲۷۔

پیدا ہوا اور ہندوؤن مین اسلام اشاعت پاوے[۱]۔

ان واعظون کی بدولت اور چند سوشل اور طبعی حالات کی وجہ سے جو ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد جلد بڑہا دیتے ہین چند سال کے اندر ہی مسلمانون کی مردم شماری مین تعجب انگیز ترقی پیدا ہوئی ہے[۲]۔ بعض داعیان اسلام کا حال جنہون نے اسلام کو ہندوستان کے ان حصون مین شائع کیا جنکا اوپر ذکر نہین آیا ہے ہم یہان لکھتے ہین۔

ان بزرگان دین مین سب سے قدیم شیخ اسمٰعیل ہین جو بخارا کے سادات عظام مین سے تھے اور علم ظاہر و باطن مین کامل تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ واعظین اسلام مین سب سے پہلے شخص تھے جنہون نے لاہور کے شہر مین جہان ۱۰۳۵ء عیسوی مین وہ آئے تھے وعظ کیا۔ انکی مجلس وعظ مین سامعین کا ہجوم کثرت سے ہوتا تھا اور ہر روز صدہا لوگ خلعت اسلام سے مشرف ہوتے تھے اور جو شخص ایک دفعہ انکے وعظ مین آتا تھا وہ بغیر کلمۂ توحید پڑہے اور اسلام پر ایمان لائے واپس نہ جاتا تھا[۳]۔

پنجاب کے مغربی صوبون کے باشندون نے خواجہ بہاء الحق ملتانی[۴] اور بابا فرید پاک پٹنی کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا۔ یہ دونون بزرگ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین گذرے ہین[۵]۔ بابا فرید شکر گنج کا تذکرہ جس مصنف نے لکھا ہے اُسنے تحریر کیا ہے کہ سولہ قومون کو انہون نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا۔ لیکن افسوس ہے اس مصنف نے ان قومون کے مسلمان ہونیکا مفصل حال نہین لکھا[۶]

---

[۱] واٹر صفحہ ۴۸۔ [۲] یہ بات مردم شماری کے نقشون سے ثابت ہوگئی ہے کہ ہر دس ہزار آدمی پیچھے سو آدمی شمالی بنگال مین اور ۲۶۶ آدمی مشرقی بنگال مین اور ۱۱۰ آدمی مغربی بنگال مین مسلمان ہوگئے ہین یعنی کل بنگال مین بحساب وسطی دس ہزار ۱۵۷ لوگ مسلمان ہوئے ہین مسلمانونکی یہ ترقی بہت اور اصلی ترقی ہے لیکن اگر یہی حال رہا تو ساڑہے چھ سو برس مین سارا بنگال مسلمان ہوجائیگا بلکہ مشرقی بنگال صرف چار سو برس مین اس حالت کو پہونچ جائیگا کہ وہان کی آبادی بالکل مسلمان ہوجاوے۔۔۔۔ انیس سو گذرے کہ بنگال خاص مین ہندوؤن کی تعداد مسلمانونکی تعداد سے پانچ لاکھ زیادہ تھی لیکن مین سے کم کا عرصہ گذرا ہے جسمین مسلمانونکی تعداد ہندوؤنکی برابر ہی نہین ہوئی بلکہ اُس سے بڑہ گئی۔ ہندوستانکی مردم شماری ۱۸۹۱ء تیسری جلد بنگال کی جنوبی صوبوں کی انکی باتین موقعہ سے۔ [۳] اودھ اول صفحہ ۱۴۷ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۵ء) [۴] مفتی قاسم سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا دوسری جلد صفحہ ۲۳۰ [۵] شیخ بہاء الدین زکریا کی نام سے بھی مشہور ہین۔ [۵] ایسٹسن صفحہ ۱۶۳ [۶] مولوی اصغر علی مجموعہ نہر مدینہ ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۹۵ (لاہور ۱۸۸۵ء)

ہندوستان کے مشہور و معروف اولیای کبار مین سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہین جنہون نے ملک اجمیر تا نہ مین اسلام کی اشاعت کی۔ اور ۱۲۳۷ عیسوی مین اجمیر مین انکا انتقال ہوا یہہ بزرگ سجستان کے رہنے والے تھے جو ایران کے مشرق مین ہے مشہور ہے کہ خواجہ صاحب جب مدینہ طیبہ کی زیارت کو جاتے تھے تو ہندوستان کے کفار مین تبلیغ اسلام کا انکو حکم ملا۔ پیغمبر خدا صلے علیہ وسلم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ "خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ جا اور اجمیر مین سکونت اختیار کر۔ خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندون کے تقدس سے اس سرزمین پر پھیل جاویگا" خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجمیر مین آئے جہان کا راجہ ہندو تھا اور جہان ہر طرف بت پرستی پھیلی ہوی تھی یہان پہونچتے ہی پہلے جس ہندو کو انہون مسلمان کیا وہ ایک جوگی راجہ کا گرو تھا۔ رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے اور انہون نے بت پرستی چھوڑکر اسلام قبول کیا۔ اب خواجہ صاحب کی شہرت سب طرف ہو گئی اور اخیر مین ہندو راجہ کے گروہ کے گروہ انکی خدمت مین حاضر ہو کر مسلمان ہوتے تھے[1] مشہور ہے کہ جس وقت خواجہ صاحب دہلی سے اجمیر جاتے تھے تو رستہ مین سات سو ہندوون کو انہون نے مسلمان کیا۔

تیرھوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک بزرگ بوعلی شاہ قلندر نے جو عراق عجم کے رہنے والے تھے پانی پت مین سکونت اختیار کی اور سو برس کی عمر پاکر ۱۳۲۴ عیسوی مین انتقال کیا۔ پانی پت کے مسلمان اجپوت جن مین تین سو مرد ہین ایک شخص امیر سنگھہ کی اولاد سے ہین جسکو شاہ صاحب نے مسلمان کیا تھا۔ قلندر صاحب کے مزار کی لوگ بہت تعظیم کرتے ہین اور انکی زیارت کو جاتے ہین۔

ایسے ہی ایک بزرگ شیخ جلال الدین ایرانی تھے جو چودھوین صدی عیسوی کے اخیر

---

[1] ایلیٹ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۴۸۵۔

نصف حصہ مین ہندوستان مین آئے اور جنوبی آسام کے شہر سلہٹ مین سکونت اختیار کی تاکہ وہان کے بت پرستون کو مسلمان کرین ان بزرگ کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور اُنکی کوششین نہایت کامیاب ہوئین[۵۱]

موجودہ زمانہ مین بھی بہت مسلمان ایسے ہین جو ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہین اور اُنکو بہت کامیابی ہوتی ہے - ہندوستان مین ہر سال جسقدر لوگ مسلمان ہوتے ہین اُنکی تعداد دس ہزار پچاس ہزار ایک لاکھ اور چھ لاکھ تک تخمینہ کی جاتی ہے[۵۲] لیکن اس تعداد کا ٹھیک تخمینہ کرنا مشکل ہے کیونکہ اشاعت کے متعلق کوئی سررشتہ یا محکمہ مسلمانون مین ایسا نہین ہے جو اپنی کارگزاری پولیٹون کی رپورٹون مین لکھے بلکہ ہر مسلمان بذات خود تبلیغ اسلام مین کوشش کرتا ہے اسلیے تعداد کے متعلق صحیح صحیح اطلاع نہین ہوسکتی لیکن اسمین شبہہ نہین کہ داعیان اسلام اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرکے کامیابی حاصل کرتے ہین - پنجاب مین ایک شخص حاجی محمد گذرے ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُنھون نے دو لاکھ ہندوؤن کو مسلمان کیا[۵۳] - بنگلور کے ایک مولوی صاحب کو دعوی ہے کہ اُنھون نے پچھلے پانچ برسون مین ایک ہزار آدمیون کو بنگلور کے شہر اور حوالی مین مسلمان کیا یہہ بیانات خواہ کتنے ہی مشتبہ ہون لیکن فقط انکا ذکر ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کو شائع کرنے مین ایسی عملی کوششین کرتے ہین جنمین تبلیغ مذہب کے حقیقی اصول موجود ہوتے ہین - مفصلۂ ذیل حالات مستند تحریرون سے اقتباس کیے گئے ہین اور بعض صورتون مین خاص اُن لوگون سے جنھون نے اسلام کی اشاعت کی اُنکو تحقیق کیا گیا ہے - پٹیالہ مین مولوی عبید اللہ نے جو پہلے بڑے عالم و فاضل برہمن تھے اپنے تئین بڑا کامیاب واعظ ثابت کیا اور باوجود اُن مشکلات اور رخنون کے جو اُنکے

سیٹا

---

۵۱ ابن بطوطہ تو م ۴ صفحہ ۲۱ - یول (۲) صفحہ ۵۱۵ ۵۲ انڈین ایوانجلیکل ریویو فروری ۱۸۸۹ء صفحہ - ۱ کلکتہ ریویو ۱۸۸۹-۹۰ء اسپکٹیٹر - ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳۸۰ ۵۳ گارسن دتاسی "لالانگ ایٹ الیدیا اور ہندوستانی ۱۸۶۹-۱۸۹۰ء

رشتہ داروں نے اُنکے کام مین پیدا کیے تبلیغ اسلام مین اُنکو اسقدر کامیابی ہوئی کہ پٹیالہ
کا ایک پورا محلہ اُن لوگون سے آباد ہے جنکو مولویصاحب نے مسلمان کیا۔ مولوی
عبید اللہ نے چند کتابین عیسائی اور ہندو مذہب کے رد مین لکھین جو بارہا طبع ہوئین۔
ایک کتاب مین اُنھون نے اسطرح اپنے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے "محمد عبید اللہ
بیٹا کوئے مل متوطن قصبہ پائل کا لکھتا ہے کہ یہہ فقیر لڑکپن مین اپنے باپ کے جیتے
جی گرفتار دین بت پرستی کا تھا اتنے مین رحمت الٰہی نے ہاتھہ پکڑکر کھینچا یعنی دین اسلام
کی خوبیان اور ہندوؤن کے دین کی قباحتین میرے دل پر کھل گئین اور دل و جان سے
دین اسلام قبول کیا اور اپنے آپ کو رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردارون مین
گن لیا اور پھر دوبارہ عقل خداداد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق مین کہ ہمیشہ
کا عذاب اُسی پر موقوف ہے غفلت کرنا اور بے تحقیق کیے صرف ماباپ کی رسم سے
گمراہی کے جال مین پھنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہہ خیال کرکے مشہور اور
رواجی دینون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون عایت کسی دین کے ہر مذہب مین
فکر و خوض کیا۔ ہندوؤن کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور اُنکے بڑے بڑے پنڈتون
سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا اور دین اسلام کی کتابین بھی
دیکھین اور عالمون سے بات چیت رہی اور سب دینون کو بنظر انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے
سوچا اور خوب جانچا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا سوای دین اسلام کے کہ خوبی اُسکی
اچھی طرح ظاہر ہوگئی۔ پیشوا اس دین کے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
خوبیون اور اخلاق کے ساتھہ موصوف ہین کہ زبان اُسکے بیان سے عاجز ہے اور
اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہین جو کوئی معلوم
کرتا ہے خود جان لیتا ہے کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہے کہ کوئی بات اُسکی ایسی نہین ہے
کہ جسمین معبود حقیقی کی طرف توجہ الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانندون اور

رات اور اُجالے اور اندھیرے کے جدا جدا ہو گیا۔ ہر چند کہ بہت مدت سے حال سناتہ نور اسلام کے منور اور مونہہ سا تہہ کلمۂ شہادت کے معطر تہا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیای بے بنیاد کی زنجیرون مین جکڑ رکہا تہا اور مدت تک حال ظاہری سوم کفر سے خراب رہا۔ آخر جذبۂ توفیق الٰہی کا بزبان حال فرمانے لگا کہ اس گوہر بے بہا کو کب تلک پردہ کے صدف مین اور اس عطر راحت افزا کو کہانتک حجاب کے صندوقچہ مین رکہیگا اس موتی کو گلے کا ہار بنانا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹہانا چاہیے اور علمای باعمل نے بھی فتویٰ دیا کہ دین اسلام کو چہپانا اور لباس اور وضع کفار کی رکہنا جہنم کو پہونچاتا ہے سو الحمد للہ کہ سن بارہ سو چونسٹہ مین دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اس فقیر کا ابر حجاب سے نکلکر جلوہ گر ہوا اور بہائی مسلمانون کے ساتہہ عید کی نماز پڑہی[۵۱]"

مولوی بقا حسین خان نے جو شہر شہر وعظ کرتے پہرتے ہین کئی برس مین دو سو اٹہائیس آدمیون کو جو بمبئی کانپور اجمیر اور اور شہرون کے رہنے والے تہے مسلمان کیا مولوی حسن علی کی تلقین سے پچیس آدمیون نے اسلام قبول کیا جنمین سے پندرہ پونہ کے اور باقی حیدرآباد اور ہندوستان کے اور صوبون کے رہنے والے تہے[۵۲]۔

---

[۵۱] تحفۃ الہند صفحہ ۳ (مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ)۔ [۵۲] مولوی حسن علی مرحوم نے ۱۸۹۶ء مین اپنے انتقال سے پہلے یہ تعداد مجہہ کو بتائی تہی ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۶ء کے اخبار مسلم کرونیکل مین جو اطلاع مولوی صاحب کے انتقال کی چہپی اُس مین مفصلۂ ذیل حالات بہی مولوی صاحب مرحوم کی زندگی کے شائع ہوے تہے "مولوی صاحب مانہ طالبعلمی مین بہت ذہین تہے اور تہوڑے ہی عرصہ مین اُنہون نے بہت ترقی کر لی۔ کم عمری ہی مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور اُنکو وظیفہ ملا اسکے بعد اُنہون نے ایف اے کلاس مین پڑہنا شروع کیا لیکن اس زمانہ مین اُنکو تلاش حق کا شوق پیدا ہوا اور پڑہنا لکہنا چہوڑکر اُنہون نے مختلف مذہب کے لوگون سے ملنا شروع کیا۔ فقیرون پنڈتون عیسائیون سے ملاقات کی گرجاؤن مین جاکر بیٹہے جنگل اور صحرا اور شہرون مین گئے صرف خدا پر توکل اور اُسکی رحمت کی اُمید انکی مددگار اور معاون تہی ایک سال تک وہ مختلف مذہبون کی تحقیق مین مصروف رہے اور ۱۸۶۴ء مین اُنہون نے پٹنہ سکول مین ہیڈ ماسٹری قبول کی۔ "چونکہ وہ داعی اسلام ہونیکے لیئے پیدا ہوے تہے اس لیئے اُنہون اس نوکری کو جس سے سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تہی چہوڑنا چاہا۔ مولوی صاحب مرحوم کے دوستون نے انکو منع کیا کہ نوکری نہ چہوڑین مگر اُنہون

صوبہ بمبئی کے ضلع خاندیس مین قاضی سید صفدر علی نصیر آبادی کے وعظ سے لوہارون اور اسلحہ سازون کا ایک گروہ مسلمان ہوا[۵۱] پچیس برس ہوے کہ انہین لوہارون اور اسلحہ سازون کے دوسو آدمی عجب طرح سے مسلمان ہوے ناسک کے پیرس میتھیرین پادری مدت سے کوشش کرتے تھے کہ ان لوگون سے ہندو مذہب چھوا کر انکو عیسائی کرلین یہ ہندو لوہار اس رویش مین تھے کہ عیسائی مذہب قبول کرین یا نہین کہ بمبئی سے ایک درویش آئے جو انکی عادات اور خصائل سے خوب واقف تھے اور انہون نے وعظ کرکے سب ہندوؤن کو مسلمان کرلیا[۵۲]

آج کل کے مسلمان واعظون نے عیسائی مشنریون کے سے طریقے اختیار کیے ہین - مثلاً گلی کوچون مین وعظ کہتے ہین کتابین تقسیم کرتے ہین اور دعوت مذہب کے لیے ایسی ہی اور کام اختیار کیے ہین - ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین مسلمان واعظ بازارون مین روزانہ وعظ کہتے نظر آتے ہین - بنگلور مین یہ طریقہ بہت عام ہے اور وہان ایک واعظ جو کسی مسجد کے امام بھی ہین اسقدر مشہور ہوگئے ہین کہ بعض وقت ہندو بھی انکو بلا کر انکا وعظ سنتے ہین - بازار مین وہ ہمیشہ وعظ کہتے ہین اور گذشتہ سات یا آٹھ برس مین بیالیس آدمیون کو مسلمان کرچکے ہین - بمبئی مین ایک واعظ شہر کے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) نہ مانا اور استعفا داخل کردیا اور ایک ہفتہ واری رسالہ "نور الاسلام" نکالکر چھ مہینہ تک گذارا وقات کرتے رہے پٹنہ مین اسلام پر کئی لکچر انہون نے دیے اور پھر وہ کلکتہ چلے گئے - یہان وہ ان انگریزی بان مین ایک لکچر دیا اس لکچر کا اثر سامعین پر ایسا ہوا کہ کئی یورپین پادریون نے اسلام کے برحق ہونے کو تسلیم کیا اور ایک شہور پادری صاحب نے بالوبین چندر پال کی تو یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ وہ مسلمان ہوجاویں - پھر ڈھاکہ کے لوگون نے مولویصاحب موصوف کو بلایا جہان انکے وعظ اور لکچرون نے لوگون کے دلون مین انکے نام کو بنک نقش کر رکھا ہے - کئی کتابین اور رسالے اردو اور انگریزی کے لکچر جو مختلف شہرون مین دیے گئے مولویصاحب موصوف کی تصنیف سے ہین - ان تصانیف سے مولویصاحب کا نام تاریخی دنیا مین ہمیشہ زندہ رہیگا تقریباً سو آدمی انکی کتابین پڑھکر اور لکچر سنکر مسلمان ہوے" دعوت اسلام کا شوق جو انکے دل مین تھا اخیر حالت مین بھی ظاہر ہوا چنانچہ جب نزع کی حالت تھی تو انکی زبان سے یہ لفظ سنے گئے "اپنا مذہب چھوڑو اور مسلمان ہوجاؤ" جب انسے پوچھا گیا کہ کس سے باتین کرتے تھے تو جواب یا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کر رہا تھا" [۵۱] بمبئی گزیٹیر - بارھوین جلد صفحہ ۱۲۶ [۵۲] بمبئی گزیٹیر - چودھوین جلد صفحہ ۸۱ -

خاص خاص بازارون مین روزانہ وعظ کرتا ہے۔ کلکتہ مین کئی مکان وعظ کہنے کے لئے بنے ہوے ہین جہان ہر وقت واعظ موجود رہتے ہین اور جو لوگ مسلمان ہوتے ہین اُن مین کبھی کبھی پادری عیسائی بھی ہوتے ہین لیکن اکثر مفلوک الحال۔ زیادہ تر ہندو ہی ہوتے ہین[۱]۔ ہندوستان کے ایسے شہرون مین جہان مسلمان بہت ہین کثرت سے اسلامی انجمنین قائم ہوگئی ہین اور اُن مین سے بعض انجمنون نے جہان اور کام اپنے ذمہ لیئے ہین ایک کام یہ بھی ہے کہ مسلمان واعظون کو بازارون مین وعظ کہنے کے لیے بھیجین چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن حامی اسلام اجمیر یہہ ہی کرتی ہین۔ یہ انجمنین واعظون کو تنخواہ پر مقرر کرتی ہین لیکن وعظ کہنے کا کام زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہین جو دن بھر تو کسی پیشہ یا کام مین مصروف رہے اور شام کو فرصت کا وقت اُنھون نے اس کار حسنہ مین صرف کیا۔

ہندوستان کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا جوش اب اسطرح صرف ہوتا ہے کہ پادریون کی تعلیم سے جو خیالات اسلام کی مخالفت مین پیدا ہوجاتے ہین اُنکو دور کیا جاوے۔ اسلیئے مسلمانون کا کام اب بجای اشاعت کے زیادہ تر اسلام کے بچاؤ کرنے کا ہے بعض واعظ ایسے لوگون مین مذہب کو پختہ کرنے کی طرف توجہ کرتے ہین جن مین اسلام کی بنیاد تو پڑ گئی لیکن مضبوط نہین ہوی۔ بعض اسطرف مائل ہوتے ہین کہ جاہل مسلمانون کے ذہن سے ہندوانی تعصبات دور کرکے مذہب کو زیادہ پاک صورت مین اُنکے دلپر نقش کرین۔ اس قسم کی کوششین اکثر حالتون مین قدیم واعیان اسلام کے ادہورے کام کو تکمیل دینے کے لیے کی جاتی ہین۔ کیونکہ بعض صورتون مین واعیان اسلام نے ہندوؤن کو اچھی طرح مسلمان نہین کیا۔ بہت سے برائے نام مسلمان ایسے موجود ہین جو آدہے ہندو ہوتے ہین۔ ذاتون کا فرق مانتے ہین۔ ہندوؤن کے تہوار

---

[۱] انڈین ایونجلیکل ریویو ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۴۸ کارس دے تاسی "لالانگ اے لالیتر اتور ہندوستانی دے ۱۸۵۰ء تا ۱۸۶۹ء" صفحہ ۴۸۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۴ء) کارسن دے تاسی "لالانگ اے لالیتر اتور ہندوستانی" این صہ ۴۸۷ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۲ (پیرس ۱۸۷۴ء)

منانے ہین اور بت پرستی کی اکثر رسمون کے پابند ہین بعض اضلاع مین جیسے میوات اور گورگانوہ ہین بہت مسلمان ایسے ہین جو اپنے مذہب سے بجز نام کے کچھ واقفیت نہین رکھتے نہ اُنکے ہان مسجدین ہین اور نہ وہ نماز کے پابند ہین - یہہ حال خاص کر اُن دیہات یا ایسے مقامات کے مسلمانون کا ہے جو مسلمانون کے بڑے شہرون سے دور واقع ہین - شہرون مین مولویون کی وجہ سے بہت سے قدیم تعصبات نومسلمون کے دل سے رفع ہوجاتے ہین اور اُنکی مذہبی زندگی زیادہ عقل اور پاکیزگی سے بسر ہوتی ہے - چند سال سے ہندوستان کے مسلمانون مین عام طور پر اس بات کی تحریک دریافت ہوتی ہے کہ نوجوان مسلمانون مین کسی طرح مذہبی تعلیم کو ترقی دیجاوے تاکہ اون مین مذہب کی پابندی کا اچھی طرح خیال پیدا ہو - تعلیم کے عام ہونے سے مذہبی اصولون کو زیادہ غور اور تجسس کے ساتھہ سمجھا جاتا ہے اور مذہبی معلم ایسے اضلاع مین بھی زیادہ ہوگئے ہین جنکی طرف پہلے کسی کو توجہ نہ تھی - اصلاح مذہب کی تحریک خواہ وہ کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہو ہندوستان کے ہر حصے مین نکہی جاتی ہے مثلاً پنجاب کے مشرقی اضلاع مین غدر کے بعد سے مسلمانون مین مذہب کی بہت ترقی ہوئی ہے - واعظون نے تمام ملک مین شہر شہر سفر کیا اور مسلمانون کو بت پرستی کی رسمین چھوڑنے کی تاکید اور راہ راست پہ چلنے کی ہدایت کی - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہان کے بہت سے گانوؤن مین جہان مسلمانون کے پاس زمینین تھین مسجدین تعمیر ہوگئین اور بت پرستی کی موٹی باتین جو علانیہ مانی جاتی تھین بند ہوگئین[۱] - راجپوتانہ مین بھی دیہات کی وہ ہندو قومین جو وقتاً فوقتاً مسلمان ہوئین صوم وصلوٰۃ کی زیادہ پابند ہوگئی ہین - بعض رسمین جو اُن مین اور ہندوؤن مین ایک سی تھین چھوڑ دی گئی ہین مثلاً مراث قوم کے مسلمان اب شادی مین بجای بھیرون کے نکاح پڑہاتے ہین اور جنگلی سور کے گوشت کو بھی حرام سمجھتے ہین[۲] - صوبہ بنگال مین ایسی مذہبی اصلاح اور ترقی کا ذکر ہم پہلے لکھہ چکے ہین

---

[۱] ہنٹر صفحہ ۱۶۴ - [۲] راجپوتانہ گزیٹیر پہلی جلد صفحہ ۹۰ دوسری جلد صفحہ ۴۷ (کلکتہ ۱۸۷۹ء)

لیکن اس قسم کی تحریکین اور دعوت اسلام مین شخصی کوششین ہندوستان مین مسلمانون کی ترقی تعداد کی پوری پوری توجیہ نہین کرتین۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علاوہ معمولی ترقی کے جو کسی قوم کی تعداد مین معمولاً ہوا کرتی ہے وہ کون سے اسباب ہین جنہون نے مسلمانون کی تعداد کو غیر معمولی طریقہ سے بڑہا دیا۔ اسکا جواب ہندوؤن کے سوشل کیفیت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوؤن کو نہایت ذلیل و خوار سمجھتے ہین اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو اپنی ترقی کا خواہان پاتے ہین تو اوسکو طرح طرح سے نقصان پہونچاتے ہین۔ جب ان باتون کا ایسے مذہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے جسمین کوئی ذات سے خارج نہین ہو سکتا اور ہر شخص کو ترقی کرنے کے لیئے آزادی ملتی ہے تو اسلام کے حقیقی فوائد دل پر روشن ہو جاتے ہین بنگال کے جلاہے جو سوتی کپڑا بنتے ہین اُنکو ہندو بہت ناپاک جانتے ہین اسلیے یہ جلاہے مسلمان ہو جاتے ہین تاکہ کسی طرح اس ذلیل حالت سے چھٹکارا ہو[۵۱]۔ بنگال کے شمال مشرقی حصہ مین اسیطرح کا ایک واقعہ یہہ پیش آیا کہ ۱۵۵۰ء مین کوچ کے ہندوؤن نے جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے سردار ہاجو کے زمانہ مین کوچ مین اپنا راج قائم کیا جب ہاجو کا بیٹا راج کا مالک ہوا تو ریاست کے بڑے لوگ تو ہندو ہوگئے اونچی ذاتون مین شمار ہونے لگے[۵۲]۔ اور غریب رعایا نے یہہ دیکھکر کہ اپنی ہی قوم اور برادری کے آدمی اب ہمکو ذات سے خارج سمجھتے ہین اسلام قبول کر لیا[۵۳]۔ غرض اسی طرح کی بہت مثالین ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کی تاریخ سے بیان ہو سکتی ہین اگر کوئی ہندو کسی طرح ذات سے خارج ہو جاتا ہے اور اُسکے عزیز اور دوست اسی وجہ سے اُس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہین تو اُسکو قدرتی طور پر ایسے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے جو ہر شخص کو بلا امتیاز اپنا شریک بناتا

---

[۵۱] ڈالٹن۔ صفحہ ۳۲۴۔ [۵۲] ہندوستان کے اصلی باشندون پر ہندوؤن کے مذہب نے کیونکر اثر کیا اگر اسکا حال پڑہنا ہو تو سر الفرڈ لائل کی کتاب ایشیاٹک سٹڈیز کا صفحہ ۱۰۲۔ ۱۰۴ دیکھو۔ [۵۳] ڈالٹن صفحہ ۸۹۔

ہے اور اپنی سوسایٹی مین اوسکو وہی رتبہ دیتا ہے جو شایستگی اور تہذیب کے لحاظ سے اوسکو اپنی قدیم سوسایٹی مین حاصل تہا۔ اس طریقہ سے جو ہندو مسلمان ہوتے ہین اُنکو تبدیل مذہب کے وقت اسلام کے ساتھ جسقدر جوش عقیدت ہو وہ کم ہے لیکن ایسے ہندو بہی جنکو اپنے دیوتاؤن کے نام اور اُنکی گنتی تک یاد نہین ہوتی ذات سے خارج ہونیکا بہت غم کرتے ہین اور بغیر اعتقاد کے مسلمان ہوجاتے ہین مسلمانون کا علم ادب پڑہنے اور اُنکی صحبت مین بیٹہنے سے بہی ہندوؤن پر اسلام کا ایسا اثر پڑتا ہے جسکو وہ دور نہین کرسکتے۔ راجپوتانہ اور بندیل کہنڈ کے رجپوت اجاؤن اور سردارون مین ابتک اسلام کی طرف میلان پایا جاتا ہے[۵۱]۔ اور یہہ ایسا ہے کہ اگر تیمور کی سلطنت سلامت رہتی تو یہ سب راجہ اور سردار کبہی کے مسلمان ہوگئے ہوتے۔ یہ لوگ درویشون اور پیرون کی تعظیم و تکریم ہی نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے مسلمانون کو معلم اور اتالیق مقرر کرتے ہین۔ شرع کے موافق جانور کو ذبح کرکے کہاتے ہین اور بعض اسلامی مجالس مین فقیرانہ لباس پہنکر شریک ہوتے ہین اور ان موقعون پر مسلمانون کی طرح عبادت کرتے ہین علاوہ اسکے لوگون کا یہہ بہی خیال ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ملک پر ایسی گورنمنٹ مسلط ہے جو مذہبی معاملات مین کسی فریق کی مطلق طرفداری نہین کرتی تو اسلام کی اشاعت مین بہ نسبت اوس زمانہ کی زیادہ ترقی ہوگی جبکہ مسلمانون کی حکومت تہی اور ہندو اپنے مسلمان دشمنون سے ہمیشہ دست و گریبان رہنے کی وجہ سے آپس مین زیادہ متفق اور قوی ہوگئے تہے[۵۲]۔ مزارون اور درگاہون مین عرس کے وقت ہندو بہی شریک ہوتے ہین اور ایک بے اولاد شخص جو ہزارون خداؤن کو مانتا ہو اس خیال سے کہ مراد مانگنے مین کوئی خدا چہوٹ نہ جائے مسلمانون کے خدا کو بہی اپنی فریاد سناتا ہے۔ اگر اسکے بعد

---

۵۱ سر الفرڈ لال نے رلیشنایٹک سٹڈیز کے صفحہ ۲۹ مین لکہا ہے کہ بعض موقعون پر ہندو سردارون نے اسلام قبول کرنے کی طرف صاف صاف میلان خاطر ظاہر کیا) ۵۲ گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۱۹۔

وہ صاحب اولاد ہو گیا تو اوسکا سارا کنبہ (چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہی) مسلمان ہو جاتا ہی[۵۱]

کبھی یہہ ہوتا ہے کہ کسی ہندو کو کسی مسلمان عورت سے عشق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ بغیر اسکے اونمین شادی ہونی ممکن نہین۔ کیونکہ اسلامی شریعت مین مسلمان عورت کا نکاح کافر سے قطعی ممنوع ہے۔ ہندوؤن کے بچون کو اگر کسی دولتمند مسلمان نے تبنیٰ کر لیا تو مسلمانون کے طریقہ پر اونکی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہندنی کسی مسلمان کی بیوی بنی تو وہ بھی خاوند کے مذہب مین آجاتی ہے۔ چونکہ اسکے برعکس کوئی عمل نہین ہو سکتا (یعنی مسلمان ہندو نہین بن سکتا) اس لیئے ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد ترقی پر ہے۔ ہندو جو کسی وجہ سے ذات برادری سے خارج ہو جاتے ہین اور ایسے مفلس ہندو جو مسلمانون کی خیرات پر پلتے ہین یا عورتین اور بچے جو ماں باپ کے مرجانے سے لاوارث ہو جاتے ہین یا ماں باپ اُنکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین اور وہ مسلمانون کی حفاظت مین آجاتے ہین (چنانچہ قحط سالی مین اکثر ایسا ہوتا ہے) تو وہ بھی مسلمان کر لیے جاتے ہین اور اس طریقہ سے مسلمانون کی تعداد مین ہندوؤن کے ہان سے برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے[۵۲]۔ بعض دفعہ مقامی حالات ایسے پیش آتے جس سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہہ بیان کیا گیا ہے[۵۳] کہ ترائی کی بعض بستیون مین مسلمانون اور ہندوؤن کی تعداد تقریباً برابر ہوتی ہے۔ اگر کبھی مسلمانون کا کچھ شمار بڑھ گیا تو گاؤکشی کے جھگڑے اوٹھائے جاتے ہین اور ایسی

---

[۵۱] جو ہندو اسطرح مسلمان ہوے اونکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہین ضلع کانپور مین موضع گھاتم پور مین ہندوؤن کا ایک بڑا خاندان ہے۔ اس خاندان کی ایک بڑی شاخ اپنے کسی رگ گھاتم دیو بائیس کی سنت سے مسلمان ہو گئی گھاتم دیو مدار شاہ کے فرار پر یہ منت مانی تھی کہ اگر اوسکے ہان لڑکا پیدا ہو تو اوسکی اولاد مسلمان ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (گزیٹیر ممالک مغربی و شمالی جلد ۴ صفحہ ۲۳۸) ہندوؤن مین مسلمان پیرونکو اسقدر مانا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین صرف ممالک مغربی و شمالی اودھ مین تیس لاکھ تین ہزار چھ سو تینتالیس ہندو (یعنی ہندوؤنکی تعداد مین سے ۵۱۷۸ فی صدی ہندو) ایسے تھے جنھون نے اپنے تئین پیر بخش لکھوایا (ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء۔ جلد ۱۶ حصہ ۱ صفحہ ۲۴۲ - ۲۱۷) (الہ آباد ۱۸۹۳ء)

[۵۲] ممالک مغربی شمالی کی مردم شماری کی کیفیت ۱۸۸۱ء۔ مصنفہ ایڈورڈ وائٹ صفحہ ۶۲ (الہ آباد ۱۸۸۲ء)

[۵۳] " " صفحہ ۶۳ " "

باتون سے جو ہندوؤن کو مذہبًا ناگوار ہوتی ہین فساد برپا کیے جاتے ہین نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ ہندو رفتہ رفتہ گاؤن چھوڑکر چل دیتے ہین - صرف چمار کاشتکار جو مسلمان زمینداروں کے نوکر ہوتے ہین رہ جاتے ہین - یہہ لوگ کچھہ دنونکے بعد مسلمان ہوجاتے ہین - اور دلی اعتقاد سے نہین بلکہ تنہائی اور علیحدگی کی تکلیف سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہین -

ملک اودہ کے بعض زرعی اضلاع مین نیچی ذات کے ہندوؤن کا مسلمان ہونا عجیب طرح سے پیش آتا ہے اگرچہ اودہ مین مسلمانون کی تعداد کل حصون کی مردم شماری کا دسوان حصہ بھی نہین ہے لیکن جہان جہان مسلمان کاشتکارون کے گروہ موجود ہین وہان نیچی ذات کے ہندو اونیچی ذات والون کے ظلم وستم سے عاجز آکر جمع ہوجاتے اور مسلمانون کی پناہ ڈھونڈھ کر اکثر لوگ اسلام قبول کرلیتے ہین[1] جس جس طرح کی پابندیون سے یہ چمار اور کوڑہی جو ہندوؤن مین سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے ہین مسلمان ہوکر آزاد ہوسکتے ہین اور جس قسم کا نفع انکو اسلام قبول کرنیسے ملتا ہے وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے جسمین ان قومونکی حالت ہندو ہونے کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے[2]

"کوڑہی - چمار - جلاہے - موچی مصیبت اور ذلت کے پنجے سے نیچے طبقے پر پڑے ہین - اون مین سے اکثر لوگ جو شمالی اضلاع مین رہتے ہین اونکی زندگی بالکل غلامی مین بسر ہوتی ہے کبھی اونکو اتنی ہمت نہین ہوتی کہ انگریزی عدالتون مین آکر اپنا انصاف چاہین - وہ اور اونکی اولاد نسلًا بعد نسلٍ اس طرح دوسرون کے قبضہ مین آتی ہے جیسے خریدے ہوے مال کا نفع - برہمنون اور چھتریون کے لیئے جو اونکے آقا ہوتے ہین اور اونیچی ذات کے غرور مین ہل کو ہاتھہ تک نہین لگاتے ان مصیبت کے ماروں کو ہل جوتنا پڑتا ہے گاؤن سے دو ایک علیحدہ جگہہ جہان سورون کے دڑبے ہوتے

---

[1] گزیٹیر صوبہ اودہ - پہلی جلد صفحہ ۱۹ [2] گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۲۳ - ۲۴ -

ہین لیکن جوان سے زیادہ پاک خیال کیئے جاتے ہین اونکو رہنا پڑتا ہے۔ ہمیشہ فاقون سے مرنے کی نوبت۔ بدن زار۔ رنگتین سیاہ۔ صورتین بدہیئت۔ چہرون پر بیوقوفی کے آثار۔ غلیظ اور ناپاک ایسے کہ دیکھنے سے نفرت ہو۔ غرض یہ سب باتین اونکے چھوٹے کرم اور کھوٹی تقدیر کا ثبوت ہین جسنے انکو ذلت اور خواری کے اوس درجہ پر پہونچا دیا ہے جسمین بالسان ہوکر وہ جانورون سے بدتر شمار ہونے لگے۔ یہہ بھی نہین کہ اونمین ترقی کرنے کا مادہ نہو۔ کیونکہ اونکے صدہا آدمیون نے انگریزون کے ہان اصطبل کی نوکریون مین معقول تنخواہین پاکر اپنے تئین ہوشیار نوکر ثابت کیا۔ تبدیل مذہب ان لوگون کی رہائی کا موجب ہوتا ہے اور جو اصلی مذہب اونکا ہے اوسکے وہ خیرخواہ نہین ہوسکتے

ہندوستان مین اسلام کو جس بات سے اصلی قوت حاصل ہے وہ یہہ ہے کہ اوسمین ذاتون کی تفریق نہین ہے اور یہی بڑی چیز ہے جس سے وہ ہندوؤن کو کثرت سے اپنا پیرو بناتا ہے۔

اس باب کو ختم کرنے کے لیئے اب کشمیر اور سرحد ہندوستان سے باہر ملک تبت کا حال لکھنا باقی ہے۔ ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون اور انگریزی صوبون سے سوائے صوبہ سندہ کے کشمیر مین مسلمانون کی تعداد کیا بلحاظ شمار کے اور کیا بلحاظ نسبت کے سب سے زیادہ ہے (یعنی کشمیر مین مسلمان ستر فی صدی آباد ہین۔) کشمیر کے تقریباً کل مسلمان ہندوؤن اور باشندگان تبت کی نسل سے ہین۔ لیکن تاریخی حالات جن سے وجہ معلوم ہو کہ مسلمانون کی یہہ کثرت کس طرح ہوئی نہایت قلیل ہین۔ جس قدر تاریخی شہادتین بہم پہونچتی ہین اون سے یہہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ درویشون اور پیرون نے (جنمین مذہب اسماعیلیہ کے دعاۃ بھی الموت سے آکر شریک ہوئے[1]) جو متواتر کوششین تبلیغ اسلام کیلیئے مدت تک جاری رہین وہ ہی اس ترقی کا باعث ہوئین۔

[1] خوجہ دریانت۔ صفحہ ۱۴۱۔

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ کشمیر مین اسلامی تحریک کی ابتدا کس زمانہ مین ہوئی۔ کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اوسنے چودھوین صدی عیسوی کے شروع مین کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے اسلام قبول کیا۔ اور صرف یہہ ہی شاہ صاحب تھے جنھون نے بادشاہ کو تحقیق حق مین مطمئن کیا کیونکہ اس بادشاہ کو اپنے قدیم مذہب کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور کسی نیے مذہب کو قبول کرنے کی تلاش مین رہتا تھا۔ ۱۳۸۸ء عیسوی کے قریب سید علی ہمدانی کشمیر مین آئے اور اونکی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ یہہ بزرگ جب تیمور کے معتوب ہوے تو اپنے وطن ہمدان کو چھوڑکر جو فارس مین ہے کشمیر مین چلے آئے اور سات سید اونکے ہمراہ تھے جو کشمیر پہونچکر مختلف مقامات مین عزلت گزین ہوے۔ اور اپنے اثر سے ہندوؤن کو مسلمان کرتے رہے۔ ان کی کوششون سے تعصب کو بھی بہت تحریک ہوئی یہانتک کہ سلطان سکندر (۱۳۹۳ء سے ۱۴۱۷ء) نے ہندوؤن کے بتون اور بتخانون کو توڑکر بت شکن کا لقب اختیار کیا۔ سلطان سکندر کے وزیر اعظم نے جو ہندو سے مسلمان ہوا تھا ہندوؤن پر ظلم کیے لیکن اوسکے مرنے کے بعد مذہبی آزادی کا اصول پھر سلطنت کا دستور العمل بن گیا[۱]۔ پندرھوین صدی عیسوی کے ختم ہونے کے قریب ایک بزرگ میر شمس الدین جو شیعہ مذہب رکھتے تھے ملک عراق سے کشمیر مین آئے اور اپنے مریدون کی مدد سے انھون نے کشمیر کے بہت لوگون کو مسلمان کرلیا۔

اکبر اعظم کے عہد مین جب کشمیر سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ ہوگیا تو اسلامی اثر کو ملک مین استحکام ہوا اور علمائی مین کثرت سے کشمیر مین پہونچ گیے۔ عالمگیر کے زمانہ مین کشتوار کے راجپوت راجہ نے سید شاہ فرید الدین کی کرامات مشاہدہ کرکے اسلام قبول کیا اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی۔ شاہان مغلیہ نے جس راستہ سے

---

[۱] تاریخ فرشتہ۔ چوتھی جلد صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۹۔

ترقی دولت کے لیئے کشمیر مین آمد و رفت کی اوسکے کنارون پر ایسے اجا اب تک موجود ہین جنکے رجیوت بزرگون نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کر لیے تھے[۵۱]۔

کشمیر کے شمال مین اسکردو یا تبت خرد ہے جسمین تین سو برس سے مسلمان موجود ہین لیکن اسلام کی اشاعت کے ابتدائی حالات جو اس ملک مین گذرے اونکی نسبت مختلف روایتین ہین۔ تبت کے گوشۂ شمال مشرق مین بدھ مذہب کے لوگون مین اسلام شائع ہوتا جاتا ہے[۵۲]۔ اور کشمیر کے مسلمان تاجرون نے تبت خاص مین بھی اسلام کا چرچا کر دیا ہے۔ ملک کی تمام بڑے شہرون مین کشمیری سوداگرون کے گروہ آباد ہین۔ لاسا مین جو تبت کا پایۂ تخت ہے ان کشمیری سوداگرون کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ یہہ لوگ تبت کی عورتون سے نکاح کرتے ہین جو اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کر لیتی ہین۔ مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے علانیہ کوئی کوشش حکام تبت کے خوف سے نہین کر سکتے[۵۳]۔ اس ملک مین اسلام نے ایران اور چین کے صوبہ یانان کی سمت سے بھی راہ کی[۵۴]۔

---

۵۱ ایف ڈریور "جمو اور کشمیر کی ریاستین" صفحہ ۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ء)

۵۲ جے۔ ڈی کننگھم "تاریخ سکھ" صفحہ ۱۷ مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ء۔ وی۔

۵۳ ان واقعات سے خود لاسا کے لاما گرو نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔

۵۴ اے باستین۔ "دے گشختے دیر اینڈو چینیزن" صفحہ ۱۵۹ (لائپزگ ۱۸۶۶ء)

باب دہم

ملک چین مین اسلام کی اشاعت

صرف چند سال سے لوگون کو چین کے مسلمانون کی طرف توجہ ہوی ہے۔ اس سے پہلے کسیکو اونکا خیال نہ تہا۔ یہہ بے توجہی بہی تعجب سے خالی نہین کیونکہ چین مین مسلمانون کا موجود ہونا ایک عرصہ سے یورپ کے لوگون کو معلوم تہا اور مدت ہوی کہ یورپ کے سیاحون نے اونکا ذکر اپنی کتابون مین لکہا تہا۔ تیرہوین صدی عیسوی مین اول مارکوپولو نے مسلمانون کا حال لکہا جن سے وہ چین کے سفر مین ملا تہا۔ وہ لکہتا ہے کہ "صوبہ کاراجان مین (جسکو اب یانان کہتے ہین) مختلف قسم کے لوگ آباد ہین۔ ان مین سارا سین (مسلمان) اور بت پرست ہی نہین ہین بلکہ کچہہ نسطوری عیسائی بہی شامل ہین[۵۱]" اسیطرح شہر سنجو کے حال مین (جسکو آج کل سنگنو کہتے ہین) لکہا ہے کہ یہان کی آبادی مین بت پرست اور مسلمان اور تہوڑے سے نسطوری عیسائی ہین[۵۲]"

سترہوین صدی کے اخیر اور اٹہارہوین عیسوی کے شروع مین فرقہ جیسوئٹ کے پادریون اور مشنریون نے بہی چین کے مسلمانون کا اکثر ذکر کیا۔ لیکن اونکے تاریخی حالات تحقیق کرنے یا تعداد اور حالت کو معلوم کرنے کی طرف ان پادریون نے توجہ نہین

۵۱ کرنل یول کا مارکوپولو۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۹۔

۵۲ کرنل یول کا مارکوپولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۰۴۔

کی - یہ زمانہ وہ تہا کہ یورپ کے لوگون کو چین کے مسلمانون کے ساتہہ کچہہ دلچسپی نہ تہی[۵۱] -
چین کے مسلمانون کے متعلق غیر ملکون کے مسلمانون کے پاس بہی کوئی ذریعہ معلومات سوای ابن بطوطہ کے جس نے چودہوین صدی عیسوی مین چین کا سفر کیا موجود نہین ہے - ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ "چین کے مسلمان مجہہ سے ملکر بہت خوش ہوے جو اسلامی ملک[۵۲] سے اونکے پاس پہونچا تہا - چین کے ہر ایک شہر مین شہر کا ایک حصہ مسلمانون کے رہنے کے لیئے مخصوص ہوتا ہے جہان اونکی مساجد ہوتی ہین - چین کے لوگ مسلمانون کی عظمت اور توقیر کرتے ہین[۵۳] "

لیکن جسوقت چین کے صوبہ یانان مین مسلمانون نے بغاوت کی جسکو بیس برس ہوے کہ بہت زور پر تہی تو کل دنیا کو مجبوراً ماننا پڑا کہ چین مین بہی مسلمان کثرت سے موجود ہین - اس موقع پر مسلمانون کے حال مین دو کتابین لکہی گیئن - ان مین سے ایک کتاب مین جو پروفیسر وسلیف کی تالیف سے ہے اس بات کا خوف پیدا کیا گیا ہے کہ چین مین مسلمانون کی ایسی کثرت سے جسکا پہلے کسی کو گمان تک نہ تہا یورپ کی تہذیب و شایستگی کو خطرے مین پڑجانے کا اندیشہ ہے - اور یہہ کہ ایک دن اسلام چین کا قومی مذہب ضرور ہوجائیگا پروفیسر وسلیف لکہتا ہے "کہ اگر چین کے ملک نے جسمین دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد ہے مسلمان ہوکر اسلامی سلطنت کی صوت قبول کرلی تو مشرقی ملکون سے جو تعلقات چلے آتے ہین اون مین سخت انقلاب پیدا ہوگا - جسوقت اسلام کی دنیا جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پہیل جائیگی تو ضرور ہے کہ ہر ایک دفعہ مسلمان سر اٹہائین اور مسیحی دنیا مین ہل چل ڈالدین - اگر چینیون کی عافیت پسند اور محنتی زندگی متعصب مسلمانون کے قبضہ مین

---

[۵۱] بحری و بری سفر کے حالات" - دوسری جلد صفحہ ۶۷۶ و ۶۷۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ء) ایضاً پہلی جلد صفحہ ۱۷ و ۶۷۶ (لندن ۱۸۴۵ء) ہے بی دو ہالڈ سے "ملک چین کا بیان" نوٹم - ۱ صفحہ ۳۳۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۵ء)

[۵۲] ابن بطوطہ - نوٹم - ۴ - صفحہ ۲۷ - [۵۳] ابن بطوطہ - نوٹم - ۴ - صفحہ ۲۵ -

آگئی تو یہ مسلمان ان غریب چینیون کو جُوا بناکر دوسری قومون کی گردن پر رکھ دینگے"۔ ترکستان اور زنگیریا کے مسلمان سلطنت چین پر حملہ کرنے سے باز نہ آئینگے جہان اونکے ہم مذہب اور ہمقوم جابجا موجود ہین۔ اگر ترکستان اور زنگیریا کے ملک سلطنت چین کے محکوم ہی ہوگئے تو کیا اسلام اس وجہ سے کمزور ہو جائیگا۔ اور اوسکی اشاعت اور ترقی رُک جائیگی؟ یہ سوال ایسا پیدا ہوا ہے کہ صرف چند سال کے لیئے۔ فرض کرو دس برس یا حد سے حد سو برس کے لیئے ہم اسکو ملتوی رکھہ سکتے ہین۔ لیکن اس عرصہ مین بھی اسلام کی ترقی جاری ہیگی۔ اور یہہ مذہب اپنی آرزوین پوری کرنے کے لیئے موقع کا منتظر رہیگا اور جو کچھہ چاہتا ہے آخرکار اوسکو حاصل کرلیگا"۔ "اگر چین کے مسلمان فقط اُن پردیسی مسلمانون کی اولاد ہوتے جنکو چین مین آباد ہوے مدت ہوگئی ہے تو ہمکو اس سوال سے بحث نہ ہوتی کہ چین کا کل ملک ایکدن مسلمان ہو جائیگا یا نہین۔ لیکن اس سوال سے پہلے ہی یہ فیصل کرلینا پڑتا ہے کہ چین کے دیسی لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہین۔ اس لیئے اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ اس مذہب کی یہ ترقی کبھی ختم بھی ہوگی یا نہین؟" "مگر یہ کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانروا مذہب ہوگیا اور رعایا سے اوسنے اپنی پیروی چاہی تو کون ہے جو اوسوقت مسلمان ہونے سے انکار کرسکیگا؟ ہمارے خیال مین اسوقت کوئی شخص ایسا نہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے۔ بلکہ چینیون کو مذہب کا تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے جیسا کہ موجودہ شاہی خاندان چین کی تخت نشینی پر ہوا زیادہ آسان معلوم ہوگا"[۵۱]۔ ان عبارتون کو پڑھکر ہر شخص کو تردد ہوگا کہ وہ کونسی مستند تحریرین ہین جن سے یہ عجیب و غریب نتیجے نکالے گئے ہین۔ اصل مین جن واقعات کے اعتبار سے یہہ نتیجے نکالے گئے ہین اونکی تفصیل سابق کونسل جنرل و سفیر چین بریٹی پرسان کی تالیف مین بیان ہین[۵۲]۔ اس مؤلف نے چین کے مسلمانون کی تاریخ بہت تصریح سے

[۵۱] واسلیف۔ صفحہ ۳ و ۵ و ۱۴ و ۱۷۔ [۵۲] چین کے مسلمان (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۸ء)

لکھی ہے اور اونکا حال کہین تو تاریخون اور مذہبی کتابون سے اقتباس کیا ہے اور کہین شاہی فرامین سے جو شہنشاہ چین نے مسلمان رعایا کے نام جاری کیئے لکھا ہے اور کہین اونکے عالمون اور فاضلون اور اور ذریعون سے حالات تحقیق کرکے درج کیئے گئے ہین۔

چینی مسلمانون کے متعلق کوئی اور کتاب سوای تیرسان کی تاریخ کے ایسے نہین ہے جسمین اسقدر تفصیل سے مسلمانون کے حالات درج ہون۔ اور جس مین معلومات کا ایسا قیمتی ذخیرہ موجود ہو۔ مین نے بھی سوای اون مقامات کے جہان خاص طور پر دوسری کتابون کا حوالہ دیا ہے تیرسان کی تاریخ سے چینی مسلمانون کے حالات لکھے ہین۔

اس تاریخ کے مضامین کی تصدیق بحیثیت مجموعی چین کے ایک مسلمان سید سلیمان سے بھی ہوی ہے جو صوبۂ یانان کے رہنے والے ہین اور ایک چینی گورنر کے فرزند ہین سید سلیمان نے اپنے بھائی کے ساتھہ ترکی اور اور اسلامی ملکون کا سیر و سفر کیا اور ۱۸۹۴ عیسوی مین جب وہ قاہرہ پہونچے تو مجلۃ المقتطف کے ایک نامہ نگار نے اونسے ملاقات کی اور اس موقع پر جو گفتگو ہوی وہ اس عربی رسالہ مین شائع کی گئی[۱]

مذکورۂ بالا کتابون کا ذکر کرنے کے بعد جنکا پڑھنا چینی مسلمانون کے حالات لکھنے کے لیئے ضروری ہے اب ہم تاریخی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین چین مین اسلام دو طرف سے داخل ہوا۔ جنوبی حصہ مین سمندر کی راہ سے پہونچا اور شمال مشرقی اطراف چین مین خشکی کے رستہ سے پہونچکر شایع ہوا۔ چین کے شمال مغربی صوبجات کانسوہ اور شانسی مین مسلمان کی تعداد اور سب صوبون سے زیادہ ہے۔ یہہ زیادتی صرف شمار ہی مین نہین ہے بلکہ

[۱] تمرۃ الفنون۔ (بیروت۔ ۱۳ شعبان ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۴ عیسوی) [۲] کانسو مین تالکہ بیجاس ہزار مسلمان آباد ہین اس تعداد کو اور صوبجات کے مسلمانون کی تعداد سے چھ اور پانچ یا چار کی نسبت ہے شانسی مین پینسٹھ لاکھہ مسلمان ہین۔ (دے تیرسان۔ تومہ ۱ صفحہ ۳-۴)۔

نسبتاً بہی یہہ تعداد اور صوبون کے مسلمانون سے زائد ہے۔ چنانچہ چین کے دو کروڑ مسلمانون مین سے تین چوتہائی حصہ اس آبادی کا ان دونون صوبون مین آباد ہے[۵۱]

سلطنت چین کے شمال مغربی ملکون مین داعیان اسلام اول وسط ایشیا سے پہونچے وجہ اسکی یہ تہی کہ قدیم زمانہ خلافت مین شاہان چین اور خلفاے اسلام مین جو عرب کے متصل ملکون کو فتح کرتے جاتے تہے آشتی پیدا ہوگئی تہی چینیون کو دوسری صدی عیسوی سے ملک عرب کا حال معلوم تہا۔ لیکن خلیفہ اسلام اور شہنشاہ چین مین ملکی تعلقات یزدجرد بادشاہ ایران کی موت کے بعد پیدا ہوئے۔ جب یزدجرد کا انتقال ہوا تو فیروز ابن یزدجرد نے دشمنون کی مدافعت کے لیے شہنشاہ چین سے فوجی مدد چاہی۔ شہنشاہ نے جواب بہیجا کہ ایران چین سے اسقدر دور ہے کہ فوج روانہ نہین ہوسکتی البتہ حضرت عثمانؓ سے فیروز کی سفارش ہوسکتی ہے۔ جب چین کا سفیر حضرت عثمانؓ کی خدمت مین فیروز کی سفارش کے لیئے آیا تو اوسکی بہت مدارات ہوی اور واپسی کے وقت ایک عرب سپہسالار اوسکے ساتہہ کردیا گیا۔ ۶۵۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے اس عرب کی بہت خاطر و تواضع کی۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے عہد مین (۷۰۵-۷۱۵ء) قطیبہ ابن مسلم خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور دریاے جیحون عبور کرکے اوسنے وہ معرکہ آرائیان شروع کین جن مین بخارا سمرقند اور اور ملک مسلمانون نے فتح کرلیئے اور ان ملکون مین

[۵۱] مسلمانون کی مردم شماری کا یہ تخمینہ تیرسان کا کیا ہوا ہے اور چینی حاکمون سے اطلاع حاصل کرکے یہ تخمینہ کیا گیا ہے دوسرا بیان یہ ہے کہ چین مین غالباً تین کروڑ مسلمان ہین۔ (ایشیا) مصنفہ اے ایچ کین۔ مرتبہ سر جرج ڈیمپل صفحہ ۵۷ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء سید سلیمان نے بیان کیا کہ مسلمانان چین کی تعداد کے یہہ سب تخمینے پرانے ہوگئے ہین مسلمانون کی مردم شماری مین ہر سال کمی ہوتی ہے۔ سید سلیمان کا خیال ہے کہ کاشغر کے مسلمانون کو چہوڑکر چین کے مسلمانونکی تعداد سات کروڑ ہے۔ (ثمرۃ الفنون ۲۲ ماہ رمضان صفحہ ۳) چینی مسلمانونکی تعداد کے متعلق جسقدر لاعلمی ہے اوسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مسٹر ولفرڈ بلنٹ نے ڈیڑہ کروڑ (صفحہ ۸) اور ڈاکٹر جاسپ (صفحہ ۵) نے صرف ۸۰ لاکہہ اور ایکیمندریت پلاڈیوس مین تیس اور ۸۰ لاکہہ کے درمیان مسلمانون کا شمار لکہا ہے۔ (زیڈ۔ ڈی۔ ایم جے جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۲ سنہ ۱۸۶۰ء)

اسلام کی اشاعت کردی - ان فتوحات کے بعد قطیبہ ابن مسلم مشرق مین سرحد چین کی طرف اپنی فتحمند فوجون کو لیکر بڑہا اور شہنشاہ چین کے پاس ایلچی روانہ کیئے - عربی مورخون نے لکہا ہے کہ شہنشاہ نے ان ایلچیون کو بہت سا روپیہ دیکر اپنے دربار سے رخصت کیا گویا یہ علامت تہی کہ اوسنے خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی - اسی زمانہ کے چند سال بعد چین کی تاریخون مین بیان ہے کہ چین مین کئی اور سفیر خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ع) کی طرف سے تحائف لیکر آئے - ۷۵۷ عیسوی مین خلیفہ منصور نے شہنشاہ ہتسنگ کے پاس سفیر بہیجے - یہہ زمانہ وہ تہا جسمین تجارت کو بہت ترقی تہی - اس وقت سے اکثر شفیرون کا چین مین آنا بیان ہوا ہے - جب چین اور خلافت بغداد مین تعلقات قائم ہوگئے اور تجارت کو ترقی ہوی تو ضرور ہے کہ مسلمان تاجرون کی وجہ سے جنکو تبلیغ اسلام کا بہت شوق تہا اور جو دور دراز ملکون سے مثلاً ماوراالنہر - بخارا - عرب سے چین مین آکر تجارت کرتے تہے دعوت اسلام مین بہت سہولت پیدا ہوی ہوگی - اس زمانہ (یعنی ۷۱۳ع لغایت ۷۴۲ع) کے ایک چینی مورخ نے لکہا ہے کہ "مختلف سلطنتون سے جو ہمارے ملک سے تین تین ہزار میل کے فاصلہ پر ہین مغربی وحشیون کے گروہ سیلاب کی طرح اس ملک مین آگئے ہین - یہہ لوگ آتے ہین اور اپنی کتب مقدسہ شہنشاہ کے سامنے پیش کرتے ہین جو قبول کیجاتی ہین اور محل کے ایک خاص مکان مین جہان دینی کتابون کا ترجمہ ہوتا ہے محفوظ کردی جاتی ہین - جب سے یہہ اجنبی لوگ آئے ہین مختلف ملکون کے مذہب چین مین رائج ہوے ہین اور علی الرؤس الاشہاد اونکی پیروی ہوتی ہے"

۷۴۲ع مین چین کے شمالی صوبہ یعنی شانسی کے خاص شہر مین سب سے پہلے مسجد تعمیر ہوی - اور ایک چینی اہلکار مسلمانون پر نگران مقرر ہوا - رکیمندریت پلاویس نے لکہا ہے کہ سنگانفو مین (جہان سے نسطوریون کا مشہور کتبہ کہود کر نکالا گیا تہا)

ایک کتبہ نکلا جسمین یہہ ہی تاریخ یعنی ۷۴۳ھ لکھی تہی اور اسلام کے شائع ہونے کا ذکر تہا لیکن اس واقعہ کے متعلق کتبہ مین ایک غلطی ہے یعنی چین مین اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ سوی خاندان کے بادشاہ کاہنگ کے عہد مین لکہا ہے جو ۵۸۱ھ عیسوی سے ۶۰۰ھ عیسوی تک چین کا بادشاہ رہا۔ بہرکیف جسقدر شہادت اس کتبہ سے ہم پہونچتی ہے اوس سے قطعی ثابت ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے اسلام ملک چین مین موجود ہے[۱]۔

اسلام کی اشاعت کے مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اول صوبہ کانسوہ مین اسلام کی اشاعت ہوی جو آٹھوین صدی عیسوئی کے وسط سے ہوی ہو قوم کی سلطنت مین شامل تہا۔ اس قوم کا اصلی وطن دریاے ارتش اور ارکہان کے بیچ مین واقع تہا۔ یہہ امر تحقیق ہونا بہت دشوار ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین جب ہوی ہو قوم کا خان ساتوک مسلمان ہوا تو اس قوم مین اسلام کس حد تک شائع ہو چکا تہا۔ اس خان نے کافرون پر جہاد کیا اور اپنی رعایا کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ ساتوک خان کے جانشینون نے بہی ایسا ہی کیا اور سواے نسطوری عیسائیون کے تمام غیر مذہب والون کو اونکے مذہب کی پیروی سے منع کیا۔ لیکن تیرہوین صدی عیسوی مین چنگیز خان نے ہوی ہو کی سلطنت کو تاراج کرکے سب کو مذہبی آزادی دی۔ خان ہوی ہو کی رعایا مین اوگر کا گروہ بہی شامل تہا۔ یہہ گروہ ایک ترکی جرگہ تہا جس سے عثمانیہ ترکون کا سلسلہ جلتا ہے اور وہ چینی ترکستان مین کہامل کے مقام سے اوٹہکر ہوی ہو کی سلطنت مین آباد ہوا تہا[۲]۔ اوگر کے گروہ سے تنگانیون کی اصل بہی بیان کیجاتی ہے۔ تنگانی ترکی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی نومسلم کے ہین۔ غرض ایک بیان یہہ ہے[۳] کہ تنگانی یعنی چین کے مسلمان اوگر کے گروہ سے ہین جو چین کے شاہی

[۱] بہیت شنید (۱) پہلی جلد۔ صفحہ ۲۶۶۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۵۔ [۲] اینڈرسن صفحہ ۱۶۲ [۳] یول کا مارکو پولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔

خاندان تہانگ کے عہد (۶۱۸-۹۰۷ عیسوی) مین دیوار چین کے قریب بسا دیا گیا تھا اوگر کا یہہ گروہ جسوقت دیوار چین کے قریب آباد ہوا تو اوسنے چینی عورتون سے شادیان کین - اور زمانۂ مابعد مین جب اس گروہ نے اسلام قبول کیا تو اوسکے ہمقوم بہی جو خاص چین مین رہتے تھے مسلمان ہوگئے[۱] - چین کی عورتون سے شادی کرنیکا دستور اونمین ابتک چلا آتا ہے اور جو بچے ان عورتون سے ہوتے ہین وہ مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہین - کچھہ زمانہ کے بعد ترکانیون یعنی چین کے مسلمانون مین اسطرح اور اضافہ ہوا کہ اونکے ہمقوم شالنسی اور کالنسوہ مین چلے آئے اور وہان آباد ہوگئے - وجہ اسکی یہہ تھی کہ تیرہوین صدی عیسوی کے شروع مین چنگیز خان کی فتوحات سے ایشیا کے مشرقی اور مغربی ملکون مین آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا - ترکانی مسلمان تجارت کے پیشہ کو بہت پسند کرتے ہین اور تمام وسط ایشیا مین اونکی استبازی مشہور ہے معمولی چینیون سے اونکی شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ جسمانی قوت وہ زیادہ رکھتے ہین اور اس لیئے پولس کی نوکریون پر یہہ مسلمان ہی زیادہ مقرر کیے جاتے ہین -

مغلون کی فتوحات کے زمانہ مین شام اور عرب اور ایران کے مسلمان چین مین بکثرت آباد ہوگئے[۲] یہہ لوگ یا تو تاجرون اور سپاہیون اور پیشہ ورون کی حیثیت سے اس ملک مین آئے یا محض دوسرے ملک مین آباد ہونے کے خیال سے یا لڑائیون مین گرفتار ہوکر چین مین پہونچ گئے - غرض چین مین مسلمان کثرت سے آباد ہوگئے اور اون کو سب طرح ترقی ہوی اور چینی عورتون سے اونہون نے شادیان کرکے اپنی قومی خصوصیتین

---

[۱] جس زمانہ مین (۱۲۰۶-۱۲۱۷ء) تاتاریون نے چین کو فتح کیا تو اس فتح سے ڈہائی سو برس پہلے اوگر کے جرگہ نے بدہ مذہب چہوڑ دیا تہا - ایندرسن صفحہ ۱۴۹ [۲] دے تیرسان - تومہ - اصفحہ ۴۸ - ۱۲۲۱-۱۲۲۴ء مین ملک چین کے ایک راہب نے وسط ایشیا مین سے گذر کر ایران تک کا سفر کیا اس راہب کے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ چین کے کچہہ باشندے مسلمانون کے مفتوحہ ملکون مین چلے آئے تہے اور یہان اون پر اسلام کا اثر پڑا - سمرقند کے ذکر مین اس سیاح نے لکہا ہے کہ "یہان چین کے اہل حرفہ ہر جگہہ موجود ہین" ابریت شنیدر - (۱) - پہلی جلد صفحہ ۷۰

معدوم کردین دریافت ہوتا ہے کہ مغلون کے زمانہ سلطنت مین مسلمان بڑے بڑے عہدے اور منصب رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۴۴ء مین عبدالرحمن سرکاری خزانہ کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا اور ملک سے محصول جمع کرنے کے اختیارات اوسکو ملے۔[۵۱] سنہ ۱۲۵۹ عیسوی مین قوبلائی خان نے تخت نشین ہوکر سید اجل کو جو بخارا کا رہنے والا تھا شاہی خزانہ سپرد کیا سنہ ۱۲۷۰ عیسوی مین سید اجل نے انتقال کیا اور دیانتداری مین بڑی شہرت حاصل کی سید اجل کے بعد ایک شخص احمد نامی خزانہ کا افسر مقرر ہوا مگر یہہ شخص ایسا ہی بدنام ہوا جیسا سید اجل نیکنام تھا۔ چین کے مورخ جہان قوبلائی خان کے عہد کی تعریف کرتے ہین وہان سیاہ کے ضرورشاکی ہوتے ہین کہ ترکون اور ایرانیون کی جگہہ اوسنے چینیون کو بڑے عہدون پر مقرر نہین کیا۔[۵۲] پیکین کے شہر مین قوبلائی خان نے ہوی ہوکی قوم کے لیئے جسنے اسلام قبول کرلیا تھا ایک شاہی مدرسہ جاری کیا۔ یہ دوسرا ثبوت اس بات کا ہے کہ چین مین مسلمانون کی قدر بڑہتی جاتی تھی۔ چودھوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک عیسائی مورخ نے لکھا ہے کہ صوبہ یانان کے کل باشندے اوسکے زمانہ مین مسلمان ہوچکے تھے[۵۳] مغلون کی سلطنت کے زمانہ تک چین مین مسلمان غیر ملک کے آدمی خیال کیئے جاتے تھے۔ لیکن جب تیرھوین صدی عیسوی کے اخیر مین تخت چین سے مغلون کا خاندان معزول ہوا تو چین کے مسلمانون کو باہر کے اسلامی ملکون سے تعلق نہ رہا اور اس خیال سے کہ نئے حکمران خاندان کو اونسے بدگمانی نہ ہو اُنھون نے یہہ طریقہ اختیار کیا (اور اب تک اونمین یہہ ہی دستور ہے) کہ کوئی ظاہر علامت ایسی نہ رکھین جس سے اونکا مذہب جدا معلوم ہو۔ مسلمانون نے یہہ کوشش کی کہ جس طرح چین کے اور باشندے ہین اونمین جہان تک ممکن ہو یہہ بھی شامل نظر آوین۔ جب مغلیہ سلطنت کو زوال ہوا تو چین کے شمالی ملکون مین اسلام بخوبی شائع ہوگیا تھا۔ اب اوسنے جنوب کی طرف آہستہ مگر جما کر

[۵۱] ہوورتھ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۱۔ [۵۲] ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۲۵۔ [۵۳] رشیدالدین۔ (ویول کا تاریخ صفحہ ۲۶۹)

قدم رکھنے شروع کیئے اور اشاعت کے لیئے بہت احتیاط کے ساتھ وہ طریقے اختیار کیے جو کسی کی بات مین مخل معلوم نہون یہہ اسلامی تحریک جو شمال سے جنوب کی طرف شروع ہوی اوسکے حالات تاریکی مین دبے پڑے ہین لیکن مسلمانون کی قومین جو اسوقت تک یہان موجود ہین اس تحریک کی کامیابی کا ثبوت ہین - جنوبی منگولیا کے تمام شہرون مین جہان کی آبادی عموماً بدہ مذہب کی پیرو ہے مسلمان بھی بکثرت موجود ہین دارالحکومت پیکین مین مسلمانون کے بیس ہزار خاندان موجود ہین - اور تیرہ مسجدین ہین جنکے ملا مغربی ملکون سے پیکین مین نہین آئے بلکہ کنزن چو کے رہنے والے ہین جو پیکین کے جنوب مشرق مین بادشاہی نہر کے کنارہ واقع ہے اور جو شمال مشرقی صوبجات چین کے ایسے شہرون مین سے ہے جہان اسلام کا اثر سب سے زیادہ پیدا ہوا[۵۱] -

یہہ واقعہ بھی دلچسپ ہے کہ چین کے یہودیون نے اسلام قبول کرکے چینی مسلمانون کی تعداد کو بڑہا دیا - یہہ یہودی چین مین بہت قدیم زمانہ سے آباد تھے - گورنمنٹ چین نے انکو نوکریان دی تہین اور بڑی بڑی جایدادون کے وہ مالک تہے لیکن سترہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر اونکے بہت لوگون نے اسلام قبول کرلیا[۵۲] -

اٹھارہوین صدی عیسوی مین مسلمانون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین بڑی کوشش کی اور نومسلمون کی تعداد بہت بڑھ گئی[۵۳] - ایک سبب اس ترقی کا یہہ بھی تہا کہ چینیون کو وسط ایشیا مین فتوحات حاصل ہوی تہین اور اُنکی سلطنت مغرب کی طرف بڑھ گئی تہی اس لیئے ملک تیان شان کے اسلامی شہرون اور مغربی ترکستان کی ریاستون مین تجارت کا بازار گرم ہوا اور چین کے شمال مغربی صوبون پر باہر کے مسلمانون کا بڑا اثر پڑا[۵۴] -

---

۵۱ دہلیف صفحہ ۸۰۰ ۵۲ "وسط چین کا سفر" مصنفہ کلارک ایل ۲۰۶ - (لندن ۱۸۸۹ء) ۵۳ لیسٹر اینڈ یفیانٹ کی کوریئر نومبر ۱۹ صفحہ ۱۴ - ۱۸۷۷ء مین ایک عیسائی مشنری نے پیکین کے شہر سے لکہا کہ مسلمانون کے گروہ روز بروز ترقی پر ہین دیکہو لائے گرومیئے - تومبر ۴ صفحہ ۵۰۰ - ۵۴ ویمیتر پیس - سی بولگیر - "تاریخ چین" دوسری جلد صفحہ ۵۲۹ - ۵۳۰ - (لندن ۱۸۸۴-۱۸۸۸ء)

ملک چین کے شمال مغربی صوبجات مین تو اسلام کا چرچا ہوا ہی تھا کہ جنوب مین بھی سمندر کے رستہ سے مسلمان چین مین پہونچ گئے۔ لیکن ان مسلمانون کا حال بالکل جدا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے یہہ اسلامی تحریک جو جنوبی ملک چین مین پیدا ہوی زیادہ قوی نہین ہے لیکن تاریخی وقعت اوسمین زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی چین مین بحری رستہ سے تجارت شروع ہوگئی تھی۔ عرب اور شام کے ملکون اور بحیرۂ شام کے بندرگاہون کو مشرقی ملکون کی پیداوار تجارت کی غرض سے روانہ کی جاتی تھی۔ چھٹی صدی عیسوی مین جزیرۂ سیلون کے رستہ سے چین اور عرب کی تجارت نے بہت ترقی کی۔ ساتوین صدی عیسوی مین چین اور ایران اور عرب کی تجارت نے اور زور پکڑا اور سیراف کا شہر جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تھا۔ چینی تاجرون کا بڑا تجارت گاہ بن گیا۔ غرض یہ زمانہ تھا یعنی چین مین تھانگ کے شاہی خاندان کا عہد (۶۱۸ء - ۹۰۷ء) شروع ہوا تھا کہ چین کے مورخون نے عربون کا ذکر اپنی تاریخون مین لکھا[1]۔ چین کے مورخون نے لکھا ہے کہ بہت سے عربی آدمی امام کمبوج۔ مدینہ اور اور ملکون سے چین مین چلے آئے ہین۔ ان عربی لوگون کی جو عادات اور رسوم ان مورخون نے بیان کی ہین اونسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ عرب کے مسلمان تھے۔ چین کے مؤرخ لکھتے ہین کہ "یہہ باہر کے رہنے والے ایک خدا کی بندگی کرتے ہین اور اونکے عبادتخانون مین بت یا مورت یا تصویر نہین ہوتی۔ مدینہ کا شہر ہندوستان کے قریب کہین ہے۔ اسی شہر یا ملک مین ان لوگون کا مذہب جو بدھ کے مذہب سے مختلف ہے شروع ہوا۔ یہ لوگ شراب اور سور کے گوشت کو قطعی حرام سمجھتے ہین اور جس جانور کو خود ذبح نہین کرتے اوسکے گوشت کو ناپاک جانتے ہین۔ آج کل چین کے باشندے ان لوگون کو ہوی ہوی کہتے ہین[2]

---

[1] بریت شنیدر۔ (۲) صفحہ ۶۔ [2] چین کے مسلمان اپنے تئین ہوی ہوی کہتے ہین۔ اس لفظ مین رجوع اور طاعت دونون معنی ساتھہ پیدا ہوتے ہین یعنی "ست طریقت سے اللہ کی طرف رجوع ہونا" اور خدا کی مرضی کی طاعت کرنا"

یہان اونکا ایک عبادتخانہ ہے جسکو وہ کسی بزرگ کی یادگار سمجھتے ہین (اس عبادتخانہ سے مراد وہاب ابن کبشہ رض کی مسجد سے ہے جسکا ذکر آگے آئیگا۔) یہہ عبادتخانہ خاندان تہانگ کے آغاز عہد مین تعمیر ہوا تہا۔ اور اوسکے پہلو مین ایک سو ساٹہہ فیٹ بلندی کا ایک مینار ہے جسکو یہہ لوگ کانگٹا کہتے ہین (یعنی سادہ مینار۔) یہ اجنبی لوگ اس عبادتخانہ مین روز جاتے ہین کہ اپنی مذہبی سوم ادا کرین۔ شہنشاہ سے اجازت لیکر وہ کانٹن مین آباد ہوئے ہین اور انہون نے بڑے عالیشان مکان بنائے ہین جنکی وضع ہمارے ملک کے طرز تعمیر سے جدا ہے۔ یہہ لوگ بہت دولتمند ہین اور جس شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیتے ہین اوسکی ہمیشہ فرمانبرداری کرتے ہین[۵۱]۔

یہہ بات صحیح تحقیق ہوئی کہ کانٹن مین عربون کا سردار یا امیر کون تہا نا ممکن ہے چین کے مسلمان بہی اس سوال کے جواب مین قیاس سے کام لیتے ہین۔ لیکن انکے ہان مشہور یہہ ہے کہ اس امیر کا نام سارتا یا سکا یا یا وانگ کا زی مشہور تہا۔ سکا یا کا لفظ کسی قدر قابل لحاظ ہے کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ امیر کانٹن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تہے اور چینی مسلمانون کی ہر ایک روایت مین یہہ ضرور بیان ہوتا ہے کہ یہہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے[۵۲]۔

دے تیرسان کی رائے مین ان امیر یا صحابی سے مراد وہاب ابن ابی کبشہ رض ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے۔ دے تیرسان کا خیال ہے کہ مفصلۂ ذیل حالات کی نسبت یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ اون مین وہاب ابن ابی کبشہ رض کے واقعات زندگی تاریخی حیثیت سے بیان ہین۔ کیونکہ اون قصون اور افسانون کو جو اصلی واقعات پر اضافہ

---

[۵۱] دے تیرسان۔ تو مع اصفحہ ۱۹ ج ۲ [۵۲] علامہ شیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار البکری نے تاریخ الخمیس مین لکہا ہے کہ حضرت آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کوئی بہائی تہا نہ بہن۔ لیکن زہرہ اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مامون کہا کرتے تہے۔ کیونکہ حضرت آمنہ اونکے قبیلہ سے تہین۔ (تاریخ الخمیس پہلی جلد صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ قاہرہ ۱۲۸۳ھ)

ہوگئے ہین دور کرکے یہہ حالات لکھے جاتے ہین - حالات یہہ ہین کہ سنہ ۶ ہجری مطابق سنہ ۶۲۸ عیسوی مین جسکو سنہ الوفود کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاب ابن ابی کبشہ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لیئے روانہ فرمایا تہا - کانٹن مین اونکی بہت تعظیم و تکریم ہوی اور بادشاہ کی طرف سے اُنکو اور اونکے ہمراہیون کو سلطنت چین مین اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی - سنہ ۶۳۲ عیسوی مین وہاب ابن کبشہ رضؓ اس کام سے فارغ ہوکر عرب کو واپس گئے - لیکن جب وہان پہونچے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانکاہ خبر سنی جو اسی سال مین ہوا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ وہاب ابن کبشہ رضؓ نے عرب مین بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوے تو ایک جلد قرآن شریف کی اونکے ساتہہ تہی جو ہجرت کے گیارہوین یا بارہوین سال (سنہ ۶۳۳ ۶۳۴ء) مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جمع ہوا تہا - کانٹن پہونچکر وہاب ابن کبشہ رضؓ نے سفر کی تکان سے بیمار پڑکر انتقال کیا - اور شہر کے قریب دفن کیے گئے - یہان اب تک اونکا مزار مسلمانان چین کی زیارتگاہ ہے - جو مسجد اُنہون نے اپنی زندگی مین بنوائی تہی اوسکے گرد عرب کے تاجرون کی بڑی بستی آباد ہوگئی اور اوسکو ہر چیز مین ترقی ہوی - کیونکہ یہہ عربی تاجر چینیون سے اتحاد قائم رکہتے تہے اور یہان اونکے آباد ہونے سے دونون کو فائدہ تہا - کچہہ زمانہ تک یہہ عرب غیرون کی طرح اس ملک مین رہے - چنانچہ نوین صدی عیسوی کے وسط مین عرب کے ایک تاجر نے لکہا کہ کانٹن کے مسلمانون کے ہان اون ہی کا قاضی ہے اور وہ چین کے بادشاہ کا خطبہ نہین پڑہتے بلکہ اپنے خلیفہ کا خطبہ پڑہتے ہین - غرض جسوقت کانٹن مین مسلمانون کی آبادی قائم ہوگئی تو مسلمانون کی تعداد بڑہنی شروع ہوی - کچہہ تو اسطرح کہ باہر سے مسلمان آئے اور کانٹن کے مسلمانون کے ساتہہ رہنے لگے اور کچہہ اسطرح کہ مسلمانون نے چین کی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور چینیون کو مسلمان کرکے اپنی تعداد کو بڑہا لیا - سنہ ۷۵۸ عیسوی

مین ایک اور طریقہ سے مسلمانون کی تعداد زیادہ ہوگئی اور وہ یہہ تہا کہ خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب کی جمعیت ستنگ بادشاہ چین کی کمک کے لیئے روانہ کی تاکہ بادشاہ کے خلاف جو بغاوت برپا تہی اوسکو فرو کیا جاوے - جب بغاوت فرو ہوگئی تو ان چار ہزار عربون نے وطن کو واپس جانے سے انکار کیا اور جب شہر کے حاکم نے انکو مجبور کرکے روانہ کرنا چاہا تو انہون نے عربی اور ایرانی تاجرون کے ساتہہ ہوکر شہر کی بڑی بڑی منڈیون کو لوٹنے کا قصد کیا - حاکم شہر نے فصیلون مین چہپ کر اپنی جان بچائی اور عرب کی سپاہ کے سامنے اوس وقت تک نہ آیا کہ بادشاہ سے اونکے قیام کی اجازت حاصل نہ کرلی - مختلف شہرون مین سکونت کے لیئے مکان اور زمینین انہون کو دی گئین - اور چینی عورتون سے شادیان کرکے انہون نے چین کے اون مسلمانون کو پیدا کردیا جو شہنشاہ چین کی فوج مین اب تک بکثرت موجود ہین - اسکے بعد مسلمانان چین کی تعداد مین سوائے اس ترقی کے کہ چنگیز خان اور اوسکی اولاد کی فتوحات سے غیر ملکون کے مسلمان چین مین بسنے آئے اور کسی طرح کی ترقی نہین ہوئی - اور اسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے ہین - غالبًا یہہ بہی مانا تہا کہ ملک چین مین جابجا مسلمانون کے گروہ پیدا ہوگئے - اور بعض حالتون مین اونکی تعداد اسقدر بڑہی کہ جب آباد ہونے کے لیئے انکو دیہات ملے تو گاؤن کے گاؤن ایسے نظر آتے تہے جن مین صرف مسلمان ہی آباد تہے - سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد سے مسلمانون کی اس تدریجی مگر مستقل ترقی مین غیر ملکون سے کسی طرح کی مدد نہین پہونچی کیونکہ اس زمانہ سے سلطنت چین نے یہہ اصول قرار دے لیا تہا کہ غیر ملکون کے لوگون کو ملک سے دور رکہا جاوے - یہہ قاعدہ مدت تک جاری رہا مگر اب کچہہ عرصہ سے منسوخ ہوگیا ہے - غرض جب اس طرح غیر ملکون کے مسلمانون سے چینی مسلمانون کا تعلق قطع ہوگیا تو انہین کی عورتون سے شادیان کرکے اور چینیون کی عادات اور رسوم اختیار کرکے یہہ مسلمان چین کی اور رعایا مین مل جل گئے - جسوقت تک چین کے لوگ مجبور تہے کہ

تجارت کی غرض سے اسلامی سلطنت سے موافقت کہین اور جسوقت تک باشندگان تبت کی مدافعت کے لیئے جو چینیون اور مسلمانون کے یکسان دشمن تہے خلیفہ اسلام سے اتحاد رکہنا ضروری سمجہا گیا اوسوقت تک چین مین چین کے مسلمانون کو ہر طرح کی سختیون سے حفاظت حاصل تہی لیکن جب یہہ حفاظت کے سامان باقی نہ رہے تو بہی دریافت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ چین کی طرف سے مسلمانون کو ملکی اور مذہبی آزادی بدستور حاصل رہی - اس حفاظت کا میسر ہونا زیادہ تر اس وجہ سے تہا کہ مسلمانون نے ہمیشہ چینیون کے مذہبی تعصبات کو روکنے کے لیئے مناسب وقت تدبیرین اختیار کین - روزانہ زندگی مین مسلمانان چین کی عادات اور رسوم وہی ہین جو چینیون کی ہین لمبی لمبی چوٹیان رکہتے ہین چینیون کے سے کپڑے پہنتے ہین - صرف مسجد مین جانے کے وقت عمامہ سر پر کہہ لیتے ہین - اور اس خیال سے کہ چینیون کے مذہبی تعصب کو اونکے خلاف اشتعال نہو مسلمان اپنی مسجدون کے مینار بہی زیادہ بلند نہین بناتے[۵۱] چینی تاتار مین مسلمان سپاہیون کو خاص طور پر اجازت ہے کہ اپنی جماعت کو چینیون سے علیحدہ رکہین لیکن وہان بہی فوج کے مسلمان افسرون کا لباس اوسی وضع کا ہے جو سرکاری طور پر اونکے لیے مقرر ہے لمبی لمبی موچہین اور چوٹیان رکہتے ہین - ارمینیوس امبیری نے اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ تعطیل کے دن بادشاہ کو تعظیم دینے کا جو قاعدہ حکام سلطنت کے لیے مقرر ہے اوسی کے مطابق مسلمان حاکم بہی تعظیم دیتے ہین - یعنی بادشاہ کی تصویر کے سامنے تین دفعہ ماتہے سے زمین کو چہوتے ہین[۵۲] اسیطرح تمام مسلمان حاکم اور لوگ جو صوبجات ملک مین مختلف عہدون پر مامور ہین وہ سورج کو سلام کرتے ہین جو تہوارون کے دن کنفیوشس کے مندر مین جاکر ادا کرنی ہر حاکم کا فرض ہین - غرض مسلمان بہت احتیاط کرتے ہین کہ کسی طرح اونکا مذہب بادشاہ کے مذہب سے مخالف نہ نظر آوے -

---

[۵۱] وہلیف صفحہ ۱۵ - [۵۲] ارمینیوس امبیری "وسط ایشیا کا سفر" صفحہ ۴۰۴ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۴ء)

اور یہہی باعث ہے کہ اسلام کے خلاف چین مین وہ ہنگامے برپا نہین ہوے جو عیسوی اور موسوی مذہبون کے خلاف پیدا ہوے مسلمان اپنے ہموطن چینیون سے یہانتک کہتے ہین کہ ہمارا مذہب کنفیوشس کی تعلیم و تلقین سے اتفاق رکھتا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ ہم اپنے بزرگون کے طریقے کے مطابق نکاح اور تجہیز و تدفین کی رسمین ادا کرتے ہین۔ شراب اور سور کے گوشت اور تمباکو سے پرہیز کرتے ہین جو انہین کھیلتے اور کھانا کھانے سے پہلے ہاتھہ دھو لیتے ہین[1]۔ مسلمانون کی کتابون اور تحریرون مین کنفیوشس اور چین کے پیشوایان مذہب کی کتابون کا بڑا ادب لکھا ہے اور جہان کہین ممکن ہوتا ہے مسلمان اپنے مذہب اور کنفیوشس کے مذہب مین جو باتین مشابہ ہین اون کو جتلاتے ہین[2]۔

چینی مسلمانون کی ان باتون کا معاوضہ چین کی گورنمنٹ نے یہہ کیا ہے کہ مسلمان رعایا کو (سوائے بغاوت کی حالت کے) وہ ہی حقوق عطا کئے ہین جو اور رعایا کو حاصل ہین۔ سلطنت کے کسی عہدے سے وہ محروم نہین ہین۔ صوبون کے گورنر ہوتے ہین سپاہ مین جرنیل مقرر کیے جاتے ہین اور حکومت اور وزارت کے عہدون پر مامور ہو کر حاکم اور محکوم دونون کی نظرون مین معزز اور معتمد ثابت ہوتے ہین۔ چین کی کتب تواریخ مین مسلمانون کے نام مشہور حکام سلطنت ہی کی فہرست مین نہین ملتے بلکہ صنعت و حرفت علوم و فنون مین خاصکر ریاضی اور ہیئت کے علمون مین انہون نے بہت نام پیدا کیا[3]۔ مسلمانون کے حال پر سلطنت کی طرف سے جو مہربانیان ہوئین انہون نے چینی حاکمون کے دل مین مسلمانون کی طرف سے بار بار رشک اور حسد پیدا کر دیا۔ ۱۷۳۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے ایک فرمان اون الزامون کی تردید مین جاری کیا جو چینیون نے صوبہ شانسی کے مسلمانون پر لگائے تھے۔ یہہ فرمان یہان نقل کرنے کے قابل ہے

---

[1] تالیف صفحہ ۲۔ [2] دے ترسان۔ لوم ۲ صفحہ ۲۶۷ [3] دے ترسان۔ لوم ۱ صفحہ ۲۴۴ تحفۃ الفنون۔ ۲۸ ۲

[4] نصبان صفحہ ۱۲۔

کیونکہ اوس سے تحقیق ہوجاتا ہے کہ چین کے شہنشاہون نے اپنی مسلمان رعایا کو کیسی
کس مہربانی اور لطف کی نظر سے دیکھا۔

فرمان کا مضمون یہہ ہے "ہماری سلطنت کے ہر صوبہ مین صدہا برس سے مسلمان
موجود ہین جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہین اور جس طرح اور ہماری رعایا مثل ہماری اولاد کے
ہے اسیطرح یہہ مسلمان بھی ہماری اولاد ہین - مین مسلمانون مین اور اون لوگون مین جو مسلمان
نہین ہین کچھہ فرق نہین سمجھتا - بعض حاکمون نے مسلمانون کی خفیہ شکایتین ہم سے کی ہین
جنکی بنا صرف یہہ ہے کہ مسلمانون کا مذہب چینیون کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہے
مسلمان وہ زبان نہین بولتے جو اور چینی بولتے ہین اور لباس بھی اور چینیون سے مختلف
وضع کا ہے - اونپر نافرمانی گستاخی - اور باغیانہ خیالات رکھنے کا الزام لگایا گیا ہے
اور ہمسے درخواست کی گئی ہے کہ مسلمانون کے خلاف سخت طریقے اختیار کیے جاوین
لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ ان شکایتون اور الزامونکی کوی بنیاد نہین ہے
مسلمان جس مذہب کے پابند ہین وہ فی الحقیقت اونکے بزرگون کا مذہب ہے -
یہہ سچ ہے کہ اونکی زبان وہ نہین ہے جو اور چینیون کی زبان ہے - لیکن چین کے ملک
مین بہت سی مختلف قومون کی زبانین بولی جاتین ہین اونکی مسجدون کی نسبت اور اونکے
لباس اور طرز تحریر کے بارے مین جو چینیون کی وضع اور طرز سے مختلف ہین جسقدر شکایتین
کی گئی ہین وہ ہرگز لحاظ کے قابل نہین - یہہ سب رواج اور دستور کی باتین ہین مسلمانون
کا چال چلن ایسا ہی اچھا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہے - اور کسی بات سے
یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہین - پس ہماری یہہ خواہش ہے کہ مسلمان
اپنے مذہب کی پیروی مین آزاد رہین جسکا مقصد یہہ ہے کہ لوگون کو نیکی سے زندگی بسر
کرنی سکھائی جاوے - اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہین اونکو ادا کیا جاوے
ہماری گورنمنٹ کے اصولون کو مسلمانون کا مذہب تسلیم کرتا ہے - اس سے زیادہ ہمکو

کیا چاہیئے - پس اگر مسلمان اپنے تئین نیک اور خیر خواہ رعایا ثابت کرتے رہین گے
تو اونپر ہمارا لطف و کرم ایسا ہی جاری رہیگا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے - مسلمانون مین سے
لوگ مالی اور فوجی حاکم ہوے ہین جو اپنے عہدون پر ادنے سے اونچے درجہ تک پہونچے
یہہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہون نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کرلی ہین اور وہ
ہماری کتب مقدسہ کی نصیحتون پر عمل رکھتے ہین - وہ علم ادب کے امتحانون مین اور لوگون
کی طرح امتحان دیکر کامیاب ہوتے ہین - اور ہمارے قانون کے بموجب جو رسمین ادا کرنی
ضروری ہین انکو ادا کرتے ہین - مختصر یہہ کہ چینیون کے بڑے بہاری کنبہ کے ایک
رکن مسلمان بھی ہین اور وہ انتظامی اور ملکی ذائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے
ہین - جسوقت کسی حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہب و ملت سے
اوسکو کچھہ بحث نہین ہوسکتی - میری رعایا کے لیے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہہ ہے
کہ جو بھلائی کرینگے انکو انعام ملیگا اور جو برائی کرینگے اونکو سزا دی جاویگی [1]

بہرحال یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ گورنمنٹ کی طرفداری کے خوف سے چین کے
مسلمان اور چینیون سے علیحدہ اور مخصوص گروہ ہونے کی حیثیت نہین رکھتے - مسلمانون
اور چینیون مین جو سخت ہنگامے ہوے اور جن مین ہزارون کا خون بہ گیا اون سے
ظاہر ہے کہ اگر چین کے تمام مسلمانون مین نہین تو کم سے کم بہ صوبہ کے چینی مسلمانون
مین رشتہ اتحاد کیسا مضبوط ہے - صوبہ یاتان مین پانتھی کی مشہور بغاوت اس اتحاد کی
نظیر ہے - برسون کے مقابلون (۱۸۵۵ء - ۱۸۷۳ء) اور کشت و خون کے بعد چین کی
گورنمنٹ اس بغاوت کو فرو کرسکی - اور کہا جاتا ہے کہ بیس لاکھہ چینی مسلمانون کا ان ہنگامون
مین خون ہوا [2] - چین کے تمام مسلمانون نے متفق ہوکر ابتک کوئی کام نہین کیا ہے -

[1] دیہ تنان - لوتم ۱ - صفحہ ۱۵۶ - ۱۵۴ - [2] سید سلیمان کا بیان ہے کہ صوبہ یاتان کی دو کروڑ رستہ لاکھہ کی آبادی مین
اب بھی اس تعداد کا نصف حصہ مسلمان ہے جو آج کل موجود ہے - ثمرۃ الفنون لاہ شعبان ۱۳۱۱ھ ہجری)

یہہ سب ہنگامے اور فساد صرف خاص خاص مقامات اور صوبجات مین برپا ہوئے ۔ مگر ان باتون سے اسقدر نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان پولیٹکل حیثیت سے ایسے کمزور یا کسی اسلامی تحریک مین شریک ہونے سے ایسے عاجز اور قاصر نہین ہین جیسا کہ بعض لوگون نے اونکی نسبت فرض کر رکھا ہے[۱] اسکے ساتھہ ہی یہ دریافت ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان لوگون کو چپکے چپکے مسلمان کرنے مین بہت ساعی ہین اور ان کوششون سے یہہ ہوتا ہے کہ چینیون کے مختلف گروہ اسلام قبول کرکے آپس مین متحد و متفق ہو جاتے ہین ۔

چین مین اسلام کی اشاعت اس طریقہ سے نہین ہوی کہ علانیہ اسلام کا وعظ کیا گیا ہو اس بات سے مسلمانون کو بغاوت کے جرم مین ملفوظ ہو جانے کا خوف ہوتا ہے ۔ چنانچہ اس خیال کی تصدیق ایک رپورٹ سے ہوی ہے جسکو ۱۸۸۳ء مین صوبہ کوانگسی کے گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت مین روانہ کیا ۔ اس رپورٹ کا مضمون یہ تھا "مین (صوبہ کوانگ سی کا گورنر) بادشاہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ صوبہ کوانگ سی کا ایک شخص جسکا نام ہانفویون ہے آوارہ گردی کے جرم مین گرفتار ہوا ہے ۔ جب اس شخص سے اوسکا پیشہ پوچھا گیا تو اوسنے بیان کیا کہ دس برس کے عرصہ سے وہ سلطنت چین کے ہر ایک حصہ مین سفر کرتا رہا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع حاصل کرے ۔ اس شخص کے ایک صندوق مین سے تیس کتابین نکلی ہین جن مین سے بعض خود اوسکی لکھی ہوی ہین اور بعض ایسی زبان مین تحریر ہین جنکو یہان کوئی نہین سمجھہ سکتا ان کتابون مین مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے جب ہانفویون کو (اقبال جرم کے لیے) تکلیفین پہونچائی گئین تو اوسنے اقرار کیا کہ اوسکے سفر کا مقصد ان کتابون کی اشاعت تھا جن مین اوسکا مذہب بیان ہے ۔ ہانفویون نے نسبت

[۱] سر جیرڈ ڈمپل "مشرقی تجربہ" صفحہ ۳۲۲ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

اور مقامات کے صوبہ شانسی مین سب سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ مین نے ان کتابون کو دیکھا ہے۔ ان مین بعض بے شک غیر زبان مین لکھی ہوی ہین۔ کیونکہ مین ان کو نہین سمجھ سکا۔ مگر جو کتابین چینی زبان مین تحریر ہین وہ بہت خراب ہین بلکہ مین یہہ کہونگا کہ وہ ہنسنے کے قابل ہین کیونکہ اون مین ایسے لوگون کی تعریف لکھی ہے جو تعریف کے اس لیے مستحق نہین ہین کہ مین نے کبھی اونکا ذکر نہین سُنا۔

شاید ہا تفویون صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے اوسکا چال چلن مشتبہ ہے کیونکہ معلوم نہین ہوتا کہ تک مین دس برس تک سفر کرنے سے اوسکا اصلی مقصد کیا تہا۔ مین اس مقدمہ کو جہی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہون۔ لیکن اس اثنا مین میری درخواست یہہ ہے کہ ہا تفویون کے عزیزون کے پاس جو چھاپنے کی تختیان ہین اور جن سے یہ کتابین چھاپی گئی ہین وہ جلا دی جاوین اور جن لوگون نے ان تختیون پر چھاپنے کے لیے عبارت کندہ کی ہے وہ گرفتار ہوان اور کتابون کے مصنف بھی پکڑے جاوین۔ جو کتابین ملزم کے پاس سے برآمد ہوی ہین وہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی جاتی ہین۔ اور درخواست ہے کہ اونکے بارے مین بادشاہ کا جو کچھ حکم ہو اوس سے مجھہ کو اطلاع بخشی جاوے[1]"

آخر کار یہہ واعظ اسلام ہا تفویون رہا ہو گیا۔ اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا۔ لیکن اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اسلام کی عالمانہ اشاعت مین کیسے خطرات شامل ہین۔ ہر سال چینیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین۔ لیکن یہہ تبلیغ اسلام مسلمانون کی چپ چاپ کوششون کا نتیجہ ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ مین اسلام اسطرح شائع نہین ہو سکتا کہ ایک دفعہ ہی بہت سے چینی اسلام قبول کرلین۔ گذشتہ صدی مین البتہ اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۷۷۰ء مین جب زنگیریا کی بغاوت فرو ہوی تو چین کے مختلف صوبجات سے دس ہزار سپاہی پیشہ لوگ مع اپنے کنبون کے جنکے ساتھہ اور بہت

---

[1] دے تیرسان۔ تو مہ۔ صفحہ ۳۶۱ - ۳۶۳ -

لوگ ہوگئے زنگیریا کو روانہ کیے گئے تاکہ بغاوت سے جسقدر ملک برباد ہوا تھا اوسکو پھر آباد کردین۔ زنگیریا مین مسلمان ہر طرف موجود ہی تھے اسلیے یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے [۵۱]

شہرون مین مسلمان قدیمہ اپنے محلے علیحدہ کرلیتے ہین اور پھر ایسے شخص کو جو مسجد مین نہ جاتا ہو اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے [۵۲] اسلام کو خاص چین مین بہت استحکام ہوگیا ہے۔ اسکا باعث یہہ ہے کہ جب کسی صوبہ کی آبادی وبا یا قحط کی بلاؤن سے جنگل ہوجاتی ہے اکثر اس ملک مین رہتا ہے غارت ہوجاتی ہے تو مسلمان بہت خوشی سے اور مستعدی سے ان برباد مقامون کو آباد کردیتے ہین۔ قحط کے زمانہ مین مفلسون سے اونکے بچے خرید لیتے ہین اور اونکو مسلمان کرکے پرورش کرتے ہین۔ جب وہ جوان ہوجاتے ہین تو اونکا نکاح کرکے انکو سکونت کے لیے علیحدہ مکان دیدیتے ہین اور اس طریقے سے گاؤن کے گاؤن نو مسلمون سے آباد کردیے جاتے ہین۔ سنہ ۱۷۹۰ء مین جب کوانگ سی کے صوبہ مین قحط پڑا تو مسلمانون نے دس ہزار بچے کنگلون سے خریدے جنہون نے تنگدستی اور فاقہ کشی سے مجبور ہوکر اپنے قحط زدہ بچون سے مفارقت گوارا کی [۵۳] سید سلیمان نے بیان کیا کہ جو چینی اسطرح مسلمان ہوے ہین اونکی تعداد بیشمار ہے [۵۴] مسلمانون مین پابندی مذہب کے لیے ہر طرح کی کوشش کیجاتی ہے۔ یہانتک کہ غریب سے غریب آدمی کو بھی ابتدای کتابونکی مدد سے اسلام کے ضروری احکام اور ارکان سکھائے جاتے ہین [۵۵] سید سلیمان کا خیال ہے کہ آجکل اکثر لوگ چینی مسلمانون کی مذہبی کتابون کے اثر سے اسلام قبول کرتے ہین [۵۶] غرض چین کے مسلمانون مین اگرچہ کوئی باضابطہ محکمہ یا برگزیدہ اشاعت مذہب کے لیے موجود نہین ہے لیکن اون مین تبلیغ اسلام کا شوق اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ بہت لوگ مسلمان ہوکر مسلمانونکی قوم مین شامل ہوجاتے ہین اور یہہ مسلمان اسوقت کے منتظر ہین جبکہ تمام سلطنت چین مین ہر جگہہ اسلام ہی اسلام ہوگا [۵۷]

---

۵۱ دے تیرسان۔ تو ۱ صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ ۵۲ لاب گردیے۔ دے لاچین" تو ۴ صفحہ ۵۰۸ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۹ء)
۵۳ اینڈرسن صفحہ ۱۵۱۔ لاب گردیے "دے لاچین" تو ۴ صفحہ ۵۰۸ ۵۴ تحفۃ الفنون۔ ۱۷ شوال صفحہ ۳ ۵۵ ڈبلیو جے سمتھ صفحہ ۱۷۵ ۵۶ تحفۃ الفنون۔ ۱۷ شوال صفحہ ۳۔ ۵۷ دے تیرسان۔ تو ۱ صفحہ ۳۵۔ تحفۃ الفنون۔ ۲۶ شوال صفحہ ۳۔

باب یازدہم

افریقہ مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین دعوت اسلام کی تاریخ لکھنی بہت دشوار ہے اگر زمانہ دیکھیے تو تقریباً تیرہ برس سے اسلام یہان شائع ہے اور اگر وسعت ملک پر نظر کیجیے تو براعظم افریقہ کے دو ثلث حصہ پر جسمین کثرت سے مختلف قومین اور جرگے آباد ہین مسلمان موجود ہین - غرض وقت کی قید اور ترتیب سے کہ کس کس زمانہ مین اس براعظم کے مختلف حصون مین اسلام شائع ہوا دعوت اسلام کے حالات لکھنے ناممکن ہین - مصر - شمالی افریقہ - نوبیہ اور حبشہ کے مسیحی کلیسا ون سے جو تعلقات اسلام کے رہے وہ اس کتاب کے باب چہارم مین بیان ہو چکے ہین اب صرف یہہ تجویز ہے کہ اول شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین ترقی اسلام کا حال لکھا جاوے اور پھر سوڈان اور مغربی ساحل افریقہ کا ذکر لکھہ کے مشرقی ساحل کے حالات تحریر ہون - اور اخیر مین کیپ کولونی کا حال لکھا جاوے کہ وہان اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی -

شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین دعوت اسلام کے جس قدر حالات تحقیق ہوے ہین وہ اون چند واقعات سے تعداد مین کم نہین ہین جو یہان کے مسیحی کلیسا کے زوال کی نسبت ہم نے اس کتاب کے چوتھے باب مین درج کیے ہین - بہرکیف یہہ تحقیق ہے کہ قوم بربر مین جسکے قومی خصائل و عادات عربون سے بہت ملتے تھے اسلام نے بہت جلد ترقی کی - اہل عرب بربر قوم کے فاتح تھے اور جسوقت ۱۰۶۳ء کی اخیر لڑائی

مین بربر کی قوم سپاہ عرب کے مقابلہ پر جمی تو اوسکی ملکہ کاہنہ نے یہہ سمجھکر کہ آج قسمت مین شکست لکھی ہے اپنے بیٹون کو عرب کے سپہسالار کے پاس اس ہدایت سے روانہ کیا کہ وہان پہونچکر اسلام قبول کرین اور جو دشمن کا مقصد ہے اوسکو اپنا مقصد بنالین خود ملکہ نے اپنے حق مین یہہ بہتر سمجھا کہ اس معرکہ عظیم مین جو کاہنہ کے چشمون کے قریب واقع ہوا اور جسمین قوم بربر کی قوت قطعی زائل ہوگئی ملکہ کاہنہ اپنی قوم کی سردار بنی ہوی لڑتے لڑتے قتل ہوئی[1] غرض جسوقت بربر کی قوم ملکی آزادی سے محروم ہوئی تو اوسنے اسلام قبول کرلیا جو اپنی سہولت کی وجہ سے اوسکو قدرتی طور پر اچھا مذہب معلوم ہوا۔ اور جسکو قبول کرنے کے لئے اوسکی ملکہ نے بھی اپنا مشار اس طور پر ظاہر کیا تھا گویا وہ بھی اس دین کی اطاعت کرنی چاہتی تھی۔

۷۱۱ء مین جسوقت بارہ ہزار بربر کا لشکر طارق کی سرکردگی مین (جو خود بھی بربر تھا) جہازون پر سوار ہوکر ہسپانیہ کی تسخیر کو اٹھا تو اس لشکر مین وہ لوگ تھے جنکو اسلام قبول کیے ہوے تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔ ان لوگون کی نسبت خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ انھون نے سچی نیت اور عقیدے سے اسلام قبول کیا تھا اور عرب کے سالار فقیہ تھے کہ "انکے سامنے قرآن پڑھین اور قرآن کی عبارت اونکو سمجھائین" اور نئے مذہب کے جسقدر فرائض ہین اونکی تعلیم و تلقین کرین[2] افریقہ کے فاتح کبیر موسیٰ بن نصیر نے اسلام کا شوق اسطرح ظاہر کیا کہ خلیفہ عبدالملک کی جسقدر روپیہ موسیٰ کے پاس بھیجا وہ اسنے غلامون کے خریدنے مین صرف ہوا جنکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بطیب خاطر اسلام قبول کرینگے المکاری لکھتا ہے کہ فتح کے بعد جب غلام فروخت کیے جاتے تھے تو موسیٰ انھی غلامون کو خرید لیتا تھا جنکو سمجھتا تھا کہ وہ خوشی سے مسلمان ہوجاوینگے اور جو صورت سے بھی شریف اور ظاہر ہیئت و چالاک نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ اگر ذہین اور عقل

---

[1] اے مولر۔ پہلی جلد صفحہ ۲۴۲ [2] المکاری پہلی جلد صفحہ ۲۵۳۔

کی جلاکے بعد اور حقائق اسلام کو قبول کرنیکے لائق بنکر وہ اسلام قبول کرلیتے تھے جو سب مذہبون مین بہتر دین ہے اور انکا اسلام لانا صدق دل سے ہوتا تھا تو موسیٰ اونکی قابلیتون کی آزمایش کے لیے اونکو کسی کام پر مقرر کرتا تھا۔ اگر وہ اچھے مزاج اور عمدہ لیاقت کے آدمی ثابت ہوے تو آزاد ہوکر فوج کے بڑے عہدون پر مامور کردیے جاتے تھے اور لیاقت کے موافق ترقی پاتے تھے اگر اسکے خلاف انہون نے اپنے کام مین کچھہ شوق ظاہر نہین کیا تو موسیٰ اونکو پھر وہان بھیجدیتا تھا جہان لڑائی کے قیدی جمع رہتے تھے تاکہ قدیم دستور کے موافق جسمین مال غنیمت تیرون سے تقسیم کیا جاتا تھا وہ پھر تقسیم کردیے جائین[۵۱]" اسمعیل ابن عبداللہ کی نسبت جو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے عہد مین افریقہ کا گورنر تھا یہہ کہا گیا ہے کہ اوسنے اپنے حلم اور عادلانہ انتظام سے بربر کے لوگون کو مسلمان کیا۔ لیکن یہہ کہنا کہ قوم بربر کا کوئی آدمی اوسکے وقت مین ایسا نہ رہا جسنے اسلام قبول نہ کیا ہو درست نہین ہے[۵۲] کیونکہ اس قوم کو مسلمان کرنا صدہا برس کا کام تھا۔ اگرچہ اس قوم مین اشاعت اسلام کے حالات کبھی تحریر نہین ہوے لیکن ایسے واقعات بیان ہوسکتے ہین جنہون نے مسلمان کرنے کے لیے اس قوم پر غالباً بتدریج اثر پہونچایا۔

بربر کے لوگ اہل عرب سے ہمیشہ بغاوت کرتے رہتے تھے اور اہل تشیع کے داعیان اسلام جنہون نے دسوین صدی عیسوی مین فاطمی خاندان کو قائم کرنے کا بندوبست کیا جسوقت بربر کی قوم مین پہونچے تو اونکا خیر مقدم ہوا اور بربر کے بعض جرگون نے جس جوش و خروش سے اس تحریک بغاوت مین اہل تشیع کی مدد کی اوس سے یہہ بات خلاف قیاس نہین معلوم ہوتی کہ ان جرگون کے بہت لوگون نے جو اس واقعہ سے پہلے مسلمان ہونا اور ملکی آزادی سے محروم ہونا ایک بات تصور کرتے تھے اب اسلام قبول کرلیا ہو۔ گیارہوین صدی کے وسط مین ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جس سے بربر کے بہت

[۵۱] المکاری۔ صفحہ ۶۵۔ [۵۲] ویل۔ پہلی جلد صفحہ ۵۸۳۔

فرقے مسلمانون کی طرف رجوع ہوے۔ گیارہوین صدی کے شروع مین بربر کے صحرائی
فرقون مین لمطونا فرقہ کا سردار جسوقت حج سے فارغ ہوکر واپس آیا تو شمالی افریقہ کے اسلامی
شہرون مین اوسکو ایک ایسے عالم اور متقی مسلمان کی تلاش ہوئی جو اوسکے ساتھ چلکر اوسکی
جاہل قوم کو جو ضلالت مین مبتلا تھی اسلام پر دعوت دے۔ اول اول اوسکو کوئی ایسا
آدمی نہ ملا جو علم کے گوشۂ عافیت کو چھوڑکر صحرا کے خطرے جھیلنے پر آمادہ ہوتا لیکن اخیر مین
عبداللہ ابن یسین سے اوسکی ملاقات ہوئی جو علم ظاہر و باطن مین ماہر تھے اور اس شوار کام
کو انجام دینے کی قابلیت بھی اون مین بخوبی موجود تھی۔ بربر کے صحرائی جرگون مین اگرچہ
واعظین اسلام نویں صدی عیسوی سے پہونچے ہوے تھے جہان اونہون نے اسلام
شائع کیا تھا لیکن صحرا کے نیم باشندے اچھی طرح مذہب کے پابند نہ تھے۔ چنانچہ عبداللہ
ابن یسین جب انکے پاس پہونچے تو دریافت ہوا کہ وہ لوگ بھی جو اسلام کا اقرار کرتے ہین پابند
مذہب نہین ہین اور سب طرح کی بُری باتون پر اُن کا عمل ہے۔ عبداللہ ابن یسین نے بہت
جانفشانی سے لمطونا کو راہ راست پر لانے اور فرائض مذہب مین اونکو تربیت دینے کا
کام اپنے ذمہ لیا۔ لیکن اونہون نے کسی قدر سختی اور درشتی سے ان لوگون کی عیب چینی
کی اور اونکی حالت کی اصلاح کرنی چاہی اسلیے ان لوگون کو اپنے اوستاد کے ساتھ
ہمدردی نہ رہی اور عبداللہ ابن یسین کو ایسی مایوسی ہوئی کہ اونہون نے اس سرکش قوم کو
چھوڑکر سوڈان کے باشندون مین تبلیغ اسلام کا قصد کرلیا۔ جب لوگون نے اونکو سمجھایا
کہ جو کام شروع کیا ہے اوسکو چھوڑنا نہ چاہیے تو عبداللہ ابن یسین اپنے مریدون سمیت دریاے
سنیگال کے ایک جزیرہ مین جا رہے یہان اونہون نے ایک خانقاہ بنائی جہان پیرو مرید
ہر وقت ریاضت و مجاہدت مین مصروف رہنے لگے۔ جسوقت عبداللہ ابن یسین نے اس
جزیرہ مین سکونت اختیار کی تو صحرا کے بعض نیکبخت لوگون کو اس خیال سے سخت پشیمانی
ہوئی کہ اونہون نے اپنی شرارت سے ایسے بزرگ اور خدارسیدہ شخص کو اپنے سے علیحدہ

کردیا اور وہ معذرت کے لیے جزیرہ مین آئے اور مرشد سے التجا کی کہ حقائق مذہب کی پھر اونکو تعلیم و تلقین کرین - غرض اس طریقہ سے عبداللہ ابن یسین کے پاس مرید جمع ہونے شروع ہوے یہان تک کہ اونکا شمار ایک ہزار کے قریب ہوگیا - اب عبداللہ ابن یسین کو خیال ہوا کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اشاعت دین کے لیے عملی طریقے اختیار کیے جاوین - اُنھون نے اپنے مریدون سے کہا کہ جس خدا نے وحی کی رحمت اونکے لیے نازل کی اوسکا شکر اس طرح ادا کرنا مناسب ہے کہ اسی وحی کے علم کو دوسرون تک پہونچایا جاوے - لوگو - اپنی اپنی قوم کے پاس جاؤ - اور خدا کی شریعت اونکو سکھاؤ اور اوسکی مار سے اونکو ڈراؤ - اگر وہ اپنی غلطیون پر نادم ہون تو اونکے طریقون کی اصلاح کرو اور اون سے کہو کہ سچی بات قبول کرین - اور اونکو امن و امان سے رہنے دو - اگر وہ انکار کرین اور اپنی غلطیون پر مصر ہون اور گناہ کی زندگی نہ چھوڑین تو اونکے خلاف خدا سے مدد مانگو اور اُنسے لڑو جسوقت تک خدا ہم مین اور اون مین انصاف کرے" - یہہ سُنکر ہر شخص اپنی قوم مین گیا اور اونکو سمجھایا کہ گناہ سے باز آئین اور خدا پر ایمان لائین لیکن کامیابی نہ ہوئی خود عبداللہ ابن یسین بھی خانقاہ سے روانہ ہوکر بربر کے سردارون کے پاس اس توقع سے گئے کہ اب وہ اونکے وعظ کو دل سے سُنینگے - مگر اونکو بھی کامیابی نہوی آخرکار ۴۳۸ھ مین اُنھون نے اپنے مریدون کو جمع کیا اور بربر کے فرقون پر جو قریب رہتے تھے حملہ کیا اور دشمنون کو بجبر مسلمان کرلیا - عبداللہ ابن یسین کے معتقدین کا نام مرابطین رکھا گیا تھا - یہ لفظ اوسی مادہ سے ہے جس سے باط کا لفظ ہے - رباط سے مراد خانقاہ ہے جو دریاے سنیگال کے جزیرہ مین اُنھون نے بنائی تھی - جب عبداللہ ابن یسین کو فتح ہوی تو صحرا کی قومون کو یہہ جنگ و جدل کے معرکے وعظ و نصیحت کے مقابلہ مین زیادہ دلکش معلوم ہوے اور وہ خوشی خوشی ایسے مذہب کو قبول کرنے چلے آئے جس کے معتقدین کو ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوی تھین - ۴۵۹ھ مین عبداللہ ابن یسین نے قضا کی

لیکن جو اسلامی تحریک انہون نے اپنی زندگی مین پیدا کی تہی وہ انکے مرنے کے بعد زندہ رہی اور بربر کے اکثر بت پرست فرقون نے مسلمان ہوکر ہموطن مسلمانون کی تعداد بڑہادی مسلمان ہونے کے بعد یہہ قومین صحرا سے نکل کر شمالی افریقہ تین پہونچین اور آخر کار ہسپانیہ کی بھی مالک بن گئین[۵۱]

یہ بات قرین قیاس ہے کہ بربرین جسوقت دوسری قومی تحریک شروع ہوی یعنی بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین بنو مہدی نے زور پکڑا تو اسوقت بربر کے بعض جرگے جو ابہی تک اسلام نہ لائے تہے مسلمان ہوگئے۔ دولت مہدوی کے بانی ابو عبد اللہ محمد ابن تومرت نے توحید کی تعلیم شروع کرنے کے لیئے بربر زبان مین ایک کتاب لکہی جسکا نام توحید تہا اور اسلام کے اصول اپنے خیال کے موافق اسمین درج کیے[۵۲] — پندرہوین صدی عیسوی تک بربر کے بعض جرگے بت پرست رہے[۵۳] لیکن عام میلان اسی طرف تہا کہ چہوٹے چہوٹے گروہ مسلمان ہوکر مسلمانون کی قوم مین شامل ہوجاوین۔

صحرا مین شائع ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ سوڈان کی نیگرو قومون مین شروع ہوی اس تحریک کی ابتدائی تاریخ تاریکی مین ہے غالبًا گیارہوین صدی عیسوی مین عربون کے چند گروہ (جو خالص عرب نہ تہے تو اون مین عرب کا خون ضرور تہا) سوڈان مین اگر یہان کی قومون مین آباد ہوگئے۔ لیکن انسے بہی پہلے بربر کے واعظین اسلام اور عرب کے تاجرون نے نیگرو قوم مین رسوخ پیدا کیا تہا۔ دولت مالکو کا بانی اور خاندان مرابطین کا دوسرا امیر یوسف ابن تشفین تبلیغ اسلام مین بہت کامیاب ہوا اور نیگرو جو اوسکی سلطنت مین رہتے تہے کثرت سے مسلمان ہوگئے[۵۴] بربر کے دو فرقے یعنی لمطونہ اور جدالہ جنکا وطن کسی قدر سوڈان کی سرحد پر اور کسی قدر اس ملک کے اندر تہا اشاعت مین

---

۵۱ صالح ابن عبد الحلیم صفحہ ۱۶۳-۱۷۳ - اے مولر - دوسری جلد صفحہ ۶۱۱-۶۱۳ ۵۲ صالح ابن عبد الحلیم صفحہ ۲۵ -

۵۳ ہیوانو ایکانوس - (راہنمای توم - ۱ صفحہ ۱۱) ۵۴ لیوانو ایکانوس صفحہ ۷۰-۷۷ -

بہت سرگرم رہے[۵۱] نیگرو کی قومون مین اشاعت کے متعلق جسقدر حالات دریافت ہوتے ہین اون سے ظاہر ہے کہ اول شمال کی سمت سے نیگرو کے مغربی جرگون مین اسلام کا چرچا ہوا اور پھر مغربی طرف مین اس مذہب کو ترقی ہوی - یہان سب سے پہلی جس شخص کا مسلمان ہونا تحریر ہوا ہے وہ سونرمی کے شاہی خاندان ساکا پندہوان بادشاہ تہا اس بادشاہ کا نام ساکا سی تہا اور سنہ ۹۱۹ھ مطابق سنہ ۱۵۱۳ع کے قریب مسلمان ہوا تہا - سونرمی کی عملداری شہر تمبکتو کے جنوب مشرق مین ہے غرض اس زمانہ مین دریای نائگر (قورہ) کے بالائی جانب جو عملداریان ہین وہ اسلامی حصار بن گئین اور اونکو تہذیب و شائستگی مین اپنے زمانہ کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوی[۵۲] تمبکتو کا شہر جو سنہ ۱۰۷۷ھ مین آباد ہوا اسلامی علوم و فنون کی وجہ سے مشہور ہوگیا - اور بڑے بڑے عالم و فاضل قدردانی کے خیال سے وہان جمع ہوگئے - ابن بطوطہ نے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین اس ملک کا سفر کیا اور نیگرو قوم کے مسلمانون کی تعریف مین لکہا کہ "وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہین اور قرآن پڑہتے ہین - اگر جمعہ کے روز کوئی شخص بہت پہلے مسجد مین نہ پہونچے تو پھر جگہہ ملنی ناممکن ہے کیونکہ جمعہ مین نمازیون کی بہت کثرت ہوتی ہے[۵۳]" ابن بطوطہ کے زمانہ مین مغربی سودان مین مالی کی عملداری سب سے زبردست تہی - اس عملداری کو ماندنگو کی قوم نے ابن بطوطہ کے سفر سے سو برس پہلے قائم کیا تہا - یہ قوم افریقہ کی بہترین قومون مین سے ہے لیو افریکانوس[۵۴] نے لکہا ہے کہ ماندنگو بہت شایستہ ہوتے ہین اور نیگرو کی قومون مین وہ سب سے زیادہ قابل عزت اور دیانتدار ہین[۵۵] - یہہ لوگ تبلیغ اسلام مین

---

۵۱ کرونکز آف یہ سلطان فون بورنو - مرتبہ اوتو بلو صفحہ ۳۲۲ ۵۲ اوبل صفحہ ۲۸۸ - ۵۳ ابن بطوطہ - توم ۴ صفحہ ۴۱۲
۵۴ راموسیو - توم ۱ صفحہ ۵۵ وائن ڈوریڈ لکہا ہے کہ ماندنگو "بلند قامت خوبصورت اور گندمی رنگ کے لوگ ہوتے ہین - انکا مذہب اسلام ہے اور انکے پاس گہوڑے اور مویشیون کے گلے ہوتے ہین وہ روئی اخروٹ اور اکثر قسم کی اجناس کی زراعت کرتے ہین ان لوگونکی مہمانی اور مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا اور انکی عورتونکی متین صورتین اور وضع اور انکے قریون کی صفائی اور خاموشی دیکہکر مجکو بہت مسرت ہوئی" ڈبلیو - وائن ڈوریڈ - افریکن سکیچ بک پہلی جلد صفحہ ۳۰۳ -

نہایت درجہ ساعی ہوتے ہین اور جو قومین اونکے پڑوس مین بستی ہین اونکو مسلمان کرچکے ہین[1]
ملک سودان کے زیادہ مغربی اطراف مین اسلام کی ترقی گیارہوین صدی عیسوی کے
وسط مین ہوی جبکہ بورنو کے بادشاہ وقت نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام سلطان احمد ابن جلیل
رکھا[2] بورنو کی عملداری جبل جاد کے مشرقی ساحل پر ہے - اسی زمانہ مین کانم کی عملداری جو
جبل جاد سے شمال اور شمال مشرق مین ہے مسلمان ہوئی اور مسلمان ہوتے ہی وہ بڑی سلطنت
ہوگئی - اور مشرقی سودان سے لیکر مصر اور نوبیہ کی سرحد تک جسقدر قومین آباد تھین وہ سب
مطیع ہوگئین پس اس طریقہ سے افریقہ کے مرکز تک اسلام پہونچ گیا جہان سے وہ ہر سمت مین
جلد پھیلنا شروع ہوا - اور یہان اسلامی کوششون کے گویا دو دریاؤنکا سنگم ہوگیا یعنی تبلیغ
اسلام کا ایک دریا مغرب سے اور دوسرا شمال مشرق سے چلا اور دونون افریقہ کے وسط
مین مل گئے - مشرقی سودان مین کاردوفان کے سوداگرون کو یہہ دعوی ہے کہ وہ اہل
عرب کی نسل سے ہین جو بارہوین صدی عیسوی مین دولت فاطمیہ مصر کے زوال کے بعد
یہان پہونچے تھے - چودہوین صدی عیسوی مین تنگور کے عرب طونس سے اٹھکر
جنوب کی سمت مین آباد ہوے اور بورنو اور وادی سے گذرکر دارفر کے ملک مین پہونچ
گئے - ان عربون مین ایک شخص احمد نامی دارفر کا بادشاہ بہت مہربان ہوا یہانتک
کہ اوسکو اپنے محل کا مہتمم مقرر کردیا اور تمام موقعون پر اوس سے صلاح اور مشورہ لینے
لگا - چونکہ احمد کو حکومت کے زیادہ مہذب طریقے معلوم تھے اسلیے سلطنت کے انتظام
مین اوسنے اکثر باتون کی اصلاح کی اور اپنے حسن انتظام سے ملک کے سرکش سرداروں کو
سلطنت کا مطیع کردیا مفلسون مین زمینین تقسیم کرکے اتنکی قزاقیون کو دور کیا
اور رعایا کو ایسا امن میسر ہوا جسکو پہلے وہ جانتی تک نہ تھی - دارفر کے بادشاہ نے
احمد سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور چونکہ اوسکا کوئی بیٹا نہ تھا اسلیے احمد ہی کو اپنا وارث

---

[1] وبط - صفحہ ۱۸ - ۱۹ - [2] اوتوبلو صفحہ ۳۲۲ -

اور جانشین مقرر کیا - یہہ تقرر ایسا تھا جسکو رعایا نے بھی بہت پسند کیا غرض دارفور کے ملک مین جو اسلامی خاندان اسطرح قائم ہوا وہ ابتک موجود ہے سلطان احمد اور اوسکی اولاد نے دارفور کے باشندون کی تہذیب و تربیت کے لیے جو کام کیئے اونمین اشاعت اسلام کی کوششین بھی شامل تہین لیکن عربون نے جو طونس سے یہان آکر آباد ہوے تھے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین کچھہ کوشش نہ کی - بلکہ دارفور کے ملک کو اوسکے بادشاہ سلیمان نے جسکا عہد ۱۵۹۶ء مین شروع ہوا پورے طور پر مسلمان کیا - سولھوین اور سترہوین صدی عیسوی سے پہلے وادی اور باجرمی کے ملکون مین جو کاردوفان اور جبل جاد کے مابین واقع ہین اسلام شائع نہ ہوسکا لیکن وادی کی عملداری جسکا بانی ۱۶۱۲ء مین عبدالکریم ہوا جسوقت مسلمان ہوگئی تو وہ اسلام کا مرکز بن گئی سترہوین صدی عیسوی مین کت سینا اور رکانو کی عملداریان جو ہوسا کے ملک مین تہین مسلمانون کی حکومت مین آگئین اور صدی کے ختم ہوتے ہوتے سودان کے ملک مین ہر جگہہ کثرت سے لوگ مسلمان ہوگئے[۵۳]

سترہوین اور اٹھارہوین صدی مین دعوت اسلام کے جو واقعات افریقہ مین گذرے وہ تعداد مین کم ہین اور جسوقت موجودہ صدی کے حالات تبلیغ سے اونکا مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ بہت قلیل معلوم ہوتے ہین - اٹھارہوین صدی مین افریقی مسلمانون کو مذہب کی طرف سے ایسی بے پروائی رہی کہ اونکو اس غفلت سے بیدار کرنے کے لیئے قوی علاج کی ضرورت ہوئی چنانچہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر فرقہ وہابیہ کی کوشش سے اونمین مذہبی بیداری پیدا ہوئی اور یہہ ہی وجہ ہے کہ آج کل نیگرو قومون مین دعوت اسلام کے حالات

---

[۵۱] سلاطین پانتا "سوڈان مین آگ و تلوار" صفحہ ۳۰۳-۳۰۴ (لندن ۱۸۹۶ء) [۵۲] کانو کی عملداری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین قائم ہوئی تہی اسکے پچیسوین بادشاہ بت پرست ہوے لیکن چھبیسوین بادشاہ مسلمان تہا - اسکے بعد پھر چھ بادشاہ بت پرست ہوے لیکن انکے بعد سے ابتک یہہ عملداری اسلامی حکومت کے تحت مین ہے (روبن سن ہوسا کا ملک، صفحہ ۱۷) (لندن ۱۸۹۶ء) [۵۳] اوپل صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ -

ایسے دریافت ہوتے ہین جو گذشتہ واقعات کی طرح قلیل التعداد نہین ہین بلکہ اکثر اسلامی تحریکون کے پیدا ہونے اور ترقی کرنیکا مفصل حال تحقیق ہوتا ہے۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین فلاحین افریقہ مین سے شیخ عثمان دانفودیو[1] برا مصلح قوم اور اڑکر مذہب کا پھیلانے والا پیدا ہوا جسوقت شیخ عثمان مکہ سے حج کرکے سوڈان کو واپس آیا تو مسلمانون کی اصلاح اور شعار اسلام کو زندہ کرنیکا جوش اوسکے دل مین بھرا تھا۔ عثمان جس زمانہ مین مکہ مین تھا تو فرقہ وہابیہ وہان بہت ترقی پر تھا عثمان پر بھی وہابیون کا اثر پڑا اور اوسنے فاتحہ اور نذر نیاز کی سمنکو اور مقابر کی زیارت کو برا بتایا بلکہ لوگونکو سمجھایا کہ پیغمبر خدا صلعم علیہ وسلم کی بھی بے تعظیم نہ کی جاوے اور سوڈان کے باشندون مین جو دو قسم کے سخت گناہ پھیلے ہوے تھے یعنی شراب خواری اور بدکاری اُن پر عثمان نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔

ابتک فلاحین افریقہ چھوٹے چھوٹے گروہ رکھتے تھے جنکا کام کاشتکاری تھا۔ ان لوگون کو مسلمان ہوے مدت ہوی تھی اور انھون نے اسی پر قناعت کی تھی کہ سوڈان کے مختلف حصون مین زراعت سے یا مواشی چراکر اپنی گذر اوقات کرین۔ اٹھارہوین صدی کے شروع مین اس قوم کے جو کچھ حالات تحریر ہوے ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عافیت پسند اور محنتی قوم تھی۔ ۱۷۳۱ء مین فلاحین افریقہ کی بستیون مین جو دریای گامبیا کے کنارون پر واقع تھین ایک سیاح[2] پہونچا اور اوسنے لکھا کہ "دریای گامبیا جن ملکون اور عملداریون مین سے گذرتا ہے اونمین بہورے نگ کے لوگ آباد ہین جنکو فولی) فلاحین کہتے ہین۔ یہہ لوگ عربون سے مشابہت رکھتے ہین اور اون مین سے اکثر عربون ہی کی زبان بولتے ہین کیونکہ عربی زبان اون کے مدرسون مین سکھائی جاتی ہے اور قرآن جو اونکا قانون ہے وہ بھی اسی زبان مین ہے۔ یہہ لوگ عربی زبان اسقدر سیکھے ہوے ہوتے ہین کہ یورپ کے لوگ انگریزی زبان اسقدر نہین جانتے۔ کیونکہ اکثر فلاحین عربی بول سکتے ہین۔ انکی ایک

[1] کولے پلیگلیا افریکانا صفحہ ۱۱۱ (لندن ۱۸۵۵ء) وائن ڈورڈیہلی جلد صفحہ ۱۳۰ اور پل صفحہ ۲۹۲ کرانس موصفحہ ۲۷۵

دیسی زبان بھی ہے جسکو فولی کہتے ہین - اس قوم کے آدمی طائفون اور جرگون مین رہتے ہین - وہ اپنے شہر علیحدہ بناتے ہین اور بادشاہون مین سے جنکی حدود سلطنت مین وہ رہتے ہون کسی بادشاہ کے محکوم نہین ہوتے - کیونکہ اگر کسی قوم مین سے کہراونکو آزار پہونچتا ہے تو وہ اپنی بستیان توڑ دیتے ہین اور دوسری جگہہ آباد ہوجاتے ہین - فلاحین کے سردار اپنی قوم پر اسطرح نرمی سے حکومت کرتے ہین کہ اونکی گورنمنٹ کا حکم بجاے اسکے کہ ایک شخص کا حکم معلوم ہو کل قوم کا حکم معلوم ہوتا ہے - اونکی گورنمنٹ ایسی ہے جسکا انتظام بہت آسانی سے ہوسکتا ہے کیونکہ ساری قوم یکمزاج اور بے شر ہے عدل و انصاف کے اعتبار سے اونکی تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ کوئی شخص جو بری حرکت کرتا ہے اوس سے تمام قوم نفرت کرنے لگتی ہے ..... سب لوگ بہت جفاکش اور سیدہے سادے ہوتے ہین اور اپنے صرف سے زیادہ اناج پیدا کرلیتے ہین جسکو وہ واجبی قیمت پر بیچ ڈالتے ہین - اونکی مہمان نوازی ایسی مشہور ہے کہ اس دیس کی اور قومین فلاحین کے شہرون کا اپنے پڑوس مین آباد ہونا نعمت تصور کرتی ہین - علاوہ اسکے وہ اسقدر نیکنام ہین کہ اونکی قوم کے کسی آدمی کے ساتھہ مہربانی یا مہمان نوازی سے پیش نہ آنا بہت برا سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس قوم کی انسانی ہمدردی عام ہے لیکن اپنی ہی قوم والون کے ساتھہ اوسکو دوگنی ہمدردی ہوتی ہے اگر اونکو معلوم ہوجاوے کہ قوم کا کوئی آدمی غلام کرلیا گیا ہے تو کل قوم ملکر اوسکو آزاد کرلیتی ہے - چونکہ کھانے پینے کا سامان اونکے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اسلیے وہ اپنے کسی آدمی کو بھوکا یا ننگا نہین رہنے دیتے جس طرح قوم کے اور لوگون کی خدمت کیجاتی ہے اسیطرح بڈھون اندھون اور اپاہجون کے ساتھہ سلوک سے پیش آتے ہین - انکو کبھی غصہ نہین آتا - اور مین نے کبھی نہین سنا کہ اونمین سے کسی ایک نے دوسرے کی برائی کی ہو - انکا یہہ حلم اور تحمل اسوجہہ سے نہین ہے کہ اونمین دلیری اور بہادری کی کمی ہے - نہین بلکہ افریقہ کی اور قومین جسقدر دلیر اور بہادر ہین اوسی قدر بہادر یہہ لوگ بھی

ہین۔ اور ہتھیار چلانے مین بڑے مشاق ہین۔ اونکے ہتھیارون مین چھوٹی تلوارین تیر اور کمان اور بعض دفعہ بندوقین ہوتی ہین ..... یہہ قوم بڑی متشرع مسلمان ہے اور اوسکا کوئی آدمی برانڈی یا پانی سے زیادہ کوئی تیز پینی کی چیز نہین پیتا"

لیکن عثمان دانفودیو نے فلاحین کے منتشر گروہون اور جرگون کو ملاکر ایک قوم بنادیا اور اونمین مذہب کا جوش پیدا کرکے جسکی وجہ سے آج تک تبلیغ اسلام مین اونکی کوشش مشہور ہین اونکو ملک ہوسا کی بت پرست قومون سے لڑنے کے لیے لے گیا۔ اور تمبکتو بورنو وغیرہ وغیرہ کے بادشاہونکو خطوط روانہ کیے جن مین حکم تہا کہ یا تو اپنی اور اپنی رعایا کی اصلاح کرین نہین تو خدا کی طرف سے اُنکو سزا دینے کے لیئے عثمان اونکے پاس آتا ہے۔ غرض فلاحین ملک فتح کرتے ہوے جنوبی اور مغربی اطراف مین بڑہے اور ملک کے ملک برباد کردیے۔ جو قوم مغلوب ہوئی اوسکو بجبر مسلمان کیا اور جو منتشر گروہ فتح ہوے اونکو ملاکر ایک قومی انتظام مین ترتیب دیا۔ ان فتوحات کے بعد فلاحین نے سکوتو کا شہر تعمیر کیا جو اسلامی حکومت کا دارالسلطنت قرار پایا۔ ۱۸۳۷ء مین کئی بت پرست عملداریون کو برباد کرکے اونکی جگہہ اداموا کی عملداری قائم ہوی۔ یروبا کے ملک مین اویو کا شہر عثمانی نے مسمار کردیا اور اوسکے قریب الورین کا شہر بنایا جسکے بازار بہت چوڑے تہے اور جسمین چوک اور مسجدین بہت تہین۔ غرض فلاحین کی قوم ملک فتح کرتی ہوی مغرب کی طرف سمندر کے کنارے تک پہونچ گئی اور ملک سنی گامبیا اور سودان مین جو جا اسلامی عملداریان آج تک قائم ہین وہ اس بات کی دلیل ہین کہ عثمان دانفودیو نے تبلیغ اسلام مین کیسی ہمت صرف کی۔ عثمان نے اپنی قوم کو فاتح قوم بنادیا اور سب سے بڑہکر یہہ کیا کہ اونمین اسلام کا ایسا جوش عقیدت پیدا کیا کہ عملی جدوجہد کے لحاظ سے افریقہ کے داعیان اسلام مین فلاحین کو سب سے زیادہ تفوق حاصل ہے اونکی تہذیب و تعلیم نے اونکو اس کام کے لیئے اور لائق اور قابل بنادیا۔ ملکی فتوحات سے اسلام کو اسقدر ترقی نہین ہوئی جسقدر کہ ان فتوحات کے بعد امن و امان کے وسائل سے ہوئی

اسلام مین فلاحین کو کامیابی حاصل ہوئی۔

افریقہ کے اس حصہ مین اسلام کی تبلیغ اور ترقی زیادہ تر ایسے لوگون نے کی جنہون نے کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے کبھی تلوار نہین اوٹھائی۔ یہہ ترقی صوفیہ کے بعض مشہور خاندانون کی وجہ سے ہوئی جنکا اثر شمالی افریقہ کے مسلمانون مین بہت ہے۔ موجودہ صدی مین ان ہی صوفیون کی کوششون سے مہتم بالشان نتیجے پیدا ہوے ہین۔ اگرچہ اونکے کام کبھی مفصل تحریر نہین ہوے لیکن بعض اسلامی تحریکین دریافت ہوتی ہین جنکے یہہ بانی ہوے۔

صوفیہ کی طرف سے جسقدر دعوت اسلام کی تحریکین ہوئین اون مین سب سے قدیم تحریک کے بانی سی احمد ابن ادریس ہوے[۵۱] جنکو ۱۷۹۷ء سے ۱۸۳۳ء تک مکہ معظمہ مین اپنے علم وفضل کی وجہ سے بڑی شہرت رہی۔ اسوقت یہ بزرگ خاندان خضریہ کے سردار تھے ۱۸۳۵ء مین اونکا انتقال ہوا اور اس سے پہلے انہون نے اپنے ایک مرید محمد عثمان الامیر غنی کو دعوت اسلام کے لیئے افریقہ روانہ کیا۔ محمد عثمان بحر احمر عبور کرکے کسیلا مین اترے اور یہان سے دریاے نیل کی طرف روانہ ہوے وادی نیل تک اونکی صرف یہ کوشش رہی کہ مسلمانون کو خاندان خضریہ مین مرید کرین۔ لیکن جسوقت تک سمت شمال مین دریاے نیل کے کنارے کنارے سفر کرکے وہ اسوان کے شہر تک نہین پہونچے تبلیغ مین اُن کو بخوبی کامیابی نہین ہوی البتہ اسوان سے ڈنگولا تک اونکو نہایت کامیابی ہوی۔ نوبیہ کے لوگ کثرت بیعت کرنیکے لیے دوڑے آئے عثمان کو اب بادشاہون کا سا شان وتجمل حاصل ہوگیا تھا جس سے اہل نوبیہ کے دل بہت متاثر ہوے اور اونکی کرامات کی شہرت نے ہزارون آدمیون کو اونکا مرید بنا دیا۔ عثمان نے ڈنگولا پہونچکر کاردوفان جانے کے لیے وادی نیل کا سفر ترک کیا اور کاردوفان مین بہت عرصہ تک قیام کیا۔ بت پرستون کو مسلمان کرنا یہان سے شروع ہوا۔ کاردوفان اور سینار مین بہت سے فرقے ایسے تھے جو ابھی تک بت پرست تھے۔ لیکن محمد عثمان

[۵۱] رن صفحہ ۳۰۳-۳۰۴۔

کے وعظ کا لوگون پر ایسا اثر ہوا کہ اونکو تبلیغ اسلام مین بڑی کامیابی ہوئی اور یہہ کامیابی اس طریقہ سے اور دیرپا ہوگئی کہ محمد عثمان نے کاردوفان مین بہت سے نکاح کیے اور جو اولاد ہوی اوسنے باپ کے انتقال (۱۸۵۳ء) کے بعد اشاعت کے لیے وہی کام جاری رکھے جو باپ نے شروع کیے تھے - محمد عثمان کی اولاد امیر غنیہ کے نام سے مشہور ہوئی[۵۱]-

محمد عثمان کے سفر سے چند سال پہلے موجودہ خاندان مصر کے بانی محمد علی پاشا کی فوجون نے مشرقی سوڈان مین فتوحات حاصل کین - اور گورنمنٹ مصر نے بعض صوفیہ خاندانون کے مریدون کو اس جدید مفتوحہ ملک مین جانے کی ترغیب اس خیال سے دی کہ اونکی کوشش سے ملک مین امن ہوجائیگا - ان لوگون کو اپنی محنت اور کوشش مین ایسی کامیابی ہوئی کہ زمانہ حال مین جو ہنگامے مہدی کی وجہ سے سوڈان مین ہوے اُن کا سبب یہی بیان کیا جاتا ہے کہ ان واعظین کی تلقین سے سوڈان کی رعایا کو ان ہنگامون کا اشتعال ہوا[۵۲]-

افریقہ کے مغربی اطراف مین سلسلہ قادریہ اور تجانیہ کی کوششون سے اسلام کی ترقی ہوئی - قادریہ کو جو صوفیہ کے تمام سلسلون مین باعتبار اشاعت کے سب سے زیادہ دور دور پھیلا ہوا ہے بارھوین صدی عیسوی مین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا تھا جنکو تمام اولیای عظام مین سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے ساتھہ یاد کیا جاتا ہے[۵۳] - پندرھوین صدی عیسوی مین اس خاندان کے مریدون نے جو صحراے اعظم مین تواٹ کے چشمون سے اوٹھکر مغربی افریقہ مین پہونچے تھے یہان سلسلہ قادریہ کو رواج دیا ولاتا کا شہر پہلا مقام تھا جہان یہہ لوگ جمع ہوے - لیکن کچھہ عرصہ کے بعد اس شہرت قادریہ کی اولاد نکال دی گئی - اور اوسنے تمبکتو کے شہر مین پناہ لی جو ولاتا سے مشرق

---

۵۱ لی کیتیلیہ - (۱) صفحہ ۲۲-۲۳ ۵۲ لی کیتیلیہ (۲) صفحہ ۸۹-۹۱ - ۵۳ رن صفحہ ۱۷۵

کی طرف تھا۔ موجودہ صدی کے شروع مین وہابیہ کی مذہبی تحریک نے جس سے اسلامی دنیا پر بہت بڑا اثر ہوا صحرای اعظم اور مغربی سودان کے قادریون مین سخت مذہبی جوش پیدا کیا اور زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا کہ قادریہ کے بڑے بڑے عالمون اور صوفیون کے گروہ ملک سودان مین اور اُس سلسلہ کوہستان پر جو ساحل گنی کے متوازی چلا گیا ہے جابجا نظر آنے لگے۔ بلکہ مغرب کی طرف یہ لوگ اسقدر بڑھے کہ لائبیریا کی خودمختار سلطنت مین پہونچ گئے۔ مولوی ملا۔ تعویذ لکھنے والے۔ کاتب یا معلم بنکر یہہ مسلمان بت پرستون کے ملکون مین آئے جنہون نے اونکی خاطر مدارات کی اور وہ بت پرستون مین اسطرح جابجا آباد ہوگئے گویا جدا جدا دائرون کے مرکز تھے جہان سے اسلامی اثر ہر طرف پھیلنا شروع ہوا۔ بت پرستون مین یہہ مسلمان رفتہ رفتہ رسائی پیدا کرتے تھے اور ایک ایک دو دو آدمیون کو مسلمان کرکے تھوڑے عرصہ مین نومسلمون کا معقول گروہ اکٹھا کر لیتے تھے۔ جو نومسلم لائق ہوتے اونکو ایسے شہرون مین تحصیل علم کے لیے روانہ کیا جاتا تھا جہان قادریہ کے لوگ موجود ہون۔ فارغ التحصیل ہوکر یہہ نومسلم اپنے وطن کو واپس آتے تھے۔ اور اب وہ اہل وطن کو مسلمان کرنے کے لیے بخوبی تیار ہوتے تھے۔ غرض بت پرستون اور فیتش کے پوجنے والون مین ایسا خمیر ملا دیا گیا جو آہستہ آہستہ پھولنا شروع ہوا یعنی اسلام کی اشاعت اونمین بتدریج ہونے لگی۔ موجودہ صدی کے وسط مین سودان کے مدرسون اور مکتبون مین فرقہ قادریہ کے معلم و مدرس مقرر ہوتے تھے اور یہہ ہی قادریہ کا خاندان تھا جس نے بت پرستون مین تبلیغ اسلام کا نہایت باقاعدہ انتظام جاری کیا جسمین مذہب کی اشاعت ہمیشہ امن کے طریقون سے ہوئی۔ قادریہ نے نیک زندگی کی عمدہ مثالون اور وعظ و نصیحت پر اپنی کوششون کا دارمدار رکھا۔ شاگرد پر استاد کے اثر کو اور تعلیم دین کی اشاعت کو اپنے کام مین زیادہ معاون و مددگار سمجھا[1]۔ ان لوگون نے اپنے مرشد کی نصیحتون

[1] لی کیتلیئر (۲) صفحہ ۱۰۰ - ۱۰۹ -

کی ہمیشہ تعمیل کی اور جو بات اس خاندان کی مشہور تھی اوسکو برقرار رکھا۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تھی کہ ہمسایہ سے محبت اور سلوک اور تحمل سے پیش آنا چاہیئے شاہ صاحب کو اکثر بادشاہ اور امیر نذرین بھیجتے تھے لیکن اونکی سخاوت اونکو ہمیشہ مفلس رکھتی تھی۔ شاہ صاحب کے ملفوظات یا مقولات مین کوئی قول ایسا نہین ملتا جسمین عیسائیون سے بغض یا عداوت کرنا بتایا گیا ہو۔ بلکہ جہان کہین انہون نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہے وہان اونکی غلطیون پر افسوس ظاہر کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ راہ راست پر آئین۔ غرض یہہ صلح کل اصول تھے جنکو شاہ صاحب اپنے ارادتمندون مین پیدا کر گئے اور قادریہ کے لوگون کو ہمیشہ ان اصولون کا پابند دیکھا گیا ہے[۵۱]۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تجانیہ کا صوفیہ خاندان الجزیرہ مین قائم ہوا۔ موجودہ صدی کے وسط سے اس خاندان کے مرید سوڈان مین آباد ہوے اور تبلیغ اسلام کے لیے اونھون نے وہی طریقے اختیار کیے ہین جو خاندان قادریہ کے ہین۔ تجانیہ کے مدارس سے اسلام کی اشاعت مین بڑی مدد پہونچی لیکن قادریہ کی طرح تجانیہ نے بزور شمشیر اسلام پھیلانے سے اجتناب نہین کیا۔ اور افسوس ہے کہ اون کے جہادون کی شہرت نے تبلیغ کے ایسے واقعات کو جو مغربی افریقہ مین امن کے طریقون سے پیش آئے تاریکی مین ڈال دیا ہے حالانکہ تجانیہ کے لوگ جنھون نے امن و امان کے وسائل سے اپنے مذہب کو شائع کیا تبلیغ اسلام مین اُن مجاہدون سے زیادہ کامیاب ہوے جنھون نے لڑکر چھوٹی چھوٹی عملداریان قائم کین اور جن مین اونکے خاندان کے کچھ دنون بادشاہی کر گئے ان جہادون کے حالات لکھنے کی طرف اہل یورپ کو خاص کر ایسی صورت مین توجہ کرنے کی قدرتاً ضرورت ہوی جبکہ اونکی تجارت یا ملک گیری کے منصوبون مین ان جہادون سے خلل پڑا۔ اور مسلمان اغطون اور معلمون کو ان کے حالات تحریر کرنے کی جگہہ کہ کس طرح سہولت کے ساتھہ انھون نے اسلام کو ترقی دی اہل یورپ

[۵۱] ان صفحہ ۱۷۴۔

اسلامی لڑائیون کی سرگذشت لکھنے کا زیادہ شوق رہا۔ اسمین شک نہین کہ یہہ لڑائیان اسلام کی اشاعت مین ایک طرح مفید بھی ثابت ہوئین۔ اور اشاعت مذہب کے لیے انکا مفید ہونا کچھہ اسلام ہی کے ساتھہ مخصوص نہین ہے بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت مین بھی ایسی لڑائیون نے اکثر اسطرح نفع پہونچایا ہے کہ ملک کے فتح ہونے کے بعد واعیان مذہب کے لیے رستہ کھل گیا تاکہ غیر قومون مین وہ اپنے مذہب کو پھیلائین اور اپنے ہم مذہبون کو بتائین کہ ابھی ایسے ملک موجود ہین جہان کے باشندون کو راہ راست پر لانا باقی ہے۔

تجانیہ کی پہلی تحریک جسمین لڑائی اور اسلام کی اشاعت شامل ہوی عمر الحاجی نے پیدا کی یہہ شخص مکہ معظمہ مین تجانیہ خاندان کے ایک بزرگ سے ملا اور اس خاندان مین مرید ہوگیا۔ عمر الحاجی فتنہ و تردد کا رہنے والا تھا اور معلوم ہوتا ہے اوسکے پاس بہت دولت تھی۔ اپنے ملک مین وہ رسوخ رکھتا تھا اور اوسکی صورت بہت بارعب تھی۔ عرب کے ایک عالم نے اوسکو تعلیم و تربیت کیا تھا اور کئی برس تک اس عالم سے اوسنے عربی بان سیکھی تھی ۱۸۴۵ء یا ۱۸۵۵ء مین جسوقت عمر الحاجی بیت اللہ سے تین حج کرکے سودان کو واپس آیا تو اوسنے اپنے غلامون کو مسلح کیا اور جیس ہزار آدمیون کا لشکر جمع کرکے اشاعت اسلام کیلیے ان قومون کے خلاف معرکے شروع کیے جو دریاے نائگر اور سنیگال کے بالائی ملکون مین ابتک بت پرست چلی جاتی تھین۔

مغربی سودان مین اسلام کے پھیلنے کا کسی قدر حال اوپر لکھہ آئے ہین۔ یہان عبداللہ ابن یسین نے اور اونکے ساتھیون نے اسلام کا جو تخم بویا تھا وہ مسلمان تاجرون اور معلمون اور چشمہ الحوض کے عربون کی آمد و رفت اور تاثیر سے پھوٹ نکلا۔ پندرھوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ عربون نے زنگی سردارون کو مسلمان کرنے مین کس طرح کی کوشش کی۔ اہل عرب نے ان سردارون سے کہا کہ بغیر خدا کی شریعت کو مانے ہوے عوام الناس کی طرح جو کسی دین و آئین کے پابند نہین زندہ رہنا اونکے لیے

بڑی شرم کی بات ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دعاۃ اسلام نے مذہب اسلام اور اسلامی طریقوں کے رعب وداب سے افریقہ کے غیر مہذب وحشیون کے دلپر کیا اثر کیا تھا[۵۱] لیکن باوجودیکہ ان زنگی قومون مین مسلمان صدہا برس سے موجود تھے مگر انیسوین صدی مین عمر الحاجی کو معلوم ہوا کہ اوسکے ملک کے بہت لوگ ابھی تک اپنے بت پرست بزرگونکی طرح کفر اور گمراہی مین مبتلا ہین۔ عمر نے اول بمبک کی ماندن کو قوم پر حملہ کیا اور اوسکے بعد دریاے سنیگال کے بالائی ملک مین پہونچکر سیگو سے بت پرستی کو خارج کیا۔ سیگو مین بمبارا کی قوم ابتک بت پرست تھی۔ عمر نے یہان کی بعض اسلامی یا ستون کی بھی اصلاح کی جن مین بت پرستی کے خیالات ابھی تک باقی تھے۔ عمر نے سیگو اور موسینا مین قیام کیا اور بمبارا کی قوم کو مغلوب کرکے مسلمان کیا اور اکثر موقعون پر اسلام کی سچی اشاعت کی۔ ۱۸۶۴ء مین عمر الحاجی مارا گیا اور اوسکے بیٹے بالائی سنیگال اور نائجر کے وسط مین تمام ملک پر جو اونکے باپ نے فتح کیا تھا مسلط رہے[۵۲]۔

عمر الحاجی کے کئی جانشینون نے بھی جو اوسکے خاندان یا معتقدین مین سے ہوے اسلام کو اسی طرح ترقی دی جس طرح اونکے سردار یعنی عمر نے فرقہ تجانیہ کو جہاد پر آمادہ کرکے مذہب کو پھیلایا تھا۔ لیکن ان جانشینون کے زمانہ مین جو چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین اونکے حالات بہت کم دریافت ہوتے ہین یا جسقدر دریافت ہوتے ہین وہ کافی نہین کیونکہ عمر الحاجی کی سلطنت اوسکے مرنے کے بعد چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستون مین تقسیم ہوگئی۔ البتہ زمانہ حال مین اشاعت اسلام کی ایک اور تحریک جسمین جہاد سے کام لیا گیا اور جسکا بانی قوم ماندنگو کا ایک سردار ہے جسکو امام صمد کہتے ہین ایسی پیدا ہوئی جسکے حالات مفصل لکھے گئے ہین صمد نے مسلمانون کا ایک لشکر جمع کیا اور خود اوسکا سردار بنا اور بت پرستون کی کئی جنگجو اور بہادر قومون کو اپنا مطیع بنا لیا۔ ۱۸۸۴ء مین صمد نے فلاباکو کئی مہینے کے

---

[۵۱] سفرنامہ میر الویسی واکاد اموستو (۱۴۵۶ء)۔ رامو سیو تو م ۱ صفحہ ۱۰۱۔ [۵۲] اوپل صفحہ ۲۹۲-۲۹۳۔ بلیدن صفحہ ۱۰۔

سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا جو ملک سلیمان کا دار السلطنت تھا اور سیہ یالیون سے مشرق مین ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ فلابا کے باشندے فلاحین افریقہ کے حملون کا جو ہر سال اونکو فتح کرنیکے لیے یورش کیا کرتے تھے پچاس برس تک بخوبی جواب دیتے رہے۔ لیکن اب صمد نے اونکو فتح کرلیا۔ امام صمد کی حالات ایک عہد نویس مؤرخ نے عربی زبان مین لکھے ہین جن سے صمد کی بعض فتوحات کا مفصل حال دریافت ہوتا ہے۔ یہہ مؤرخ لکھتا ہے کہ "امام احمد الصمد مانڈنگو کے جہاد کے یہہ حالات ہین۔ ..... جب سے امام صمد نے بت پرست قومون مین جو سمندر اور ملک اسولو کے وسط مین رہتی ہین اس غرض سے جانا شروع کیا کہ اونکو خدا کے دین یعنی اسلام کی طرف دعوت دے تو خدا اوسکا ہمیشہ مددگار رہا"

"جو اسکو پڑہین اُن سبکو معلوم ہو کہ امام صمد کی اول کوشش ایک شہر پر صرف ہوی جسکا نام فلندیہ تہا۔ صمد نے قرآن اور شریعت اور احادیث کے مطابق فلندیہ کے بادشاہ سندیدو کے پاس اس پیغام سے قاصد روانہ کیے کہ سندیدو امام صمد کی اطاعت قبول کرے اور بتون کو پوجنا ترک کرے اور ایک خدا پر جو حق پر ایمان لائے جو بزرگ ہے اور برتر۔ جسکی عبادت اوسکے بندون کے لیئے اس زندگی مین اور آنے والی زندگی مین مفید ہے۔ لیکن فلندیہ کے بت پرستون نے اطاعت سے انکار کیا اسپر صمد نے قرآن کے حکم کے مطابق اون پر جزیہ مقرر کیا لیکن اُنھون نے اپنے اندہے اور بہرے پن سے ان باتون کو نہ مانا۔ تب امام نے ایک مختصر لشکر پانچ سو آدمیون کا جو بہادر اور دلیر تہے جہاد کے واسطے جمع کیا اور فلندیہ پر حملہ کیا۔ بت پرستون کے خلاف خدا نے امام کی مدد کی۔ اور اوسکو اون پر فتح دی۔ اور امام نے اپنے گھوڑون سے اونکا تعاقب کیا یہان تک کہ وہ مطیع ہوے۔ اب وہ بت پرستی کی طرف نہین لوٹ سکتے کیونکہ اُنکے سب بچے مکتبون مین قرآن پڑہتے ہین اور علم دین اونکو سکہایا جاتا ہے"

امام صمد نے اسی طریقہ سے اور کئی بت پرست ریاستون کو اسلامی معلمون اور واعظون کی مدد سے مسلمان کرلیا۔ اور احکام قرآن کی پابندی اونکو سکھائی۔ اب جو شہر فتح ہوکر یا اپنی خوشی سے اوسکا مطیع ہوجاتا ہے اوسمین امام صمد ایک مسجد بنوا دیتا ہے اور چند اسلامی مدارس جن مین لائق معلم مقرر ہوتے ہین جاری کردیے جاتے ہین۔ اگرچہ امام ایک بڑے لشکر کا سردار ہے لیکن وہ قرآن پاک اور مدارس اسلامیہ کی تعلیم و تربیت پر بہ نسبت تلوار کے زیادہ بھروسا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکو ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس بت پرست قوم کو وہ اسلام پر دعوت دیتا ہے وہ بغیر کشت وخون کے مسلمان ہوجاتی ہین[۵۱]۔

لیکن ان اسلامی تحریکون کی نسبت جن مین جنگ و جدل سے کام لیا گیا یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ملکی فتوحات اور لڑائیون سے اس ملک مین اسلام کی ترقی زیادہ نہین ہوئی کیونکہ یہ لکھا گیا ہے کہ عمر الحاجی کی سلطنت کے جو حصے اوسکے جانشینون کے قبضہ و تصرف مین رہے اونکی حدود سے باہر جہان کہین عمر نے لوگون کو زبردستی مسلمان کیا تھا وہ کچھ دنون بعد مسلمان نہ رہے اور باوجودیکہ عمر کی فوجون مین بہت جوش و خروش تھا اور اوسکی فتوحات نے بہت شان و شوکت دکھائی تھی جو عارضی ثابت ہوی لیکن اب ایسی اسلامی تحریکون کے نشان بہت کم باقی ہین جن مین جنگ و پیکار کے طریقے اشاعت مذہب کے لیے اختیار کیے گئے[۵۲]۔ مغربی افریقہ کی اسلامی تاریخ مین یہہ لڑائیان اس وجہ سے قابل وقعت ہین کہ مذہبی جوش اُنھون نے پیدا کردیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ داعیان اسلام نے امن و امان کے طریقون سے بت پرستون مین بہت وسعت کے ساتھہ اسلام کو شائع کیا۔ ان جہادون کو اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو موجودہ ترقی اسلام کی تاریخ مین اونکا واقع ہونا محض اتفاقی ہے۔ اور اونکا شمار ہرگز اون وسائل اور قوتون مین نہین ہے جن سے فی الحقیقت افریقہ مین اسلام کی اشاعت ہوی۔ اگر بالفرض کسی قوم نے ان جہادون کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا تو بھی جبتک

---

۵۱ بلیون صفحہ ۳۵۵ - ۳۶۰ - ۵۲ لی کیتلیر - (۲) صفحہ ۱۱۲ -

دعاۃ اسلام اس قوم کی تعلیم و تہذیب کے لیئے ساعی نہ ہوے اوسکا مسلمان ہونا نہونا برابر تہا بغیر اسکے ناممکن تہا کہ کوئی جماعت ایسی پیدا ہوسکتی جسکو صحیح طور پر مسلمان کہہ سکتے غرض اس تحریک سے اسلام کی اشاعت ملک گنی اور سنیگامبیا کے اکثر حصون مین ہوگئی جہان فلاحین اور ملک ہوسا کے مسلمان تاجر آمد و رفت رکہتے تہے اور لوگون مین اسلام کی تبلیغ کرتے تہے موجودہ صدی مین ان مسلمانون نے گنی اور سنی گامبیا کے بت پرستون کو مسلمان کرلیا ہے۔

اب جس اسلامی فرقہ کے کامون کا ہم ذکر کرتے ہین اوسکو مذہب اسلام کی خدمت کے لیئے سوائے امن و امان کے وسائل و تعلیم و تلقین کے طریقون کے کبہی جنگ و پیکار سے کسی طرح کا تعلق نہین رہا ۱۸۳۷ء مین الجزائر کے ایک قاضی نے جسکا نام سیدی محمد ابن علی السنوسی تہا فرقہ سنوسیہ کو قائم کیا جسکی غرض یہہ تہی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور اسلام کی اشاعت کی جاوے۔ سیدی محمد ابن علی جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوے جسکا انتظام خدا کے ہاتہہ مین ہے اور جسکی عایا دل سے اوسکی خدمتگزار ہے اور جسکی وسعت قلمرو کو اونکے جانشین برابر ترقی دے رہے ہین۔ فرقہ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین سرمو فرق نہو۔ صرف خدای وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجہ تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تمباکو نہ پیئے اور یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح کی رسم پیدا نہ کرنے کا اونکو حکم ملا۔ اور ہر شخص پر فرض تہا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جسکے ساتہہ اہل یورپ کے اثر سے بچنا بہی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے کے لیئے دیا کرے۔ سنوسیہ کا فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پہیلا ہوا ہے۔ اور اوسکی خانقاہین

مصر سے لیکر مورا کو تک بلکہ صحرای اعظم اور سوڈان کے شاداب قطعات مین بھی جابجا موجود ہین - جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان صحرای لبیان مین واقع ہے فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام ہے - یہان سے ہر سال صدہا مسلمان تعلیم و تربیت پاکر اسلام پر وعظ و تلقین کے لیے شمالی افریقہ کے ملکون مین جاتے ہین - سنوسیہ کی تمام شاخین (جنکی تعداد ۱۲۱ ہے) خانقاہ جغبوب سے اس سبع فرقہ کے انتظام کے لیے اصلاح و مشورہ حاصل کرتی ہین - یہان صدہا مختلف قومین آباد ہین جنکے ملک ایک دوسرے سے فاصلہ دراز پر واقع ہین تاہم تمام سنوسیہ کو اپنے کام مین بدرجہ غایت کامیابی ہوئی ہے - اوسکی خانقاہین توشمالی افریقہ مین مصر سے مورا کو اور سوڈان سے سنیگامبیا اور [illegible] تک موجود ہین لیکن اوسکے لوگ بھی عرب علاقہ اور مجمع البحار مین نظر آتے ہین - اگرچہ سنوسیہ کا متعدد فرض یہ بھی تھا کہ مسلمانون مین اونکے مذہب کی اصلاح کرین لیکن اشاعت مین بھی اس فرقہ کو سفد رکامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قومون مین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین - واعیان سنوسیہ آجکل اس جستجو مین ہین کہ بالی قوم کے اس حصہ کو جو ابتک بت پرست ہے اور بورنو کے مشرق مین ایندی کے کوہستان مین رہتا ہے کسی طرح مسلمان کرین - بالی قوم کے ایسے حصون مین جنکے لوگون مین اسلام کا علم بت اوپر ہی تھا اور وہ برائے نام مسلمان تھے سنوسیہ نے ایسا عمدہ مذہب پیدا کر دیا ہے جیسا خود اونمین موجود ہے[۵] صحرا مین نیجیریا کے جنوب کی طرف تو یا تبستی کی رہنے والی قوم جسکا نام تیدا ہے اور جو بت پرست یا برائے نام مسلمان تھی سنوسیہ کے پہونچتے ہی متشرع مسلمان ہوگئی - اور ابتک سنوسیہ کی اشاعتون کی شہادت ہے - سنوسیہ کے دعاۃ اسلام گالا کے ملک مین بھی اشاعت مذہب کرتے ہین [illegible] ہے بلکہ امیر ہرار کے دربار مین

[۵] دیکھو صفحہ ۵۰۰ دوسری جلد - [۵] نیجیریا - صحرا اور سوڈان دوسری جلد صفحہ [illegible] اربن [illegible] ۱۸۹۳ء دوسرے صفحہ ۴۵ -

جس قدر سردار ہین سب سنوسیہ خاندان کے مرید ہین[۵۱] ہر سال نئے لوگ اسلام کی ترقی کے ملئے گالا کے ملک مین جاتے ہین۔ مذہب کے پھیلانیکے لیئے یہہ لوگ مدرسے کھولتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کردیتے ہین۔ غلامون کو خرید کر مسلمان کرلیتے ہین خاص کر وادی کی قومون مین اُنھون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد بہت بڑہائی ہے۔ جنجبوب مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جب وقت آتا ہے سنوسیہ کی تمام مابلون سے واقف ہوجاتے ہین تو آزاد کرکے طرابلس بھیجدیے جاتے ہین تاکہ وہ اپنے بھائی بندون کو مسلمان کرین[۵۲]۔

سوڈان کی بت پرست قومون مین مسلمانون کی کوششون کے حالات جو دستیاب ہوسکے اگرچہ کم ہین لیکن جسقدر ہین اونکی قیمت اسلیئے زیادہ ہے کہ سوڈان مین اشاعت اسلام کے حالات کا پتہ بہت کم چلتا ہے۔ اگرچہ تاریخی و تاریخی دستاویزون سے کوئی شہادت نہین پہونچتی لیکن بت پرست قومون مین جو مسلمان اپنے مذہب و تہذیب کے رکھنے والے موجود ہین وہ داعیان اسلام کی کوششون کی زندہ شہادت ہین سوڈان کے جنوب مغرب مین جہانتک اسلام پھیل چکا ہے وہان کی مسلمان اور غیر مسلمان قومون مین بڑا فرق نظر آتا ہے کہ بت پرستونکی اخلاقی حالت اہل یورپ کی شراب فروشی سے کس درجہ خراب ہوئی ہے۔ اس زمانہ کے ایک سیاح[۵۳] نے اُن قومون کی خراب حالت کے ذکر مین جو دریای ناگر کے دہانے کی طرف آباد ہین لکھا ہے کہ جب دریای ناگر مین جہاز یا کوئی کشتی چڑہا ہوا پر جاتی تھی تو دو میل تک کوئی چیز ایسی نظر نہین آتی جو میرے خیالات مین کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی۔ کیونکہ بت پرستی کے ساتھ مدم خواری اور شراب کی تجارت خوب رونق پر تھی۔ لیکن جب ساحل کا نشیبی ملک پیچھے رہ گیا اور مین وسط سوڈان

---

[۵۱] پولتشی صفحہ ۲۱۴۔ [۵۲] دوویریئر۔ لاکو تقریری مسلمان دے سیدی محمد بن علی السنوسی لیون ۱۸۸۷ء لوئی رن صفحہ ۱۰۴ و ۱۳۵۔ [۵۳] خوزف ٹامسن (۲) صفحہ ۱۰۵۔

کی شمالی سرحد کے قریب پہونچا تو لوگونکی صورت اور شعار مین مجھکو ترقی معلوم ہوئی دخترانی موقوف ہوتے ہی بت پرستی بھی رخصت ہوئی۔ شراب کی تجارت بھی کم ہوگئی اور لوگون کے بدن پر کپڑے زیادہ اور صاف نظر آنے لگے اور صورتون مین ایسی متانت پائی گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اخلاقی ترقی شروع ہوگئی ہے اور ہر ایک چیز سے ظاہر تھا کہ ضرور کوئی خاص بات ہے جس نے ان وحشیون کی طبیعت پر قدرت پاکر انکا قلب ماہیت کردیا ہے تمکو تعجب ہوگا کہ یہہ خاص بات دین اسلام ہے۔"

"لکوجا سے گذر کر دریاے بینوئی اور نائجیریا کے سنگم پر ہم اُن مقامون سے نکل آئے جو داعیان اسلام کے گویا مورچے تھے۔ اور وسط سوڈان مین داخل ہوے۔ یہان پہونچکر معلوم ہوتا تھا کہ ملک کی گورنمنٹ اچھی ہے اور ہوشیار سوداگر اوسمین موجود ہین جو عمدہ قسم کے کپڑے بُنتے ہین یا پیتل اور چمڑے کا کام کرتے ہین اور تہذیب و شائستگی کے میدان مین ترقی کرچکے ہین۔"

نائجیریا مین اسلام کی اشاعت کا صحیح اندازہ کرنے کے لیئے ایک بات یہہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ مغربی ساحل اور دعوت اسلام کی جنوبی سرحد کے برابر برابر تو داعیان اسلام دعوت لے ہی جاتے ہین مگر انکی کوششون کے لیئے شمال و مشرق کے ملکون مین بھی جو دور تک پھیلے ہوے ہین بہت میدان کھلا ہے۔ اگرچہ ان ملکون مین اسلام کو رائج ہوے مدت ہوی لیکن تبلیغ اسلام کے لیئے ابھی یہان کام باقی ہے۔ قوم فنج جو سینار کی سب سے [illegible] زنگی قومون سے ہے اوسکے بعض حصے ایسے ہین کہ کچھہ لوگ اوسکے مسلمان [illegible] نام مسلمان ہی [illegible]۔ چنانچہ نوبیہ کے مسلمان سوداگران بت پرستون کو مسلمان [illegible] کی [illegible] شمار [illegible] سوڈان اور سنیگامبیا کی آبادی مین سے ایسے فرقون کا شمار [illegible] کرتے ہین [illegible] کے عقائد اور طریقے ابتک جاری ہین یا جن مین اسلام

[illegible] صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ — [illegible] نائیجیریا، سفر اور سوڈان صفحہ ۳۰۳۔

کی پابندی خفیف ہے گو صدہا برس سے مسلمان ان لوگون کے قریب آباد ہین اور یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی مین سوڈان اور سنیگامبیا کے داعیان اسلام کو مسلمانون کی اصلاح یا تبلیغ کے لئے زیادہ دور نہین جانا پڑا۔ پس افریقہ کی تاریخ تبلیغ مین اصلاح مذہب کی تحریکون کا ذکر اور شعار اسلام کے زندہ ہونے کا حال ہمکو قابل غور نظر آیا اور ہم نے ناظرین کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا۔

دعاۃ اسلام کی کوششون کا دوسرا منظر مغربی ساحل افریقہ ہے۔ باوجودیکہ ساحل گنی اور سیرالیون اور ملک لائبیریا مین اسلام کو بہت ترقی ہوچکی تہی بلکہ لائبیریا مین مسلمانون کی تعداد بت پرستون سے زائد تہی مگر افریقہ کے مغربی ساحل پر اسلام کو ایسی قومون سے واسطہ ہوا جو ابہی تک مسلمان نہین ہوئی تہین۔ اشانٹی مین جو مغربی ساحل افریقہ کا ملک ہے ۱۸۵۰ء سے کچھ مسلمان موجود تہے اور اوس زمانہ سے آجتک اس ملک مین مسلمانون نے دعوت اسلام مین ایسی کوشش کی کہ آہستہ لیکن ہمیشہ حکمی کامیابی انکو حاصل ہوئی[۵۱]۔ اسکا سبب یہہ بہی ہے کہ اشانٹی کے باشندے مسلمانون کی خاطر و مدارات کرتی ہین اور بادشاہ اشانٹی کے دربار مین انکو بڑا دخل ہوجاتا ہے۔ داعیان اسلام نے یہان اسلامی مدارس جاری کئے ہین جو بت پرستون کی اولاد کو اسلام کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اشانٹی مین ایسی علامتین ظاہر ہوچکی ہین کہ مذہب اسلام یہان کے اور تمام مذہبون پر غالب آجائیگا کیونکہ اشانٹی کے اکثر سردارون نے اسلام قبول کرلیا ہے[۵۲]۔ داہومی اور گولڈ کوسٹ پر دعوت اسلام روز افزون ترقی پر ہے ان ملکون کے بت پرست سردار اگر ظاہر مین اسلام قبول نہین کرتے تو وہ داعیان اسلام کے اثر کو ضرور گوارا کرلیتے ہین اور اس طرح مسلمانون کو مدد مل جاتی ہے کہ عوام الناس مین وہ اسلام کی اشاعت کرین[۵۳]۔ مغربی ساحل افریقہ پر داہومی اور اشانٹی دو بڑی عملداریان ہین جنکے فرمانروا بت پرست ہین لیکن اونکا مسلمان ہوجانا

---

[۵۱] ولیفا۔ دوسرا حصہ صفحہ ۲۵ [۵۲] سامن صفحہ ۸۹۔ [۵۳] بیری لوچ صفحہ ۲۵۶۔

اب کوئی دن کی بات سمجھی جاتی ہے[۵۱] لاگوس کے شہر مین تقریباً دس ہزار مسلمان ہین اور مغربی ساحل کے اُن شہرون مین جہان تجارت بہت ہوتی ہے ایسے مسلمان بہی آباد ہین جو اعلیٰ درجہ کی زنگی قومون سے ہین۔ مثلاً یہہ لوگ فلاحین ماندنگو اور ہوسا کی قومون کے لوگ ہین اور اونکا مذہب اسلام ہے۔ جب یہہ زنگی مسلمان تجارت کے لیئے یا اس غرض سے کہ یورپ والون کی فوجون مین بہرتی ہون مغربی ساحل افریقہ کے شہرون مین آتے ہین تو یہان کے بت پرستون پر اونکی صورت اور لیاقت کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ دیکھتے ہین کہ یورپین گورنر اور حکام اور تاجر مسلمانون کی بہت عزت اور توقیر کرتے ہین۔ یہہ زنگی مسلمان قومی اعتبار سے یا شکل اور لباس مین ایسا فرق نہین رکھتے کہ بت پرستون کو اونکی برادری مین شامل ہونا غیر ممکن معلوم ہو۔ علاوہ اسکے یہہ زنگی مسلمان بت پرستون کو سمجھاتے رہتے ہین کہ اگر ہمارے شریک بننا چاہتے ہو تو پہلے مسلمان ہو جاؤ[۵۲]۔ جسوقت کوئی بت پرست خواہ وہ کیسی ہی کم درجہ کا اور ذلیل حالت کا آدمی ہو مسلمان ہونے کی نیت ظاہر کرتا ہے تو مسلمان فوراً اوسکو اپنی برادری مین شامل کرتے ہین اور اوسکو اپنے برابر کا آدمی سمجھتے ہین اور یہہ برابر کا درجہ اسطرح دیا جاتا ہے کہ کسی کو اوسکے دینے مین حسد یا رشک نہین ہوتا بلکہ جن مسلمانون کو دعوت اسلام کا شوق اور جوش ہوتا ہے وہ نو مسلم کو یہہ عزت نہایت خوشی سے دیتے ہین دریای سنیگال کے دہانہ سے لاگوس کے بندرگاہ تک جنمین دو ہزار میل کا فاصلہ ہے کوئی بڑا شہر اب ہمنے ایسا نہین ہے جسمین کم از کم ایک مسجد نہ ہو اور جہان داعیان اسلام بڑے جوش و خروش سے تبلیغ مین مصروف نہ ہون بلکہ بعض صورتون مین ایک ہی جگہہ مسلمان اور پادری اپنے اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرتے ہین[۵۳]۔

مصنفون نے بالاتفاق کوئی فیصلہ ابتک اس امر کے متعلق نہین ظاہر کیا ہے

---

[۵۱] بیدن صفحہ ۲۵ [۵۲] سامن صفحہ ۸۸ [۵۳] بلیدن صفحہ ۲۰۲۔

کہ جغرافیہ کے اعتبار سے افریقہ مین تبلیغ اسلام کی حدود کہانتک قائم کیجاوین[۵۱] - انکل سے یہہ کہہ سکتے ہین کہ خط استوا سے شمال مین دس درجہ کا عرض بلد تبلیغ اسلام کی جنوبی حد ہے گو اس عرض بلد سے شمال کے اطراف مین بعض قومین ابہی تک بت پرست ہین[۵۲] ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ مغربی ساحل پر اور دریاے نائگر کے دہانے کے قریب جو ملک ہین اون مین مدت ہوی کہ اسلام اس جنوبی حد سے گذر کر شائع ہوچکا ہے - لیکن سوا ے ملک کے ایسے حصون کے جنکا ہم آگے ذکر کرین گے وسط افریقہ مین اسلام کا اثر ابہی تک کم ہے - اسمین شبہہ نہین کہ وسط افریقہ مین مسلمان اکثر نظر آتے ہین خاص کر وہ عرب تاجر جو زنجبار سے یہان پہونچے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان عربون مین تبلیغ اسلام کا شوق یا تو کم ہے یا بالکل نہین کیونکہ اونہون نے ملک سودان کی مثل ایسی اسلامی ریاستین جو احکام قرآن کے بموجب جاری ہوکر اوسکی پابند ہوتین وسط افریقہ مین قائم نہین کین مشرقی ساحل افریقہ مین اسلام کا اثر دوسری صدی عیسوی سے موجود ہے لیکن افریقہ کے اطراف مشرق مین مسلمانون سے کوئی ایسا کارنمایان نہین ہوا جسکو دعوت اسلام کی تاریخ مین جگہہ ملتی -

مشرقی ساحل افریقہ پر اہل عرب کی آبادہونیکی حالات کم دریافت ہوتے ہین ۱۵۰۵ء مین جب پرتگیزون کے سردار دون فرانسسکو دالمیدا نے کیلوا یا کا شہر فتح کیا تو ایک تاریخ عربی زبان مین لکہی ہوی اوسکو ملی - اس تاریخ مین بیان ہے کہ "اول مسلمان جو اس ساحل پر آبادہوے وہ چند عرب تہے جنہون نے ایک شخص زید کے باطل مذہب کو تسلیم کیا تہا - اور اسکی وجہ سے وہ جلاوطن کردیے گئے تہے - زید رسول اللہ صلعم کے خاندان سے تہے[۵۳]" جن زید کا یہان ذکر ہے اونسے غالبًا زید ابن علی علیہ السلام مراد ہے جو حضرت

[۵۱] افریقہ کی نقشہ مین جو نقطون کا خط اسلام کی جنوبی حد قائم کرنیکے لیئے کیہنچا گیا ہی اوسکے لیئے ڈاکٹر اوسکار بومان صاحب کا مین شکر گذار ہون یہ صاحب مشرقی افریقہ جرمنی کے مشہور و معروف محقق ہین - [۵۲] اول صفحہ ۲۹۷-۲۹۷ - [۵۳] یہ شہر ایک جزیرہ مین ہے جو زنجبار سے جنوب کی طرف دو درجہ ہٹا ہوا ہے [۵۴] دے بارس صفحہ ۲۱۱ -

امام حسین کے پوتے تھے اور خلیفہ ہشام کے عہد مین انہون نے امام مہدی ہونے کا دعوی کرکے اہل تشیع کو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ سنہ ۱۲۲ھ سنہ ۷۴۰ء مین خلیفہ ہشام کے عہد مین انکو شکست ہوی اور مارے گئے[۱]

یہہ عرب افریقہ کی بت پرست قومون سے ہمیشہ خائف رہے لیکن مشرقی ساحل پر انہون نے اپنی آبادی کو رفتہ رفتہ ترقی دی یہان تک کہ اہل عرب کا ایک اور گروہ اونمین شامل ہوا۔ یہہ گروہ خلیج فارس سے عرب کے ساحل اور جزیرہ بحرین کے قریب سے تین جہازون مین بیٹھکر یہان آیا تھا۔ سات بھائی اس گروہ کے سردار تھے اور عرب سے نکلنے کی یہ وجہ ہوئی تھی کہ شہر الحسا کے بادشاہ نے جسکی سلطنت ان عربون کے وطن کے قریب تھی ان پر ظلم کیے تھے۔ جب یہہ عرب مشرقی ساحل افریقہ پر پہونچے تو انہون نے مقدشو کا شہر پہلے تعمیر کیا جسکو رفتہ رفتہ ایسی قوت حاصل ہوئی کہ ساحل کے تمام عربون پر حکمران ہوگیا۔ اہل عرب کا پہلا گروہ جو مشرقی ساحل افریقہ پر آباد ہوا وہ شیعہ تھا اور چونکہ دوسرا گروہ سنی تھا اسلیے اوسنے سرداران مقدشو کی حکومت مین رہنا پسند نہ کیا اور ساحل چھوڑکر ملک کے اندرونی حصون مین آباد ہوگیا جہان وہ دیس کے لوگون مین مل گیا اور دیسی عورتون سے شادیان کرکے اوسنے اونکے طریقے اور رسوم اختیار کر لیئے[۲]۔

مقدشو کا شہر دسوین صدی عیسوی کے وسط مین آباد ہوا تھا اور مشرقی ساحل افریقہ پر ستر برس تک وہ بڑے زور کا شہر رہا۔ لیکن اسی اثنا مین خلیج فارس سے ایک اور گروہ یہان آباد ہونے کی غرض سے آیا۔ اور مقدشو کے مقابلہ مین اوسنے ایک نیا شہر آباد کیا۔ اس گروہ کا سردار علی تھا جو شیراز کے سلطان حسن کا بیٹا تھا اوسکے چھ بھائی اور تھے چونکہ علی کی ماں حبشن تھی۔ اسلیے اوسکے بھائی اوسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور جب سلطان حسن کا انتقال ہوگیا تو انہون نے ایسے ظلم کیے کہ علی نے وطن چھوڑکر کہین

---

[۱] ابن خلدون تیسرا جلد صفحہ ۹۹-۱۰۰۔ [۲] دے بلرس صفحہ ۲۱۱-۲۱۲۔

اور آباد ہونے کا قصد کیا اور اہل وعیال اور چند مصاحبون کو لیکر جزیرہ ارمزد سے جہاز مین سوار ہوا اور جب افریقہ کے مشرقی ساحل پر پہونچا تو مقدشو سے بچکر نکلا کیونکہ وہان کے لوگ مختلف المذہب تھے اور یہ سُنکر کہ زنجبار کے ملک مین سونا ملیگا وہ مقدشو سے جنوب کی سمت مین چلا اور ساحل پر کیلویا کا شہر آباد کیا جہان وہ خود مختاری کی حیثیت سے رہ سکا۔ اور شمال مین جو عرب آباد تھے اونکی دسترس سے بچ گیا۔[۱]

غرض اس طرح مشرقی ساحل افریقہ پر خلیج عدن سے لیکر خط جدی تک جسکو زمانہ وسط کے جغرافیہ دانان عرب نے اقوام زنج کا ملک لکھا ہے عربون کے متعدد شہر آباد ہوگئے زنج کی قومون مین اہل عرب نے اسلام کی اشاعت کے واسطے کچھ ہی کوشش کی ہو لیکن اوسکے حالات ہم تک نہین پہونچے۔ کتاب عجائب الہند جو حالات سفر کی ایک کتاب غالباً دسوین صدی عیسوی کی لکھی ہوی ہے اوسمین ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ زنج کی قومون مین سے ایک قوم کے بادشاہ نے کس طرح اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی سنہ ۹۲۲ء مین اہل عرب کا ایک جہاز جسپر تجارت کا مال بہرا تھا طوفان مین آگیا اور رستہ سے بھٹک کر آدم خوار زنجیون کے ملک مین پہونچ گیا اور جہاز والون کو یقین ہوا کہ اب کوئی دم مین وہ موت کا لقمہ بنتے ہین۔ لیکن زنجیون کے بادشاہ نے عربون پر مہربانی کی اور کئی مہینے تک اونکو اپنا مہمان رکھا ان تاجرون نے اپنا مال خوب نفع سے بیچا مگر بادشاہ کی مہربانیون کا عوض بڑی دغابازی سے کیا۔ اور وہ یہہ تھا کہ جب ان عربون کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ اور اوسکے عمائد جہاز تک آئے تو ان عربون نے سبکو گرفتار کر لیا اور غلام بنا کر عمان مین لے آئے اسکے چند سال گذرے تھے کہ ان ہی عرب تاجرون کا جہاز پھر طوفان مین آیا اور رستہ بھول کر زنجیون کے بندرگاہ مین پہونچ گیا۔ زنجی جو کشتیون مین سوار تھے جہاز کے پاس آئے اور جہاز والون کو پہچان لیا۔ اب ان عرب تاجرون کو اپنے مرنے مین ذرا شک

---

[۱] دے بارس صفحہ ۲۲۴-۲۲۵۔

نہ رہا۔ اور وہ توبہ و استغفار مین مصروف ہوے۔ زنجیون نے عربون کو گرفتار کیا اور بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ جب عربون نے بادشاہ کو دیکھا کہ یہہ وہی شخص ہے جسکے ساتھہ اونہون نے دغا کی تھی تو سخت نادم ہوے اور خوف اون پر طاری ہوا۔ لیکن بادشاہ نے بجاے اسکے کہ اونکی دغابازی کا انتقام لیتا اونکی جان بخشی اور اونکو اجازت دی کہ اپنا مال فروخت کرین۔ لیکن جب ان تاجرون نے بادشاہ کو نذر دینی چاہی تو بادشاہ نے بحقارت انکی نذر قبول کرنے سے انکار کیا۔ جب یہہ عربی تاجر رخصت ہونے لگے تو ایک تاجر نے بادشاہ سے پوچھا کہ غلامی کی حالت سے وہ کیونکر آزاد ہوا بادشاہ نے بیان کیا کہ عمان سے جہان وہ غلام بنا کر بیچا گیا تھا وہ بصرہ روانہ کیا گیا اور بصرہ سے بغداد مین آیا۔ بغداد مین اوسکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوی اور ارکان اسلام اوسکو سکھاے گئے۔ بغداد مین اپنے آقا سے بھاگ کر وہ ایک قافلہ کے ساتھہ ہو گیا جو مکہ معظمہ کو حج کے لیے جاتا تھا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد وہ قاہرہ مین آیا اور قاہرہ سے دریاے نیل کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا۔ اس سفر مین بڑی مصیبتین اوٹھائین اور کئی دفعہ غلام بنایا گیا لیکن اب مین خوش ہون کہ اللہ نے مجھہ کو اور میری قوم کے لوگون کو اسلام یعنی دین برحق کا علم بخشا۔ اور زنج کے ملک مین کسی اور کو یہہ نعمت نہین ملی۔ چونکہ میرے مسلمان ہونے کا باعث تم ہوے اسلیے مین نے تمہارا قصور معاف کیا۔ جاؤ اور مسلمانون سے کہنا کہ وہ ہمارے ملک مین آئین اور ہم مسلمان اونسے بھائیون کی طرح ملین گے[۱]"

کتاب عجائب الہند سے یہہ بھی یاد ہوتا ہے کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر تاجران عرب مدت سے آمد و رفت رکھتے تھے اور باوجود اس صدہا برس کی آمد و رفت کے ساحل کی وحشی قومون مین (سواے سومالی قوم کے) اسلام کا چرچا کم ہوا۔ سولھوین صدی عیسوی مین تکیزون

[۱] کتاب عجائب الہند صفحہ ۵۱ - ۶۰ (مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

کے فتوحات سے پہلے جو چند زنگی قومیں مسلمان ہوئیں وہ صرف ساحل کی رہنے والی تھیں۔ پرتگیزی قوت کے زوال کے بعد بھی جبکہ سادات عمان کے عہد میں عربوں کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی سوائے گالا اور سومالی کی قوموں کے جو ملک کے اندر آباد تھیں اندرونی ملک کی دیگر اقوام میں اشاعت اسلام کے لیے کوشش نہیں کی گئی۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ "مشرقی افریقہ کے وسط میں تین دفعہ مجھکو سفر کرنیکا اتفاق ہوا لیکن مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جس سے خیال ہوتا کہ مسلمانوں کا مذہب فریعہ تہذیب ہے اسلام میں مہذب بنانے کی جو کچھ قابلیتیں ہوں وہ مشرقی افریقہ میں ظاہر نہ تھیں یہاں عرب اور عربوں کی اولاد اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف نہ تھی۔ اور اسلام پر دعوت دینے کے لیے یہاں داعیان اسلام موجود نہ تھے مسقط کے عرب اسی بات کو غنیمت سمجھتے تھے کہ اونکے غلام ایک حد تک اسلام کے پابند رہیں اسکے علاوہ انھوں نے مشرقی افریقہ کی قوموں سے جو فی الحقیقت ضلالت میں مبتلا تھیں کچھ بحث نہ رکھی۔ یہہ قومیں اس جہل و نادانی کی حالتمیں خوش رہتی تھیں اور تہذیب و شایستگی سے اونکا متنفر ہونا ظاہر کرتا تھا کہ پانچسو برس تک مسلمانوں کی نیم شایستہ قوموں سے واسطہ رکھنے پر بھی اونمیں وہ لیاقت پیدا نہیں ہوی جیسے کہ اونکی ہمسایہ قوموں میں موجود تھی۔ ان صدہا سال میں نیکی کا ایک تخم بھی ایسا نہ پھوٹا جو بڑا ہوکر پروان چڑھتا[1] مشرقی افریقہ میں عربوں کو سوداگری اور غلاموں کی تجارت میں ایسا انہماک رہا کہ اسلام کی ترقی کے لیے وہ کچھ شوق ظاہر نہ کرسکے۔ حالانکہ ان ہی کے ہم مذہبوں نے افریقہ کے اور حصوں میں تبلیغ احکام کے لیے کیا ہمت اور محنت صرف کی تھی[2]

---

[1] "وسط افریقہ میں اسلام" مصنفہ جوزف ٹامسن صفحہ ۸۷۔ [2] مشرقی افریقہ جرمنی میں بوندی اور واداگیو کے لوگوں میں بہرحال اسلام کی ترقی ہے۔ یہہ دونوں ملک ساحل سے کسی قدر مغرب کی طرف واقع ہیں سواحلی کے جو مسلمان معلم پیشہ ہیں وہ بت پرستوں کو مسلمان کرنیمیں کامیاب ہوتے ہیں۔ اوسکار بومان "وسط سامبارا اور مذہبی تاجر" گیبیت "۔

[3] صفحہ ۱۴۱ و ۱۵۲ (مطبوعہ برلن ۱۸۹۱ء)

وسطا افریقہ کے شرقی حصہ مین جو قومین آباد ہین اونمین اسلام کو ترقی نہونیکی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ ان قومونکی طبیعت کو مذہب سے لگاؤ کم ہے۔ شمال مین البتہ ملک یوگنڈا کی قومین ایسی نہین ہین جن پر مذہب کا اثر نہوتا ہو۔ چنانچہ زنجبار سے جو عرب ان قومون مین پہونچے تو اسلام کی اشاعت اونمین بخوبی ہوسکی۔

گالا اور سومالی کی قومون مین اسلام کو بہت ترقی ہوی اس کتاب کے باب چہارم مین ہم ذکر کر چکے ہین کہ حبش کے ملک مین گالا قوم کی آبادیان قائم ہوگئی ہین۔ یہہ نوآباد لوگ جنکی قوم کی سات شاخین ہین اور جو وولو گالا کے نام سے مشہور ہین حبش مین آباد ہونے سے پہلے عالبًا بت پرست تھے[۵۱] اور ابتک کثرت سے بت پرست ہین۔ ملک حبش مین آباد ہونے کے بعد وہ گویا اسی ملک کے باشندے ہوگئے اور اکثر نے باشندگان حبش کی زبان عادات اور رسوم اختیار کرلین[۵۲]

گالا کے قوم کے متعلق کہ کس طرح اونسے اسلام قبول کیا مفصل حالات نہین ملتے۔ اس قوم کے بعض لوگونکی نسبت تو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ زبردستی عیسائی کرلیے گئے اور چونکہ ملک حبش مین پولیٹکل اختیارات مسلمانون کے قبضہ مین نہ تھے اسلیے یہہ بات امکان سے خارج ہے کہ مسلمانون نے بھی عیسائیون کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت بجبر کی ہو۔ اخیر صدی مین اس قوم کے جو لوگ جنوبی سمت مین آباد تھے وہ زیادہ تر مسلمان تھے اور جو لوگ مشرق اور مغرب کی اطراف مین رہتے تھے وہ عمومًا بت پرست تھے[۵۳] لیکن اب جو کچھہ حالات اونکے متعلق تحقیق ہوتے ہین اونسے ظاہر ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ترقی پر ہے۔ اور چونکہ اونکی نسبت لکھا جاتا ہے کہ "وہ بہت متعصب مسلمان ہین" تو اس بات سے ہم فرض کرسکتے ہین کہ وہ

---

۵۱ گالا قوم کی تاریخ مولفہ شیلنجر "اگرچہ وولو گالا کی قوم کے مذہب کی نسبت مفصل حالات نہین معلوم لیکن شیلنجر کی رای ہے کہ وہ بت پرست تھی" لوقا صفحہ ۳۴۳ مصنفہ کلوفی البتہ یہ فرض کیا ہے کہ جب یہ قوم ملک حبش پر چڑھ کر آئی تو اسوقت مسلمان تھی

۵۲ ہنری سالٹ "چشتہ کا سفر" صفحہ ۲۹۹ (لندن ۱۸۱۴ء) ۵۳ جیمس بروس "منبع نیل کی تحقیقات کا سفر" جلد سوم صفحہ ۲۴۴ (ایڈیشن ۱۸۰۵ء)

اسلام کی پابندی مین سست اور بدشوق نہین ہین[۱]۔ خاص ملک گالا کی گالا قومون مین سوائے اون جرگون کے جو حبش کی سرحد پر رہتے ہین اور جنکو سابق کے بادشاہ حبش نے زبردستی عیسائی کیا[۲] کچھ لوگ مسلمان ہین اور کچھ بت پرست پہاڑون مین مسلمان کم ہین لیکن ملک کے باقی حصون مین داعیان اسلام کو اپنے کام مین بہت کامیابی ہوئی اور موجودہ صدی مین اونکی تعلیم و تلقین سے لوگ بکثرت مسلمان ہوئے ہین۔ انتونیو جیکی نے جو ۱۸۵۶ء مین لیمو کی عملداری مین گیا تہا ابا بغیبو[۳] کے مسلمان ہونے کا حال لکہا ہے کہ ابا بغیبو لیمو کے بادشاہ وقت کا باپ تہا اور اوسکو اون مسلمانون نے مسلمان کیا جو لیمو کی ریاست مین تاجر بنکر آئے تہے اور اسلام کی اشاعت کرتے تہے۔ لیمو کے قریب گالا قوم کی جو عملداریان ہین اونکے امیرون اور سردارون نے ابا بغیبو کی مثال کا اتباع کیا اور کچھ حصہ رعایا کا بہی مسلمان ہوگیا۔ اسلام ان عملداریون مین ترقی کر رہا ہے لیکن ابہی تک زیادہ تر لوگ ایسے ہین جو اپنے آبائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین[۴]۔ سرداران گالا کے دربار مین مسلمان تاجرونکی خاطر و مدارات اس طریقے سے ہوی کہ غیر ملکون کی جو اشیا وہ ان سردارون کی عملداری مین تجارت کی غرض سے لائے وہ ملکی پیداوار کی عوض مین خریدلی گئین اور اس طرح مسلمان تاجرون کے لیئے تجارت کا بازار قائم ہوگیا۔ چونکہ یہ تاجر ساحل پر صرف سال یا دو سال مین ایک دفعہ آتے تہے اور باقی وقت گالا کے ملک مین صرف کرتے تہے اسلیے اونکو اسلام کی اشاعت کے واسطے کافی وقت اور موقع ملا جسکا حاصل کرنا وہ خوب جانتے تہے۔ غرض جہان کہین اونہون نے قدم رکہا یہ بات ضروری ہوگئی کہ تہوڑے ہی عرصہ مین وہ لوگون کو مسلمان کرلین[۵] گالا کے ملک مین اسلام کو عیسائی مشنریون کا بہی مقابلہ کرنا پڑا جو یورپ سے وہان پہونچتے

---

[۱] کراوفرڈ ریزیڈنس ان جاوا جلد اول صفحہ ۱۰۶ (کورن ہل ۱۸۵۶ء) [۲] رکلوز جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۹۔ [۳] ۱۸۵۶ء مین جسوقت رومسن کمپنیملک (جانکیقی) عیسائیون نے گالا قوم مین اپنا مشن جاری کیا تو ابا بغیبو نے اونسے کہا کہ اگر تم تین برس تک آتے تو تمہارے مذہب مین نہین بلکہ میرے سب ہمراہی تمہارا مذہب قبول کرلیتے لیکن اب عیسائی مذہب قبول کرنا ناممکن ہے (سایا جوتی جلد صفحہ ۱۰۳) [۴] دانا الفخر تیسرے رول کا زاید دوسری جلد صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ ۱۸۸۶ء ملسایا جوتی صفحہ ۱۰۳، چیٹی جلد صفحہ ۱۰۳ [۵] ماسایا جوتی جلد صفحہ

تھے ان عیسائی مشنریون کی وجہ سے کچھ لوگ عیسائی ہوے لیکن مشنریون کو بہت کامیابی نہین ہوئی۔[۵۱] یہانتک کہ کارڈنیل لاسایا نے جن لوگون کو عیسائی کیا تھا جسوقت یہ کارڈنیل ملک سے نکالے گیا تو اُنھون نے پھر اسلام قبول کرلیا یا یہ ہوا کہ اونکو اسکا یقین نہ آیا کہ مسیح کا[۵۲] عیسائی مشنریون کا تو یہہ حال تھا مگر داعیان اسلام کو مسلسل کامیابی رہی اور اب وہ جنوب کی طرف دور تک بڑھ گئے ہین اور دریاے وابی کو اُنھون نے عبور کرلیا ہے[۵۳]۔ گالا کے وہ جرگے جو ملک گالا کے مغربی حصہ مین آباد ہین ابھی تک بت پرست چلے جاتے ہین اور جو قومین کہ بالکل ہی مغربی سرحد پر آباد ہین اونمین لیگا[۵۴] کی قوم ایسی ہے جسمین اب موجودات قدرت کی پرستش کم اور مسلمانون کا اثر زیادہ پھیلتا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ چند سال کے عرصہ مین لیگا کی تمام قوم اسلام قبول کرلیگی[۵۵]۔ آجکل افریقہ کے شمال مشرق مین تبلیغ اسلام کے لئے مسلمانون کی ہمتین اور کوششین قابل قدر ہین۔ ہر سال عرب سے کئی سو داعیان اسلام ان اطراف مین آتے ہین اور سوالی قوم مین اونکو گالا کی قوم سے بھی زیادہ کامیابی ہوتی ہے[۵۶]۔ چونکہ سومالیونکا ملک عرب کے قریب ہے اسلیئے وہ قدیم زمانہ سے داعیان اسلام کا جولانگاہ رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اُسکے متعلق زیادہ حالات تحقیق نہین ہوتے۔ ملک سوالی کے شمال مین جو سوالی قومین رہتی ہین اونمین مشہور ہے کہ عرب کا ایک شریف زادہ مجبور ہوکر اپنے وطن سے بھاگا اور سمندر عبور کرکے اول کے شہر مین آیا جہان سوالی کے بزرگون کو اوسنے مسلمان کیا[۵۷]۔ پندرہوین صدی عیسوی مین چولیس عربون کا ایک گروہ حضرموت سے چلا اور بحر احمر کو

---

۵۱ مصنف چیکی نے جہان عیسائی مشن کی ناکامی کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ یہہ ہے کہ سالہاے گذشتہ مین اسلام کی اشاعت ان ملکون مین بکثرت ہوی ہے۔ صدہا داعیان اسلام اور مسلمان تاجرون نے یہ اشاعت کی ہے ان لوگون کے پاس وہ سامان بخوبی موجود ہوتا ہے جس سے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے یعنی وہ ہوشیار ہوتے ہین اور ملک کی زبان خوب جانتے ہین۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۲-۲۴۳۔ ۵۲ جیکی صفحہ ۲۴۳ ۵۳ کلو قوم ۱۳ صفحہ ۳۴۸۔ ۵۴ لیگا کی قوم ۹ درجہ سے ۹½ درجہ طول بلد اور ۳۴ درجہ ۳۵ دقیقہ سے ۳۵ درجہ مشرقی عرض بلد مین آباد ہے۔ ۵۵ رکلو۔ قوم ۱۰۔ صفحہ ۳۵۔ ۵۶ پوسٹے صفحہ ۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲۔ ۵۷ مشرقی افریقہ کی تاریخ وجغرافیہ وتجارت کے متعلق دستاویزات" مرتبہ مسٹر گولین۔ دوسرا حصہ پہلی جلد صفحہ ۳۹۹۔

عبور کرکے بربیرہ کے شہر مین آیا اور تبلیغ اسلام مین مصروف ہوا۔ سنہ ۱۳۳۰ء مین ان عربون مین سے ایک بزرگ شیخ ابراہیم ابوزرنی بہرار کے شہر مین آئے اور بہت لوگون کو اُنھون نے مسلمان کیا۔ انکے مزار کی زیارت کے لیئے اب تک لوگ جمع ہوتے ہین۔ شہر بربیرہ کے قریب ایک پہاڑی ہے جہان مشہور ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیئے دور و دراز کا سفر کرنے سے پہلے یہہ بزرگان دین یاد خدا مین تنہا زندگی بسر کرتے تھے[۵۱]۔

ملک افریقہ کے حالات تبلیغ کو ختم کرنے کے لیئے اب صرف یہہ لکھنا باقی ہے کہ اس براعظم کے جنوبی ملک یعنی کیپ کولونی مین اسلام کس طرح پہونچا۔ کیپ کولونی کے مسلمان مسلمانان ملایا کی نسل سے ہین جنکو سترہوین یا اٹھارہوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے لوگ اپنے ساتھہ یہان لائے[۵۲]۔ بوئر کی بگڑی ہوئی زبان یہہ لوگ بولتے ہین جسمین انگریزی اور ملایا زبان کے الفاظ بکثرت موجود ہین۔ ۱۸۷۷ء مین ترکی وزیر تعلیم نے اس زبان کی ایک عجیب و غریب کتاب جسمین احکام و ارکان اسلام بیان کیئے گئے تھے عربی حروف مین لکھوا کر قسطنطنیہ مین چھاپی[۵۳]۔ کیپ کولونی کے بعض مسلمانون کے نامون سے جو ڈچ زبان کے نام ہوتے ہین اور اون کے چہرون کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین ڈچ قوم کے لوگ مسلمانون کی جماعت مین شامل تھے اور ڈچ کے خون کا اثر ان مسلمانون مین بہت موجود ہے قوم ہاٹنٹوٹ مین سے بھی بعض لوگ مسلمان ہوگئے۔ یورپ کے سیاحون[۵۴] اور نیز مسلمانون کو کیپ کولونی کے اہل اسلام کی طرف کم توجہ ہی ہے۔ لیکن گذشتہ بیس برس کے عرصہ مین غیر ملکون کے بعض پرجوش مسلمان انکے پاس حالات تحقیق کرنے کے لیئے

---

۵۱ برٹش فارسٹ فلورا نارتھ ان ایسٹرن امریکہ صفحہ ۷۶، ۷۴ (لندن ۱۸۵۲ء) ۵۲ ۱۶۵۲ء سے ۱۷۹۵ء تک اس گروہ پر ڈچ کے قبضہ مین رہا اور ۱۸۰۶ء مین صلحنامہ امینز کی وجہ سے پھر اونکے تسلط مین آیا لیکن جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو انگریزون نے اوسپر فوراً قبضہ کرلیا۔ ۵۳ دے جویا۔ محمڈانزم پر گاندا صفحہ ۶۲۰۔ ۵۴ ۱۸۱۴ء مین مسٹر کیبل کوئی صاحب تھے جنھون نے مسلمانان کیپ کی طرف لوگون کو توجہ دلائی۔ دیکھو ولیم آدمز کی کتاب "موڈرن وانجر اینڈ ٹریولز" پہلی جلد صفحہ ۹۳ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۴ء)

پہونچے چنانچہ اب کیپ کے مسلمانون مین تعلیم اور پابندی مذہب کا زیادہ چرچا ہے۔ اب ہر سال یہان سے لوگ حج کو جاتے ہین اور مکہ معظمہ مین اونکا ایک شیخ مقرر ہے جو اُنکے حالات کا نگران رہتا ہے[۱]۔ ہندوستان کے مسلمان قلی جو کیپ کالونی مین ہیرے کی کانون مین کام کرتے ہین اُنھون نے بھی اسلام کی اشاعت کی ہے[۲]۔

مذکورۂ بالا تاریخی واقعات اور حالات سے یہہ واضح ہوگیا ہوگا کہ ملک افریقہ مین دعوت اسلام کو امن و امان کے وسائل سے اشاعت پانے کی خصوصیت حاصل رہی۔ اگرچہ اسلام نے بسا اوقات فتوحات کے لئے تلوار اوٹھائی لیکن پہلے اس سے کہ جبر و اکراہ کے طریقے اختیار کیے جاوین داعیانِ اسلام لوگونکو مسلمان کرنیکی کوشش کرتے تھے اور ملکی فتوحات کے بعد واعظ اور مولوی مفتوحہ ملکون مین اس لیے جاتے تھے کہ ناقص طریقون سے جو تبلیغ ہوئی ہے اوسکو درجۂ تکمیل تک پہونچائین۔ یہہ بات سچ ہے کہ افریقہ کے بہت سے حصون مین اسلام کی تبلیغ اسوجہ سے آسان ہوگئی کہ مسلمانون کو دنیوی معرکون مین فتح ہوئی اور بت پرستونکی برباد سلطنتون کی جگہہ اسلامی عملداریان قائم ہوگئین اور آگ اور خون نے جہادون کا نشان دیا جو کافرون کو غارت کرنیکے لیے برپا کیئے گئے تھے۔ چنانچہ بورنو کے ایک نوجوان عرب نے ابوکوتا کے محل مین جسوقت کپتان برٹن[۳] سے ملاقات کی تو کہا کہ "یہہ اپنی بندوقین اور بارود ہمکو دیدو تو ان کتون کو ہم ابھی مسلمان کئے لیتے ہین"۔ پس کچھہ شک نہین کہ یہی الفاظ افریقہ کے بہت مسلمانون کی آرزو ظاہر کرتے ہین اور ان ہی الفاظ کی صدای بازگشت اُس پیغام مین موجود تھی جسکو منگو پارک[۴] لکھتا ہے کہ قتہ تورو کے سلطان عبدالقادر نے قریب کے کافر بادشاہ وادل کے پاس کہلا بھیجا تھا۔ پیغام یہہ تھا کہ "اگر وادل مسلمان ہوگیا تو اُس ایک چاقو سے عبدالقادر وادل کا سر مونڈیگا اور اگر وادل مسلمان نہ ہوا تو اس دوسرے چاقو

---

[۱] حرمغربی۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۹۶-۲۹۷ [۲] جاک نیزن "نے مسئونیرو سے اسلام ابن افریق (روڈ کرتین) تو م ۱۳ صفحہ ۲۹۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۹۳ء) [۳] چیرڈ ایف برٹن۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۵۶ [۴] "وسط افریقہ کا سفر" باب ۱۵۔

سے عبدالقادر داؤد کا گلا کاٹیگا۔ اب داؤد ان دونون باتون مین سے ایک بات قبول کرے"

غرض متعصب لوگون کی دلیری و جسارت سے اسلام کی کیسی ہی ترقی ہوئی ہو مگر سیاحون اور اور لوگون سے اس امر کی شہادت بحد غایت بہم پہونچتی ہے کہ وعظ و تلقین اور داعیان اسلام کی متواتر کوششون سے اسلام کو جس عجلت اور وسعت سے افریقہ مین اشاعت ہوئی ویسی اشاعت جبر و اکراہ کے طریقون سے ہرگز نہین ہوسکی متعصب مسلمانون سے صرف یہہ ہوا کہ اپنے مخالفون کو اونہون نے غارت کردیا۔ لیکن لوگون کو فی الحقیقت مسلمان کرنا صرف داعیان اسلام کا کام رہا ہے۔ چنانچہ ابتک ساحل کے اطراف اور اندرونی ملکون مین اشاعت کا کام ترقی پر نظر آتا ہے[1]۔ جہان کہین اسلام کو دخل ہوا ہے وہان داعیان اسلام موجود ہین جو اسلام پر گواہی دیتے ہین مسلمان تاجر خواہ عرب ہون یا افریقہ کے فلاحین اور ماندنگو ہون ہر جگہہ موجود ہوتے ہین اور جہان وہ تجارت کا مال فروخت کرتے ہین وہین تبلیغ اسلام مین بھی ساعی ہوتے ہین۔ ان تاجرون کا پیشہ ہی ایسا ہے کہ جن لوگون کو وہ مسلمان کرنا چاہتے ہین اون سے آشتی پیدا ہوجاتی ہے اور لوگ ان تاجرون کی طرف کسی طرح کی بدگمانی نہین ہوتی جسوقت کوئی مسلمان سوداگر بت پرستون کے گاؤن مین پہونچتا ہے اور بار بار وضو کرکے رکوع و سجود سے نماز پڑہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز مین خدا سے مخاطب ہے تو گاؤن کے لوگ اوسکی طرف متوجہ ہوجاتے ہین اور اوس فضیلت کے باعث سے جو عقل اور اخلاق کے اعتبار سے بت پرستون کے مقابلہ مین اوسکو حاصل ہوتی ہے لوگ اوسکی توقیر کرتے ہین اور اوسپر بھروسا رکھتے ہین اور یہہ شخص ہر وقت تیار رہتا ہے کہ جو خوبیان خود اوسمین موجود ہین وہی دوسرون مین پیدا کردے۔ اور لوگونکو اسلام کا علم پہونچائے جسوقت حاجی بیت اللہ سے واپس آتے ہین اور تبلیغ اسلام کا جوش اون مین بہت ہوتا ہے تو وہ ملک مین برابر سفر کرتے رہتے ہین۔ بت پرستونکی

[1] ڈی۔ جے۔ ایسٹ صفحہ ۱۱۸۔ ۱۲۰۔ ڈبلیو واٹن وڈریڈ پہلی جلد صفحہ ۳۱۰۔

آبادیون مین جہان جہان مسلمان موجود ہین وہ ان حاجیونکی مدد کرتے ہین اور یہہ حاجی تبلیغ مین انتہا درجہ کی کوشش اور جانفشانی کے ساتھہ مصروف ہوجاتے ہین - اسی طرح طالب علم جو قاہرہ مین جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہوکر بت پرستون کے ملک مین آتے ہین تو اونکی بہت عزت کی جاتی ہے بعض دفعہ یہہ طالب علم طبیب بنکر مطب شروع کردیتے ہین اور نہین تو اسلیے اونکی ہر جگہہ ضرورت ہوتی ہے کہ تعویذ اور نقش لکھکر لوگون کو دین جو چمڑے یا کپڑے مین منڈھہ کر بازو پر باندہے جاتے ہین یا گلے مین لٹکائے جاتے ہین یہہ ذریعے بھی ایسے ہین جن سے اکثر بت پرست مسلمان ہوجاتے ہین - عورتین جنکے ہان اولاد نہین ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو کم عمر مرجاتی ہے وہ تعویذ گنڈون کے لیئے آتی ہین اور یہہ چیزین اس شرط پر اونکو دیجاتی ہین کہ آیندہ جو اولاد اونکے ہان ہو وہ مسلمان اٹھائی جائے[1] معلمان دین جنکو مرابت یا الوف کہتے ہین اون کی یہان بہت وقعت ہوتی ہے - اور مغربی افریقہ کے تمام قریہ جات مین ایک ایک مکان بنا ہوتا ہے جو ان معلمون کے قیام کے لیئے مخصوص ہوتا ہے اور جب یہہ لوگ آتے ہین تو گاؤن کے لوگ اونکی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین - دار فر کے ملک مین حکام سلطنت کے بعد جسقدر اعلیٰ درجہ کے عہدے ہین وہ ان ہی لوگون کو ملتے ہین - ماندنگو کی قوم مین اونکی عزت اور بھی زیادہ ہوتی ہے بلکہ بادشاہ کے بعد ان ہی کا درجہ سمجھا جاتا ہے اور ملک کے سردار اور امیر تر تبہ مین اونسے کم تصور کیئے جاتے ہین - جن عملداریون مین انتظام سلطنت شریعت کے مطابق ہے وہان ان معلمان دین کی عزت اسلیئے اور زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن کے مطالب لوگون کو سمجھائین اور اونکی جان سب کو اسقدر عزیز ہوتی ہے کہ وہ ایسے سردارون کے ملکون مین سے بلا مزاحمت گذر جاتے ہین جو آپس مین دشمن ہی نہین ہوتے بلکہ خاص اسوقت لڑائی مین مصروف ہوتے ہین - مسلمانون ہی کے ملکون مین ان لوگونکی تعظیم و توقیر نہین ہوتی بلکہ بت پرستون

[1] بشپ کراوتھر "مغربی افریقہ مین اسلام" - (چرچ مشنری انٹیلیجنس" صفحہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۸ء)

کی بستیون مین جہان مسلمان مدرسے جاری کرتے ہین یہہ بت پرست اپنے بچون کے استادون کی عزت کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ معلمان دین ہم مین اور خدا مین ایسا واسطہ ہین جس سے ہماری ضروریات زندگی مہیا ہو جائینگی اور جو ہمکو مصیبتون سے بچالین گے یا کسی طرح کی آفت ہم پر نہین آنے دین گے[۱] ان معلمون مین سے اکثر قیروان فاس اور طرابلس کی مسجدون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین۔ لیکن اگر یہہ پوچھا جاوے کہ مسلمانونکے ہان کوئی مشنری کالج بھی ہے یعنی ایسا کوئی دارالعلوم موجود ہے جسمین لوگون کو تبلیغ اسلام کے لیے ہدایت اور تعلیم ملتی ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ جامع ازہر وہ دارالعلوم ہے جسکے لیئے مشنری کالج کا نام نہایت موزون ہے۔ یہان اسلامی دنیا کے ہر ملک سے طالب العلم بکثرت آتے ہین جن مین ایک گروہ افریقی طلبار کا بھی ہوتا ہے۔ دارفر وادی اور بورنو کے طالب العلم یہان تعلیم پاتے ہین اور بعض ان مین ایسے ہوتے ہین کہ وہ علم کے شوق مین مغربی ساحل افریقہ سے قاہرہ تک پیادہ پا آتے ہین۔ جسوقت یہہ طلبا دینیات اور فقہ کی تحصیل سے فارغ ہوتے ہین تو اکثر اپنا یہہ کام مقرر کرتے ہین کہ وطن کے بت پرستون مین اسلام کی اشاعت کرین۔ جامع ازہر مین طلبار کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے۔ ۱۸۳۸ء مین جسوقت ڈاکٹر دولنگر[۲] قاہرہ مین پہونچے تو طلبار کی تعداد صرف ۵۰۰ تھی لیکن اوسوقت سے تعداد مین برابر ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء مین بارہ ہزار پچیس[۱۲۰۲۵] طالب علم یہان تعلیم پاتے تھے[۳] جامع ازہر کے طالب علم جن شہرون مین پہونچتے ہین وہان مدرسے کھول دیتے ہین جن مین صرف مسلمانون ہی کے بچے نہین پڑھتے بلکہ بت پرستون کی اولاد بھی وہان تعلیم پاتی ہے سب بچون کو قرآن پڑھایا جاتا ہے اور احکام ارکان دین سکھائے جاتے ہین۔ غرض جب اسطرح مسلمانون کے قدم جم جاتے ہین تو پھر وہ اپنی لیاقت و ذہانت سے ان لوگون کے ساتھہ

---

[۱] ایسٹ صفحہ ۱۱۲-۱۱۳ بلیڈن صفحہ ۲۰۲ [۲] یہہ کہا جاتا ہے کہ ہر سال ایکہزار دعیان اسلام طرابلس سے تبلیغ اسلام کے لیئے ملک سوڈان مین آتے ہین۔ (پوسٹ صفحہ ۳۳۱) [۳] دولنگر "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب" صفحہ ۴۰۴۔ [۴] انال دے لکستریم اور مینیت اے دے لافریق" صفحہ ۳۱۴ (مئی ۱۸۸۴ء)

جن مین وہ سکونت رکھتے ہین آشتی پیدا کرتے ہین اور اسمین زیادہ سہولت اونکو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ عادات اور معاشرت کے اعتبار سے مسلمانون اور ان افریقیون مین مشابہت ہے اور ان بت پرستون کو مسلمانون کی طرف سے بدگمانی اس لیے نہین ہوتی کہ مسلمان تاجرون کی آمد و رفت سے وہ مسلمانون سے ملنے جلنے کی عادی ہو گئے ہین - یہہ مسلمان دیس کی عورتون سے شادیان کر لیتے ہین اور بت پرستونکی صحبت مین اونکو ایسا دخل ہو جاتا ہے کہ اسلام کا اثر بت پرستون مین جڑ پکڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتا ہے اور اسطرح مسلمان بسہولت بت پرستون مین اپنے مذہب کو شائع کر دیتے ہین - مسلمانون کے آتے ہی ترقی تجارت کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور مسلمانون کے جو بڑے تجارتگاہ مثلاً سیگو اور کانو کے شہر ہین اونسے تعلق پیدا ہو جاتا ہے - اور مسلمان تہذیب و تمدن کے عمدہ نتائج ہی سے غیرون کو حصہ نہین دیتے بلکہ اپنے مذہب مین بھی ان کو شامل کر لیتے ہین - سر بارٹل فریری نے لکھا ہے کہ افریقہ کی ناشائستہ قومون مین داعی اسلام کو ہمیشہ یہہ یقین ہوتا ہے کہ ان قومون کے لوگ اوسکی بات کو کان دھر کر سنینگے - وہ بت پرستون کو خدا اور انسان کے متعلق حقائق ہی سے آگاہ نہین کرتا جو اونکے دلون پر اثر کر جائین اور اونکی عقلون کو ترقی دین بلکہ ایک سوشل اور پولیٹیکل جماعت مین داخل ہونے کے لیئے وہ اونکو ایسی سند دیتا ہے جو حفاظت اور امداد کے لیئے بحر اطلانتک سے لیکر دریاے چین تک راہداری کا کام دیتی ہے - جہان کہین مسلمان کا گھر ہوگا وہان رنگی نو مسلم کو ٹھہرنے کی جگہ اور خوراک اور صلاح و مشورہ مل سکتا ہے - اسلام قبول کرتی ہی اوسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ہی ملک مین ایک ایسی قوم کا رکن ہو گیا ہے جو حکمران نہین ہے تو ملکی رسوخ کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے - غرض اسی بات مین مغربی افریقہ کے داعیان اسلام کی کامیابی اور ترقی کا بھید پوشیدہ ہے - تعداد کے لحاظ سے بھی تبلیغ اسلام کی ترقی بہت اور جلد ہو رہی ہے جسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ جب کوئی بت پرست مسلمان ہوتا ہے تو داعیان اسلام اُن اصولون کے عملی طور پر پابند ہو جاتے ہین جو مومنین

کی اُخوت اور آپس مین وجہ مساوات رکھنے کے متعلق اسلام اور مسیحی مذہب مین مشترکہ ہین کرسچن مشنریون کے مقابلہ مین جو اعیان اسلام اس اخوت کے اصول پر زیادہ عجلت اور عملی طریق سے کاربند ہوئے ہین - کرسچن مشنری کا فرض ہے کہ عیسوی دین قبول کرنیوالے کے اعتقاد اور یقین کی پہلے اچھی طرح آزمایش اور تصدیق کرلے اور جب یہہ مرحلہ طے ہوجاوے تو پھر اوسکو اپنا دینی بھائی سمجھکر اوس سے ملے - لیکن اسکے ساتھہ ہی عیسائی مشنری کو قومی فرق اور تفاوت کا دور کرنا بھی ضروری ہوتا ہے جو ایک ہی نسل مین اس وجہ سے دور نہین ہوسکتا کہ گورے رنگ کا عیسائی کالے رنگ کے کافر اور غلام افریقی کا مدت سے آقا سمجھا جاتا ہے[۱]"۔

یہہ بات لکھنی بھی ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ قوم اور رنگ کی وجہ سے مسلمانون کے نزدیک کبھی حقیر اور ذلیل نہین سمجھے گئے - اور کچھہ شک نہین کہ افریقہ کی نیگرو قومون مین اسلام کی ترقی کا بڑا سبب یہہ ہوا کہ مسلمانون نے کبھی قوم یا رنگ کے فرق کا خیال نہین کیا اور نہ افریقہ کی ان سیاہ رنگ قومون کے لوگون کو ایسا ذلیل سمجھا جیسا کہ افسوس ہے عیسائیون نے اونکو تصور کیا[۲] مسلمانون کی روایت کے موافق خود حضرت موسیٰ علیہ السّلام کالے رنگ

---

[۱] سر ہارٹل فریری - (۱) صفحہ ۱۹-۱۷ (۲) بلیدن صفحہ ۱۸۲-۱۲۴ انسٹروپولوجیکل سوسائٹی لندن مین ایک دفعہ اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ عیسائی مشنریون نے وحشی قومون پر کیا اثر کیا - یہ بحث اب کسی کو یاد نہین ہے لیکن وہ بہت دلچسپ تھی اور اس مین ایک عیسائی مشنری کا ذکر کیا گیا تھا جس نے افریقہ مین ایک کالی عورت سے شادی کرلی تھی - اس شادی سے وہان کے عیسائی اسقدر ناراض ہوے کہ مشنری کو مجبور ہوکر ملک چھوڑنا پڑا لیکن مسلمان مشنریون کو ایسی دقتین نہین ہوتین - (رسالہ انسٹروپولوجیکل سوسائٹی لندن - تیسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء) افریقہ کے لوگون کے سامنے عیسوی مذہب اور اسلام جس طرح اپنے تئین جدا جدا پیش کرتے ہین اوسکا حال ایک ایسے شخص نے خوب لکھا ہے جو خود افریقہ کا باشندہ تھا - وہ لکھتا ہے کہ "عیسائیون کے مشن تو دیسی عیسائیون کی جماعت قائم کرنے اور اون پر پادری مقرر کرنے کے انتظام کو غیر محدود وقت تک ملتوی کردیتے ہین اور مسلمانون کا یہہ حال ہے کہ اونکو ملا افریقہ کی وسط مین تبلیغ کیلیے پہونچ جاتے ہین اور بت پرستون سے رسم پیدا کرکے اونکو مسلمان کرلیتے ہین یہانتک کہ اب افریقیون کا یہہ خیال ہے کہ اسلام کالے آدمیون کے لیئے اور عیسوی مذہب گورے آدمیون کیلیے مخصوص ہے - وہ جانتے ہین کہ عیسوی مذہب انکو نجات دینے کیلیئے بلاتا ہی لیکن اسکے ساتھہ ہی اونکو ایسا ذلیل و حقیر سمجھتا ہے کہ وہ ہمت ہار کر یہہ کہنے لگتے ہین کہ ہماری قسمت مین اُس سے حصہ لینا نہین ہے" اسلام ہی افریقیون کو نجات دینے کے لیئے بلاتا ہی مگر اونسے فوراً کہدیتا ہی کہ "یہہ تیرے بس کے باہر ہے کہ جسقدر بلندی تک پہونچنا ممکن ہو پہونچ جاؤ" یہہ بات سُنتے ہی کالے آدمی دل و جان سے اسلام کے ہمیشہ ممنون و شکر گزار ہوجاتے ہین" (افریقہ مین

[۲] اسلام اور عیسوی مذہب کی نسبت ایک افریقی کے خیالات (انڈین مجیکل مشن کے رسالے ۶۳ صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ پریس ۱۸۸۸ء)

کے آدمی تھے چنانچہ ذیل کی آیات قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے واضمم یدك الی جناحك تخرج بیضاء من غیر سوء ایۃ اخری ○ (اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے لگا کہ وہ نکلے گورا ہو کر نہ کچھ بُری طرح ایک نشانی اور - سورہ طہ آیت ۲۳)

ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین ○ قال الملاء من قوم فرعون ان ھذا لسحر علیم ○ اور نکالا اپنا ہاتھ تو اوس وقت وہ دیکھنے والوں کو گورا نظر آیا - فرعون کی قوم کے سردار بولے کہ بیشک یہ کوئی بڑا جادوگر ہے - سورۃ الاعراف آیت ۱۰۵-۱۰۷) اسی امر کے متعلق خلفای عباسیہ کے عہد زرین سے مفصلۂ ذیل واقعہ دریافت ہوتا ہے جو اس اعتبار سے نہایت دلچسپ ہے کہ مسلمانون کا افریقیون کی نسبت کیا خیال رہا ہے - ہارون الرشید کے بھائی ابراہیم نے جسکی ماں حبشن تھی بغداد مین خلافت کا دعوے کیا - لیکن مامون الرشید کے زمانہ مین ابراہیم کو شکست ہوئی اور خلیفہ نے اوسکا قصور معاف کیا - ابراہیم نے مامون الرشید سے اپنی ملاقات کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ "جب مین مامون کے دربار مین داخل ہوا تو مامون نے مجھ سے کہا "کیا کالے خلیفہ تم ہی ہو" مین نے کہا کہ "امیر المومنین! مین وہ ہون جسکو آپ نے خطا معاف کرکے شرمندۂ احسان کیا ہے" قبیلۂ بنی حسحاس کے غلام نے میرے حسب حال سچ کہا ہے -

اشعار عبد بنی الحسحاس فمن لہ	عند الفخار مقام الاصل والورق		
ان کنت عبدا فنفسی حرۃ کرما	اذا سواد الخلق انی ابیض الخلق		

(ترجمہ) فخر کرنیکے وقت بنی حسحاس کے غلام کے اشعار جڑ اور پتون کا کام دیتے ہین - اگرچہ مین غلام ہون مگر شرافت کے لحاظ سے میرا نفس آزاد ہے اگرچہ میرے جسم کا رنگ تاریک ہے مگر میرا اخلاق روشن ہے -

مامون بولا "چچا آپ تو ہنسی ہنسی مین ٹھیک بات کہہ گئے" - پھر مامون نے یہ اشعار پڑھے

لیس یزری السواد بالرجل الشیم	ولا بالفتی الادیب الاریب		

ان یکن للسّواد فیک نصیب	فبیاض الاخلاق منک نصیبی[1]

(ترجمہ) رنگ کا سیاہ ہونا شریف آدمی کو عیب نہین لگاتا نہ ادیب و دانشمند جوان کو اگر رنگ کی سیاہی ہمارے حصہ مین آئی تو تمہارے اخلاق کی سفیدی (روشنی) میرے حصہ مین آئی ہے۔ انتہی۔

پس افریقی نومسلم کو اخوت المومنین مین سب کے برابر درجہ حاصل ہوتا ہے اور اوسکا رنگ اور اوسکی قوم اور اوسکے دیرینہ تعلقات جو مسلمان ہونے سے پہلے اسکو حاصل تھے کسی طرح کا اوسکو نقصان نہین پونہچا سکتے۔ اگر افریقیون نے مسلمان ہونیکا ارادہ کیا تو مسلمانون نے فوراً اونکو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور کچھ شک نہین کہ اسی بات سے افریقہ کے بت پرستون نے اسلام خوشی سے قبول کیا جسکی تہذیب چاہتی تھی کہ یہہ بت پرست مسلمان ہوتے ہی اپنی پرانی وحشیانہ عادتین اور رسمین چھوڑ دین۔ ترقی اسلام مین جس چیز نے زیادہ تر مدد پہونچائی وہ یہہ تھی کہ افریقیون کا اسلام قبول کرنا ایسا کام تھا جس سے تہذیب و شایستگی مین اونکی ترقی ہوتی تھی اور علمی اخلاقی اور دنیوی ترقی کے میدان مین بھی وہ بہت آگے نکل جاتے تھے۔ اور جو طاقتین اسلام کی حامی بنکر پیدا ہوجاتی تھین وہ ایسی زبردست ہوتی تھین کہ جس وحشت جہالت اور تعصب کو اسلام مٹانا چاہتا تھا وہ زیادہ مدت تک دین اسلام کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے۔ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوگا کہ افریقی مسلمانون کی تہذیب بنگرو نومسلم کے دل پر کیا اثر پیدا کرتی تھی "وہ انتہا درجہ کی ظالمانہ رسمین جو ایک زمانہ مین تمام افریقہ مین پھیلی ہوئی تھین اور اب بھی بڑے عظم افریقہ کے بعض حصون مین گولڈ کوسٹ اور انگریزی نوآبادیون کے قریب جاری ہین یعنی مردم خواری اور انسان کی قربانی اور بچون کو زندہ دفن کرنیکا رواج اسلام قبول کرتے ہی فوراً ہمیشہ کے لیے موقوف ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ جو اب تک برہنہ یا نیم برہنگی کی حالت مین رہتے تھے کپڑے پہننے شروع

[1] ابن خلکان۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۸۔

کرتے ہین اور کپڑے بھی ایسے جو پاک اور ستھرے ہون - اور وہ لوگ جو کبھی نہانا یا منہ دھونا نہین جانتے تھے بار بار نہاتے ہین اور منہ دھوتے ہین کیونکہ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد اونکو بتائے گئے ہین - پھر یہ باتین ایسی ہین کہ جنکے سیکھنے کے لیئے اونکی عقل اور سمجھ پر زیادہ زور نہین پڑتا - گروہ بندی کا طریقہ جو یہان کے جرگون اور قریون مین ہے وہ مسلمان ہوجانے کی حالت مین زیادہ وسیع بنیاد پر قائم ہوجاتا ہے - چنانچہ گذشتہ سو برس کے عرصہ مین جو تاریخی واقعات سوڈان اور قریب کے ملکون مین گذرے اونسے اس اتفاق و اتحاد کی اکثر مثالین بیان ہوسکتی ہین - اگر لڑائی کے جوش کو اس سے تحریک ہوئی تو لڑائیون کے مقام جہان سے معرکہ شروع ہوتے تھے تعداد مین کم ہوجاتے ہین اور اون مین فاصلہ بڑھ جاتا ہے - لڑائی کا انتظام پہلے سے بہتر ہوجاتا ہے اور لڑائی کے روکنے کے لیئے بھی قواعد بن جاتے ہین فساد اور ہنگامے بے وجہ برپا نہین ہوتے لوٹ مار مین کمی اور جان و مال کی حفاظت زیادہ ہوجاتی ہے - ملک مین ابتدائی[۵۱] مدارس

[۵۱] "مسلمانون کے ہر شہر مین ایک مدرسہ اور ایک کتبخانہ ہوتا ہے - اس کتبخانہ مین قرآن شریف کی جلدین نہایت خوشخط لکھی ہوئی موجود ہوتی ہین مگر اعلی درجہ کی خوشخطی کا نمونہ کہنا چاہیے پنٹاٹیوک کا عربی ترجمہ جسکو توریت موسیٰ کہتے ہین اور ڈیوڈ کے سامزہ جنکو زبور داؤدی کہتے ہین اور یسوع کا گاسپل جسکو انجیل عیسی کہتے ہین اس کتبخانہ مین موجود ہوتی ہین اور مدرسون مین طلبا کے رجسٹر اور دیگر کاغذات بھی ہوتے ہین" وائن ڈوڈیڈ - "وحشی افریقہ" صفحہ ۵۸۰ -

بچون کی پڑہائی مین قرآن شریف کی عبارتین اور اعلی جماعتون کی خواندگی مین تفسیر و احادیث وغیرہ کی کتابین درج ہوتی ہین - نیگرو قوم کے ملکون مین صدہا برس سے مختلف درجون کے مدرسے سرکاری طور پر جاری ہین یہانتک کہ غریبون کے لڑکے پبلک کے صرف سے تعلیم پاتے ہین - اور جو طلبا لائق ہوتے ہین اونکا سلسلہ درس سون تک جاری کہا جاتا ہے ان مدرسون کی تعلیم عربی زبان اور عربی کتابون ہی پر محدود نہین ہے بلکہ اکثر یورپین زبانین مدون ہوگئی ہین اور عربی کتابون کا اونمین ترجمہ ہوا ہے - ان یورپین زبانون مین بھی کتابین تالیف و تصنیف ہوتی ہین اور ایسی رسمی موجود ہین جنمین یہ زبانین پڑہائی جاتی ہین" افریقہ کے کالے آدمی" (میتھوڈسٹ کوارٹرلی ریویو جنوری ۱۸۶۹ء) ڈاکٹر بلیدن (صفحہ ۲۰۶-۲۰۷) لکھتے ہین کہ مغربی افریقہ کے مسلمانون مین مفصلۂ ذیل کتابین سلسلہ درس مین جاری ہین - مقامات حریری - ارسطاطالیس اور افلاطون کی تصانیف کی حصہ بحکار ترجمہ عربی مین ہوگیا ہے - بقراط کی تصانیف کا عربی ترجمہ - عربی کی انجیل - عہد جدید اور زبور داؤدی جسکو امریکن بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے

ایسے ہی جاری کردیے جاتے ہین جن کا ذکر سویرس ہوے کہ منگو پارک نے کیا تہا۔ ان مدرسون مین اگر صرف قرآن پڑہایا جاتا ہے تو وہ بہی ترقی کا کم ذریعہ نہین ہے کیونکہ وہ زیادہ ترقی کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اب وہ خوبصورت بنی ہوئی پاک اور ستھری مسجد جسکی محراب مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور جسمین مؤذن پانچ وقت اذان دے کر نمازیون کو بلاتا ہے اور جسمین امام ہر جمعہ کو نماز پڑہاتا ہے گاؤن کے مسلمانون کا مرجع عام بن جاتی ہے۔ اور اوس خوفناک مکان کی جگہہ جسکو جوجو کا گہر کہتے تہے اور جسمین بدشکل چیزین پوجنے کے لیئے رکہی ہوتی تہین اب یہہ صاف اور پاکیزہ مسجد ہوتی ہے جسمین سب لوگ جمع ہوتے ہین اور اوس خدای وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا جو حاضر و ناظر علیم و رحیم ہے اون کے لیے ایسا ترقی کا سبق ہوتا ہے جو مذہب کے متعلق پہلے کبہی کسی نے اون کو نہین سکہایا تہا۔ عربی زبان جسمین مسلمانون کا آسمانی صحیفہ ہمیشہ لکہا گیا ہے ایسی زبان ہے جسمین غیر معمولی وسعت اور خوبیان موجود ہین۔ جس وقت ایک مرتبہ اس زبان نے رواج پالیا تو براعظم افریقہ کے نصف حصہ پر جس قدر قومین آباد تہین اون کی زبان عربی ہوگئی علم ادب کا وہ دیباچہ ہے بلکہ خود علم ادب ہے۔ عربی زبان کی تحصیل سے ایک فایدہ یہہ بہی ہوا کہ افریقہ کے سردارون کو بجاے اسکے کہ وہ محض اپنی راے سے حکومت کرین انتظام سلطنت کے لیئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا اور یہہ ایسی تبدیلی تہی جس سے اونکی تہذیب مین ترقی ہوئی۔ تجارت اور صنعت بڑہ گئی۔ اور اب سوداگری فقط اس بات مین نہ رہی کہ گونگون کی طرح آیے اور تجارت کے ابتدائی قاعدون کے موافق اشیاء کا اشیاء سے تبادلہ کرلیا جیسا کہ یونان کے قدیم مؤرخ ہیرودوطس نے لکہا ہے کہ افریقہ مین تجارت کا ہمیشہ یہہ ہی طریقہ تہا۔ اب تجارت کی چیزون مین بارود شراب تمباکو اور کوڑیان وغیرہ نہین ہین جنکی تجارت ساحل پر اب تک ہوتی ہے بلکہ ایسی اشیا کی تجارت شروع ہوئی ہے جنمین صنعت و حرفت بہت

درکار ہے۔ اور ملکی پیداوار کی درآمد و برآمد کا بڑا وسیع انتظام ہوگیا ہے۔ مسلمانون کی تاثیر اور اسلام کے طرز حکومت سے جو اسکے ساتھہ ایسا ہوا افریقیون کے ملک مین ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہوگئے کہ جس وقت یورپ کے سیاحون نے اون کا شروع حال لکھا تو یورپ کے لوگون کو اچھی طرح یقین نہ آیا۔

"میرا ہرگز یہہ قول نہین ہے کہ خوشحالی کا باعث صرف مذہب ہے نہین میرا قول صرف یہہ ہے کہ مذہب کے ساتھہ یہہ خوشحالی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور مذہب ایک طرح پر اوسکا معاون ہے۔ کیونکہ موسمی حالات اور دیگر اسباب اس نتیجہ کو پیدا کرسکتے ہین لیکن سوال یہہ ہے کہ ان ہی حالات اور اسباب کی موجودگی مین افریقہ کے اون حصون مین جہان بت پرست اور کافر آباد ہین اسلامی افریقہ کی مثل ترقی کیون نہین موجود؟

ذاتی فضائل کے متعلق یہہ بات سب نے تسلیم کی ہے کہ افریقہ کے نومسلمون مین مذہب اسلام ایسی ہمت اور جرأت اور قدرت اور اپنے اوپر آپ بھروسا کرنے کی قابلیت پیدا کردیتا ہے جسکا نشان ان ہی افریقی مسلمانون کے ہمقوم و ہموطن بت پرستون یا عیسائیون مین مشکل سے ملتا ہے[1]"

---

[1] "افریقہ مین اسلام" مصنفہ بوسورتھہ سمتھہ "انیسوین صدی" دسمبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۹۸۰-۹۹۰-

نقشہ افریقہ
انگلستان میل
جزائر خالدات
توات
خط سرطان
صحرا افریقہ یا صحراے اعظم
نوبیہ
مصر
عرب
ایران
خراسان
طبرستان
عراق عجمی
عراق عربی
کرمان
فارس
عمان
یمن
حضرموت
ہسپانیہ
قرطبہ
مراکو
فاس
الجزائر
تونس
طرابلس الغرب
قریطش
ایشیا کوچک
بحر اسود
بحر ہند
جنوبی بحر اوقیانوس
خلیج گنی
خط استوا
کونگو سٹیٹ
کیپ کولونی
جنوبی افریقہ کی پبلک
جنوبی افریقہ برطانیہ
وسط افریقہ برطانیہ
مشرقی افریقہ برطانیہ
خط جدی
دعوت اسلام کی جنبی حد
دریاے نیجر
دریاے سینیگال
دریاے گامبیا
دریاے کانگو
دریاے زمبیزی
تمبکتو
سیگو
موسینا
بمبارا
بورنو
کانم
واڈی
دارفر
کردوفان
سنار
حبش
مصوع
بربیرہ
زنجبار
ممباسا
گالا
مقادشو
ملیندی
مالندنگو
لوبری
بیرودا
لاگوس
اشانٹی
اکرا
کوجبا
کوکوفرانسیسی
کیلوبا
مشرقی افریقہ

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

جزائر ملایا کی چھ سو برس کی تاریخ مین ایسے واقعات موجود ہین جن سے دعوت اسلام کی تاریخ مین ایک دلچسپ مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ اس تمام زمانہ مین مشرقی جزائر ہند کے ایک نہ ایک جزیرہ مین داعیان اسلام کی متواتر کوششون کا ثبوت ملتا ہے ابتدای زمانہ مین اونکی کوششین محض ہدایت اور تلقین کے ذریعہ سے بغیر والیان ملک کی سرپرستی اور امداد کے جاری رہین۔ بعض موقعون پر اونکو خاصکر اسپین کے عیسایون کی وجہ سے سخت مخالفتون کا بھی سامنا ہوا لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے وہ بہت محنت اور جانفشانی سے تبلیغ مین مصروف رہے اور جہان اونکا کام ناقص تہا یا کافی نہ تہا وہان اوسکو (خاص کر زمانہ حال مین) اُنہون نے تکمیل کے درجہ تک پہونچایا۔

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کے شروع ہونے کی نسبت ٹھیک زمانہ مقرر کرنا ناممکن ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہجرت کی ابتدائی صدیون مین بہت پہلے اس سے کہ تاریخون مین اسلامی اثر کے شائع ہونے کا ذکر آیا ہو عربی تاجرون نے ان جزیرون مین اشاعت اسلام کی ابتدا کی۔ یہہ خیال اس وجہ سے اور قوی ہو جاتا ہے کہ اہل عرب بہت قدیم زمانہ سے مشرقی ملکون مین تجارت کرتے تہے دوسری صدی ہجری مین جزیرہ سیلون کی تجارت عربون کے ہاتھہ مین تہی اور ساتوین صدی عیسوی کے شروع مین چین کی تجارت کو سیلون کے رستہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین چین کے صوبہ کانٹن

مین عرب کے تاجر کثرت سے نظر آنے لگے - پندرہوین صدی عیسوی مین جبکہ اہل پرتگیز ملایا کے جزیرون مین پہونچے تو مشرقی ملکون کی تجارت پر اہل عرب کو بالکل قابض پایا جو دسوین صدی عیسوی سے یہان تجارت کرتے تھے[۱] - پس یہہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قدیم زمانہ مین عربون نے اکثر ملکون مین تجارتگاہ قائم کیئے تھے اسی طرح ملایا کے جزیرون مین سے بھی کسی جزیرہ پر اونہون نے تجارتگاہ بنایا ہوگا - اگرچہ عرب کے جغرافیہ دانون نے نوین صدی عیسوی سے پہلے[۲] اپنی تصانیف مین ان جزیرون کا ذکر نہین کیا لیکن ۶۷۴ء مین اہل چین کی کتب تواریخ مین ایک عربی امیر کا ذکر آیا ہے جسکی نسبت زمانہ مابعد مین قیاس ہوا کہ جزیرہ سمطرہ کے مغربی ساحل پر عربون کی کسی بستی کا وہ امیر تھا[۳]

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی اعیان اسلام ملایا کے جزیرون مین پہونچے کیونکہ مجمع الجزائر کے اکثر باشندے شافعی المذہب ہین ہندوستان کے ساحل کورومنڈل اور ملیبار مین شافعی مسلمان ابتک ایسی ہی کثرت سے موجود ہین جیسے کہ چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین تھے جبکہ ابن بطوطہ نے ان سواحل کا سفر کیا تھا[۴] غرض جو وقت دریافت ہوتا ہے کہ قرب وجوار کے ملکون مین مسلمان کثرت سے حنفی ہین تو ملایا کے جزیرون مین شافعی مذہب کے رواج کی وجہ یہہ ہی فرض کرنی پڑتی ہے کہ ساحل ملیبار سے مجمع الجزائر مین اسلام کی اشاعت ہوئی - ملیبار کے بندرگاہون مین جزیرہ جاوا چین یمن اور ایران کے سوداگر کثرت سے آمد و رفت رکھتے تھے[۵] - مذہب امامیہ کا چرچا بھی ہندوستان یا ایران کے ذریعہ سے یہان ہوا - چنانچہ جاوا اور سمطرہ مین اوسکے نشانات ابتک موجود ہین - ابن بطوطہ کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سمدرا

---

[۱] یمان صفحہ ۳۲ - [۲] رنود - "جغرافیہ ابوالفدا" تو م ۱ صفحہ ۳۳۹ [۳] گرونوت صفحہ ۱۴ - ۱۵ -

[۴] ابن بطوطہ - تو م ۴ صفحہ ۶۶ و ۸۰ - [۵] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۰۵ - ابن بطوطہ - تو م ۴ صفحہ ۸۹ -

نے شاہانِ دہلی سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لیے تھے۔ اس سلطان کے دربار مین جو فقیہ موجود تھے اون مین ایک شخص شیراز اور دوسرا اصفہان کا باشندہ تھا[۱]۔ لیکن ابن بطوطہ کے زمانہ سے بہت پہلے ملک دکن کے مسلمان تاجر جنکے ذریعہ سے ہندوستان کی اسلامی ریاستون سے جزائر ملایا مین تجارت کا مال پہونچتا تھا مجمع الجزائر کے بندرگاہون مین کثرت سے آباد ہو گئے تھے اور وہان اونہون نے اپنے مذہب کا تخم بو دیا تھا[۲]۔

غرض ان ہی عربی اور ہندی تاجرونکی کوشش کا نتیجہ تھا کہ جزائر ملایا مین دیسی مسلمانون کی ایسی آبادیان نظر آنے لگین جنکا ذکر زمانہ سلف کے مسلمانون نے کتب تواریخ مین لکھا ہے۔ یہہ مسلمان تاجر جسوقت ملایا کے جزیرون مین آباد ہو گئے تو اُنہون نے جزیرہ کی عورتون سے شادیان کین اور ان بت پرست عورتون اور غلامون نے مسلمان ہو کر اہل اسلام کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جسکے لوگون نے اپنی تعداد کو بڑہانے مین کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہ رکھا۔ جزائر فلیپائن مین مسلمان تاجرون نے اشاعت مذہب کے لیے جو طریقے اور وسائل اختیار کیے اونسے خیال ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے مسلمان تاجرون نے بھی بلاشبہہ ان ہی طریقون پر اپنا عمل رکھا ہوگا۔ یہہ طریقے ذیل کی عبارت سے دریافت ہوتے ہین "مسلمانون نے ملک مین اپنے مذہب کو بخوبی شائع کرنیکی غرض سے دیس کی زبان سیکہی اور دیسی لوگون کے رسم و رواج اختیار کیے۔ اونکی عورتون سے نکاح کیے اور غلام خریدے تاکہ مسلمان کی حیثیت بڑی معلوم ہو۔ غرض ان طریقون سے وہ ملک کے ذی رتبہ امیرون مین شمار ہونے لگے۔ چونکہ دیسیون کے مقابلہ مین یہہ باہر کے مسلمان زیادہ اتفاق اور لیاقت سے ہر ایک کام کو انجام دینا جانتے تھے اسلیئے اونکی قوت بڑہتی گئی۔ اور چونکہ غلام اونکے پاس کثرت سے ہوتے تھے اسلیے اونہون نے آپسمین سازش اور اتحاد کر کے اپنی حکومت جدا قائم کر لی جسمین ایک ہی خاندان کی نسل تخت نشین ہوتی رہی۔ ایسی سازشون سے

---

[۱] ابن بطوطہ۔ تو م ۴ صفحہ ۲۳۰-۲۳۴ [۲] حرز غرنئے۔ (۱) صفحہ ۸-۹۔

اگرچہ مسلمانون کو بہت قوت حاصل ہوجاتی تہی لیکن اس حال مین بھی ملک کے سردارون اور امیرون سے اتحاد رکھنے کی اونکو ضرورت تہی تاکہ یہہ سردار اور امیر جنکی مدد کے بغیر مسلمانون کا کام نہین چلتا تہا مسلمانون کی حفاظت کے ذمہ دار ہوجاوین[۵۱]۔ غرض یہہ طریقے تہے جنکی مدد سے مسلمانون نے جزائر ملایا مین اشاعت اسلام کی سوشل اور پولیٹکل بنیاد ڈالی مسلمان ان جزیرون مین فاتحان ملک بنکر نہین آئے جیسے کہ سولہوین صدی عیسوی مین اسپین کے عیسائی یہان داخل ہوئے تہے۔ اور نہ مسلمانون نے ان عیسائیون کی طرح یہہ دعوی کیا کہ ہم کسی زبردست قوم کے آدمی ہین اور ہمکو اعلی درجہ کے حقوق حاصل ہین تاکہ ملک کے لوگون کو ذلیل سمجہہ کر اونپر ظلم کیے جاوین بلکہ مسلمان صرف تاجرون کی حیثیت سے یہان آئے اور اپنی ذہانت اور لیاقت اور بہتر تہذیب کی مدد سے اسلام کی خدمت مین مصروف ہوے۔ حکومت کے بل پر لوگون کو آزار پہونچانا یا دولت جمع کرنا انکا مقصد نہ تہا[۵۲]۔ غرض اشاعت مذہب کے ان طریقون کو بیان کرنے کے بعد اب ہمکو مجمع الجزائر کے ہر ایک جزیرہ مین اون خاص خاص واقعات پر تفصیل نظر ڈالنی چاہیے جو اشاعت اسلام مین مسلمانون کی کوششون کا نتیجہ تہے۔

جزیرۂ سمطرہ قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ مجمع الجزائر ملایا کے کسی ایسے مقام پر جو ملک عرب سے قریب تر ہو اسلام کی علامتین سب سے پہلے ظاہر ہوئی ہونگی مجمع الجزائر مین ایسا مقام جزیرۂ سمطرہ کا مغربی ساحل ہے۔ ملایا کی تاریخون مین لکہا ہے کہ بارہوین صدی عیسوی کے وسط مین (تجیہ (آچین) کے ملک مین جو ساحل سمطرہ کے شمالی گوشہ پر واقع ہے عرب کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ عارف کی کوشش سے اسلام اول ہی اول شائع ہوا اس تحریک اشاعت نے اسقدر جلد ترقی پائی کہ ۱۱۷۷ء مین شیخ برہان الدین جو شیخ عبداللہ عارف کے مرید تہے مغربی ساحل سمطرہ سے جنوب کی سمت مین پیمان تک اسلام کی دعوت لے گئے۔ انکے علاوہ اور مسلمان بہی تبلیغ مین مصروف تہے

---

[۵۱] پادری گنیز جسکو سیمپر نے نقل کیا صفحہ ۶۔ [۵۲] کرافورڈ۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۶۵۔

لیکن سوائے ایک شخص جہان شاہ نامی کے اور کسی کا ذکر تاریخون مین موجود نہین ہے جہان شاہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اتجیہ (آچین) کی اسلامی ریاست کا بانی ہوا اور لکھا ہے کہ وہ کسی مغربی ملک سے ساحل سمطرہ پر اسلام کا وعظ کہنے کے لیے آیا تھا جہان شاہ نے آچین مین آتے ہی بہت لوگون کو مسلمان کیا اور وہین کی ایک عورت سے اپنا نکاح کیا۔ ملک کے لوگون نے جہان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اوسکا آدھا عربی اور آدھا سنسکرت نام سری پادوک سلطان مشہور ہوا[۱]۔

اس موقع پر اسلام کی اشاعت مین جسقدر کامیابی ہوئی اوسکو شاید دوام نہ ہوا اور عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری نہین رہ سکا۔ کیونکہ مارکوپولو جسنے ۱۲۹۲ء مین سمطرہ کے شمالی ساحل پر پانچ مہینے تک قیام کیا تھا لکھتا ہے کہ یہان کے باشندے سب بت پرست تھے۔ البتہ پرلاک کی ریاست مین جو جزیرہ سمطرہ کے شمال مشرقی گوشہ پر ہے شہر کے لوگ مسلمان تھے۔ مارکوپولو نے اسکی وجہ یہہ لکھی ہے کہ "(پرلاک کی) ریاست مین سارا سین (مسلمان) سوداگرون کی آمدورفت اس کثرت سے تھی کہ اُنھون نے دیس کے لوگون کو مسلمان کرلیا تھا۔ پہاڑون کے لوگ البتہ بت پرست اور آدم خوار تھے[۲]۔ ملایا کی ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان علی مغیث شاہ جسنے ۹۰۷ھ مطابق ۱۵۰۱ء مین اتجیہ (آچین) مین سلطنت کی بنیاد ڈالی پہلا شخص تھا جس نے خود اسلام قبول کرنے کی مثال رعایا کے سامنے پیش کی اور رعایا بھی بادشاہ کے ساتھہ مسلمان ہوگئی[۳]۔ لیکن کچھہ عجب نہین کہ سلطان علی مغیث کو اسبات کی عزت دینی کہ وہ آچین کا پہلا مسلمان بادشاہ ہوا۔ صرف اس وجہ سے ہو کہ سلطنت آچین کو اس بادشاہ نے بہت وسعت دی تھی اور قریب کے ملکون کو اوسنے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا تھا۔ لیکن قیاس یہہ چاہتا ہے کہ اس سلطان نے اپنے ملک کے بت پرستونکو اول ہی اول مسلمان نہین کیا بلکہ وہ پہلے ہی مسلمان ہوچکے تھے سلطان علی مغیث نے اپنے عہد مین اسلام کو صرف قوت اور

[۱] دی ہولانڈرس ایلی جلد صفحہ ۵۸ ویٹ (۱) صفحہ ۶۰ [۲] کرنل یول کا مارکوپولو دوسری جلد صفحہ ۲۸۳ ویٹ (۱) صفحہ ۶۰۔

ترقی دی کیونکہ جزیرہ سمطرہ مین اس بادشاہ کے عہد سے بہت پہلے اسلام شائع ہوچکا تھا
چودھوین صدی عیسوی مین شریف مکہ نے کچھ لوگون کو عرب سے روانہ کیا کہ سمطرہ
کے باشندون کو شرف اسلام بخشین عرب سے جو لوگ اس کام کے لیے روانہ ہوے
اونکے سردار شیخ اسماعیل تھے - یہ لوگ ساحل ملیبار سے چل کر اول جزیرہ سمطرہ کے
شہر پاسوری مین پہونچے یہ شہر غالبًا سمطرہ کے مغربی ساحل پر کسی قدر جنوب مین واقع تھا -
پاسوری کے باشندون نے ان مسلمانون کی ہدایت سے اسلام قبول کیا - اسکے بعد یہ
داعیان اسلام جہاز پر سوار ہوکر جزیرہ کے کنارے کنارے شمال کی سمت مین لمبری کے
ملک تک گئے اور یہان سے جزیرہ کی دوسری طرف مشرقی ساحل پر آرو کے ملک
مین پہونچے جو ملاکا کے مقابل مین واقع تھا اور ان دونون ملکون مین یعنی لمبری اور آرو مین
حسب سابق تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی - آرو مین پہونچکر ان مسلمانون نے سمدرا کے
شہر کا پتا پوچھا جو سمطرہ کے شمالی ساحل کا شہر تھا - اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ہی شہر تھا
جہان شیخ اسماعیل اور اونکے مصاحبین دعوت اسلام لیجانے کا قصد رکھتے تھے لیکن
آرو مین اونکو دریافت ہوا کہ سمدرا کے قریب ہی سے اولکا جہاز گذرا تھا اور اونکو خبر نہ ہوی
اب یہہ لوگ واپس چلے اور پرلاگ کے شہر مین آئے جہان چند سال پہلے مارکوپولو
نے مسلمانون کو دیکھا تھا - پرلاگ مین ان داعیان اسلام نے کچھ لوگون کو مسلمان کیا
اور پھر آخرکار وہ سمدرا کے شہر مین پہونچ گئے - سمدرا کے شہر اور سمدرا کی ریاست کو راجہ سلیو
نے قائم کیا تھا - اب راجہ سلیو کو شیخ اسماعیل نے مسلمان کیا اور مسلمان ہونے کے بعد
اونکا نام ملک الصالح رکھا گیا - بادشاہ پرلاگ کی بیٹی سے ملک الصالح نے اپنی شادی
کی - اس بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوے اور بادشاہ نے اس خیال سے کہ دونون
بیٹون کے لیے ایک ایک ریاست بھی ہونی چاہیئے شمالی ساحل سمطرہ پاسیی کا اسلامی شہر تعمیر کیا[1]

[1] کرنل یول کا مارکوپولو دوسری جلد صفحہ ۲۳۰ - ۲۴۵ -

۱۳۴۵ء مین جسوقت ابن بطوطہ سمطرہ مین پہونچا تو ملک الصالح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر سمدرا مین حکومت کرتا تہا۔ اس بادشاہ کے دربار مین دیگر سلاطین اسلامیہ کی مثل شان و شوکت پائی جاتی تہی اور اوسکی سلطنت ساحل پر کئی دن کی مسافت مین تہی۔ ملک الظاہر بڑا متقی مسلمان تہا۔ فقیہون کا بڑا دوست تہا۔ قراۃ اور مذاکرہ کی مجلسین اوسکے ہان ہتی تہین اور عالم اور شاعر اوسکے دربار مین جمع رہتے تہے۔ ابن بطوطہ نے دو بڑے فقیہون کا ذکر کیا ہے جو ایران سے سمطرہ مین آئے تہے اور جو ایک دفعہ سلطان سمدرا کی طرف سے ایلچی ہوکر پایۂ تخت دہلی کو بہیجے روانہ کئے گئے تہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ سمدرا کی سلطنت اسلامی دنیا کی بعض سلطنتون سے تعلق رکہتی تہی۔ ملک الظاہر بڑا جنگجو اور سپہ سالار بہی تہا۔ چنانچہ کفار سے وہ لڑا یہانتک کہ اونہون نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دیا۔[۵۱]

ابن بطوطہ کے زمانہ مین سمطرہ مین اسلام کو بہت ترقی ہوچکی تہی۔ اور سواحل پر رائج ہونیکے بعد جزیرہ کے اندرونی ملکون مین اوسکی اشاعت شروع ہوگئی تہی۔ شیخ اسمٰعیل اور اونکے مصاحبونکی کوششین ایسی بارآور ہوئین کہ ۱۴۱۳ء مین چین کے ایک مؤرخ نے لمبری کی نسبت یہہ لکہا کہ لمبری مین دس ہزار خاندان ایسے ہین جو مسلمان ہین اور یہہ مسلمان "بہت اچہے لوگ ہین"۔ سلطنت آرو کا بادشاہ اور اسکی رعایا بہی مسلمان ہے۔[۵۲] چودہوین صدی کے اخیر یا پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین مینانگ کابو کی سلطنت مین بہت لوگ مسلمان ہوگئے۔ ایک زمانہ مین یہہ سلطنت سمطرہ کے ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہت وسیع ملک پر جو خط استوا کے شمال

---

۵۱ ابن بطوطہ۔ تو م ۴۔ صفحہ ۲۳۰-۲۳۶۔

۵۲ گرولنولت صفحہ ۹۴۔

وجنوب مین پہلا ہوا تھا واقع تھی۔ اگرچہ اس سلطنت کی قوت کم ہوگئی تھی لیکن ابھی تک وہ ہندو مذہب کی حامی اور سرپرست تصور ہوتی تھی اور اسلام کی اشاعت مین اوسنے طرح طرح کی مشکلین پیدا کردی تھین۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے مینانگ کابو کی رعایا مین اسلام نے اشاعت پائی اور یہہ لوگ ایسی پابند اسلام ہوئے کہ وسط سمطرہ کی اکثر مسلمان قومون کو یہہ بات نصیب نہین ہوئی۔[۵۲] یہہ امر بھی قابل غور ہے کہ وسط سمطرہ کی قومون مین اسلام کی اشاعت ایسی وسعت سے ہوئی کہ ساحل کے قریب جو اضلاع تھے اور جہان غیر ملکون کے مسلمانون کا اثر موجود تھا اوسکی مثل اشاعت نہین ہوسکی۔ چنانچہ ملک باتا کے باشندون مین باستثنا چند سب لوگ ابھی تک بت پرست ہین۔ البتہ ان باشندون مین سے جو لوگ آچین کی سرحد پر آباد تھے اونکو آچین کے مسلمانون نے مسلمان کرلیا ہے[۵۳] اور باتا قوم کے جو لوگ خط استوا پر راؤ کے پہاڑون مین رہتے تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے ہین[۵۴]۔ اور مشرقی ساحل پر باتا قوم کے ایسے لوگ جنکو ملایا کے مسلمانون سے واسطہ پڑتا ہے اکثر مسلمان ہوجاتے ہین[۵۵] لیکن باقی لوگ باوجود مسلمانون کے قرب کے بت پرست ہین۔ وسط سمطرہ مین بھی بت پرست بہت ہین مگر کثرت تعداد مسلمانون کو حاصل ہے۔ لیکن سوای چند حاجیون اور مولویون کے یہہ لوگ اپنے مذہب سے عموماً ناواقف ہین چنانچہ کورنجی کے باشندون مین بھی جو اکثر پابند مذہب ہین کچھہ لوگ ایسے ہین جو اب تک تبونکی پرستش کرتے ہین جنکو اُن کے بت پرست باپ دادا پوجا کرتے تھے[۵۶] لیکن اب اس باتکی کوشش ہورہی ہے کہ ان نومسلمون مین مذہب کو زندہ کیا جاوے اور دعیان اسلام مغربی

---

[۵۱] مینانگ کابو کی سلطنت جس زمانہ مین عروج پر تھی تو اوسکی حدود حسب ذیل تھین

مغربی ساحل پر ۲ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

اور مشرقی ساحل پر ۱ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

لیکن سولھوین صدی عیسوی مین مشرقی ساحل پر اوسکی حکومت بالکل جاتی رہی۔ (دے ہولاندر۔ پہلی جلد صفحہ ۳۱) [۵۲] مارسدن صفحہ ۳۴۴۔ [۵۳] مور (ضمیمہ صفحہ ۱) [۵۴] مارسدن صفحہ ۳۵۵۔ [۵۵] مارسدن "مشرقی ہند کے مذہبی حالات" فریدے لنگن۔ تیسوین جلد صفحہ ۱۷۵۔ ۱۷۶ (مطبوعہ ۱۸۳۱ء) [۵۶] باسلت صفحہ ۵۵۔ ۵۸۔

ساحل سمطرہ کے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین خاصکر مصروف ہین[۱] سپروک کے ضلع مین اسنی نام کا ایک شہر ہے اور اس شہر کی مسجد مین ایک بزرگ رہتے ہین جنہون نے پچیس برس کے عرصہ مین اس ضلع کی کل آبادی کو سوای عیسائیون کے جن مین اکثر غلامون کی نسل سے ہین مسلمان کر لیا ہے[۲]

پالم بنگ کے حالات تبلیغ کو جزیرہ جاوا کی تاریخ سے اسقدر تعلق ہے کہ جاوا کے ذکر مین اونکا لکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ جزیرہ جاوا ہی سے سمطرہ کی جنوبی سرحد پر لمپانگ کے اضلاع مین اسلام کا چرچا ہوا اور ان اضلاع کے ایک سردار نے جسکا نام مینانگ کمالا بومی تھا اس تحریک کو پیدا کیا۔ پندرہوین صدی عیسوی مین اس سردار نے آنبا سے سند اکو عبور کیا اور بانٹن کی سلطنت مین جو جاوا کے مغربی ساحل پر ہے وہ داخل ہوا۔ اس وقت کے پہونچنے سے چند سال پہلے سلطنت بانٹن کی رعایا و اعیان اسلام کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تھی کمالا بومی نے یہان پہونچکر اسلام قبول کیا اور حج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا۔ جب حج کر کے واپس آیا تو جس مذہب کو خود اختیار کیا تھا اوسی کا چرچا اپنے وطن کے لوگون مین کیا[۳]۔ لمپانگ کے لوگون مین اسلام نے بہت ترقی کی اور گاؤن گاؤن مسجدین بن گئین۔ لیکن لمپانگ کے وہ لوگ جو ساحل سے دور رہتے ہین اُن مین ابھی تک قدیم مذہب جاری ہے[۴]

موجودہ صدی کے شروع مین مسلمانون کی اصلاح کے لیئے ایک مذہبی تحریک جزیرہ سمطرہ مین پیدا کی گئی جس سے اسلام کی اشاعت کو بھی نفع پہونچا۔ ۱۸۰۳ء مین سمطرہ کے تین حاجی مکہ معظمہ سے اپنے وطن کو واپس آئے۔ جسوقت مکہ معظمہ مین یہہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے تو فرقۂ وہابیہ کی تحریک کو دیکھکر جو اصلاح مذہب کے لیئے تھی اونکے دل پر بہت اثر ہوا اور اونکو شوق ہوا کہ یہہ ہی اصلاحین وہ اپنے وطن کے

---

[۱] زینہی لنگن صفحہ ۱۷۳۔ [۲] کولونیل رپورٹ ۱۸۸۹ء [۳] کان صفحہ ۵۱۔ [۴] مارسدن صفحہ ۳۰۱۔

لوگون مین بھی جاری کرین تاکہ مذہب کے اعتبار سے اونکی زندگی زیادہ پاک اور پرجوش ہوجائے
پس وطن پہونچکر اُنھون نے وہابیون کے خیال کے موافق توحید کا وعظ شروع کیا۔
نذر و نیاز کی رسمین بند کین۔ شراب خواری اور قمار بازی اور ایسی باتین جو شریعت کے خلاف
تھین یک لخت موقوف ہوئین ہزارون مسلمان اونکے ساتھہ ہوے اور بعض بت پرستون
نے بھی اُنکا وعظ سُنکر اسلام قبول کیا۔ لیکن یہہ مہم چونکہ غیر محتاط اور دنیا دارون کے سپرد
تھی اسلیئے اونکے جہاد کا اصل مقصد فوت ہوگیا اور وہ ملک فتح کرنیکے لیے کشت و خون
کا ایک ہنگامہ بن گیا۔ سنہ ۱۸۲۱ء مین یہہ مجاہد جنکو پادری لکھا گیا ہے ڈچ کی گورنمنٹ
سے جا لڑے لیکن سنہ ۱۸۳۸ء مین مجاہدون کا اخیر قلعہ فتح ہوگیا اور اونکی قوت بالکل ٹوٹ گئی[۱]

جزیرہ نمای ملایا جزیرہ نمای ملایا کے بسکدر مہذب باشندے ہین وہ اپنی اصل
اُن لوگون سے بتاتے ہین جو کسی زمانہ مین جزیرہ سمطرہ بلکہ مینانگ کابو کی مشہور سلطنت
سے اوٹھکر جزیرہ نمای ملایا مین آباد ہوگئے تھے۔ مینانگ کابو کی سلطنت
کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ جزیرہ سمطرہ کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور جزیرہ نمای
ملایا کے جنوبی حصہ مین بعض باتین ابھی تک ایسی ہین جنکے سبب سے ہزارون کو مینانگ کابو سے
حکومت وغیرہ کے اختیارات حاصل ہوتے ہین۔ یہہ بتانا کہ کس زمانہ مین ان لوگون نے
سمطرہ سے آکر ملایا مین اپنی آبادیان قائم کین قیاس پر منحصر ہے لیکن سنگاپور اور جزیرہ نما
کے جنوبی گوشہ پر بارہوین صدی عیسوی مین ایک بستی ان سمطراون کی آباد ہوی اور اونکی اولاد
نے سو برس کے بعد ملاکا کی حکومت قائم کی[۲] ملاکا کا شہر چونکہ عمدہ موقع پر تھا اور مشرقی ملکون مین
جس رستہ سے تجارت کا مال جاتا تھا اوسی رستہ پر یہہ شہر واقع تھا اسلیئے اوسکو جلد ترقی ہوی
کچھہ شک نہین کہ مسلمان تاجرون نے جو اس شہر مین آباد ہوے ملاکا کی سلطنت مین اسلام کا
چرچا کیا[۳]۔ ملاکا کی تاریخ مین اس سلطنت کے لوگون کا مسلمان ہونا سلطان محمد شاہ کے

---

[۱] نیمان صفحہ ۳۵۶-۳۵۹۔ [۲] مور صفحہ ۲۵ [۳] دے بارس صفحہ ۱۵۔

عہد مین لکھا گیا ہے جو سنہ ۱۲۷۶ء مین ملاکا کے تخت پر بیٹھا لیکن ملاکا کی یہہ تاریخ ایسی مشتبہ نہے کہ یہہ یقین وقت بھی اوسکی وجہ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے[۵۱] ہمکو توقع تہی کہ جسطرح مجمع الجزائر ملایا کے اور مقامات کی تاریخون مین ایسے واقعات کا زمانہ ٹہیک لکھا گیا ہے اسی طرح ملاکا کی تاریخ مین بہی تبلیغ اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ صحیح صحیح درج کیا گیا ہوگا کیونکہ اول تو یہہ واقعہ لوگون کے لیئے باعث فخر تہا دوسرے قبول اسلام کے وقت سے اہل ملاکا کی تاریخ مین ایک نیا عہد شروع ہوتا تہا لیکن یہہ زمانہ ایسا نہین بیان کیا گیا جسپر بالکل اعتبار کیا جاوے - ایک پرتگیزی مؤرخ نے ملاکا کے لوگون کا اول مسلمان ہونا ۱۳۸۸ء مین لکھا ہے کہ اس سال مین ملک عرب کے کسی فقیہ نے ملاکا کے بادشاہ کو مسلمان کیا اور اوسکا نام محمد رکہہ کر شاہ کا لفظ آگے اضافہ کر دیا[۵۲]

جزیرہ نمای ملایا کی شمالی ریاستون مین کیدا کی ریاست ہے جسکی تاریخ مین تبلیغ اسلام کا عجیب و غریب حال لکھا ہے اول ہی اول سنہ ۱۵۰۱ء مین مسلمانونکا مذہب یہان پہیلنا شروع ہوا[۵۳] اس واقعہ کے متعلق جو واقعات اس تاریخ مین درج کیے گئے ہین اُن مین سے اگر کرامات اور قصص کو علیحدہ کر دیا جاوے تو حسب ذیل کیفیت رہ جاتی ہے "ملک عرب کا ایک عالم جسکا نام شیخ عبداللہ تہا کیدا کے شہر مین آیا اور راجہ سے ملاقات کے بعد پوچہا کہ اوسکے ملک والون کا کیا مذہب ہے - راجہ نے جواب دیا کہ "میرا اور میری رعایا کا مذہب وہی ہے جو بزرگون کے وقت سے ہم مین چلا آتا ہے - یعنی ہم سب بت پرست ہین" شیخ نے کہا "تو کیا راجہ نے کبہی اسلام اور قرآن کا حال نہین سُنا جو خدا نے اپنے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور جس سے سب مذہب باطل ہو کر شیطان کے حوالے ہو گئے" راجہ نے کہا کہ "اگر یہہ سچ ہے تو وہ مہربانی کر کے ہمکو اس نئے

---

[۵۱] کرافورڈ - (۱) صفحہ ۲۴۱ - ۲۴۲ [۵۲] دے بارس باب یکم - [۵۳] سنہ ۱۵۱۶ء مین بارابوسا نے لکھا کہ کیدا کے بندرگاہ مین اکثر مسلمان سوداگر آمد و رفت رکہتے ہین (رامو سیو تو م ۱ - صفحہ ۳۱۷ -)

مذہب سے آگاہ کرے" شیخ عبداللہ یہہ بات سنتے ہی اسقدر خوش ہوا کہ راجہ کو اوسنے
فوراً مسلمان کیا اور مذہب کے فرائض ادا کرنے اوسکو سکھائے۔ راجہ کو شراب نوشی
کی عادت تھی لیکن مسلمان ہوتے ہی جسقدر شراب کے خم موجود تھے راجہ نے اپنے سامنے
منگوائے اور اپنے ہاتھہ سے اونکی شراب مین پر انڈہادی۔ اسکے بعد جسقدر بت محل
مین موجود تھے اونکو منگوایا۔ اور راجہ کے سامنے سونے اور چاندی کے بتون اور مٹی
اور لکڑی کی مورتون کا ایک انبار لگادیا گیا اسکے بعد شیخ عبداللہ نے ان سب بتون کو تلوار
اور کلہاڑی سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ٹکڑون کو آگ مین جلوادیا۔

پھر شیخ نے راجہ سے درخواست کی کہ محل کی تمام مستورات کو بلایا جاوے اور محل مین
جسقدر عورتین تھین وہ راجہ اور شیخ عبداللہ کے سامنے آئین۔ شیخ کا اخلاق اور حلم اس درجہ
بڑہا ہوا تھا اور زبان کا وہ ایسا نرم تھا کہ سب عورتون کے دل مین اوسکے کلام نے تاثیر کی
اور وہ دل سے مسلمان ہوگئین۔

اسکے بعد راجہ نے اپنے چاردن وزیرون کو بلایا جو دربار مین قدم رکھتے ہی حیرت زدہ
ہوگئے کہ آج راجہ کے پہلو مین یہہ شیخ کون بیٹھا ہے۔ راجہ نے اپنے وزیرون سے شیخ کے
آنے کا حال بیان کیا اور وزیرون نے آمادگی ظاہر کی کہ جس مذہب کو راجہ نے قبول
کیا ہے اوسی کو ہم بھی اختیار کرتے ہین وزیرون نے کہا کہ "شیخ ہمکو بھی اپنے دین
کی تعلیم و تلقین کرے" شیخ نے جب یہہ سنا تو وزیرون کو مسلمان کیا اور اونسے کہا کہ
اسلام کے ساتھہ اپنا حسن اعتقاد اسطرح ظاہر کرو کہ سب لوگون کو دربار مین طلب کیا جاوے
اور اونکو حکم ہو کہ جن مورتون کو وہ پوجتے ہین اور جن بتون کو اونکے باپ دادا اونکے پاس
چھوڑ گئے ہین اُن سب کو اپنے ساتھہ لاوین۔ شیخ کی یہہ درخواست منظور ہوئی اور رعایا
کے پاس جسقدر بُت اوس وقت موجود تھے وہ لائے گئے اور اونکو توڑکر اور جلاکر خاک
کردیا گیا۔ اور کوئی شخص ان جھوٹے بتون کے ٹوٹنے اور خاک ہوجانے پر مغموم نہ ہوا

کیونکہ سب خوشی خوشی مسلمان ہو چکے تھے۔

شیخ عبداللہ نے اسکے بعد چارون وزیرون سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے؟ اُنھون نے جواب دیا کہ ہمارے راجہ کا نام پراونگ مہاوانگسا ہے۔ شیخ نے کہا کہ اب اس نام کو اسلامی زبان مین تبدیل کردو۔ کسی قدر مشورہ اور راجہ کی منظوری کے بعد راجہ کا نام سلطان مزلف شاہ کہا گیا شیخ نے کہا کہ یہہ نام مشہور ہے اور قرآن مین بھی آیا ہے[1] اب سلطان کیدا نے ایسے مقامات پر جہان رعایا کثرت سے بستی تھی مسجدین بنوانی شروع کین اور ہر مسجد کے واسطے چوالیس آدمی نمازی مقرر ہوے کیونکہ اس سے کم تعداد فرائض مذہب کے ادا کرنے کے لیئے کافی نہ تھی۔ غرض مسجدین تعمیر ہوئین اور ہر مسجد مین ایک ایک نقارہ رکھا گیا جو نماز سے پہلے لوگون کو بُلانے کے لیے بجایا جاتا تھا۔ شیخ عبداللہ کچھہ عرصہ تک کیدا کے لوگون کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے ساحل اور اضلاع کیدا اور قرب وجوار کی بستیون سے صدہا لوگ روز تکے پاس آتے تھے اور ارکان اسلام اونکو سکھائے جاتے تھے۔

شیخ عبداللہ نے جب کیدا کی رعایا کو مسلمان کیا تو اسکی خبر تجیہ (آچین) مین مشہور ہوی۔ سلطان آچین اور عرب کے ایک بزرگ شیخ نورالدین نے جو مکہ سے آچین مین آئے ہوے تھے چند کتابین کیدا کو روانہ کین۔ اور ایک خط سلطان مزلف شاہ بادشاہ کیدا کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہہ تھا "یہہ خط سلطان آچین اور نورالدین کی طرف سے سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کے نام ہے جو فی الحال کیدا مین مقیم ہین۔ ہم دو کتابین بھیجتے ہین تاکہ اسلام کو لوگون مین استحکام ہو اور اونکو علم دین کی بخوبی تعلیم ہو"۔ اس خط کے جواب مین سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کی طرف سے

[1] مزلف کا لفظ بعینہ قرآن شریف مین نہین آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قرآن شریف کی اس آیت سے یہ لفظ بنایا ہے وازلفة الجنة للمتقین (اور پاس لائے بہشت واسطے پرہیزگارونکے) (سورۃ الشعرا آیت ۹۰)

ایک خط روانہ ہوا جسمین کتابون کا شکریہ تہا۔ اب شیخ عبداللہ نے تبلیغ مین دوگنی کوشش شروع کی اور تمام مختلف قریہ جات مین چہوٹی چہوٹی مسجدین لوگون کے آرام کے لیے بنوادیں اور لوگون کی تعلیم و تربیت مین اپنا تمام وقت صرف کیا۔

سلطان کیدا اور اوسکی ملکہ ہمیشہ شیخ عبداللہ یمنی کے پاس حاضر رہتے تہے اور اوسنے قرآن پڑہتے تہے۔ ان دونون نے چاہا کہ راجاؤن کے خاندان کی کوئی شریف زادی ایسی ملے جس سے شیخ عبداللہ کا نکاح کردیا جاوے۔ لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو یہہ بات گوارا کرتا کیونکہ شیخ عبداللہ بغداد کو جانے والے تھے اور کیدا سے روانگی مین صرف اونکو یہ انتظار رہتا کہ کوئی مسلمان علم دین سے اسقدر واقف ہوجاوے کہ اونکی جگہہ درس وتدریس کا کام جاری کرسکے۔

اسوقت سلطان کیدا کے تین لڑکے تہے۔ یعنی راجہ معظم شاہ راجہ محمد شاہ اور راجہ سلیمان۔ ان تینون شہزادون کے نام شیخ عبداللہ کے رکھے ہوئے تہے اور شیخ نے اونکو نصیحت کی تہی کہ غلامون اور ادنی پیشہ کے لوگون سے برتاؤ کرنے مین تحمل سے کام لین اور غصہ ظاہر نہ کرین اور بندگان خدا پر جو مسکین اور حاجتمند ہون رحم کرین[1]"

یہہ بالکل فرض نہین کرلینا چاہیئے کہ شیخ عبداللہ کو اشاعت اسلام مین پوری کامیابی ہوی کیونکہ انجیہ کی تاریخون مین لکہا ہے کہ جب سلطان انجیہ نے ۱۶۴۹ء مین کیدا کو فتح کیا تو "اسلام کو قوت بخشی اور شیطان کے گہرون کو برباد کیا" یعنی مندرون اور بتونکو توڑ ڈالا[2]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ڈیڑہ سو برس نہ گذر لیے کیدا کی سلطنت سے بت پرستی بالکل دور نہ ہوسکی۔

مذکورۂ بالا حالات کے علاوہ جزیرہ نمای ملایا کی تاریخ تبلیغ مین زیادہ واقعات دریافت نہین ہوے لیکن اعظان عرب جنہون نے اس جزیرہ نما مین اسلام پر وعظ کیا اونکی قبرین

[1] تواریخ کیدا کا ترجمہ۔ مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو تیسری جلد صفحہ ۴۷۴۔ [2] ترجمہ تاریخ کیدا مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو صفحہ

یہان اکثر جگہہ موجود ہین اور مسلمان اونکی زیارت کے لیئے جاتے ہین[۱]۔ چونکہ ملایا کے مسلمانون کو ایک عرصہ سے اہل عرب اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانون سے واسطہ رہا ہے اسلیئے وہ مذہب کے نہایت پابند ہین اور مجمع الجزائر کے کل مسلمانون مین اونکی پرہیزگاری کی ایسی شہرت ہے کہ مثال کے طور پر اونکا ذکر کیا جاتا ہے علاوہ اسکے غیرون کے ساتھہ مذہبی آزادی اور صلح کل کا اصول برتنا بھی اونکا دستور اور قاعدہ ہے کیونکہ ملک کے ہندو عیسائی بدھ اور بت پرستون سے اونکے رات دن کا میل جول ہے حج اور روزون کے وہ بہت پابند ہین۔ دنیا کی باتون مین لوگون کو نفع پہونچانے کے ساتھہ ہی اونکی مذہبی بہبودی کا خیال بھی اونکو ہے اور جب کسی گاون مین چالیس گھرون سے زیادہ آباد ہوجاتے ہین تو اوسکے لیے خاص انتظام کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور گاؤن مین جو چند اہل کار ہوتے ہین اون مین ایک واعظ بھی شامل ہوتا ہے اور سرکاری طور پر ایک مسجد تعمیر کردی جاتی ہے[۲]۔

جزیرہ نماے ملایا کے شمال مین خاص کر سیامی یا سیون مین جو ملک سیام کی سرحد سے ملی ہوی ہین بدھ مذہب کے سیامیون مین اسلام کا اثر بہت پایا جاتا ہے۔ ان سیامیون مین سے جو لوگ مسلمان ہوگئے ہین اونکا نام سماسم لکھا جاتا ہے۔ یہہ لوگ ایسی زبان بولتے ہین جو ملایا اور سیامی زبانون سے مرکب ہے[۳]۔ جزیرہ نما کی وحشی قومون مین سے بہت لوگ مسلمان ہوگئے ہین[۴]۔

جزیرہ جاوا جزیرہ جاوا مین دعوت اسلام کے تاریخی حالات لکھنے کے لیئے اب ہمکو کئی سو برس پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ جاوا مین اسلام کی اشاعت مدت تک مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ رہی۔ یا یہہ ہوا کہ مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی جماعتین اس جزیرہ پر آباد ہوئین اور اونکے سردارون نے جزیرہ کے لوگون مین اپنے مذہب

---

[۱] نیو بولڈ۔ پہلی جلد صفحہ ۲۵۲۔ [۲] مک نیر صفحہ ۲۲۶۔ ۲۲۹ [۳] مور صفحہ ۲۴۲ [۴] نیو بولڈ۔ دوسری جلد صفحہ ۱۰۶۔ ۳۹۶

کو شائع کیا۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ جزیرہ ہاوا مین مسلمانون کو ایسی قوت جو ایک ہی جگہہ مجتمع ہو حاصل نہین تہی تاکہ وہ اس قوت سے اپنے مذہب کی اشاعت مین کام لے سکتے اور لوگون سے لڑکر اسلام کو پہیلاتے۔ اس جزیرہ مین داعیان اسلام کو ہندوؤن کی تہذیب اور طریقون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اہل جاوا کی زندگی کا خمیر بن گئے تہے اور جنہون نے اونکو علم اور ترقی کے بڑے درجہ تک پہونچا دیا تہا۔ ہندوؤن کا طرز تمدن اہل عرب کے آئین و قوانین سے مختلف تہا اسلیئے وہ مسلمانون کے مقابلہ پر آیا۔ اور اب تک ایسے مقامات پر بھی جہان اسلام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہے اسلامی شریعت کی بخوبی پابندی نہین ہوتی۔ جاوا کے مسلمانون مین زمانہ بت پرستی کی رسوم اب تک جاری ہین اور ان لوگون کی حاجیون سے ہمیشہ مخالفت رہتی ہے جو حج سے واپس آکر سب مسلمانون کو پابند شرع دیکہنا چاہتے ہین۔ غرض ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ جاوا کے لوگون مین اسلام کی اشاعت بتدریج ہوی اور اس تحریک اشاعت کا حال اسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخی واقعات جو اوسکے متعلق ہون اونسے قصون اور افسانون کو جدا کر دیا جاوے۔ لیکن پہر بہی بہت سی باتین ایسی رہ جاتی ہین جنکا کچہہ حال نہین کہلتا۔ جن واعظین اسلام نے جزائر ملایا مین اسلام کا سب سے پہلے چرچا کیا اونکا حال ملایا کی کتب تواریخ مین بیان ہوا ہے اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ان جزیرون مین تبلیغ اسلام صرف ان چند واعظون کا کام نہ تہا بلکہ صدہا برس مین متعدد نسلون سے یہہ اشاعت تکمیل کو پہونچی تہی۔ لیکن ملایا کی تاریخ مین اہل جزائر کا اسلام لانا اسطرح بیان ہوا ہے کہ گویا چند سال مین ان سب لوگون نے اسلام قبول کر لیا تہا۔ اسکا خاص سبب یہہ ہے کہ جو تاریخین عام پسند ہوتی ہین انمین چند مشہور لوگون کی سوانح عمری اور شہرت منسوب کر دی جاتی ہے جو ان سے پہلے لوگون کی محنت اور جانکاہی کا فی الحقیقت نتیجہ ہوتی تہی[1]۔ علاوہ اسکے قدیم زمانہ کے مسلمانون نے

[1] حرعرنے۔ (۱) صفحہ ۹۔

جنکو اس وقت کوئی جانتا بھی نہین ایسی خاموشی اور سہولت سے اسلام کو رواج دیا کہ تاریخ لکھنے والون کو اونکی خبر تک نہ ہوی۔ مورخون کا ہمیشہ یہ حال رہا ہے کہ بادشاہون اور امیرون یا ایسے لوگون کے حالات کی طرف تو اونکو توجہ رہی جو بادشاہون سے تعلق رکھتے تھے لیکن اور لوگون کا اُنکو خیال نہ آیا۔ غرض ان جزیرون مین تبلیغ اسلام کے متعلق چونکہ زیادہ معلومات حاصل نہین ہوسکتی اسلیے جسقدر حالات یافت ہوتے ہین انہین پر اکتفا کرنی چاہیئے۔

اس لیے اب یہ تجویز ہے کہ جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کا حال تاریخ جاوا کے متعلق تحریر کیا جاوے۔ جاوا کی تاریخ مین اگرچہ بہت سے قصے اور متناقض حالات درج ہین لیکن اس تاریخ کو تاریخی وقعت ضرور حاصل ہے کیونکہ جن قدیم داعیان اسلام کا اوسمین ذکر ہے اونکی قبرون کے کتبون اور برباد شہرون کے آثار قدیمہ سے ان حالات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جس صورت مین کہ معلومات کے لیئے اور مستند ذریعے موجود ہی نہین تو دلیل کا بیان صحیح تصور کرنا چاہیئے مگر اسکا ضرور لحاظ رہے کہ شخصی کوششون پر کہ محض فلان فلان بزرگ کی کوشش سے اسلام سب لوگون مین شائع ہوگیا زیادہ بھروسا نہ کیا جاوے۔

جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کی ابتدا اسی جزیرہ کے ایک شخص نے بارہوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب کی۔ پجاجرن کے بادشاہ نے جسکی سلطنت جاوا کے مغربی حصہ مین تھی دو لڑکے اپنے بعد چھوڑے۔ بڑے لڑکے نے سوداگری کا پیشہ پسند کیا اور تاجر بنکر ہندوستان کو روانہ ہوا اور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کی جو جو سنہ ۱۱۹۰ء مین پربومندگ سری کے نام سے پجاجرن کے تخت پر بیٹھا۔ بڑا بھائی جو سوداگر ہوگیا تھا ملکون مین سیر و سیاحت کرتا ہوا چند تاجرون سے ملا اور اون کی ہدایت سے مسلمان ہوکر اوس نے اپنا نام حاجی پروار رکھا۔

جب حاجی پرواو وطن کو واپس آیا تو اوسنے ایک عرب درویش کی مدد سے اپنے بھائی یعنی پیجاجرن کے بادشاہ اور اوسکے خاندان کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن اوسکو کامیابی نہین ہوی۔ اور وہ بادشاہ اور اوسکی کافر رعایا کے خوف سے جنگل کو بھاگ گیا اور پھر اوسکا کچھہ حال کسی نے نہ سنا۔[۱]

چودھوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین دعوت اسلام کی ایک تحریک کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے جو جزیرہ جاوا کے ایک مشرقی ساحل پر پہونچے۔ انکے ساتھہ چند مسلمان اور بھی تھے ملک ابراہیم گریسک کے شہر کے قریب جو جزیرہ مدورا کے مقابل واقع تھا آباد ہوگئے۔ حضرت زین العابدین کی اولاد سے وہ اپنے تئین بتاتے تھے اور راجہ چرمان کا اپنے تئین پھوپی کا بیٹا بھائی کہتے تھے[۲] ملک ابراہیم گریسک مین آباد ہوکر تبلیغ مین مصروف ہوے اور تھوڑے عرصہ مین نومسلمون کی ایک جماعت پیدا کرلی اسکے بعد راجہ چرمان اونکے پاس اس نیت سے آیا کہ مجاپہت کے ہندو راجہ کو مسلمان کرے اور اپنی لڑکی اسے بیاہ کر کے راجہ سے قرابت پیدا کرے۔ راجہ چرمان نے توجاوا مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے کو مجاپہت کے راجہ کے پاس تعین ملاقات کے لیئے روانہ کیا اور خود ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف ہوا اور لوگون کو مسلمان کیا۔ آخرکار دونون اجاؤن مین ملاقات ہوی لیکن اس ملاقات سے اجاؤن کے دل پر جو کچھہ عمدہ اثر ہوا اوسکا نتیجہ اسلیے نہ پیدا ہوسکا کہ راجہ چرمان کے لوگون مین وبا پھیل گئی اور راجہ کی بیٹی اور تین بھتیجے جو راجہ کے ساتھہ آئے تھے اور بہت لوگ وبا سے مرگئے اور راجہ اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ اس ناگہانی آفت نے مجاپہت کے راجہ کو مسلمانون کے مذہب سے بدگمان کردیا اور اوسنے کہا کہ اگر یہ دین اچھا ہوتا تو اپنے معتقدون کو اس سخت

---

[۱] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۴۲ بہ افلز دوسری جلد صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۸۳ (مطبوعہ ۱۸۳۰ء) [۲] چرمان کا موقع تحقیق نہین ہوسکا۔ ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۴ نے قیاس کیا ہے کہ شاید چرمان کی ریاست ہندوستان مین کہین تھی۔

بلا سے محفوظ رکھتا۔ غرض یہہ اسلامی تحریک ناکامیاب ہی۔ چرمان کا راجہ اور راجہ کے مصاحبین جو وہاں سے بچ گئے تھے اپنے وطن کو روانہ ہوے اور ملک ابراہیم اپنے عزیزون اور مسلمانون کی قبرون کی حفاظت کے لیئے گرسیک کے شہر مین آباد ہو گئے[۱] اس واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۴۱۹ء مین اونہون نے انتقال کیا اور گرسیک مین دفن ہوے جہان اونکے مزار کی زیارت ہوتی ہے کہ وہ جاوا کے سب سے پہلے ولی اللہ تھے۔

ملک ابراہیم کے انتقال سے چھ برس پہلے یعنی ۱۴۱۳ء مین شہنشاہ چین نے ایک سفارت جاوا کو روانہ کی۔ چین کا ایک مسلمان اس موقع پر ترجمان کی حیثیت سے سفارت کے ساتھہ گیا۔ اس شخص نے اپنی کتاب مین جو سواحل بحر کے ذکر مین ہے مسلمانون کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جاوا مین تین قسم کے لوگ ہین ایک تو مسلمان ہین جو مغربی اطراف سے آکر یہان آباد ہو گئے ہین۔ ان مسلمانون کی پوشاک اور غذا صاف اور عمدہ ہے۔ دوسرے چین کے لوگ ہین جو اپنے ملک سے بھاگ کر یہان آئے ہین۔ یہہ لوگ بھی اچھا کھانا کھاتے ہین اور اون مین سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا ہے تیسرے قسم کے لوگ یہان کے اصلی باشندے ہین جو بہت بدہیئت اور بدصورت ہین۔ سر مین کنگھی تک نہین کرتے۔ ننگے پیر پھرتے ہین اور شیطانون کی پرستش کرتے ہین۔ انکا ملک بدہ کی کتابون مین شیطان کا ملک لکھا گیا ہے[۲]۔

اب ہم اوس زمانہ کے قریب آن پہونچے ہین کہ جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کو ایک صدی گذر لی ہے اور مسلمانون کی حکومت اورون پر غالب آنیوالی ہے۔ لیکن اس موقع پر جزیرہ جاوا کے چند تاریخی حالات اس غرض سے ضروری ہین کہ اہل عرب کے مذہبی

---

[۱] آجکل ان قبرون کی جو کچھہ حالت ہی اوسکا ذکر بروسوند نے اپنی کتاب کی صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہی۔ ایک قبر پر کتبہ پر کچھہ عربی عبارت ابھی تک کھائی دیتی ہی بروسوند صفحہ ۱۸۵ [۲] گروتولت۔ ساتوین جلد صفحہ ۴۹-۵۰۔

تعصب سے اس جزیرہ مین مسلمانون کی حکومت قائم نہین ہوئی بلکہ خود جاوا کے مسلمان باشندون نے[۵۱] اس تحریک کو پیدا کیا تاکہ سلطنت کو کفار وطن کے قبضہ سے نکال لین اور اوسکے لیے جہاد کا اعلان نہ کرین بلکہ ایک ایسے شخص کے صلاح کار اور شیر بنکر اس مقصد کو حاصل کرین جسکو تخت کا دعوی اور ایک بے انصافی کا بدلہ لینا تہا[۵۲]

جزیرہ جاوا کی کیفیت یہ تہی کہ اوسکے مشرقی صوبجات جو دولت اور آبادی اور تہذیب کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تہے اون پر مجاپہت کی ہندو سلطنت حکمران تہی اور اوسکے مغربی حصہ مین چریون کی سلطنت تھی اور کچھ چہوٹی خود مختار ریاستین تہین جزیرہ جاوا کا باقی جسقدر ملک تہا جسمین مغربی گوشہ کے ضلاع بہی شامل تہے وہ راجہ پجاجران کی حکومت مین تہا۔

مجاپہت کے راجہ نے چمپا کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی چمپا کی ریاست کمبوڈیا کے ملک اور خلیج سیام کے مشرق مین ہے۔ اس رانی کو اپنے راجہ کی ایک حرم سے عداوت پیدا ہوئی اور مجاپہت کے راجہ نے اس حرم کو اپنے بیٹے اریادامر کے پاس بہجوادیا جو سمطرہ مین پالم بنگ کا حاکم تہا یہان پہونچکر اس حرم کے ہان لڑکا پیدا ہوا جسکا نام رودن پاتا رکہا گیا اور حاکم پالم بنگ نے اس سوتیلے بہائی کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ چند سال کے بعد اس لڑکے نے اپنی ماں کے ساتہہ بدسلوکی ہونے کا راجہ مجاپہت سے کیسا سخت انتقام لیا۔ راجہ چمپا کی دوسری بیٹی نے ایک عرب سے شادی کر لی تہی جو چمپا مین اسلام کا وعظ کہنے گیا تہا[۵۳] اوسکے ہان بہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رودن رحمت رکہا گیا اور اوس کے باپ

---

۵۱ کرن صفحہ ۲۱۔ ۵۲ ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۶ - ۱۹۸۔ رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۱۳ - ۱۲۳

۵۳ چمپا مین مقبرون اور میناروں کے قدیم آثار ابتک موجود ہین (باستین۔ پہلی جلد ۴۹۸ - ۴۹۹۔

نے بہت کوشش اور اہتمام سے اوسکو علم دین سکھایا چنانچہ آجتک اہل جاوا ردن رحمت کو بہت تعظیم سے یاد کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ جاوا کے اولیای عظام مین سے تھا[۵۱]

جب ردن رحمت کی عمر بیس برس کی ہوی تو والدین نے چند خطوط اور تحائف دیکر مجاپہت کے راجہ کے پاس جو رشتہ مین ردن رحمت کا خالو ہوتا تھا اوسکو روانہ کیا۔ ردن رحمت رستہ مین ٹھہر کر پالمبنگ مین دو مہینے تک اریا دامر کا مہمان رہا اور قریب تھا کہ دامر کو مسلمان کر لیتا لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب کو مانتی تھی دامر علانیہ مسلمان نہ ہوسکا۔ اب ردن رحمت پالمبنگ سے رخصت ہوکر گریسک کے شہر مین آیا جہان مولانا شیخ جمادی الکبری نے جو عرب کے رہنے والے اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ردن رحمت کا استقبال کیا اور کہا کہ "مشرقی جاوا مین جس ولی اللہ کے آنے کی مدت سے خبر تھی وہ تم ہی ہو۔ اب بت پرستی کا زوال قریب آن پہونچا ہے اور تمہاری کوشش سے بہت لوگ راہ راست پر آوینگے"۔ مجاپہت کے راجہ اور رانی نے ردن رحمت کی بہت خاطر ومدارات کی۔ راجہ خود مسلمان ہونے پر راضی نہین ہوا لیکن اوسکو ردن رحمت سے ایسا

[۵۱] جن لوگون کا ذکر یہان آیا ہے اونکے رشتے اور تعلقات ذیل کے شجرے سے بخوبی معلوم ہوجائینگے۔

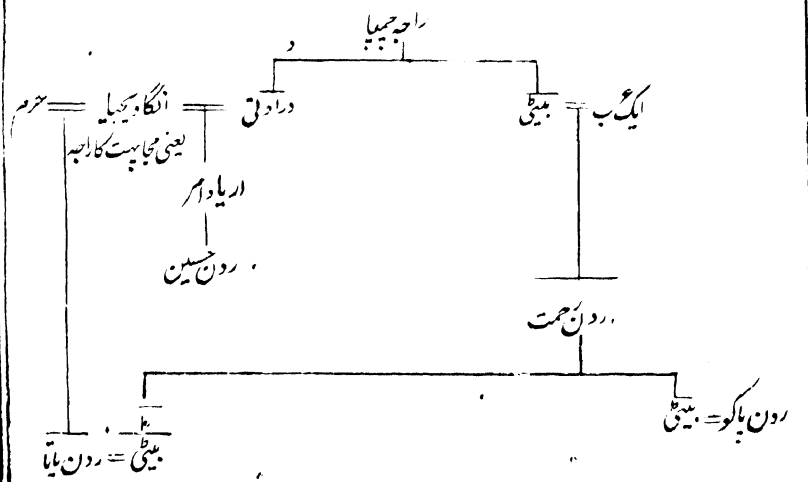

اُنس پیدا ہوا کہ امپل کے شہر مین تین ہزار خاندانون کا اوسکو حاکم مقرر کردیا۔ امپل کا شہر جاوا کے مشرقی ساحل پر گریسیک کے شہر سے کسی قدر جنوب مین واقع تہا۔ راجہ نے ردن رحمت کو اجازت دی کہ اپنے مذہب کی علانیہ پیروی کرے اور لوگون کو مسلمان کرے۔

اب امپل کا شہر جزیرہ جاوا مین دارالاسلام بن گیا اور حاکم امپل یعنی ردن رحمت کا نام کہ وہ کس جوش و مسرت سے رعایا کو مسلمان کرتا ہے دور و نزدیک مشہور ہو گیا۔ اس شہرت کو سُنکر ایک شخص مولانا اسحاق امپل مین آئے کہ تبلیغ مین ردن رحمت کی مدد کرین۔ ردن رحمت نے مولانا اسحاق کو بالم بنگن کی ریاست مین اشاعت اسلام کے لیئے مقرر کیا۔ بالم بنگن کی ریاست جزیرہ جاوا کے مشرقی گوشہ مین تہی مولانا اسحاق نے یہان پہونچکر بالم بنگن کے راجہ کی بیٹی کا علاج کیا جو کسی سخت مرض مین مبتلا تہی۔ اور اوسکو شفا ہوی بادشاہ نے اسکے شکریہ مین مولانا اسحاق سے اس لڑکی کی شادی کردی۔ شادی ہوتے ہی شہزادی مسلمان ہو گئی۔ راجہ نے بہی مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی تہی اور مولانا اسحاق سے وعدہ کیا تہا کہ اگر شہزادی کو شفا ہو گئی تو وہ مسلمان ہو جائیگا۔ لیکن جسوقت اسحاق نے اس وعدہ کو یاد دلایا اور اصرار کیا کہ حسب وعدہ راجہ مسلمان ہو تو راجہ نے اسحاق کو اپنے ملک سے نکلوا دیا اور شہزادی کے ہان جو بچہ پیدا ہونیوالا تہا اوسکے قتل کا حکم بہی پہلے ہی سے دیدیا۔ لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے گریسیک کے شہر مین ایک دولتمند مسلمان بیوہ[۱] کے پاس اس بچہ کو خفیہ روانہ کردیا۔ اس بیوہ نے بچہ کو ماکی طرح پرورش کیا اور بارہ برس کی عمر تک اوسکی غور و پرداخت کی۔ اسکے بعد اوسکو ردن رحمت کے سپرد کردیا۔ ردن رحمت نے جب اس لڑکے کا حال سنا تو اوسکا نام ردن پاکو رکہا۔ اور کچہہ عرصے کے بعد اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کردی۔ اسکے بعد ردن پاکو نے

[۱] اہل جاوا اب تک اس مسلمان بیوہ کو بہت تعظیم کے ساتہہ یاد کرتے ہین اور اوسکے مزار کی زیارت کو جاتے ہین۔ دیکہو ہرد موند صفحہ ۱۸۶۔

گرمی کے شہر مین جو گریسیک سے جنوب مین واقع تہا ایک مسجد تعمیر کی - اور ردن پاکو کو ایسی شہرت ہوی کہ ہزارون آدمی اسلام قبول کرنے کے لیئے اوسکے پاس آیے اب ردن پاکو کا رسوخ ایسا بڑہا کہ ردن رحمت کے انتقال کے بعد راجہ مجاپہت نے اوسکو امپل اور گریسیک کا حاکم مقرر کردیا[1] - اس اثنا مین چند اور مسلمان بہی گریسیک کے شہر سے تبلیغ اسلام کے لیئے وانہ ہوے - ردن رحمت کے دو لڑکون نے جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر مختلف مقامات مین سکونت اختیار کی - اور وہان کے اکثر لوگونکو مسلمان کرکے شہرت اور نیکنامی حاصل کی - ردن رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کو خبر یہ مدورا مین اشاعت کے لیے بہیجا جو گریسیک کے سامنے واقع تہا خلیفہ حسین نے مدورا مین ایک مسجد بنائی اور بہت لوگون کو مسلمان کیا -

مغربی صوبجات جاوا مین شیخ نورالدین ابراہیم تبلیغ اسلام مین کوشش کرتے تہے یہہ بزرگ مدت تک مجمع الجزائر مین سیر و سیاحت کے بعد ۱۴۲۱ء مین جربون مین آباد ہوگئے - یہان ایک مبروصہ کا اونہون نے علاج کیا اور اوسکو شفا ہوی اس بات سے شیخ نورالدین کو بہت شہرت ہوی اور ہزارہا لوگ مسلمان ہونے کے لیے اونکے پاس آئے - ابتدا مین ملک کے سردارون نے اونکی مخالفت کرنی چاہی لیکن یہہ دیکہکر کہ اس مخالفت کا انجام کیا ہوگا ان سردارون مین سے بہی اکثر نے اسلام قبول کرلیا -

اب ہمکو اریادامر کا ذکر کرنا چاہیئے جو پالمبنگ کا حاکم تہا معلوم ہوتا ہے کہ دامر نے اپنے بچون کو اوسی مذہب مین تعلیم و تربیت دی تہی جسکو وہ خود رعایا کے خوف سے قبول نہ کرسکا تہا - ردن پاتا کی عمر جب بیس برس کی ہوی تو دامر نے ردن پاتا اور اپنے بیٹے ردن حسین کو جو ردن پاتا سے دو برس چہوٹا تہا پالمبنگ سے جاوا کو روانہ کیا اور یہ لوگ گریسیک کے شہر مین اترے - ردن پاتا کو اپنے حسب و نسب کا حال معلوم تہا اور

[1] ویٹ (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۸-۱۹۰ -

اوسکی مان کے ساتھہ جو بدسلوکی ہوئی تھی اوسکے انتقام کے لیئے وہ غیظ و غضب مین بھرا تھا اسلیے رودن پاتا نے رودن حسین کے ساتھہ مجاپہت جانے سے انکار کیا اور امپل کے شہر مین رودن رحمت کے پاس ٹھہر گیا۔ رودن حسین مجاپہت کو روانہ ہوا۔ راجہ نے اوسکی بہت خاطر کی اور ایک ضلع کا اوسکو حاکم مقرر کیا اور کچھہ عرصہ کے بعد رودن حسین لشکر مجاپہت کا سپہسالار مقرر ہوا۔

اسی عرصہ مین رودن پاتا نے رودن رحمت کی پوتی یا نواسی سے نکاح کر لیا اور وہ بنتارا مین آباد ہو گئے۔ بنتارا گریسیک کے شہر سے مغرب مین بہت محفوظ جگہہ واقع تھا اور اوسکے چارون طرف دلدل کی زمین دور تک پھیلی ہوی تھی جب وقت راجہ مجاپہت نے سنا کہ بنتارا مین کچھہ لوگ آباد ہوے ہین تو اوسنے رودن حسین کو رودن پاتا کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ بنتارا کا سردار یعنی رودن پاتا ہمارے سامنے حاضر ہو کر اطاعت قبول کرے ورنہ بنتارا بالکل مسمار کر دیا جاویگا۔ رودن حسین نے بنتارا پہونچکر رودن پاتا کو اسطرح سمجھایا کہ وہ مجاپہت مین چلا آیا اور دربار کے لوگون نے اوسکی صورت مین راجہ کی شباہت دیکھی یہان رودن پاتا کی بہت عزت ہوی اور راجہ کی طرف سے وہ بنتارا کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔ لیکن اوسکے دل مین انتقام کی آگ برابر سلگ رہی تھی اور باپ کی سلطنت کو غارت کرنیکے لیے وہ بالکل تیار رہتا مجاپہت سے روانہ ہو کر رودن پاتا امپل کے شہر مین آیا اور رودن رحمت سے اوسنے اپنے تمام منصوبے کہے۔ رودن رحمت نے اوسکے غصہ کو کم کرنا چاہا اور کہا کہ باپ نے اوسکے ساتھہ ہمیشہ مہربانی کی ہے اسلیے اوسکو مخالفت کرنی زیبا نہین ہے اول تو راجہ بڑا نیک اور عادل اور ہر دلعزیز ہے پھر یہہ کہ مسلمان ہو کر رودن پاتا اپنے باپ سے لڑائی نہین کر سکتا اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے جس سے باپ کو نقصان پہونچے لیکن رودن پاتا پر ان نصیحتون کا کچھہ اثر نہ ہوا اور وہ بنتارا کو واپس چلا آیا۔ بنتارا کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور قرب وجوار کے لوگ کثرت سے اسلام قبول کرتے تھے۔

ردن پاتا نے اس عرصہ مین ایک بڑی مسجد بنانے کی تجویز کی لیکن جب تعمیر شروع ہوئی تو
امپل کے شہر سے ردن رحمت کے بیمار پڑنے کی خبر آئی - ردن پاتا فوراً امپل کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر دیکھا کہ جزائر کے مشہور و معروف و اعیان اسلام اوس شخص کے بستر کے گرد
جمع ہین جسکو تمام عمر وہ اپنا سردار تسلیم کرتے رہے تھے - ان تیماردارون مین ردن رحمت کے
دونون بیٹے تھے جو جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر رہتے تھے اور مولانا اسحاق کا بیٹا ردن پاکو تھا
جو گری کے شہر مین آباد ہوا تھا - اور پانچ شخص اور تھے - کچھ عرصے کے بعد ردن رحمت
نے قضا کی - اور اب ردن پاتا کے منصوبون مین جو شخص مزاحم تھا وہ باقی نہ رہا - ردن رحمت
کے انتقال کے بعد یہہ آٹھون اعیان اسلام ردن پاتا کے ساتھہ ہنبتارا کو گئے اور مسجد کے
افتتاح کی تقریب مین دعوت دی[۵۱] - ان سب لوگون نے متفق ہوکر حلف لیا کہ سلطنت مجاپہت کے خلاف
ردن پاتا کی مدد کرینگے - جاوا مین اور جسقدر بڑے مسلمان سردار موجود تھے وہ بھی اس
سازش مین شریک ہوے - البتہ ردن حسین اخیر وقت تک اپنے بادشاہ کا خیر خواہ
رہا اور اوسنے ان باغی مسلمانون کا ساتھہ دینے سے انکار کیا -

آخر کار لڑائی شروع ہوی جسکی تفصیل کی یہان کچھہ ضرورت نہین ہے - فقط یہ لکھنا
کافی ہے کہ ۱۵۲۸ء مین سات روز کی سخت لڑائی کے بعد مجاپہت کے راجہ کو شکست
ہوی اور جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین ہندوؤن کے راج کی جگہہ اسلامی حکومت قائم
ہوگئی - اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ردن حسین دشمنونکے خوف سے قلعہ بند ہوا لیکن مجبور ہوکر
ردن پاتا کی اطاعت قبول کی - اور امپل کے شہر مین وہ حاضر کیا گیا جہان اوسکا دودھ بھائی ردن پاتا
بہت مہربانی سے اوسکے ساتھہ پیش آیا - ۱۵۸۱ء مین مجاپہت کے وہ لوگ جو ہندو مذہب پر قائم رہے
بھاگ کر جزیرہ بالی مین آباد ہوگئے جہان ابتک شیو کی پرستش کثرت سے جاری ہے[۵۲] کہا جاتا ہے کہ ردن نی یہہ کہا کہ مجاپہت کے

---

۵۱ یہ مسجد ابتک موجود ہے اور اہل جاوا اس مسجد کو تمام مقدس مقامات مین سب سے زیادہ مقدس اور متبرک سمجھتے ہین -

۵۲ جزیرہ بالی کے اکثر باشندون نے ابتک مسلمانونکی اس کوشش کو رد کیا ہے کہ وہ کسی طرح مسلمان کر لیے جاوین

شہزادون کی مدد سے چھوٹی چھوٹی عملداریان علحدہ قائم کرلین اور دارالسلطنت مجاپہت کی فتح کے بعد کچھ عرصہ تک یہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔

جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین تو یہ واقعات پیش آرہے تھے اور ادہر مغربی جزیرہ مین داعیان اسلام برکار نہ تھے شیخ نورالدین ابراہیم نے جربون سے اپنے بیٹے حسن الدین کو بانٹن مین تبلیغ کے لیئے روانہ کیا تھا۔ بانٹن جزیرہ جاوا کا مغربی صوبہ ریاست پجاجران کے تحت مین تھا۔ حسن الدین کو یہان بہت کامیابی ہوی اور جو لوگ اسلام لائے اونمین آٹھ سو بت پرست ایسے تھے جو تارک الدنیا ہو چکے تھے۔ بانٹن کی تاریخون مین لکھا ہے کہ حسن الدین نے لوگون کو صرف وعظ و نصیحت سے مسلمان کیا تھا۔ تلوار سے اوسنے اپنے مذہب کی کبھی اشاعت نہین کی[1] اسکے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتھہ حج کے لئے کعبہ معظمہ کو روانہ ہوے اور جب واپس آے تو مجاپہت پر حملہ کرنے مین رادن پاتا کی مدد کی تھی۔

جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت ایسی جلد نہین ہوئی جیسے کہ مشرقی حصہ مین ہوی تھی۔ کیونکہ یہان شیو کے پوجاریون اور مسلمانون مین سخت نزاع رہا۔ اور غالبًا سولھوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے پجاجران کی بت پرست سلطنت کو مسلمان غارت نہ کرسکے[2] پجاجران کی نسبت جاوا کی تاریخ مین لکھا ہے کہ ایک زمانہ مین یہ سلطنت جزیرہ کی مغربی یا سوتون پر بھی حکمران تھی۔ اس سلطنت کے علاوہ بت پرستون کی اور

بقیہ صفحہ ۴۰۵ لیکن قصنا و قدر کچھہ کچھہ لوگ مسلمان بھی ہوتے رہے ہین ۱۶۱۱ء مین بانٹن کی آبادی مین سے صرف پانچ ہزار آدمی مسلمان ہوے اس جزیرہ کا موقع تجارت کی حفاظت کے لیئے ایسا عمدہ ہے کہ ہر کہ از کفر مسلمان شد بساحل رسید اور وہان کا بادشاہ ہو گیا ان نو آبا مسلمانون مین سے بعض نے تو جزیرہ کے باشندون سے کچھہ بحث نہ کی لیکن بعض مسلمان ایسے تھے جنھون نے بالی کی عورتون سے عقد کیے اور یہانکی لوگون مین مل جل کر رہنے لگے اور یہ اسی قسم کے مسلمانون کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ بالی کے تو سبھی لوگ تو نصاری ہوتے اور وہ ایسے پر ہیزگار اور متقی مسلمان ہوگئے جنکا اثر بالی کی بت پرست قوم پر بہت کچھہ پڑا ہے۔ ..... فی فرنگ صفحہ ۲۴۱ - ۲۴۲

[1] رافلز۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۱۶۔ [2] ویث (۳) دوسری جلد۔ صفحہ ۲۵۷ - ۲۷۰۔

چھوٹی چھوٹی جماعتین ایسی تھین جو مدت تک سلامت رہین اور اون مین سے چند ابھی تک باقی ہین - ان بت پرستون مین سے ایک گروہ کے حالات جسکا نام ببدوی ہے بہت دلچسپ ہین یہہ لوگ قدیم باشندگان جاوا کی نسل سے ہین اور ابتک اپنے بزرگون کے دین پر قائم ہین جب ہجاجرن کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہہ لوگ ریاست سے بھاگ کر جنگلون اور پہاڑون مین آباد ہوگئے تاکہ وہان امن و امان سے اپنے آبائی مذہب کے پابند رہین - جب کچھہ عرصہ کے بعد ان لوگون نے سلطان بانٹن کی اطاعت قبول کی تو انکو اپنے قدیم مذہب پر سلامت رہنے کی اجازت ملی لیکن اس شرط سے کہ جو لوگ بت پرست رہنا چاہین اونکی تعداد ایک خاص حد سے کبھی تجاوز نہ کرے[۵۲] - اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہہ لوگ ابتک اس شرط کے پابند چلے جاتے ہین حالانکہ جاوا ایسے ڈنمارک کی حکومت کو اسقدر مدت ہوگئی ہے کہ اس قدیم دستور کی پابندی سے یہہ لوگ بالکل آزاد ہین - لیکن ابتک وہ اپنی بستیون مین جہان خاندانون سے زیادہ نہین آباد ہونے دیتے - بلکہ جب کسی بستی مین اونکے گھر اس تعداد سے بڑھ جاتے ہین تو جس قدر خاندان بڑھتے ہین وہ بستی چھوڑکر قریب کے قصبون مین جہان مسلمان زیادہ ہوتے ہین جا بستے ہین[۵۳] -

اگرچہ جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت اسقدر جلد نہین ہوسکی جسقدر اور حصون مین ہوئی تھی لیکن اس مغربی حصہ کے لوگون مین وسط جاوا کے باشندون کی طرح ہندو مذہب کو بخوبی استحکام حاصل نہین تھا اسلئے مذہب اسلام کو بت پرستی کے مقابلہ مین وہان ایسی فتح نصیب ہوئی اور بت پرستی کی جگہہ خود رائج ہونے مین اوسکو اس درجہ کامیابی رہی کہ راجگان مجاپہت کی حدود سلطنت مین بھی اسلام کو یہہ فروغ نہ ہوا - مغربی جاوا مین آجکل اسلامی شریعت ایک زندہ قوت ہے اور عربی تہذیب و تمدن کے جو طریقے یہان جاری ہوے

---

[۵۱] ۱۵۹۶ء مین ایک سیاح نے لکھا کہ یہان بت پرستون کی تین سلطنتین تھین جنمین کثرت سے بت پرست رہتے تھے یہان صفحہ ۲۴۲ - [۵۲] رافلز - دوسری جلد صفحہ ۱۲۲-۱۲۳ - [۵۳] ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷۹ -

وہ اہل جاوا کی زندگی اور طرز حکومت مین بالکل شیر وشکر ہوگئے ہین - اور یہہ لکھا جاتا ہے کہ مغربی جاوا کے مسلمان جنکو تعلیم دین ملی ہے اور حج کر آئے ہین وہ تمام اہل جاوا مین سب سے زیادہ ہوشیار لائق اور صاحب ثروت ہین[۱]-

جاوا مین اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد گو یہان کے اکثر لوگ صدہا برس تک بت پرست رہے لیکن آج کل سوائے تھوڑے لوگون کے جاوا کے کل باشندے مسلمان ہین - اگرچہ ان مسلمانون مین اکثر قدیم رسمین انکے بت پرست باپ دادا کے وقت کی چلی آتی ہین لیکن عام میلانِ طبیعت اسی طرف ہے کہ مسلمانون کے خیالات اور اونکے افعال و اعمال سب اسلام کی تعلیم و تربیت کے مطابق ہون غرض یہ صدہا سال کی اشاعت امن و امان کے وسائل سے بتدریج ہوی - اسلامی حکومتون کا اس جزیرہ مین قائم ہونا مذہبی حالات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ وہ پولیٹیکل تاریخ کا ایک حصہ ہے - وجہ یہہ ہے کہ دعوت اسلام مین بادشاہون کے سبب سے اسقدر ترقی نہین ہوی جسقدر کہ داعیانِ اسلام کی کوشش سے ہوی -

جس زمانہ مین کہ جاوا کے مسلمان ہندوؤن کی سلطنت کے خلاف بغاوتین برپا کر رہے تھے اور اونکی حکومت کو چھین کر اپنے قبضے مین لانا چاہتے تھے تو اوسی زمانہ مین جزائر ملایا کے اور جزیرون مین داعیانِ اسلام نے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے ایسا انقلاب پیدا کیا جسمین لڑائی یا فساد کی ضرورت نہ تھی اور یہہ مسلمان اشاعت مین ایسے سرگرم ہوے کہ انہون نے ہزارون آدمیون کو رفتہ رفتہ مسلمان کر لیا - اب ہم جزائر ملایا مین سے اول جزائر ملوکا کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہین -

جزائر ملوکا جزائر ملوکا مین لونگون کی تجارت قدیم زمانہ سے جاری تھی - اور اس تجارت کے سبب سے ملوکا کے باشندون کو مجمع الجزائر کے مغربی جزیرون سے تعلق

---

[۱] فان ویربرگ (۱) صفحہ ۳۵-۳۶ - پونسین صفحہ ۸۰۳ -

پیدا ہوگیا۔ جاوا اور ملایا کے جو نومسلم تجارت کی غرض سے جزائر ملوکا مین آئے اُنھون نے ساحل کے باشندون مین اسلام کا چرچا کیا[۵۱]۔ جب قوم پرتگیز کے مشہور جہازران فرماندو مگیلان کے ساتھی اپنے وطن کو واپس آئے تو اُنھون نے ایک عجیب قصہ جزیرۂ ملوکا کی نسبت بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجرون نے ملوکا کے باشندون مین کس طرح اسلام کی اشاعت کی وہ قصہ یہہ ہے کہ "جزائر ملوکا مین اہل اسپین کے پہونچنے سے چند سال پہلے ان جزیرون کے بادشاہ بقاررُوح کے مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے تھے۔ اور اس مسئلہ کا یقین اونکو اسطرح ہوا تھا کہ ایک چھوٹا سا پرندا اونکی نظر سے گذرا تھا جو ہمیشہ اُڑتا رہتا تھا اور کبھی مین پر یا زمین کی کسی چیز پر نہ بیٹھتا تھا۔ مسلمانون نے جو تجارت کے لیے ان جزیرون مین آئے ہوے تھے جب یہہ بات سُنی تو اُنھون ملوکا کے بادشاہون سے کہا کہ یہہ چھوٹا پرند جنت مین پیدا ہوا ہے اور جنت وہ جگہہ ہے جہان مرنے کے بعد لوگونکی روحین آرام کرتی ہین۔ ملوکا کی بادشاہون نے یہہ سُنتے ہی اسلام قبول کیا کیونکہ مسلمانون کے ہان جنت کے متعلق جسمین روحین آباد ہونگی عجیب وغریب دعوے کیے گئے ہین[۵۲]"

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر ملوکا مین اسلام کی ابتدا پندرہوین صدی عیسوی سے ہوئی تیدور کے بت پرست بادشاہ جریلی لیجا تو نے ایک عرب شیخ منصور نامی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور اوسکی رعایا مین سے بھی اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور بادشاہ کا نام

---

[۵۱] دے بارس صفحہ ۵۷۹-۵۸۰۔ ارگنسولا صفحہ ۱۱ (ب) [۵۲] اس زمانہ مین ملوکا کے جزیرہ ترناتی تیدور گیلولا اور باتجان کے بادشاہون کی حکومت مین تھے ان مین ترناتی کا سلطان سب مین زبردست تھا جسکی سلطنت ترناتی اور تیمور کے چھوٹے چھوٹے جزیرون مین تھی۔ ہلماہیرا اور سیلیبز کا بڑا حصہ اور جزائر امبونا اور بانڈا بھی اسی سلطان کے قبضہ مین تھے سلطان تیدور تیدور کے جزیرہ اور ہلماہیرا کے ایک حصہ کا اور اُن جزیرون کا بادشاہ تھا جو نیوگنی اور ہلماہیرا کے بیچ مین واقع ہین۔ نیوگنی کے مغربی ساحل اور جزیرہ سیرام مین بھی سلطان تیدور کی سلطنت تھی۔ سلطان گیلولا کی سلطنت ہلماہیرا کے سطح مین تھی اور جزیرہ سیرام کے شمالی ساحل کا بھی کچھہ حصہ اوسکے قبضہ مین تھا سلطان باتجان صرف باتجان اور جزائر اوبی پر حکومت کرتا تھا۔ (دے ہولاند پہلی جلد صفحہ ۵) [۵۳] ہیمیلیانو تراسلو نو۔ (راسکوچ

۲ توم ۱ صفحہ ۳۵۱-)

سلطان جمال الدین کہا گیا۔ بادشاہ کی بڑی بیٹی کا نام شیخ منصور کا نام پر منصورہ رکھا گیا[۵۱] ۱۵۲۱ء مین فرناندو میگیلان پرتگیزی کی موت کے چند سال بعد اہل اسپین کی مہم تیدور مین پہونچی۔ اور منصور نے اسپین کے لوگون کی خاطر و مدارات کی۔ یگافت جو اس مہم کا مورخ تہا لکھتا ہے کہ بادشاہ تیدور کا نام سلطان منصور تہا اور اوسکی عمر پچاس برس سے زیادہ تہی۔ جزائر ملوکا مین مسلمانون کو آئے ہوے نصف صدی سے زیادہ نہین گذرا تہا[۵۲]۔

ترناتی کے جزیرہ مین جو تیدور سے قریب ہے اسلام کی اشاعت کسی قدر پہلے ہو چکی تہی۔ اہل اسپین جس زمانہ مین تیدور کے جزیرہ مین پہونچے تو اوسی زمانہ مین پرتگیز جزیرہ ترناتی مین آئے ترناتی کے لوگون نے پرتگیزون سے کہا کہ اون کے جزیرہ مین اسلام کی اشاعت کو انہی برس سے کچہہ زیادہ زمانہ گذرا ہے[۵۳]۔

پرتگیزون کے بیان کے مطابق[۵۴] ترناتی کا سلطان شاہان ملوکا مین پہلا بادشاہ تہا جو مسلمان ہوا۔ اس سلطان کی نسبت مشہور ہے کہ جزائر ملوکا کی خود مختار بادشاہون مین اوسکو سب سے بڑا رتبہ حاصل تہا۔ ۱۴۹۵ء مین یہ بادشاہ گریسک کے شہر کو جو جاوا مین تہا اسلام قبول کرنے کی نیت سے گیا[۵۵]۔ معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ ترناتی مین اسلام نے تدریج ترقی کی کیونکہ یہان اسلام کو ایسے لوگون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اپنے قدیم مذہب بت پرستی پر نہایت ثابت قدم تہے اور نو مسلمون مین بہی بت پرستی کی رسمین مدت تک جاری رہین جنہون نے اونکی طبیعت کو مذہب کی طرف سے شکوک حالت مین کہا[۵۶]۔

پرتگیزون کے فتوحات نے بہی اسلام کی ترقی کو جو جلد ہونیوالی تہی سست کر دیا۔ جزیرہ ترناتی کے ایک قاضی کو جو اوگونکو اسلام کی تعلیم و تلقین کرتا تہا۔ پرتگیزون نے

---

[۵۱] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۱ [۵۲] یگافت۔ تو م ا صفحہ ۳۶۵۔ ۳۶۶ [۵۳] مصنف دے بارس لکہتا ہی کہ تیدور کے جزیرہ کو تحقیق کرنیکے بعد وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اسلام کی باکو (نعوذ باللہ) وہان پہلے ہوئے اسّی برس سے کسی قدر زیادہ زمانہ گذرا ہے [۵۴] دے بارس "ایشیا کا بیان" صفحہ ۵۸ [۵۵] بکمیر صفحہ ۳۹ [۵۶] ارگنسولا صفحہ ۳۰۔ ۴۰۔

جزیرہ سے نکال دیا اور بت پرستون مین عیسائی مذہب کی اشاعت شروع کی جسمین کامیابی ہوئی لیکن تھوڑی مدت تک رہی[۵۱] - کیونکہ جسوقت سولھوین صدی عیسوی کے اخیر حصہ مین ملوکا کے باشندون کو معلوم ہوا کہ اہل پرتگال خود اپنی مشکلون مین گرفتار ہین تو انہون نے پرتگیزون کی حکومت سے آزاد ہونے کے لیئے عیسائیون کی خلاف سخت ہنگامے برپا کیے - ان معرکون مین بہت عیسائی شہید ہوے اور اکثر لوگون نے عیسائی مذہب ترک کیا اور عیسوی دین نے جو کچھہ جیتا تھا وہ سب ہار دیا[۵۲] - اسی زمانہ سے جزائر ملوکا کے لوگون کو عیسائیون کی حکومت سے ایسی مخالفت ہوئی کہ مغربی جزیرون سے جو متعدد مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے آئے اونکی خاطر و مدارات زیادہ تر ہونے لگی[۵۳] - سترھوین صدی عیسوی مین اہل ڈنمارک نے سپین اور پرتگال کے عیسائیون کو نکال کر عیسائی مذہب کا رہا سہا کام تمام کر دیا - اور فرقہ جیسوئٹ (یسوعی) کے پادری جزیرہ ترناتی کے دیسی عیسائیون کو ساتھہ لیکر جزائر فلیپائن مین چلے گئے[۵۴] -

ترناتی اور تیدور کے بعد جزائر ملوکا کے باقی جزیرون مین اسلام کی اشاعت ہوی اور کچھہ زمانہ تک صرف ساحل کے باشندون مین تبلیغ اسلام محدود رہی[۵۵] - ملوکا کے چھوٹے چھوٹے جزیرون مین جزیرہ نماے ملایا کے نومسلم بالکل آباد ہین - اور ان جزیرون کے اندرونی حصون مین الفر کی قوم بستی ہے - کچھہ زمانہ کے بعد اس قوم کے لوگ بھی مسلمان ہوے[۵۶] - ۱۵۲۱ء مین سلطنت گیلالا کا بادشاہ مسلمان تھا یہہ ریاست جزیرہ ہلماہیرا کے شمال مین مغربی ساحل پر تھی[۵۷] - آج کل یہان اسلام کی ترقی کے لیے چند

---

۵۱ ارگنسولا صفحہ ۱۵ (ب) ۵۲ ارگنسولا صفحہ ۹۷-۹۸ - ۵۳ ارگنسولا صفحہ ۱۵۵-۱۵۸ - اس مصنف نے ترناتی کی نسبت لکھا ہے کہ یہہ ہی جگہ ہے جہان مختلف مذہبی فرقے موجود ہین اور جہان سے کفر پھیلتا ہے - جسکر مسلمانون کے ذریعہ سے ۱۵۸۸ء سے جیسے کہ اہل ڈنمارک سمندر مین آتے ہین وہ اپنے ساتھہ مسلمان ہلکارون اور قزاقون کا لانا بند نہین کرتے یہ مسلمان ایشیا کی دولت لوٹ لیتے ہین اور جھوٹا مذہب اپنے ساتھہ لاتے ہین جسنے ہزارون آدمیون کو عیسائی مذہب قبول کرنے سے روک دیا ۵۴ ان دیسی عیسائیون کی اولاد ابتک جزیرہ لوزان کے صوبہ کاویتی مین موجود ہے - (کرافورڈ (۱) صفحہ ۸۵)
۵۵ انڈین صفحہ ۲۲۲ ۵۶ فوریسٹ صفحہ ۲۸ - ۵۷ پگافٹ (رامو سیو) پہلی جلد صفحہ ۳۶۶ -

قواعد ایسے منضبط کر دیے گئے ہین کہ اسلام کی اشاعت مین اونسے کسی قدر آسانی پیدا ہو جاتی ہے - مثلاً اگر معلوم ہو جاے کہ الفر قوم کے کسی آدمی نے کسی مسلمان عورت سے آشنائی کر رکھی ہے تو حکم ہے کہ یہہ شخص اس عورت سے نکاح کرلے اور مسلمان ہو جاوے - یا اگر الفر قوم کی کوئی عورت مسلمان سے شادی کرلے تو خاوند کا مذہب اختیار کرنا اوسپر فرض ہے - یا جسوقت حکام و سرداران سلطنت مین کمی ہو جاتی ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے امیدوارون کے حقوق پر اسقدر نظر نہین ہوتی جسقدر اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کی طرف ان امیدوارون کو کس درجہ رغبت ہے[۵۱]

جزیرہ بورنیو جزیرہ بورنیو مین اسلام کی اشاعت ساحل کے ملکون مین محدود رہی حالانکہ سولھوین صدی عیسوی کے شروع سے اسلام یہان شائع ہونا شروع ہوا تھا اسی زمانہ مین اول بنجرماسین کی سلطنت مین اسلام پھیلا - یہ سلطنت بورنیو کے جنوبی ساحل پر سلطنت مجاپہت کی ماتحت تھی لیکن ۱۵۷۸ء مین جب مجاپہت کی سلطنت برباد ہو گئی تو بنجرماسین کی سلطنت[۵۲] آزاد ہوی مجاپہت کی بربادی پر اوسکی جگہ کئی اسلامی ریاستین قائم ہو گئی تھین انمین سے ایک ریاست دامک کی تھی جسکے اثر سے بنجرماسین کے لوگون نے اسلام قبول کیا - بنجرماسین کے لوگون کے مسلمان ہونے کا حال یہہ ہے کہ انہون نے ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لیئے دامک[۵۳] کی ریاست سے کمک چاہی اور جزیرہ جاوا سے مسلمانونکی ایک جمعیت روانہ ہوئی جسنے بغاوت کو رفع کر کے رعایا کو مسلمان کیا[۵۴] ۱۵۲۱ء مین جسوقت اہل اسپین فلپین کے شہر مین پہنچے جو بورنیو کے شمال مغربی ساحل پر تھا تو معلوم ہوا کہ بروني کا بادشاہ مسلمان ہے[۵۵] ۱۵۵۰ء مین بورنیو کی مغربی ساحل پر سکدانا کی شہر مین اہل عرب نے اپنی مذہب کو رواج دیا[۵۶] کہ بروني کا بادشاہ مسلمان ہے[۵۵] ۱۵۵۰ء مین بورنیو کی مغربی ساحل پر سکدانا کی شہر مین اہل عرب نے اپنی مذہب کو رواج دیا[۵۶]

---

[۵۱] کاتین صفحہ ۲۴۶ [۵۲] دولو یے صفحہ ۵۲ [۵۳] دامک جزیرہ جاوا کے شمالی ساحل پر ہے اور جزیرہ بورنیو کے جنوبی کنارہ کے سامنے واقع ہے - [۵۴] باکمان صفحہ ۲۳۶-۲۳۹ - [۵۵] پگافتا اموسکو - تومہ ا - صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ [۵۶] "ہندو سلطنت مجاپہت کے چند لوگون نے سکدانا مین آباد ہو کر سکدانا کی حکومت قائم کی" (دے ہولاندر - دوسری جلد - صفحہ ۶۰) اس لئے ضرور ہے کہ اہل جاوا کے مسلمان ہونے کے بعد سکدانا کی ریاست مین اسلام شائع ہوا

یہہ عرب پالم بنگ سے جو جزیرہ سمطرہ مین واقع تہا سکدانا مین آئے تہے[۵۱] - یہان کے بادشاہ نے اپنے آبائی مذہب کو چہوڑنے سے انکار کیا تہا لیکن اوسکی موت سے پہلے ۱۵۹۹ء تک جو چالیس برس کا زمانہ گذرا اوسمین اہل عرب نے سکدانا مین اسلام کو بہت ترقی دی اس بادشاہ کا جانشین جب تخت پر بیٹہا تو اوسنے اسلام قبول کیا اور قریب کے جزیرہ کا ایک بادشاہ تہا جسکی بیٹی سے اوسنے اپنی شادی کی - اس بادشاہ کے جزیرہ مین اسلام کو شائع ہوے غالبًا کچہہ مدت ہوگئی تہی[۵۲] - سنہ ۱۶۰۶ء مین سکدانا کے پہلے مسلمان بادشاہ کے عہد مین فرانس کا ایک سیاح[۵۳] سکدانا مین آیا اور اوسنے لکہا کہ "ساحل پر بالعموم مسلمانون کا مذہب رائج ہے - لیکن جزیرہ کے وسط مین لوگون کا مذہب بت پرستی ہے"

سکدانا کی ریاست مین جب اسلام کی ترقی ہوئی تو مکہ معظمہ سے جو اسلامی دنیا کا مرکز ہے اس دور دراز جزیرہ کی طرف توجہ ہوئی اور ایک عرب شیخ شمس الدین مکہ سے سکدانا مین آئے اور جس زمانہ مین وہ یہان پہونچے تو سکدانا مین پہلے مسلمان بادشاہ کا جانشین سلطنت کرتا تہا - شیخ شمس الدین اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد اور ایک انگوٹہی اور بادشاہ سکدانا کے نام کا ایک خط لائے - اس خط مین بادشاہ کو جو دین کا بڑا حامی تہا سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا تہا[۵۴]

اٹہارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین لکہا گیا کہ جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ مین ایدان نی ایک قوم آباد تہی جو ساحل بورنیو کے مسلمانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے اسلیے دیکہتی تہی کہ ابہی تک اس قوم کا مذہب وہ نہین تہا جو مسلمانون کا مذہب ہے[۵۵] - ڈل رمپل جو سنہ ۱۷۶۱ء

---

[۵۱] دوزی (۱) صفحہ ۳۸۶ - [۵۲] ویٹ (۲) پہلی جلد صفحہ ۱۹۳ - [۵۳] اولیور دے لورت - "بحری سفر کے حالات" چودہوین جلد ۲۲۷ (مطبوعہ ہیگ ۱۷۵۶ء) [۵۴] سلطان صفی الدین نے ۱۶۷۷ء مین انتقال کیا - اس بادشاہ کے باپ نے غالبًا اپنا کوئی اسلامی نام نہین رکہا تہا بلکہ مسلمان ہونیکے بعد وہ پانمبہان گرہی سمٹی قدیم نام سے مشہور رہا (نیتشر صفحہ ۱۴۱-۱۵)

[۵۵] فوریسٹ ۱ صفحہ ۱۷۱ -

سے ۱۶۴۲ء تک جزیرہ زولو مین مقیم رہا اوسنے ایدان کے متعلق تحقیقات کرکے لکھا ہے کہ "قوم ایدان کے لوگ اپنی جہالت پر متاسف ہین اور اسلئے دل ہی دل مین بہت خفیف رہتے ہین۔ جسوقت یہہ لوگ مسلمانون کے گھرون مین یا مسلمانون کے جہازون پر آتے ہین تو مسلمانون کی بیحد تعظیم کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ مسلمان وہ ہین جنکو اپنے پروردگار کا علم حاصل ہے۔ جس جگہہ مسلمان سوتے ہین وہان یہہ ایدان بیٹھتے نہین اور مسلمان جس دُنیا مین سے چونا نکال کر کھاتے ہین اوسمین سے یہہ لوگ خود انگلیان ڈالکر چونا نہین نکالتے بلکہ مسلمان جب خود اونکو پان یا چونا دیتے ہین تو بہت ادب سے لیتے ہین اور جس خدا کو وہ خود نہین جانتے اوسکی الوہیت کے اقرار مین وہ ایسے لوگون کے سامنے جو خدا کا علم رکھتے ہین ہر بات مین عجز و انکسار ظاہر کرتے ہین[1]" لیکن ۱۶۴۲ء کے بعد ایدان کی قوم نے اسلام قبول کرلیا[2]۔ اور اس قوم کا مسلمان ہونا اون متعدد مثالون مین سے ایک مثال ہے جنمین اسلام نے ایسی قومون مین جو تہذیب و تمدن کے اعتبار سے کم درجہ کہتی تہین بہت جلد اپنا اثر پہیلایا۔ جزیرہ بورنیو مین مختلف قومون کے لوگ مثلاً عرب بوگی ملایا اور چین کے باشندے وقتاً فوقتاً آباد ہوے۔ ساتوین صدی عیسوی سے ان قومونکی آبادیان یہان قائم ہوئین[3] مختلف ملکون کے غلام بہی یہان آباد کیے گئے۔ اسی وجہ سے آجکل بورنیو کے مسلمان بالکل مخلوط نسلون کے لوگ ہین[4]۔ یہہ غیر ملک کے باشندے جسوقت بورنیو مین آباد ہوے تھے تو اوسوقت اون مین سے اکثر بت پرست تھے اور بورنیو کے اصلی باشندون سے جنکو دیاک کہتے تھے وہ زیادہ مہذب تھے۔ ان باہر کے لوگون نے قوم دیاک کے لوگون کو فتح کرکے جزیرہ کے وسط مین اوسکو بھگا دیا جہان اوسکے لوگ ابہی تک بت پرست ہین۔ جزیرہ کے غربی حصون مین دیاک قوم کے جو چھوٹے چھوٹے گروہ رہتے تھے وہ بالبتہ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے[5]۔

---

[1] جزیرہ زولو جو اب ضمون صفحہ ۵۰ [2] پنجویں صفحہ ۱۰۰ [3] ہاگمان صفحہ ۲۳۳ [4] ویٹ (۲) پہلی جلد صفحہ ۹۷ [5] ہوا

۲۰۰ دوسری جلد صفحہ ۶۱

جزیرہ سلیبیز جزیرہ سلیبیز مین بہی اسلام رفتہ رفتہ شائع ہوا اور ساحل کے لوگون سے شروع ہوکر جزیرہ کے وسط مین پہونچا۔ سلیبیز کے باشندون مین صرف مہذب قومون نے یعنی مکاسر اور بوگی کی قومون نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے جنوب مغربی جزیرہ نما مین آباد ہین۔ بوگی قوم کے مسلمان سلیبیز کے اور جزیرہ نماؤن پر بھی آباد ہین۔ اور ساحل سلیبیز کی آبادی مین بہی انکی تعداد بہت ہے۔ سوای جنوب مغربی جزیرہ نما کے جہان کے باشندے تقریباً کل مسلمان ہین اس جزیرہ کے اندرونی حصون مین جسقدر لوگ رہتے ہین اون مین اکثر بت پرست ہین۔ یہہ بت پرست زیادہ تر الفر کی قوم کے لوگ ہین جو تہذیب مین ادنی درجہ رکہتے ہین اور سلیبیز کے شمال مشرقی اور جنوب مشرقی جزیرہ نماؤن مین بکثرت آباد ہین سلیبیز کے گوشۂ شمال پر مینا ہاسا کے ملک مین جو الفر رہتے ہین اون کے بہت آدمی عیسائی کرلئے گئے کیونکہ مینا ہاسا کے جزیرہ نما مین مسلمانون کا گذر صرف اسوقت ہوا جبکہ پرتگیزون کا وہان عملدرآمد اچہی طرح ہوگیا تہا۔ اور پرتگیزون نے الفر کو رومن کیتہولک مذہب مین شامل کرلیا تہا۔ لیکن جسوقت ڈچ لوگ کے عیسائی یہان آئے تو انہون نے ان دیسی عیسائیون کو جو رومن کیتہولک تہے پروٹسٹنٹ بنایا ڈچ کے مشنریون نے بڑی کوشش اور جستجو سے الفر کی قوم مین پروٹسٹنٹ مذہب پہیلایا اور بہت کامیابی حاصل کی۔ لیکن اب الفر کے لوگون مین خواہ وہ ڈچ کی عملداری مین رہتے ہون خواہ دیسی سردارون کی حکومت مین آباد ہون اسلام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے[1]۔

سنہ ۱۵۴۰ء مین جسوقت پرتگیز جزیرہ سلیبیز مین اول ہی دفعہ پہونچے تو گووا کے شہر مین جو ریاست مکاسر کا دارالحکومت تہا چند مسلمان بہی نظر آئے جو غیر ملکون کے رہنے والے تہے۔ مکاسر کے باشندون نے ابہی تک اسلام قبول نہین کیا تہا بلکہ سترہوین صدی عیسوی کے شروع ہونے سے پہلے وہان کے باشندون مین اسلام کی بخوبی اشاعت

[1] زنیدی لنگن۔ بتیسوین جلد۔ صفحہ ۱۷۷۔ چونتیسوین جلد۔ صفحہ ۱۷۰۔

نہین ہوسکی - اسکے بعد البتہ بہت لوگون نے اسلام قبول کیا - اس تحریک کی اشاعت کا حال بہت دلچسپ ہے کیونکہ ایسے واقعات شاذونادر دیکھنے مین آتے ہین جہان اسلام اور عیسائی مذہب دونون بت پرستون کو اپنا پیرو بنانے کے لیئے مقابلہ پر ہون - قدیم زمانہ کے ایک عیسائی مؤرخ نے اس باہمی مقابلہ کا ایک واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ پرتگیزون نے ملک مکاسر کے تحقیق ہونے کو ایک بڑا نتیجہ خیز واقعہ سمجھا - اور ایسی تدبیرین سوچین کہ وہان کے باشندون کے ساتھہ کسی طرح آشتی پیدا ہوجائے - کیونکہ ان باشندون کو زیر کرنا آسان نہ تھا البتہ اون مین اس بات کی قابلیت موجود تھی کہ مہربانی سے دوست بن جاوین اور محسن کا احسان مانین - یہہ لوگ بہت دلیر تھے اور جزائر ہند کے اور لوگون کے مقابلہ مین عقلمند بھی زیادہ تھے - اسلیے یورپ والون سے کسی قدر آشنا ہونے کے بعد مکاسر مین سے اکثر لوگون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اونکا اپنا مذہب مہمل ہے اور اسمین کوئی بات عقل کی نہین ہے - دون انتونیو گلوا ینو گورنر ملاکا کی کوشش سے مکاسر کے جو چند لوگ عیسائی ہوگئے تھے اون مین اتنی قابلیت نہین پیدا ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے اور لوگون کو عیسائی کرلیتے - غرض نتیجہ یہہ ہوا کہ مکاسر کی قوم نے اپنا قدیم مذہب چھوڑکر اسلام مذہب اختیار کی - لیکن اس حالت مین بھی اونکو اطمینان نہوا اور اونہون نے ملاکا اور آچین[1] کو اس غرض سے آدمی روانہ کیے کہ ایک جگہہ سے پادری اور دوسری جگہ سے سلطان اور مولوی اونکے پاس بھیجے جاوین اور ارادہ کرلیا کہ ان دونون مین سے جو کوئی انکے پاس پہلے پہونچیگا اوسی کا دین اختیار کرلین گے اس سے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ اہل پرتگال اپنے مذہب کے بہت حامی ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دون روس پریرا جو اوسوقت شہر ملاکا کا گورنر تھا مذہب کی طرف سے کسی قدر بے پروا تھا کیونکہ اسنے پادریون کی روانگی مین بلا ضرورت التوا کیا -

---

[1] یعنی اچینی -

اسکے برخلاف آچین کی ملکہ نے جو بڑی پرجوش مسلمان تہی جسوقت مکاسر کی باشندوں کا قصد سنا تو فوراً ایک جہاز و اعظون اور ملاؤن سے بھرکر سلیبیز کو روانہ کیا جنہون پہونچتے ہی یہان کے باشندون مین اپنا مذہب پھیلا دیا کچھہ عرصہ کے بعد پادری بھی آئے اور انہون نے اسلام کے خلاف بہت سخت و سست تقریرین کین لیکن کچھہ مطلب نہ نکلا سلیبیز کے لوگون کو جو مذہب اختیار کرنا تہا وہ اختیار کر چکے تہے اور اب انکو دوسرے مذہب پر لانا ناممکن تہا۔ سلیبیز کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جو عیسائی ہو چکا تہا عیسائی مذہب پر قائم رہا اور اوسکی رعایا مین سے بھی اکثر لوگ عیسائی کر لیے گئے۔ لیکن سلیبیز کے باشندون کا بڑا حصہ آج کے دن تک مسلمان ہے اور جزائر ہند کے اور مسلمانون کے مقابلہ مین اوسکو مذہب مین سب سے زیادہ غلو ہے[۵۱]"

اس واقعہ کا زمانہ ۱۶۰۳ء بتایا جاتا ہے[۵۲]۔ اور جو تصانیف اس واقعہ کے ہمعصر لکھی گئی ہین اون مین اسکا حوالہ اسقدر دیا گیا کہ اوسکی صحت مین شبہہ کی جگہہ باقی نہین رہتی[۵۳]

ٹالو کی ریاست مین جو گووا کے شمال مین ہے اور گووا کی ہمیشہ دوست رہی ہے مکاسر کے مشہور و معروف داعی اسلام خطیب تنگل کا مزار ہے۔ ٹالو کا والی ریاست مسلمان ہوکر اسلام کا بڑا حامی ہو گیا اور یہہ اوسی کی کوشش تہی کہ بت پرستون کے تمام ایسے گروہ جو مکاسر زبان بولتے تہے مسلمان ہو گئے۔ اس تحریک اشاعت کا انجام اوسکے آغاز کی مثل امن و امان سے نہین پیش آیا۔ مکاسر کے لوگ جب مسلمان ہو گئے تو اون مین مذہب کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ بوگی کی ہمسایہ قوم کو اُنہون نے زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ مکاسر کے

---

۵۱ "مشرقی جزائر ہند مین اہل پرتگیز کی ترقی اور عروج کی مکمل تاریخ" ماخوذ از مؤلفہ خان جزائر مضمون جان ہیرس ص "نادیگان تیوم انکوئے ایتینیزان تیوم ہلیوتیکا" لندن ۱۷۶۴ء پہلی جلد صفحہ ۶۸۲۔ ۵۲ کرافورڈ۔ (۱) صفحہ ۹

۵۳ جن مصنفون نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہی وہ یہہ ہین۔ فرانسیسکو پریرا ڈی شیخص اسپین کا پادری تہا اور ۱۶۶۴ء مین جزائر فلیپائن مین آیا تہا "بحری و بری سفر کے حالات" صفحہ ۲۳۶۔ لندن ۱۶۸۵ء) دوسرا مصنف تاورنیر ہے جسنے ۱۶۴۸ء مین مکاسر کی سیر کی "سفر ہندوستان" صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ لندن ۱۶۷۸ء) "سفر مشرق" مصنفہ فاریا آن ہولی ٹرنٹی صفحہ ۳۱۹ مطبوعہ لوگڈونی ۱۶۴۹ء

بادشاہ نے جسکا دارالحکومت گوڈا کا شہر تھا بوگی قوم کے بادشاہ کو جو بونی مین سلطنت کرتا تھا پیغام بھیجا کہ اگر وہ خدا کی احد پر ایمان لے آئے تو مین اوسکو اپنے برابر کا بادشاہ سمجھون - بونی کے بادشاہ نے یہ پیغام سنکر اپنی رعایا سے مشورہ کیا لیکن رعایا نے یہہ عذر پیش کیا کہ "نہ تو ہم ابھی تک کسی سے لڑے ہین اور نہ کسی نے ہمکو فتح کیا ہے" غرض بونی کے لوگون نے لڑائی سے فیصلہ کرنا چاہا جسمین اونکو شکست ہوئی - لڑائی ہارتے ہی بونی کا بادشاہ مسلمان ہوگیا اور اوسنے اپنی رعایا کو اور قریب کی چھوٹی ریاستون کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا رعایا اس بات سے ناراض ہوی اور تعجب ہے کہ اوسنے مکاسر کے مسلمان بادشاہ سے مدد چاہی - سلطان مکاسر نے ایلچی روانہ کیے تاکہ بونی کے بادشاہ سے وہ ان سوالون کا جواب لائین کہ کیا رعایا پر جبر کرنے کے لیے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی طرف سے الہام ہوا ہے؟ یا اس بات مین کسی قدیمہ رسم کی اوسنے پابندی کی ہے؟ یا صرف اپنی رائے اور خوشی سے یہہ ظلم کیا ہے؟ اگر پہلی بات ہے تو مین اوسکی اطلاع چاہتا ہون اگر دوسری بات ہے تو اوس سے مجھہ کو اتفاق ہے اگر تیسری بات ہے تو اوسکو ظلم بند کرنا چاہیے کیون کہ جن لوگون پر وہ ظلم کرتا ہے یعنی بوگی قوم میری دوست ہے - بونی کے بادشاہ نے ان سوالون کا کچھہ جواب نہ دیا اور مکاسر کے لوگ بڑا لشکر جمع کرکے بونی کی سلطنت مین داخل ہوے اور بادشاہ کو تین لڑائیون مین سخت شکست دی بادشاہ مجبور ہوکر بہاگا اور بونی کی ریاست مکاسر کا صوبہ بنادی گئی تیس برس تک محکوم رہنے کے بعد بونی کے لوگون یعنی بوگی قوم نے ڈچ کی مدد سے مکاسر کے خلاف بغاوت کی اور مکاسر کی حکومت سے آزاد ہوکر سلیبیز کی قومون کی سرداری اختیار کی[1] یہہ امر یقینی ہے کہ بوگی قوم مین اسلام کی اشاعت بتدریج اور دیر مین ہوی[2] لیکن جسوقت یہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو اون مین

[1] کراوفرڈ دوسری جلد صفحہ ۳۰۰ - [2] اسلام کی اشاعت کے لیے بوگی قوم مین ۱۶۰۵ تک کوئی غیر معمولی کوشش نہین کی گئی - مشرقی جزائر ہند کے لوگون مین نئی چیزون سے نفرت اور قدیم رسوم کی پابندی بہت ہے لیکن ایسی سخت نہین ہے

عربون کی مثل چستی وچالاکی اور جوش وخروش پیدا ہوگیا جسکو عربون یا بوگیون نے اسلام کی اشاعت مین نہین بلکہ اور کامون مین صرف کیا۔ بوگی کی قوم مجمع الجزائر ملایا کے تمام باشندون مین سب سے زیادہ دلیر اور بہادر قوم بن گئی اور اوسکے لوگ سب سے بڑھکر ہوشیار تاجر اور جہازران ہوگئے[۱] اور اب تک ہین۔ یہ لوگ جہازون پر سوار ہوکر مجمع الجزائر کے ہر ایک حصہ مین ساحل نیوگنی سے لیکر سنگاپور تک تجارت کرتے ہین مختلف جزیرون مین اونکی بستیان موجود ہین جنکی مدد سے بت پرستون کے اکثر ملکون مین اسلام شائع ہوگیا۔ ان مسلمانون کی ایک نہایت وسیع آبادی جزیرہ فلوریز کے جنوبی ساحل پر آباد ہے اور اسکے مسلمانون نے فلوریز کے اصلی باشندون سے جن مین کچھ لوگ رومن کیتھولک عیسائی بھی تھے ربط واتحاد پیدا کرکے سب کو مسلمان کرلیا[۲]

بوگی قوم نے مسلمان ہوکر اپنے وطن سلیبیز مین پیشہ تجارت کے ساتھ اسلام کی اشاعت مین بھی کوشش کی اور بولانگ مانگندو کی ریاست مین جو سلیبیز کے شمالی جزیرہ نما مین ہے[۳] بوگی قوم کے مسلمانون نے اسی صدی مین اُن دیسی عیسائیون کو مسلمان کرلیا ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی کے اخیر مین عیسائی مذہب قبول کیا تھا۔ بولانگ مانگندو کی ریاست کا پہلا عیسائی بادشاہ جیکب منوپو (۱۶۸۹-۱۷۰۹ء) تھا اور اوسکے عہد مین ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ڈچ کے پادریون کی وجہ سے عیسائی مذہب کی بہت جلد ترقی ہوئی تھی[۴] ۱۸۴۴ء تک جیکب منوپو کے سب جانشین عیسائی رہے لیکن اسکے بعد والی ریاست آجہ جیکب مانیول منوپو نے عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام

بقیہ صفحہ (۴۱۹) جیسی کہ سلیبیز کے باشندون مین ہے اور ان دونون باتون نے اول ہی سے اسلام کی اشاعت کو وہان نقصان پہونچایا اور یہی وجہ تھی کہ ایک مدت تک سلیبیز کے باشندے مسلمان نہوے بلکہ جسوقت تک کہ مسلمانونکو وہان آباد ہوے مدت نہ گذر لی وہان کے اصلی باشندون نے اسلام قبول نہین کیا۔ (۱) کرافورڈ (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۸۶۔ [۱] کرافورڈ (۱) صفحہ ۵۷، دے ہولانڈر دوسری جلد صفحہ ۲۱۲ [۲] دے ہولانڈر دوسری جلد صفحہ ۶۶۔ ریڈیل (۲) صفحہ ۳۶۹ [۳] بولانگ مانگندو کی ریاست مینا ہاسا کے مشرق مین ۱۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد اور ۲ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اوسکی مردم شماری ۵۰۰۰۰ اور ۶۰۰۰۰ کے درمیان تخمینہ کیجاتی ہے (دے ہولانڈر۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۴) [۴] ولکین (۱) صفحہ

قبول کیا۔ اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے سے موجودہ صدی مین مسلمانون نے
دعوت مذہب کی متعلق جسقدر کوششین کین اونمین بہت کامیابی ہوی اور چند مسلمان
تاجرون نے جنمین بوگی قوم کے مسلمان بہی تہے ریاست کے جنوبی ساحل پر مانگندو
کے شہر مین کچہ لوگون کو مسلمان کرلیا۔ اور اسی شہر سے دو مسلمان سوداگر یعنی حکیم باکس
اور امام تو دیکو اس ارادہ سے روانہ ہوے کہ ریاست مانگندو کے باقی حصون مین اسلام
کی اشاعت کرین۔ چنانچہ ان دونون مسلمان تاجرون نے تبلیغ کے لیے یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ اول چند عورتون اور غلامون کو مسلمان کیا اور ان عورتون سے نکاح کرلیا۔ ان
بیویون نے مسلمان ہوکر اپنے عزیزون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ غرض مانگندو
کی ریاست سے بولانگ کی شمالی ریاست مین اسلام کی اشاعت ہوی۔ سنہ ۱۸۳۰ء مین
بولانگ مین سوای چند نو آباد مسلمانون کے سب لوگ یا تو عیسائی تہے یا بت پرست
لیکن واعظین اسلام کو جن مین بوگی قوم کے مسلمان تہے اور اہل عرب انکو مدد پہونچاتے
تہے اشاعت مین بہت کامیابی ہوی۔ دیسی عیسائی جنکو مذہب کا بہت کم علم تہا اور
جنکا ایمان ضعیف تہا اس قابل نہ تہے کہ مسلمانون کے مذہبی مباحثون کا اچھی طرح
مقابلہ کرسکتے۔ ڈچ گورنمنٹ ان دیسی عیسائیون کو ذلیل سمجھتی تہی اور کلیسا کے
افسرون نے انکی طرف سے اسقدر غفلت کی تہی کہ گویا اون سے کسی قسم کا واسطہ
ہی نہ تہا۔ اس لیے ان عیسائیون نے ان غیر ملک کے مسلمانون پر بہروسا کیا اور
بعض مسلمان شادیان کرکے ان عیسائیون مین دوستون کی طرح آباد ہوگئے۔ اسلام
کی اشاعت کو جسقدر ترقی ہوی گئی بوگی قوم کے مسلمان اور عرب جو سلیبیز کے جزیرے
مین کبھی کبھی آتے تہے اب زیادہ آمد و رفت رکھنے لگے۔ اور ملک مین انکی تعلیم و تلقین
کے اثر نے ترقی پائی یہانتک کہ سنہ ۱۸۳۲ء مین ایک عرب نے کورنیلین منوپولی ریاست
بولانگ کی بیٹی سے نکاح کیا اس بادشاہ کے امیرون نے بہی جن مین سے اکثر کو بہت قوت

اور اختیار حاصل تہا عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام قبول کیا۔ غرض ۱۸۴۴ء سے پہلے جبکہ راجہ مانیول منوپو اسلام لایا مانگندو کی ریاست مین اسلام کو بخوبی استحکام حاصل ہوگیا۔ راجہ مانیول منوپو نے اس سے پہلے حکام ڈچ سے جنکا صدر مقام منادو مین تہا بار بار درخواست کی تہی کہ پادری یعقوب باستیان کی جگہہ جسکی موت سے عیسائیون کو بہت نقصان پہونچا تہا کوئی دوسرا عیسائی معلم مقرر کیا جاوے لیکن انہون نے کچہہ توجہ نہ کی اور راجہ مانیول نے منادو کے ایک شخص سے گورنمنٹ کا یہہ خیال سنا کہ جسوقت تک رعایا گورنمنٹ کی خیرخواہ ہے اوسوقت تک گورنمنٹ کو اس بات کی پروا نہین کہ وہ عیسائی مذہب رکہتی ہے یا مسلمان ہوگئی ہے۔ راجہ مانیول نے یہ سنتے ہی اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کردیا اور اپنی رعایا کو بہی مسلمان کرنے مین ہر طرح کی کوشش کی انس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے کے دو برس بعد بولانگ مانگندو مین سخت زلزلہ آیا۔ عرب کے ایک داعی اسلام نے پہلے ہی سے اس زلزلہ کی پیشین گوئی کی تہی اور کہا تہا کہ اگر لوگ اسلام نہ لائین گے تو بڑی مصیبت مین گرفتار ہونگے۔ بہت لوگ اس خوف سے مسلمان ہوگئے۔ راجہ اور اوسکے درباریون نے عرب کے تاجرون اور واعظون کی مدد کی جو سست اور کاہل لوگون کے ساتہہ ہمیشہ سہولت اور نرمی کا برتاو نہ کرتے تہے۔ بہرکیف بولانگ مانگندو کی نصف رعایا ابہی تک بت پرست ہے۔ اسلام کی ترقی اگرچہ فی الحال سست ہے لیکن مسلسل اور یقینی ضرور ہے[۵۱]۔

جزیرہ سمباوا جزیرہ سلیبیز سے جزیرہ سمباوا مین جو اوسکے قریب واقع ہے مکاسر کے واعظون کی تعلیم و تلقین سے جنہون نے ۱۵۴۰ء سے ۱۶۵۰ء تک اس جزیرہ مین دعوت و وعظ جاری رکہا اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور اب اس جزیرہ کے جسقدر مہذب باشندے ہین اونکا مذہب اسلام ہے۔ یہہ لوگ بمقابلہ اور مسلمانون کے زیادہ

[۵۱] ولکن (۲) صفحہ ۲۷۶ - ۲۷۹۔

متقی و متشرع مسلمان ہونے کی شہرت رکھتے ہین - جسکی وجہ یہ ہے کہ ۱۸۱۵ء مین کوہ آتش فشان تمبورا کے شق ہونے کے بعد ایک شخص حاجی علی نے سمباوا مین مذہبی تحریک پیدا کی جس سے مذہب کا خیال سب لوگون کو پیدا ہوا اور تمبورا کی آتش فشانی سے جزیرے والون پر جو آفتین آئین اونسے لوگون کو خوف زدہ کرکے مذہب کا سب کو پابند بنایا گیا - اور نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہوئی[۵۱] - آج کل بھی اس جزیرہ مین لوگ اسلام قبول کرتے رہتے ہین[۵۲] -

جزیرۂ لمبوک بوگی قوم کے واعظین اسلام نے جزیرۂ لمبوک کے باشندون کو بھی مسلمان کیا - لمبوک کا جزیرہ سمباوا کے قریب ہے اور بوگی قوم کے مسلمانون کی یہان بڑی آبادی ہے - یہہ لوگ یا تو آبنائے سمباوا کو عبور کرکے لمبوک مین آباد ہوے یا جزیرہ سلیبیز سے براہ راست یہان پہونچے - بہرحال لمبوک کے باشندون کا اسلام لانا امن کے طریقون سے وقوع مین آیا[۵۳] -

جزیرۂ مندانو مندانو جزائر فلیپائن کا ایک بڑا جزیرہ ہے اور جزیرہ سلیبیز کی طرح یہان بھی اسلام اور عیسوی مذہب غیرون کو اپنا معتقد بنانے مین ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے - لیکن بہ نسبت سلیبیز کے جزائر فلیپائن مین یہ مقابلہ زیادہ دیرپا اور سخت تھا - بلکہ آجتک اسپین کے عیسائیون اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتا رہتا ہے - یہہ ٹھیک نہین معلوم کہ جزائر فلیپائن مین اسلام کی ابتدا کب ہوئی[۵۴] - لیکن ۱۵۲۱ء مین جب اہل اسپین ان جزیرون مین پہونچے تو وہان مسلمان موجود تھے - شمالی جزائر فلیپائن کی غیر وحشی اور بت پرست تھی لیکن جزیرۂ مندانو اور جزائر زولو مین مہذب مسلمانون کے گروہ

---

[۵۱] زولنگر (۲) صفحہ ۱۲۶ - ۱۶۹ [۵۲] زندیدی تنگکن - جلد ۲ صفحہ ۷۷ - جلد ۴ صفحہ ۱۰ [۵۳] زولنگر (۱) صفحہ ۵۲۷ -

[۵۴] کپتان فوربیٹ نے ۱۸۱۰ء مین لکھا کہ عربونکو جزیرہ مندانو مین آئے ہوے تین سو برس گذرے ہین ع کا پہلا شیخ جس جو یہان آیا اور کا مقبرہ ابتک یہانکے لوگ سیاحونکو دکھاتے ہین - یہ مقبرہ کیاہی سنگ جان کے مکڑون کا ایک ہیر ہی صفحہ ۲۰۱ - ۲۱۳ -

آباد تھے[۱] جزیرہ زولوکے لوگون کو عیسائی بنانے کے لیے یا اون کے ملک کو فتح کرنے کے واسطے عیسائیون نے جسقدر کوششین کین وہ ناکام رہین - اور اسپین کے پادریون کو توقع نہین ہے کہ زولو قوم کبھی عیسائی ہو[۲] عیسائی مذہب کے مقابلہ مین اسلام کی ترقی کا سبب اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ دونون مذہب اہل جزائر کے سامنے کس شکل اور صورت مین ظاہر ہوے - جزیرے والون کے حق مین عیسائی مذہب قبول کرنے کے یہ معنی تھے کہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہوجاو اسلیے عیسائی مذہب قبول کرنا غلامی کا تمغہ سمجھا جاتا تھا - علاوہ اسکے اسپین کے عیسائیون نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے جو طریقے اختیار کیئے وہ اول ہی سے ایسے تھے کہ اس مذہب سے لوگون کو نارضی پیدا ہوجاوے - ان عیسائیون کا ظلم وستم مسلمانون کی مراعات پسندی اور صلح کل کے اصولون کا مقابلہ کرتا تھا مسلمانون کا یہ قاعدہ تھا کہ ملک والون کی زبان سیکھتے تھے اور اونکی باتین اختیار کرتے تھے اور ملک کی عورتون سے شادیان کرکے اہل جزائر سے اونھون نے ایسا اتحاد پیدا کرلیا تھا کہ دونون مین کچھہ فرق نہ رہا تھا ان مسلمانون نے اسپین کے عیسائیون کی طرح اپنے تئین کسی سے برآوردہ قوم کا آدمی ظاہر کرکے بڑے بڑے حقوق کا دعوی نہین کیا اور نہ ملک کے لوگون کو ادنی قوم کا آدمی سمجھکر ذلیل اور خوار سمجھا - اسپین کے عیسائی جزیرہ والون کی زبان اور عادات اور رسم ورواج سے بالکل ناآشنا ہوتے تھے - اور اونکی شراب خواری لالچ اور ظلم نے عیسائی مذہب کو بدنام کردیا تھا اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑہانے کے لیے یہہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے تھے[۳] - پس اب یہہ بات سمجھنی مشکل نہین ہے کہ باشندگان جزائر نے کس وجہ سے

---

[۱] رامو سو قوم صفحہ ۵۰۳ - [۲] یہ لوگ عیسیٰ کے کفون کے ایسے خلاف ہین اور اپنے عقائد مین ایسے سخت ہین کہ اونکا عیسائی مذہب قبول کرنا امکان سے خارج ہے جزائر فلیپائن کی جیسوا مشنریون کی رپورٹین ۱۸۵۹ء منقول از منیرو دیال - قوم ا صفحہ ۲۱ - [۳] کرافورڈ - (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۰۴-۲۸۰ -

عیسوی مذہب کی مخالفت کی اور اوسکی اشاعت نہ ہونے دی۔ عیسائی مذہب صرف اون لوگون مین پہیل۔ کا جو خود کمزور تھے یا اونکا جزیرہ ایسا چھوٹا تھا کہ اہل اسپین اوسپر بالکل مسلط ہوگئے اور یہہ لوگ بھی عیسائی ہونے کے بعد محض سزا کے خوف سے مذہب کی پابندی کرتے تھے بلکہ مکتب کے بچون کی طرح اونسے برتاؤ کیا جاتا تھا۔[۵۱] مندانو کی خود مختار بھی سلامی سلطنت اس وقت تک ایسے لوگون کے حق مین دارالامن سمجھی جاتی ہے جو عیسائی گورنمنٹ سے بیزار ہوکر بھاگتے ہین۔[۵۲] اسیطرح زولو کا جزیرہ جو ۱۸۷۸ء سے برائی نام اسپین والون کے قبضہ مین ہے دوسرا مقام ہے جہان سے اہل اسلام عیسوی دین کی مخالفت کرتے ہین۔ زولو مین ایسے نومسلم اب بھی موجود ہین جو اسپین کی زبان بولتے ہین۔[۵۳]

جزائر زولو کوئی تاریخی شہادت اس امر کی تحقیق کے لیئے موجود نہین ہے کہ اہل اسپین کے پہونچنے سے کسقدر پہلے جزائر زولو کے باشندے مسلمان ہوچکے تھے۔ زولو کے باشندون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ ایک تاجر سید علی نامی مکہ معظمہ سے زولو کے جزیرون مین آیا اور یہان کی نصف آبادی کو اوسنے مسلمان کرلیا۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوے وہ بت پرست رہے۔ اہل جزائر نے سید علی کو سلطان منتخب کیا اور سات برس تک سلطان سید علی نے زولو مین حکومت کی۔ اس بادشاہ کو ایسی نیکنامی حاصل ہوی کہ اوسکے مزار کی ابتک زیارت کیجاتی ہے۔ سید علی کا پوتا جسوقت تخت نشین ہوا تو ایک اور داعی اسلام

---

۵۱ "عیسوی مذہب جسکی اونکو تعلیم دی ہے اوسکے فرائض اور احکام کی وہ اچھی طرح پابندی نہین کرتے اور اس بابندی کے لیئے اونکو ہمیشہ اسکا خوف دلایا جاتا ہے اور مکتب کے بچونکی طرح اونکی نگرانی کیجاتی ہے" (جزائر فلیپائن کے حالات جنکو ایک عیسائی راہب نے لکھا۔ صفحہ ۔ یہ نومبلی جلد صفحہ ۔) ۵۲ جزیرہ مندانو کی نگال قوم دمن کیتھولک عیسائیون کے ظلم سے عاجز ہوکر اپنی قوم کے سردارون کے پاس جمع ہوتی جاتی ہے۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے ہین جنکا سلطان علحدہ ہے اور جسکی اطاعت اُنھون نے قبول کی ہے۔ جسوقت جیسوئٹ عیسائی اور رومن کیتھولک عیسائی اس جزیرہ سے نکالے گئے تھے اونکی جگہ چین اور ہندوستان سے واعظ اور فقیہہ یہان کے باشندون کو مسلمان کرنیکے لیئے آئے اور اہل عرب کی لشکرکشی کے وقت اشاعت اسلام کی جو تحریک شروع ہوی تھی اوسکو زبردست زندہ کیا گیا" (اشاعت اسلام (۲) صفحہ ۴۵۔ ۵۳ منتیزوے ویدال۔ جلد یکم صفحہ ۸۶۔

مکہ سے یہان آیا اور جو لوگ بت پرست رہ گئے تھے اون سب کو اوسنے مسلمان کرلیا[۱]
اگرچہ زولو کے باشندون کو مسلمان ہوے بہت زمانہ گذرا ہے لیکن وہ متقی و پرہیزگار مسلمان
نہین ہین - یہہ لوگ فلیپاین کے جزیرون سے عیسائی غلامون کو چورا لیجاتے تھے - اور
ان عیسائی غلامون کا مسلمانون پر جو کچھہ اثر ہوتا تھا اوسکی نسبت مور نے لکھا ہے[۲] کہ
زولو کے لوگ کبھی کے عیسائی ہوگئے ہوتے لیکن محض اس خیال سے تبدیل مذہب
سے ان کو باز رکھا کہ عیسائی مذہب قبول کرنے سے پادریون کو اونپر بہت اختیارات
حاصل ہوجائین گے جس سے خود اونکی قوت کو نقصان پہونچیگا - اور پھر سپین کے عیسائی
اونکی حکومت پر قبضہ کرلین گے یہہ اخیر بات ایسی تھی جس نے سب قومون کو ہوشیار
کردیا تھا - کیونکہ جن قومون نے نادانی سے عیسائی مذہب قبول کیا تھا اونکو سپین والونکا
بخوبی تجربہ ہوچکا تھا" - علاوہ اسکے جب سپین کے پادریون نے ان جزیرون مین اپنا
مشن قائم کیا تو جزیرہ کے لوگ عیسائی مذہب کے سخت دشمن ہوگئے[۳] -

مجمع الجزائر کی مہذب قومون مین جیسا کہ ہمنے اوپر لکھا ہے اسلام شائع ہوا لیکن ادنی
قسم کے لوگون مین اوسکو استحکام نہ ہوا - ان ادنی قومون مین جزائر نیوگنی کی پاپوین قومین
اور جزائر دواگیو - مسول - واگیما اور سلاوتی کی قومین ہین - یہہ سب جزیرہ نیوگنی سے شمال
مغرب کی سمت مین واقع ہین - سولھوین صدی عیسوی مین یہہ سب جزیرے سلطان باتجان
کی حکومت مین تھے اور اس حکومت مین نیوگنی کا شمال مغربی جزیرہ نما سے اون بھی شامل
تھا[۴] - ملوکا کے جزیرون مین جو بادشاہ حکومت کرتے تھے اون ہی مین سے باتجان کا
سلطان بھی تھا - جزائر ملوکا مین باتجان کے مسلمان بادشاہون کی ترغیب سے قوم
پاپوین کے امیرون اور رئیسون نے بھی جو واگیو - مسول واگیما اور سلاوتی کے جزیرون

---

[۱] مور (ضمیمہ صفحہ ۳۲-۳۳-) [۲] مور صفحہ ۳۷- [۳] ول زیل صفحہ ۴۹ [۴] باتجان کا سب سے پہلا مسلمان
بادشاہ سلطان زین العابدین تھا سنہ ۱۵۲۱ء مین جسوقت جزائر ملوکا مین پرتگیز داخل ہوے تو یہی بادشاہ باتجان مین حکومت کرتا تھا

مین سردار سمجھے جاتے تھے اسلام قبول کیا[۵۱]۔ ان جزیرون کے وسط مین رعایا ابتک بت پرست ہے لیکن ساحلون کے باشندے ملوکا کے نوآباد مسلمانون کی ترغیب سے اکثر مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ جزیرہ نیوگنی مین پاپوین قوم کے لوگ بہت کم مسلمان ہوے۔ غالبًا ۱۶۰۶ء مین نیوگنی کے مغربی ساحل یعنی جزیرہ نمای اونن مین مسلمان تاجرون نے اپنا مذہب شائع کیا[۵۳] لیکن ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶۰۶ء سے ابتک یعنی تین سو برس کے زمانہ مین بھی نیوگنی مین اسلام کو زیادہ ترقی نہین ہوئی[۵۴]۔ اور پاپوین کے لوگون نے اسلام قبول کرنے مین ایسا ہی شش و پنج کیا جیسا کہ عیسائی پادریون کی تعلیم کو مانتے وقت انکو تذبذب ہوتا ہے جو ۱۸۵۵ء سے یہان عیسوی مذہب کی اشاعت مین کوشش کر رہے ہین اور اونکو کامیابی نہین ہوتی۔ نیوگنی کے قریب جو جزیرے ہین وہان کے مسلمانون پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے کہ پاپوین کی قوم کے لوگون کو وہ ایسا ذلیل سمجھتے ہین کہ اونکو مسلمان کرنا بھی نہین چاہتے[۵۵]۔ صرف ایک شخص امام ذاکر کا حال لکھا گیا ہے جسنے ان لوگونکو مسلمان کرنے کی کوشش کی اور وہ یہہ ہے کہ جزیرہ سیرام کے جنوب مشرق مین کوئی جزیرہ تہا جہان

---

[۵۱] رویدے فاندیرآ صفحہ ۳۵ و ۳۵۲ و ۳۵۳۔ [۵۲] رویدے فاندیرآ صفحہ ۱۴۷ (جزیرہ بسول) "ساحل کے باشندے مسلمان ہین ..... پہاڑون کے رہنیوالے بت پرست ہین"۔ رویدے فاندیرآ صفحہ ۵۳ (جزیرہ سلاوتی) "اس جزیرہ کی آبادی کا ایک حصہ محمدی ہین کا پیرو ہے لیکن اس آبادی مین بت پرست زیادہ ہین بت پرستون مین زیادہ تر پاپوین قوم کے لوگ ہین۔ پاپوؤن مین سے کچھ لوگ مسلمان ہوے ہین لیکن وہ صرف ظاہر مین مسلمان ہین"۔ رویدے فاندیرآ صفحہ ۲۹ (جزیرہ گیلولو)۔ جزیرہ گیلولو جو ہولندیون اور ملایہ کے درمیان ہے وہان کی پاپوین قوم کو مسلمانون نے جو ملوکا سے آکر یہین آباد ہوے مسلمان کر لیا ہے کرافورد (۲ صفحہ ۱۴۳) [۵۳] رویدے فاندیرآ صفحہ ۳۵۲ [۵۴] لیکن ۱۸۵۳ء مین کپتان فورسٹ نے لکھا کہ "پاپوین قوم کے بہت لوگ مسلمان ہوجاتے ہین"۔ "جزیرہ نیوگنی کا سفر" صفحہ ۲۱ [۵۵] رویدے فاندیرآ صفحہ ۱۷۰ "نیا مذہب قبول کرنے مین جیسے پاپوین قوم کے لوگ نااہل ہین ایسا دنیا مین کوئی آدمی نہین عیسائی مذہب کی اشاعت اونمین نہین ہوسکی اسی طرح جب کبھی مسلمانون نے اسلام کو اونمین رواج دینا چاہا تو وہ عیسائیون سے بھی زیادہ ناکام رہے۔ مین نے جزیرہ نیوگنی کا پانچ مہینہ سفر کیا لیکن مجھکو جہانتک تحقیق ہوا یہی معلوم ہوا کہ نہ تو تیدور اور سیرام کے مسلمانون نے اور نہ اور جزیرون کے اہل اسلام نے پاپوین قوم کے مسلمان کرنے مین دل سے کوشش کی ..... چند سال الیتہ ایسے تھے جنکی نسبت لوگون نے مجھسے کہا کہ یہہ سلمان ہین۔ عام لوگون مین اسلام کو پہیلانے کی شاید اس وجہ سے کوشش نہین کی گئی کہ مذہب اسلام پاپوین قوم کی سمجھ سے بہت عالی ہے"۔

سے ۱۸۵۶ء مین امام ذاکر جزیرۂ آوی مین آیا جو جزیرہ نماے اونن کے مغرب مین ہے۔ امام ذاکر نے جزیرہ آوی مین اسلام کو رواج دیا جزیرہ والون نے چاہا کہ امام ذاکر آوی مین آباد ہوجائے لیکن اوسنے نہ مانا اور کچھ دنون بعد اپنے وطن کو چلا گیا۔[۵۱]

جزیرۂ آوسمی کے قریب کائی کے جزیرے ہین۔ یہان کی بابون قوم مین بھی جزیرہ آوی کیطرح تبلیغ اسلام مین کوشش کیجاتی ہے بتیس برس ہوے کہ جزائر باندا کے مسلمانون کے سوا کائی کے جزیرون مین کوئی مسلمان موجود نہ تھا۔ اس زمانہ سے کچھ پہلے سیرام کے مسلمانون نے کائی کے کچھ لوگون کو مسلمان کرلیا تھا لیکن اونھون نے مذہب کی مطلق پابندی نہین کی۔ حرام جانورون کا گوشت کھاتے رہے اور نشہ کی چیزین پیتے رہے۔ عورتین البتہ مذہب کی سخت پابند تھین۔ اور جب اونکے خاوند سور کا گوشت کھانا چاہتے تھے تو بیویان ایسی ناپاک چیز کو گھر مین نہین آنے دیتی تھین اور مردون کو چھپکر یہہ چیزین کھانی پڑتی تھین۔[۵۲] لیکن تھوڑا زمانہ ہوا کہ جزائر کائی مین اسلام کی از سر نو تحریک ہوئی اور وہان کے مسلمان پابند مذہب ہوگئے اور اب مسلمانون کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے۔ مدورا جاوا اور بالی کے عرب تاجرون نے بھی یہان اسلام کی اشاعت کی اور لوگون کو مسلمان کرنے مین کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چھوڑا کبھی مار کے ڈر سے اور کبھی روپیہ دیکر لوگون کو مسلمان کیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جو شخص اسلام لاتا ہے اوسکو دو سو فلورن کی قیمت کے تحفے دیے جاتے ہین۔ اور جب کوئی سردار مسلمان ہوتا ہے تو اوسکو ایک ہزار فلورن ملتے ہین۔[۵۳]

دعوت اسلام کا یہ مختصر حال جو اوپر بیان ہوا تمام مجمع الجزائر ملایا کا حال ہے یعنی مشرق سے لیکر مغرب تک ملایا کے جسقدر جزیرے ہین اونکا حال لکھا گیا ہے۔ لیکن یہہ حالات

---

[۵۱] روبیدے فاندیر آ صفحہ ۳۱۹۔ [۵۲] جرنل انڈین ارکیلیگو۔ دوسری جلد صفحہ ۴۸۔ ۱۷ مطبوعہ سنگاپور ۱۸۵۳ء [۵۳] بارن فون ہویول صفحہ ۱۲۔

دعوت اسلام کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہین کیونکہ اس تاریخ کے اکثر واقعات ایسے ہین جو کبھی قلمبند نہین ہوے اور مقامی تاریخون یا یورپ کے سیاحون اور پادریون اور حاکمونکی تحریرون سے جو کچھہ حالات اخذ کر کے یہان لکھے گئے وہ کسی طرح مکمل تصور نہین ہو سکتے - بہرحال گذشتہ چھہ سو برس کے عرصہ مین داعیان اسلام کے کامون کے متعلق کافی شہادت ملتی ہے کہ امن کے طریقون سے اسلام شائع ہوا - بعض وقت البتہ مذہب کو پھیلانے کے لیے تلوار اوٹھائی گئی - لیکن جبر و اکراہ کی جگہہ وعظ و نصیحت ان اسلامی تحریکون کا اکثر موضوع رہا - دعوت اسلام مین یہہ حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ تھی ان لوگون نے اہل ملک کی زبان سیکھکر اور ملک والون کی باتین اختیار کر کے اونکے دلون کو تسخیر کیا اور اون مین اپنا مذہب اسطرح بتدریج پھیلایا کہ جن عورتون سے نکاح کیا یا جو لوگ تجارت کے کاروبار مین اونکے ساجھی یا نوکر ہوے سب سے پہلے انکو مسلمان کیا اور بجای اسکے کہ غرور و تجبر ظاہر کر کے ملک کے لوگون سے علیحدگی اختیار کرتے وہ دیس کے لوگون مین مل جل گئے اور اپنی اعلی ذہانت اور تہذیب کی مدد سے اشاعت کا کام کیا اور مذہب کے عقائد و اعمال مین حسب ضرورت ایسی باتین پیدا کین کہ جس قوم کو مسلمان کرنا چاہین وہ قوم مذہب اسلام کو پسند کرے[۱] - فی الواقع بکل نے سچ کہا ہے کہ "داعیان اسلام بہت مدبر ہوتے ہین"[۲] -

مذہب کی اشاعت کرنیوالون مین تاجرون کے علاوہ مولوی - معلم - واعظ - فقیر حاجی اور ایسے مسلمان بھی ہوتے تھے جنکا پیشہ مذہب کی اشاعت تھا زمانہ حال مین حاجیون نے تبلیغ اسلام مین بہت کوشش کی ہے - اپنے وطن کے مسلمانون کو پابند مذہب بنا دیا ہے اور جو کچھہ بت پرستی کی رسمین یا عقائد مسلمانون مین ابھی تک چلے آتے تھے انکو رفع کیا - مسلمانان ملایا کی تعداد جو مجمع الجزائر کے ہر ایک حصہ سے حج کے

---

[۱] کرافورڈ: (۲) صفحہ ۲۷۵ - ۳۰۷ [۲] بکل پہلی جلد - صفحہ ۵۹۴ - (مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ء)

لیئے مکہ معظمہ جاتے ہین ہر سال بڑہتی جاتی ہے - اور اوسکے ساتھہ ہی اسلامی اثر اور اسلامی خیالات بھی لوگون مین ترقی کرتے ہین - موجودہ صدی کے وسط تک ڈچ کی گورنمنٹ نے طرح طرح کی دقتین پیدا کین کہ مسلمان حج کو نہ جاسکین اور اخیر مین قانون پاس کردیا کہ بغیر پروانہ راہداری کے جسکے لیے فی شخص ۱۱ فلورن ادا کرنے ہون گے کوئی مسلمان حج کو نہین جاسکتا - اور جو کوئی بغیر پروانہ کے جائیگا اُسکو اس رقم سے دوگنی جرمانہ کے طور پر دینی ہوگی[۱] - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۲ء مین حاجیون کی تعداد کم ہوتے ہوتے صرف ستّر رہ گئی - لیکن اوسی سال یعنی ۱۸۵۲ء مین پروانہ راہداری کا قانون منسوخ ہوا اور اسوقت سے حاجیونکی سالانہ تعداد مین ایسی سلسل ترقی ہوی ہے جسکا پہلے گمان تک نہین ہوسکتا تہا چنانچہ ۱۸۵۳ء مین صرف جاوا کے حاجیونکی تعداد اُن حاجیون سے شمار سے زیادہ تہی جو بعد منسوخی حکم ۱۸۵۲ء سے ۱۸۵۹ء تک چہہ برس کے زمانہ مین ڈچ کی کل عملداریون سے حج کے لیئے روانہ ہوے[۲] - اس حساب سے توقع نہین ہوسکتی کہ حاجیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوگی - ۱۸۵۳ء مین جزیرہ جاوا کے حاجیونکی تعداد ۳۸۰۲ تہی اور ۱۸۸۶ء مین یہ تعداد ۴۸۲۳۷ تک پہونچی یعنی بارہ برس مین چالیس فی صدی کا اضافہ ہوا - اور جزیرون مین اس اوسط سے بھی زیادہ ترقی ہوی - چنانچہ بارہ برس مین جزیرہ قبورنو اور سلیبز مین ۶۶ فی صدی اور سمطرہ مین ۸۳ فی صدی کا اضافہ ہوا - اسمین شبہہ نہین کہ اس ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ اب مجمع الجزائر سے مکہ تک سفر مین بہت آسانی ہوگئی ہے - لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکہا ہے کہ "ذرائع سفر کی آسانی سے یہہ لازم نہین آتا کہ حج کی وقعت کم ہوگئی ہو - حاجیونکی ترقی تعداد نے اُن خوبیون مین کمی نہین پیدا کی جو حج سے پیدا ہوتی ہین بلکہ آج کل کے حاجیون مین ایسے لوگ بہت ہوتے ہین جو مذہب کا علم

[۱] نیمان صفحہ ۴۰۶ - ۴۰۷ - [۲] ۱۸۵۳ء مین جزیرہ جاوا سے ۳۸۰۲ مسلمان حج کے لیئے روانہ ہوے اور ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۹ء تک ڈچ کے کل جزیرون سے صرف ۲۹۸۵ مسلمان حج کو گئے -

پرانے حاجیون سے زیادہ رکھتے ہین اور کافرون کی طرف سے عداوت و تعصب انکی دلمین زیادہ ہوتا ہے[۵۱]۔ ڈچ کی گورنمنٹ اور عیسائی مشنری اپنی رپورٹون مین اس بات پر متفق الرای ہین کہ یہہ حاجی جب اپنے وطن کو واپس آتے ہین تو مصلح قوم اور داعی ملت بنکر مسلمانون کی اصلاح اور غیرونکی دعوت مین بہت کوشش کرتے ہین[۵۲]۔ جاوا کے کچھہ مسلمان تو حج وزیارت سے فارغ ہوکر وطن کو چلے آتے ہین بعض تحصیل علم کے لئے مکہ مین ٹھہر جاتے ہین اور بعض مستقل طور پر مکہ مین رہتے ہین چنانچہ مسلمانان ملایا کی ایک مستقل آبادی مکہ مین موجود ہے۔ یہہ مسلمان اپنے وطن کے لوگون سے خط وکتابت رکھتے ہین اور یہ ان ہی لوگون کی کوشش تھی کہ مجمع الجزائر کے مسلمانون مین جو بت پرستی کے خیالات یا رسوم زمانہ قدیم سے چلے آتے تھے وہ سب دور ہوگئے۔ مذہبی کتابین بھی ملایا کی مختلف زبانون مین چھپکر مکہ معظمہ سے مجمع الجزائر مین شامل ہوئین۔ فی الواقع ایک مصنف نے سچ کہا ہے کہ "ترکی اور ہندوستان اور بخارا کے لوگونکی بہ نسبت جزائر ملایا کے باشندون پر مکہ معظمہ کا اثر زیادہ ہے"[۵۳]۔

زمانہ حال کی ترقی مذہب کے ساتھہ ہی اسلامی مدارس کی تعداد مین افزایش ہوئی۔ یہہ اسلامی مدارس دعوت اسلام مین مسلمانون کے بڑے مددگار ہوتے ہین ۱۸۸۲ء مین جزیرہ جاوا مین ۱۰۹۱۳ مدرسے تھے جن مین ۱۶۴۴۶۶۷ طالبعلم دینیات پڑھتے تھے لیکن ۱۸۸۲ء سے تین سال کے عرصے مین مدارس اسلامیہ کی تعداد مین ۳۳ فی صدی کا اضافہ ہوگیا یعنی ۱۸۸۵ء مین ۱۶۷۶۰ مدرسے ہوگئے جن مین ۱۴۸۲۵۵ طلبا پڑھتے تھے۔ بعض دفعہ کسی خاص مدرسہ کی ایسی شہرت ہوتی ہے کہ وہان طالب علم کثرت سے جمع ہوجاتے ہین۔ مثلاً ایک مدرسہ کا حال لکھا گیا ہے جہان عرب کا کوئی بڑا عالم لکچر دیتا تھا اور ایک ہی

---

[۵۱] کانفرنس صد سالہ کی رپورٹ متعلق مشنہای پروٹسٹنٹ" پہلی جلد صفحہ ۱۔ نیمان صفحہ ۱۴۰ [۵۲] زیدی لنگن جلد ۳۲ جلد ۳۴

[۵۳] حرمانے (۱۴) وسی جلد صفحہ ۵۰۰۔ ۲۹۲ [۵۴] کانفرنس صد سالہ کی رپورٹ متعلق مشنہای پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۲۱۔

وقت مین ڈیڑھ سو طالبعلم اوسکا لکچر سنتے تھے[۱]

مذکورۂ بالا حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچھ زمانہ سے مجمع الجزائر ملایا مین اشاعت اسلام کے واسطے بڑی کوشش اور جستجو ہو رہی ہے - اور حج کرکے جو مسلمان جزیرون کو واپس آتے ہین خواہ مولوی اور معلم ہون خواہ تاجر اور واعظ ہون جب غیر مذہب کے لوگون مین پہونچتے ہین تو اسلام کا وعظ کہتے ہین - علاوہ ان کے صوفیہ کے خاندانون کا سلسلہ بھی بھی ان جزیرون مین قائم ہے[۲] یہانتک کہ سنوسیہ کا سلسلہ صوفیہ جو سب کے بعد پیدا ہوا اوسکے معتقدین بھی دور دور کے جزیرون[۳] مین موجود ہین اور ملایا کے اکثر مسلمان جب مکہ مین اپنا اصلی نام بدلکر عربی نام رکھتے ہین تو سنوسی کا لفظ نام کے ساتھہ ضرور شامل کرتے ہین[۴]

عیسائی مشنریون نے ڈچ کی گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اوسنے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی - یہ الزام صحیح ہو یا غلط لیکن اسمین شبہہ نہین کہ داعیان اسلام کے کام مین اسسے ضرور سہولت پیدا ہوگئی کہ ملایا کی زبان جسکو سوای مسلمانون کے اور لوگ بہت کم جانتے ہین ڈچ کی سرکار سے قانونی زبان قرار پائی ہے ڈچ کے سویلین حکام کے ساتھہ مسلمان اہل کارون کا ایک ہجوم ہوتا ہے جسمین پولیٹکل ایجنٹ - محرر - ترجمان اور تاجر شامل ہوتے ہین یہ مسلمان اہلکار جہان کہین پہونچتے ہین اسلام اونکے ساتھہ ساتھہ چلتا ہے جن لوگون کو ڈچ کی گورنمنٹ سے واسطہ پڑتا ہے اونکے لیے ملایا کی زبان سیکھنی لازم ہوتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بغیر مسلمان ہوے یہہ لوگ اس زبان کو سیکھہ سکین غرض اس طریقے سے بڑے بڑے آدمی مسلمان ہوجاتے ہین اور عام لوگ اونکی پیروی کرتے ہین[۵] - پس آج کل مذہب اسلام مجمع الجزائر ملایا سے بت پرستی اور کفر کو بہت جلد دور کر رہا ہے -

---

[۱] فان ڈنبرگ صفحہ ۲۲ - ۲۷ - [۲] مجمع الجزائر مین صوفیہ کے یہ خاندان موجود ہین قادریہ نقشبندیہ سمانیہ (حرغرنے - (۲) صفحہ ۱۸۶) حرغرنے دوسری جلد صفحہ ۲۰۲ وغیرہ [۳] ریبل (۱) صفحہ ۹۵ و ۱۶۲ [۴] حرغرنے (۳) دوسری جلد صفحہ ۳۲۳ -

[۵] ہوری صفحہ ۳۱۳ -

باب سیزدہم

خاتمہ

آج کل عیسائیون کی دنیا مین مشنری کام کے یہ معنی ہین کہ مذہب کی اشاعت کے لیئے مشنری سوسائٹیان یعنی انجمنین قائم ہون - تنخواہون پر مشنری اور واعظ مقرر ہون چندہ جمع کیا جاوے اور کتابین اور پورٹین چھاپکر شایع کی جاوین - کیونکہ عیسائیون کے نزدیک جس مشنری کام کو باقاعدہ طور پر شروع کرکے مقررہ اصول و آئین پر چلایا گیا ہو اوسکو مشن کا کام کہنا ہی غلط ہی مسیحی کلیسا مین جسوقت سے قیسی سررشتہ پیدا ہوا اور اوسکی تاریخ شروع ہوئی اوسی وقت سے اس سررشتہ نے عیسوی مذہب کی اشاعت کے لیئے خاص انتظام کیا - اور اوسکے لیئے جو مشنری یا داعیان مذہب مقرر ہوے وہ اکثر حالتون مین سندیافتہ رہبان اور قیس ہوتے تھے - فرقہ بندکتائن سے لیکر آجتک عیسائیون کے جسقدر خانقاہی فرقے ہوے یا فی الحال جسقدر مشن کی انجمنین دعوت مذہب کے لئے قایم ہین اونہون نے عیسوی مذہب کی اشاعت مین جسکو ابتدا سے کلیسا کا سب سے بڑا فرض سمجھا گیا خاص انتظام اور ضوابط کے ساتھہ کوششین کین - لیکن مذہب اسلام مین چونکہ عیسوی مذہب کی طرح کوئی قیسی محکمہ یا سررشتہ موجود نہین ہے اس لیے دعوت اسلام کی تاریخ عیسوی مذہب کی تاریخ اشاعت سے بالکل مختلف ہے مسلمانون مین تبلیغ مذہب کے لیئے مشنری سوسائٹیان نہین ہین اور نہ داعیان اسلام کو اس کام کے لیئے خاص طور پر تعلیم و تربیت کیا جاتا ہے

غرض مسلمانون مین اشاعت دین کا کوئی مستقل محکمہ یا مقررہ انتظام نہین ہے۔ البتہ اگر کوئی بات اس حالت سے مستثنےٰ ہے تو وہ صوفیہ کے خاندان ہین جنکا سلسلہ عیسائیون کے خانقاہی فرقون سے بہت مشابہ ہے۔ لیکن صوفیہ مین بھی دعیان مذہب کے متعلق ایسا کوئی خیال موجود نہین ہے جیسا کہ عیسائیون مین اونکے پریسٹ یا قسیس کی نسبت ہے۔ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح قاعدہ نہین ہے کہ معلمان یا دعیان مذہب کو عام لوگون سے علیحدہ سمجھا جاوے اور مذہبی سوم یا ارکان کے ادا کرنے کے لئے خاص طور پر اونکو اختیارات دیے جاوین اور اسی حیثیت سے اونکا تقرر باضابطہ طریقے سے ہو۔ یہہ ہی وہ باتین ہین جن سے اسلام اور عیسوی مذہب کے طریقہ اشاعت مین بین فرق پیدا ہوتا ہے۔

غرض جو کچھہ نقصان اس بات سے ہوتا ہے کہ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح معلمان یا دعیان مذہب کی کوئی ایسی مقررہ جماعت نہین ہے جو صرف مذہب کی اشاعت اور تعلیم کے لئے مخصوص ہو اوسکی تلافی اسطرح ہوجاتی ہے کہ ہر ایک مسلمان مذہب کی اشاعت کا خود اپنے تئین ذمہ دار سمجھتا ہے مسلمان اور اوس کے خدا مین کوئی ثالث نہین ہے اور اوسکی نجات صرف اوسکے اعمال نیک پر منحصر ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ اہل اسلام مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین عموماً بہت پابند اور محتاط ہوتے ہین۔ علم دین کی تحصیل مین وہ خود بہت محنت اوٹھاتے ہین اور آخر کار دین کی عظمت اونکے دل مین ایسی پیدا ہوجاتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے وہ اپنے مذہب کی بزرگی بیان کرکے اون مین اسلام کی اشاعت کرسکتے ہین۔ اگر کوئی داعی اسلام کسی غیر مذہب کے آدمی کو مسلمان کرنا چاہتا ہے تو اوسکو اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ اس غیر مذہب کے آدمی کو کسی معتبر اور مستند عالم کی طرف رجوع کرے تاکہ کسی ضابطہ اور آئین کے بموجب وہ حلقہ اسلام مین شامل کیا جاوے اور اس صورت مین یہ داعی اسلام جو غیر مذہب کے

آدمی کو مسلمان کرتا ہے قرح ابن اظہار کی مثل گنہگار نہین ہوتا[۵۱] یہ قول اکثر نقل ہوا ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی اسلام ہے۔ اس قول مین شاید کسی قدر مبالغہ ہو لیکن اسمین شبہہ نہین کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی بن سکتا ہے۔ اور بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلین گے جو کافرون مین رہتے ہون اور جنکا عمل خدا کے اس کلام پر نہو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (سورۃ النحل - آیت ۱۲۶) پس اون مسلمان مذہب کے ساتھ ساتھ جنہون نے اپنی تمام کوششین اور ہمتین احکام اسلام کی تبلیغ مین صرف کردین اور محض دین کی اشاعت کو اپنی زندگی کا موضوع قرار دیا دعوت اسلام کی تاریخ مین بادشاہ سے لیکر کسان تک ہر طبقہ اور درجہ کے مرد اور عورتون کا حال اور ہر پیشہ اور حرفہ کے مسلمانون کا ذکر موجود ہے جنہون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین محنت اور مشقت اوٹھائی۔ خاصکر مسلمان تاجرون نے برخلاف اپنے ہم پیشہ عیسائی بھائیون کے اس کام مین سب سے زیادہ شوق اور سرگرمی ظاہر کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور[۵۳] کے ماہواری رسالہ مین ہندوستان کے داعیان اسلام کی ایک فہرست چھپی تھی جسمین کچھ لوگ تو سرکاری محکمہ نہر و افیون کے محرر تھے۔ ایک صاحب اونٹ گاڑی کا کارخانہ کرتے تھے ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے ایک جلد ساز تھے اور ایک چھاپہ خانہ مین کام کرتے تھے۔ یہہ لوگ دن بھر تو اپنے اپنے کاروبار مین رہتے ہین اور شام کو فرصت کے وقت ہندوستان کے کوچون اور بازارون مین اس نیت سے اپنے مذہب کا وعظ کرتے ہین کہ عیسائیون اور ہندوؤن کے مذہبی عقائد پر جرح قدح کرکے اون مین سے کسی نہ کسی کو مسلمان کرلین۔

---

[۵۱] قرح ابن اظہار بنی اسرائیل مین کا ایک نامی شخص تھا جو موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ ہوا اور حضرت موسیٰ کی طرح لوگون کو موسوی دین من شامل کرنیکے لیے مذہبی سوم ادا کرنا اس گناہ کی سزا مین قرح ابن اظہار کو زمین نگل گئی۔ توریت - گنتی - باب ۱۶۔ [۵۲] حرف نئے - (۱) صفحہ ۱۰۔ لوتکے ۲ (۲) صفحہ ۳۰۔ [۵۳] انجمن حمایت اسلام کا ماہواری رسالہ (لاہور) (اکتوبر ۱۸۸۹ء) صفحہ ۵-۱۳۔

یہہ بات بیان کرنی بھی دلچسپی سے خالی نہین کہ تبلیغ اسلام مین مسلمان مردون ہی نے کوشش نہین کی بلکہ عورتون نے بھی اس نیک کام مین حصہ لیا۔ نسل چنگیز خان سے کئی مغل فرمانروا ایسے گذرے جنہون نے اپنی مسلمان بیویون کے سمجھانے سے اسلام قبول کیا اور غالباً یہی صورت بعض ترکون کے ساتھہ اوسوقت پیش آئی جبکہ وہ بت پرست تھے اور مسلمانون کے ملکون پر یورشین کیا کرتے تھے فرقہ سنوسیہ کے داعیان اسلام جو طریقہ مین جہیل جاد کے شمالی اطراف مین توبو کی قومون کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے ہین اُنھون نے لڑکیون کے لئے اسلامی مدارس جاری کئے ہین۔ ان قومون مین عورتون کو مردون پر بہت اختیار حاصل ہے۔ اسلیے جب اونکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ سے ہوتی ہے تو سنوسیہ کو تبلیغ اسلام مین بہت مدد مل جاتی ہے[۵۱]۔ یہہ ہی حال افریقہ مین بربر کی قومون کا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع مین پچاس برس تک ملک حبش مین اسلام کی جسقدر ترقی ہوی اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتون کی وجہ سے یہ ترقی ظہور مین آئی۔ خاصکر اون مسلمان عورتون کی وجہ سے جنہون نے عارضی طور پر اپنے تئین عیسائی ظاہر کرکے حبش کے عیسائی سردارون سے شادیان کرلین اور جب اونکے ہان اولاد ہوی تو اوسکو مسلمانون کی مذہب پر اوٹھایا اور اپنے مذہب کی ترقی کے لیے جہانتک ممکن ہوا کوشش کی[۵۲]۔ حال کے زمانہ مین کاشغر کی ایک عورت نے جو قید ہوکر شہنشاہ چین کی حرم سرا مین داخل کی گئی تہی بادشاہ کو مسلمان کرلیا ہوتا۔ لیکن جب وزیرون نے سلطنت کے نشیب و فراز سمجھائے تو شہنشاہ نے علانیہ مذہب اسلام قبول نہ کیا۔ لیکن مسلمان رعایا پر بہت لطف ظاہر کیا اور مسلمانون کو مصاحب بناکر ہمیشہ اپنے ساتھہ رکھا اور اون کے لیئے خاص اپنے محل مین ایک مسجد بنوادی[۵۳]۔

---

[۵۱] دوویدیے صفحہ ۱۷۔ [۵۲] ماسایا۔ جلد ۹ صفحہ ۱۲۴۔ ۱۲۵ [۵۳] سید سلیمان نے ہن بادشاہ کا نام جیفان بتایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ موجودہ شہنشاہ چین کا دادا تہا۔ غالباً شہنشاہ ہیفنگ سے مراد ہے جسنے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۱ء تک سلطنت کی ثمرۃ الفنون ۲

ص ۱۷ شوال ۱۳۱۱ھ (بیروت ۱۸۹۴ء)

اہل اسلام کے ہان کسی زاہدہ اور عابدہ کے لیے محض اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے کوئی امر مانع نہین کہ مشائخ اور اولیای عظام مین اوسکا شمار نہو۔ اگر ان باخدا عورتون کا اثر نہ ہوتا تو کبھی ایسے قصے مشہور نہ ہوتے کہ بی بی سماج اور بی بی تاج اور اونکی بہنین جو عقیل ابن علی علیہ السلام کی بیٹیان تہین میدان کربلا سے لاہور تک عالمگیر مین آئین اور اپنے انفاس مقدس کی برکت سے سب سے پہلے ہندوؤن کو مسلمان کیا[1]۔ دارالحکومت مصر یعنی قاہرہ مین سب سے مشہور و معروف روضہ بی بی نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کا ہے جو حسن بن زید کی بیٹی تہین۔ اونکو علم حدیث وغیرہ مین ایسا کمال حاصل تہا کہ امام شافعی نے بھی جو اونکے ہمعصر تہے اونکے علم و فضل کی تعریف کی۔ بی بی نفیسہ ایسی زاہدہ اور عابدہ تہین کہ وہ اہل ولایت و کرامت سمجھی گئین۔ اونکی نسبت مشہور ہے کہ جب مصر مین اونہون نے سکونت اختیار کی تو اونکے گہر کے پاس ایک ذمی رہتا تہا جسکی بیٹی ایسی بیمار تہی کہ اوسکے ہاتہہ پاؤن نہین ہل سکتے تہے اور وہ سارے دن بستر پر پڑی رہتی تہی۔ ایک دن اس لڑکی کے ماں باپ کو بازار جانا تہا اُنہون نے بی بی نفیسہ سے عرض کیا کہ ہمارے جانے کے بعد اس لڑکی کی خبر گیری رہین۔ بی بی نفیسہ نے جنکے دل مین محبت اور خدا ترسی بہت تہی لڑکی کی تیمارداری کا ذمہ لیا اور جب لڑکی کے ماں باپ چلے گئے تو اونہون نے اس مریضہ کے لیے جناب باری مین دعا کی۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تہی کہ لڑکی کے ہاتہہ پاؤن کہل گئے اور جب اوسکے ماں باپ واپس آئے تو اپنے پیرون سے چلکر وہ اون سے ملی والدین یہہ دیکہتے ہی ایسے مشکور اور ممنون ہوئے کہ اُنہون نے فوراً اپنی محسنہ کا دین قبول کیا[2]

بعض اوقات مسلمان قیدیون نے بہی اپنے ساتہہ کے قیدیون اور قید کرنیوالون کو مسلمان کرلیا۔ چنانچہ گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرقی یورپ مین اول ہی اول اسلام کی اشاعت اس طرح ہوی کہ جسوقت مسلمانون اور روم کے عیسائیون مین لڑائی

[1] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۸ [2] گولڈزیہر۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۲

ہو رہی تہین تو پشنگ کی قوم[۵۱] نے ایک مسلمان مفتی کو قید کرلیا اور اوسکو اپنے ملک مین لے آئے - زمانۂ قید مین اس مفتی نے بہت لوگون کو اسلام کی تلقین کی - شروع مین اس قوم کے چند لوگون نے دل سے اسلام قبول کیا اور پھر اسلام کی اشاعت انمین عام ہوگئی - لیکن اس قوم پشنگ کے کچھ لوگ ایسے تہے جو اپنی قوم والون کے مسلمان ہونے پر بگڑ بیٹھے اور آپس مین لڑائی شروع ہوئی تو مسلمون نے جنکی تعداد بارہ ہزار تہی اپنی تعداد سے دوگنی بلکہ دوگنی سے بہی زیادہ دشمنون کا مقابلہ کامیابی کے ساتھہ کیا - دشمنون کو شکست ہوی اور جو لوگ لڑائی سے بچے اُنہون نے بہی اسلام قبول کرلیا - غرض گیارہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے یہ تمام قوم مسلمان ہوگئی اور اوسکے اکثر لوگ علم حدیث اور فقہ کے عالم ہوے[۵۲] - شہنشاہ جہانگیر کے عہد مین (۱۶۰۵-۱۶۲۸ء) اہل سنت و جماعت کے مشہور عالم شیخ احمد مجدد گذرے جنہون نے اہل تشیع کے عقائد کا رد لکہا - اس زمانہ مین بادشاہ کے دربار مین شیعون کو بہت دخل تہا اس لیے انہون نے شیخ پر کوئی غلط الزام لگاکر قید کروادیا - دو برس تک شیخ احمد قید مین رہے اور اس عرصہ مین انہون نے کئی ہزار کافرون کو جو اونکے ساتھہ قید تہے مسلمان کرلیا[۵۳] - زمانۂ حال مین یعنی ۱۸۶۴ء کی

---

[۵۱] اس زمانہ مین یعنی گیارہوین صدی عیسوی مین پشنگ کی قوم دریائی انیوب اور دریائی دون کے دوآبہ مین آباد تہی - اور نوین صدی عیسوی کے ختم ہونیکے قریب دریاے یورال کے کنارون سے ڈہکا اس دوآبہ مین یہ قوم آباد ہوی تہی (کارمین - پہلی جلد صفحہ ۱۸۰) [۵۲] ابوعبدالبکری (سال وفات ۱۰۹۴ء) صفحہ ۴۶۷-۴۶۸ - یورپ کے عہد وسطیٰ مین یورپ کی ایک اور قوم یعنی ملک ہنگری کی باشکر قوم محض وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے مسلمان ہوگئی - بلغاریا کی مسلمان نے جو غالباً ۹۵۶ء مین بلغاریا سے ہنگری کے ملک مین آئے اس قوم مین اسلام کی اشاعت شروع کی - تعلیم و تلقین سے باشکر کی کل قوم کو مسلمان کرلیا - ۱۲۳۵ء مین عرب کے ایک جغرافیہ دان نے حلب کی شہر مین باشکر قوم کے چند مسلمانون سے ملاقات کی جو علم دین کی تحصیل کے لیے حلب مین آئے ہوے تہے اس عرب نے باشکر قوم کے لوگونکی زبانی اونکے اسلام لانے کے حالات سنے اور اپنی تصنیف مین یورپ کی اس مسلمان قوم کے متعلق جو کفار کے ملک مین رہتی تہی چند دلچسپ واقعات لکہے - ۱۳۴۰ء تک ہنگری کی باشکر قوم مین مذہب اسلام قائم رہا - لیکن اسکے بعد جب ہنگری کے ملک مین بادشاہ چارلس رابرٹ کا عہد آیا تو اوسنے اپنے ملک کی اسی عایا کو جو عیسائی نہ تہی مجبور کیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کرے یا ملک چہوڑکر چلی جاوے (جغرافیہ ابوالفدا - ریناد - تومہ ۲ - صفحہ ۲۹۴-۲۹۵) [۵۳] مفتی غلام سرور - خزینۃ الاصفیا - پہلی جلد صفحہ ۶۱۳ -

وہابی سازش مین ہندوستان کے ایک مولوی کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف عملی کارروائی کرنے کی وجہ سے حبس دوام بعبور دریای شور کی سزا ملی اور جزیرۂ انڈمان کو وہ روانہ کیے گئے۔ زمانۂ قید مین انتقال سے پہلے ان مولوی نے انڈمان کے اکثر قیدیون کو مسلمان کیا۔

غرض جس صورت مین کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا یہ جوش اور شوق ہو کہ موقع اور بے موقع وہ اسلام کی اشاعت کے لیئے تیار ہو جاتے ہون تو مناسب ہے کہ اس مضمون کے متعلق اونکی کامیابی کے اسباب بھی تحقیق کیے جاوین۔

اشاعت اسلام کی ترقی کے اسباب مین سب سے بڑی وجہ کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سادگی ہے۔ صرف یہہ ہی دو باتین ہین جنکا نومسلم کو اقرار کرنا ضروری ہے۔ اور اسلامی دینیات کی تمام تاریخ مین کہین پتہ نہین چلتا کہ علمای اسلام نے کبھی اس صاف کلمہ کو چھوڑ اوسکی جگہہ کوئی مشکل اور پیچیدہ عبارت عوام الناس کی ہدایت اور تلقین کے لیئے تجویز کی ہو۔ یہہ کلمہ ایسا صاف ہے کہ انسان کی قوت ایقان کو اس کلمہ کے قبول کرنے مین زیادہ زحمت نہین اوٹھانی پڑتی [جیسیکہ مسئلہ تثلیث یا اور بعید از عقل مذہبون مین وقت پیش آتی ہے (مترجم)] اور اوسکے سمجھنے مین کسی طرحکی عقلی مشکلات پیدا نہین ہوتین بلکہ اوسکا سمجھنا ایسے لوگون کی بھی قدرت مین ہے جو نہایت ادنی درجہ کی عقل رکھتے ہین۔ چونکہ اس کلمہ کے ساتھہ دینیات کے پیچیدہ اور دقیق مسائل شامل نہین ہین اسلیئے وہ لوگ بھی جنکو دینیات کی مصطلحات اور باریکیون کا علم نہو وہ سہولت کو یہ کلمہ سکھا سکتے ہین۔ کلمہ اسلام کے پہلے حصہ مین وہ عقیدہ بیان ہے جسکو تقریبًا کل بنی نوع انسان بدیہات سے سمجھتے ہین۔ دوسرے حصہ کی بنیاد اوس رشتہ اور تعلق پر رکھی گئی ہے جو انسان کو خدا کے ساتھہ ہے اس حصہ کا مضمون بھی عام ہے یعنی دنیا کی تاریخ مین ایسے موقع آئے ہین کہ خدا نے اپنے انبیاء ملہم پر وحی نازل کرکے انسان کو اپنا علم بخشا

مذہب اسلام کی یہ خصوصیت کہ عقل پر اوسکا دارمدار ہے اور یہہ کہ تبلیغ اسلام کو اس خصوصیت کی وجہ سے کیا نفع پہونچتا ہے کہین ایسی خوبی سے بیان نہین ہے جیسے کہ پروفیسر مونٹے نے اوسکو بیان کیا ہے۔ یہہ پروفیسر لکھتا ہے کہ۔

"مذہب اسلام فی الواقع رشنل اسٹک (یعنی عقلی) مذہب ہے خواہ اس لفظ کو (جو فلسفۂ یورپ کی اصطلاح ہے) ازروی لغت خیال کیا جاوے اور خواہ اوسکے تاریخی معنون پر نظر کیجاوے کہ مختلف وقتون مین اوسکے کیا معنی رہے ہین۔ رشنل ازم کی یہ تعریف کہ وہ ایک علم ہے جسمین مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور برہان پر ہو اسلام پر بالکل صادق آتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پرجوش شخص تھے اور ان مین ایمان اور یقین کی حرارت بھی موجود تھی بلکہ یہ آخر قابل تعریف خوبی اونکی امت مین بھی پیدا ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ اُنھون نے جسقدر اصلاح کی اوسکو وحی کی صورت مین ظاہر کیا۔ لیکن یہ وحی صرف بیان کا ایک طریقہ تھا اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب مین ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے جسکی بنیاد عقلی معلومات پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانون کے نزدیک اسلام سے عبارت ہے کہ خدا کو ایک مانا جاوے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار ہو۔ لیکن ہمارے (یعنی عیسائیون کے) نزدیک جو بہت ٹھنڈے دل سے مسلمانون کے مذہبی عقائد کی تحلیل و تجزی کرتے ہین اسلام سے مراد خدا اور آیندہ زندگی کا یقین ہے۔ یہہ دو اصول (یعنی توحید اور رسالت کا یقین) جو مذہبی عقائد کا بحد غایت اختصار ہین اور ہر مذہبی آدمی کے لیئے جنکا انحصار عقل کی راسخ بنیاد پر ہے تعلیم قرآن کا لب لباب ہین۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع وہ زبردست قوتین ہین جو مذہب اور مذہب کی ترقی اشاعت مین برابر عمل کر رہی ہین اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ بہت سے مسئلے اور اکثر توہمات باطلہ پیر پرستی سے لیکر تعویذ گنڈون کے استعمال تک اسلام مین اسطرح پیدا ہوگئے ہین جیسے درخت کے بڑے

سے بڑے شجرے مین پیوند لگا دیا جاوے - اگرچہ پیغمبر خدا نے جن باتون کی خود تعلیم فرمائی اونکو ہر اعتبار سے ترقی ہوی لیکن قرآن پاک مسلمانون کا ہمیشہ ملجا و ماوا رہا ہے - اور یہہ وہ کتاب ہے جسمین مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال اور جبروت اور کمال تیقن کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب مین یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہین ہے - غرض اس حقیقی اصول توحید پر مسلمانون کی گرویدگی اور کلمۂ توحید کی سادگی اور دعیان اسلام کا اوسپر دل و جان سے یقین رکھنا وہ باتین ہین جن سے اشاعت مذہب مین مسلمانون کی کامیابی کا حال کہلتا ہے - غرض جو مذہب ایسا ٹھیک اور استوار ہو اور جس سے دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اسطرح چھانٹ دیئے گئے ہون کہ معمولی عقل رکھنے والے بھی اوسکو سمجھہ سکین تو ضرور ہے کہ انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی اوسمین وہ زبردست قوت ہو جسکو ہم جانتے ہین کہ یہہ قوت اسلام مین موجود ہے"[۵۱]

جسوقت نومسلم پہلے پہل سادہ مذہب قبول کرلیتا ہے تو پہر ارکان اسلام اوسکو سکھائے جاتے ہین - یعنی اول کلمۂ شہادت کا اقرار دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑہنا تیسرے زکوۃ دینا چوتھے رمضان کے روزے رکھنے اور پانچوین حج کرنا -

حج کو رکن اسلام قرار دینے پر اکثر یہ اعتراض ہوا ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم توحید مین یہہ رسم زمانہ بت پرستی کی ایک عجیب یادگار ہے - لیکن اس اعتراض کے وقت یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے حج کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت تہی جنکے مذہب حنیف کو آپ از سر نو جاری کرنے کے لیئے مبعوث ہوے تہے[۵۲] - لیکن حج مین سب سے بڑھکر بات یہہ ہے اور یہین سے دعوت اسلام کی تاریخ مین اوسکی وقعت بہت

---

[۵۱] ایڈوارڈ مونٹے "مسیحائی مذہب کی اشاعت اور اوسکے مخالف مسلمان" صفحہ ۱۸۰-۱۹۷ (پیرس ۱۸۹۹ء)

[۵۲] قرآن سورہ (۲) آیت ۱۱۸-۱۲۶ -

زیادہ ہوجاتی ہے کہ اوسکی وجہ سے ہر سال تمام قوموں کے مسلمان دنیا کے ہر ایک حصہ سے چلکر ایک جگہ یعنی کعبہ معظمہ مین جمع ہوتے ہین اور یہہ وہ مقدس مقام ہے کہ جسوقت یہ مسلمان اپنے اپنے وطن مین نماز کے لیئے کھڑے ہوتے تھے تو یہہ ہی متبرک جگہ تھی جسکی طرف اونکا منہہ ہوتا تھا۔ اعلی سے اعلی مذہبی قانون کی قدرت سے باہر تھا کہ مسلمانون مین اخوت کا خیال پیدا کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیئے کہ سب مسلمان بھائیون کا شعار یکسان رہنا چاہیئے حج سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد ہوسکتا۔ کعبہ وہ جگہہ ہے کہ جہان زمانہ حج مین مغربی ساحل افریقہ کا نیگرو مسلمان ملک چین کے مسلمان سے ملتا ہے اور یورپ کا مہذب اور خلیق ترک اوس مسلمان بھائی کو پہچانتا ہے جو بحر ملایا کی حد مشرق مین کسی جزیرہ کا وحشی باشندہ ہے۔ علاوہ اسکے عید الضحی کے دن (جسکو ترکی اور مصر مین بیرام کہتے ہین) تمام دنیا مین جہان جہان مسلمان ہین اونکے دل اون خوش قسمت مسلمان بھائیون کے خیال سے خوش اور شاداں ہوتے ہین جو آج حج سے فارغ ہوکر مکہ معظمہ مین جمع ہونگے۔ حج کے بعد اکثر مسلمانون نے "راہ خدا مین کوشش کی" اور ہم لکھہ چکے ہین کہ حاجیون نے دعوت اسلام کی ترقی مین کیا حصہ لیا۔

علاوہ حج کے زکوۃ کا دینا دوسرا رکن اسلام ہے جو مسلمانون کو ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ

انما المومنون اخوۃ[1] یہہ ایک ایسا مذہبی اصول ہے جسکی پابندی مسلمانون مین حد درجہ کیجاتی ہے۔ اور جسکی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نومسلم کے ساتھہ مہربانی اور سلوک کا برتاؤ نہ کیا جاوے[2]۔ کوئی شخص کسی قوم اور رنگ کا ہو اور مسلمان ہونے سے پہلے اوسکے حالات کچھہ ہی ہون اسلام قبول کرتے ہی وہ مسلمانون کی اخوت مین شامل کرلیا جاتا ہے اور اوسکو برابر والون مین برابر والے کا سا درجہ ملتا ہے۔

---

[1] قرآن شریف سورۃ (۴۹) آیت ۱۰ [2] لیکن اگر کوئی کافر کسی مسلمان کا غلام ہو تو یکایک اسلام قبول کرنیکی وجہ سے آزاد نہین ہوسکتا جیسا کہ بعض یورپ کے مصنفون نے لکھا ہے کیونکہ شریعت اسلام مین کسی غلام کا مسلمان ہوجانا اوسکی حالت غلامی پر کوئی اثر نہین پیدا کرتا۔ (ویکہ ومیکناٹن) اصول و نظائر محمدن لا صفحہ ۲۱۲ (مدراس ۱۸۸۲ء)

اسی طرح مسلمان کرنے اور مسلمان رکھنے کے لیے نہایت موثر طریقہ پانچ وقت کی نماز کا حکم ہے۔ مونی نشک[1] نے خوب کہا ہے کہ "جس دین میں بہت سے ارکان کی پابندی کا حکم ہوا وسکو ایسے مذہب کے مقابلہ میں لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہیں جس میں یہ بات نہو۔ انسان جن باتوں میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے اونپر ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے" مسلمان کا مذہب ہر وقت اوسکی ساتھ ہے اور پنجوقتہ نماز کی صورت میں وہ ایسے موثر اور پر عبرت طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونوں کے دل پر بغیر اثر پیدا کیے نہیں رہتا فرانس کے پروفیسر رینان نے لکھا ہے کہ "بغیر ایک دلی جوش اور کیفیت محسوس کیے میں کسی مسجد میں نہیں گیا بلکہ اجازت ہو تو یہ کہوں کہ میں جب کبھی کسی مسجد میں گیا تو اپنے مسلمان نہ ہونے پر مجھکو ایک خاص افسوس ضرور ہوا"[2] اگر رینان (جو پیرس کی یونیورسٹی کا مشہور و معروف پروفیسر ہوا ہے) یہ الفاظ کہہ سکا تو بہر اس بات کا سمجھنا مشکل نہیں کہ افریقہ کے کافر جنکو ادنیٰ درجہ کی مہذب قومونکی طرح ہر چیز میں کوئی نہ کوئی اسرار پنہاں معلوم ہوتا ہے جسوقت افریقہ میں کسی مسلمان تاجر کو ایک بن دیکھے خدا کی عبادت میں رکوع و سجود کے ساتھ مصروف پاتے ہونگے تو اونکے دلپر کیا اثر ہوتا ہوگا۔ تعجب و حیرت کے بعد تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا وہ علم جو تحقیق کے بعد پیدا ہوتا ہے بعض صورتوں میں ایسے لوگوں کو مسلمان کر لیتا ہے جنکو اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے اسلام سکھانا چاہتا تو وہ مسلمان نہوتے رمضان کے روزوں کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے کہ "(عیسائیوں کے) اس اعتراض کا پورا جواب ہیں کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے سامان دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کارلائل کا قول ہے کہ "پیغمبر خدا (صلعم) کا مذہب آسان مذہب نہیں ہے۔ اوسمیں سخت روزے۔ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد و شوار پیچیدہ مسائل۔ پانچ وقت کی نماز۔ شراب سے پرہیز موجود ہے

[1] "دی ہیرو اینڈ دی ورشپ" لکچر ۲ [2] امیرسٹ رینان "اسلام اور سائنس" صفحہ ۱۹ (پیرس ۱۸۸۳ء)

اسلام کو اس وجہ سے ترقی نہین ہوی کہ وہ آسان مذہب تہا"

غرض ان احکام اور ارکان کا پابند ہوکر مگر نہ اسقدر کہ وہ گران گذرین یا مذہب افیمی وجہ سے تاریکی مین پڑجاوے مذہب اسلام کا اصول مسلمانون کی زندگی اور شعار کو اپنا مظہر خارجی بناتا ہے اور انکی روزانہ زندگی کا ایسا جزو ہوجاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسرون کے حق مین اپنے دین کا معلم بن جاتا ہے۔ اور یہہ بات ایسی ہے جو اکثر مذہبون کے معتقدون کو حاصل نہین۔ مسلمانون کا اصول مذہب ایسی مختصر عبارت اور سادی زبان مین بیان ہے کہ اوسکے سمجھنے کے لیے عقل پر بہت کم زور پڑتا ہے اور مذہب کے احکام ایسے ٹھیک ٹھیک اور صاف طور پر مقرر ہین کہ کسی کو تعمیل احکام مین شبہہ نہین پڑتا کہ اوسکو کیا کرنا چاہیئے۔ اور جب مذہب کے یہہ فرائض ادا ہوجاتے ہین تو ہر مسلمان کے دل کو اطمینان ہوجاتا ہے کہ جو کچھہ خدا کے احکام تھے اونسے وہ ادا ہوگیا۔ غرض مذہب کا عقل پر انحصار اور ارکان مذہب کا ٹھیک ٹھیک مقرر ہونا وہ چیزین ہین جن سے اسلام کی اوس قوت کا پتہ لگتا ہے جو عوام الناس کے دلپر اپنا اثر پہونچاتی ہے۔ کوئے نن نے لکہا ہے کہ اگر تم لوگون کو بکثرت اپنے دین پر لانا چاہو تو حق بات کو پاک اور ستھری عبارت مین جو صاف نظر آوے اور جلد سمجھہ مین آوے بیان کرو[۵۱]"

علاوہ ان امور کے اور بہت سے حالات ہین جو خاص خاص قومون اور ملکون مین ایسے پیش آئے کہ وہ دعوت اسلام کی کامیابی اور ترقی کا باعث ہوے۔ ان اسباب ترقی مین سے ایک سبب یہ ہے کہ ملک افریقہ اور دیگر غیر مہذب ملکون مین مسلمان تاجرون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوی۔ یہہ ملک ایسے ہین جہان کی باشندے غیر ملکون کے لوگون سے بدظن رہتے ہین۔ لیکن تاجرون کو یہہ مشکل نہین اوٹھانی

[۵۱] کوئے نن۔ قومی مذہب اور تمام عالم کے مذاہب" صفحہ ۲۵۔ (لندن ۱۸۸۲ء)

پڑتی - کیونکہ سب جانتے ہین کہ انکا پیشہ ایسا نہین جس سے کسی کو ضرر پہونچے - علاوہ اسکے مسلمان تاجرون کو ان غیر مہذب لوگون سے بخوبی واقفیت ہوتی ہے اور کاروبار تجارت مین خود ان تاجرون کا ایسا اعتماد لوگون کو ہوتا ہے کہ جسوقت وہ افریقہ کی غیر مہذب قومون مین پہونچتے ہین تو سب لوگ اون سے اچھی طرح ملتے ہین اور وحشیون کے دل سے وہ رکاوٹ اوٹھہ جاتی ہے جو اجنبی لوگون کے سامنے اونکی طبیعت مین فطرتاً پیدا ہوتی ہے - غرض مسلمان تاجرون کو اُن دقتون اور دشواریون کا سامنا نہین ہوتا جو مشنری پیشہ پادریون کو اوٹھانی پڑتی ہین - ان ہشنہ لون کی نسبت ایسے ہی لوگون کو سوء ظن نہین ہوتا جنکا دائرۂ علم و عقل محدود ہے اور جنکی سمجھہ مین نہین آتا کہ محض لوگون کو کسی مذہب کا پیرو بنانے کے لیے کوئی شخص دنیا کے سب دھندے چھوڑکر اسقدر دور و دراز سفر کی مصیبتین کس طرح اوٹھا سکتا ہے بلکہ یہ سوء ظن مہذب قومون کے دنیادارون کو بھی ہوتا ہے جو مشنری کی دیانداری کو اکثر شبہہ کی نظر سے دیکھتے ہین -

لیکن ایسے ملکون مین جہان اسلام کو محکوم ہنکر جاجزی ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہوئی بلکہ وہ حکمران قوم کا مذہب ہوا تو اوسکے حالات مختلف صورت مین نظر آئے - اور اس کتاب مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نے غیر مذہب کے ایسے لوگون کی ساتھہ صلح کل کا طریقہ رکھا اور اونکو مذہبی آزادی دی جنھون نے اپنی حفاظت کے معاوضہ مین جزیہ ادا کیا - گو مسلمانون کی تاریخ کے صفحے اکثر ظلم کے ہنگامون سے خون آلودہ ہین لیکن بحیثیت مجموعی مسلمانون کی سلطنت مین غیر مذہب کے لوگون کو وہ مذہبی آزادی حاصل رہی جسکی نظیر یورپ مین بھی سوائے زمانہ حال کے کبھی موجود نہ تھی -

جبراً مسلمان کرنے کی ممانعت خود قرآن شریف مین موجود ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورہ بقرہ ع ۳۲) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۂ یونس - آیت ۹۹ - ۱۰۰) غرض مسلمانون کی سلطنتون مین عیسائی قومون اور فرقون کا صدہا برس سے آباد رہنا ہے اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ اونکو مذہبی آزادی اور سلامتی حاصل رہی اور ظاہر ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً متعصب مسلمانون کی طرف سے جو ظلم عیسائیون کو اوٹھانے پڑے اونکا باعث خاص خاص مقامی حالات ہوتے تھے نہ کہ مذہبی آزادی کے خلاف کوئی مقررہ اصول مسلمانون مین ایسا تھا جسکی وجہ سے یہہ ظلم ہوے[۱]۔

ایسے دشوار وقتون مین البتہ مقامی حالات کی وجہ سے مجبور ہوکر غیر مذہب کے بہت لوگ مسلمان ہوے اور ایسے خاص خاص لوگونکی نظیرین پیش ہوسکتی ہین جنہون نے

[۱] مثلاً متوکل باللہ کے زمانہ سے پہلے جو بہت سے فرقے مسلمانونکے پیدا ہوگئے تھے اونکے خلاف متوکل اور اسکے عہد مین جو شدید مخالفت پیدا ہوا اور سوا سی سنیون کے تمام فرقون پر ظلم ہوے - یا مثلاً تیرہوین صدی عیسوی کے قریب انتظام ایران و ترکستان کے اور ملکون مین مسلمانون نے عیسائیون کی سی بات کا انتظام کیا کہ قدیم مغل بادشاہون کے زمانہ مین جب عیسائیون کے بڑے بڑے عہدے تھے اور مسلمانون کی ہمیشہ توہین و تحقیر کی جاتی تھی [illegible] سلطنت مین عیسائیون پر سختیان ہونیکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ [illegible] کے طوفان نے عیسائیونکی ہمہ گیر قابلیت اور ہر دلعزیزی کی بدولت اور عیسائی حاکمون کی غرور اور خاصکر عیسائی طبیبون اور منجمون کی مناقشت سے برپا ہوے جو اپنے ہمقوم عیسائیون پر انتہا یات جہل کرنا چاہتے تھے "صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین مکہ شاہ کے عیسائیون پر مسلمانون کے اکثر اسبات کا شبہہ ہوا کہ یورپ کے عیسائیون کی فوجین ہمیشہ تیار رہتی ہین اور زمانہ حال مین سلطنت ٹرکی سے یونان کی آزادی کی تحریک پیدا ہوئی اور اسکی وجہ سے یورپ کے عیسائیون مین مذہبی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا اس تحریک نے مسلمانون کی نگاہ مین عیسائی کی حالت بہت مشتبہ کردی اگر ان عیسائیون پر جو مسلمان بادشاہون کی رعیت ہین ذرا بھی شک ہوتا تو فوراً قتل کر دیتے ایسی سخت مہمون کے گو بہتون نے مذہبی آزادی دینے کے حکم کی تعمیل کی ہے لیکن بہت سے متعصب مسلمانون نے اپنے خیالات ظاہر کئے ہین اور لکھا ہے کہ اگر یہہ حکم مذہبی حیثیت سے دیا گیا ہے تو یہہ حکم غیر شریعت ہے اور کافرون کو غیر مذہب کا رہنے دینا لیکن اکثر زبان چلانی اور بہانہ ڈھونڈنا یا ہے تو اسلام کی مثل کوئی دوسرا مذہب نہین جو ایسا صلح کل ہو اور جسمین مخالفون کو مذہبی آزادی کا دینے والا پکا اونکے ایمان سے مطلق بحث نہ کرنیوالا ہو - سوا سی ایسی صورتون کے کہ کسی سلطنت نے ملکی مصلحت سمجھکر اپنی رعایا مین بطریقہ سے اسلام پھیلانا چاہا ہو غیر مذہب کی لوگون سے بحث نہ کرنا مسلمانونکی طبیعت کا ایسا خاصہ ہے کہ [illegible] آزادی کی اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل کہا ہے لیکن ہمین چاہیے کہ محض ان ظلمون و سختیون پر اپنی توجہ کو محدود نہ کرین جو کہین کہین پیش آئین کیونکہ اگر ہم غور اور تحسس کی نظر سے دیکھینگے تو ضرور معلوم ہوجائیگا کہ صرف یہی نہین ضروریات یا بعض کسی بادشاہ یا فرقہ کی خاص طبیعت اور مزاج کی وجہ سے سختیان ہوئین مذہب کو ایسی موقعہ پر صرف حیلہ بنایا گیا مذہب کے احاطہ سے یہ ظلم بالکل خارج تھا اگر بفرض محال

خاص موقعون پر بمجبوری اسلام قبول کرنا گوارا کیا لیکن جبر و اکراہ سے غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کا حکم قرآن یا شریعت مین کہین موجود نہین ہے۔ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین جبراً مسلمان کرنیکی ممانعت ہے اور جنمین صرف وعظ و نصیحت کو اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا ہے اس کتاب کے پہلے باب مین نقل کی گئی ہین اور علمای فقہ کے فیصلون مین بھی اسی اصول کی پابندی ہوی ہے۔ چنانچہ جسوقت موسی نیمونایڈیز یہودی نے سلاطین اسپین المؤحدین کے متعصبانہ عہد مین بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر مصر کو بھاگ کر وہان اپنے تئین یہودی بنایا تو اسپین کے ایک مفتی نے موسی پر فتوای کفر جاری کیا اور چاہا کہ اوسکو شرع کے مطابق سخت سے سخت سزا ملے۔ لیکن جسوقت یہ مقدمہ قاضی الفاضل[۵۱] کے اجلاس مین پیش ہوا تو اُسنے فیصلہ کیا کہ جو شخص بجبر مسلمان کیا گیا ہو اوسکو مسلمان نہین کہہ سکتے[۵۲]۔ اسی اصول کی تائید مین ایران کے بادشاہ غازان (۱۲۹۵-۱۳۰۴ع) کو جسوقت معلوم ہوا کہ اوسکے آغاز عہد مین بدھ مذہب کے جو عالم بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور اونکے مندر مسمار کر دئے گئے تھے وہ ایران سے تبت کو واپس جانا چاہتے ہین تو سلطان غازان نے اونکو تبت جانیکی اجازت دے دی تاکہ بدھ مذہب کے لوگون مین پہونچکر وہ آزادی کے ساتھ پھر اپنے قدیم مذہب کے پابند ہو جاوین[۵۳]۔ تاورنیئر نے اسی قسم کا ایک واقعہ اصفہان کے چند یہودیون کا بیان کیا ہے جن پر حاکم اصفہان نے ایسے ظلم کئے کہ "یا تو جبراً یا لالچ سے ان یہودیون کو ظاہری مسلمان کر لیا۔ لیکن بادشاہ یعنی شاہ عباس ثانی نے (۱۶۴۲-۶۷ع) یہ دیکھکر کہ ان یہودیون نے خوف یا زبردستی سے اپنا مذہب ترک کیا ہے اونکو اجازت دے دی کہ وہ موسوی دین پھر اختیار کرین اور امن و امان کے ساتھ ملک مین آباد رہین[۵۴]۔ تاورنیر سے پہلے کا ایک شیخ جسنے ۱۶۵۸ع[۵۵]

---

۵۱ قاضی الفاضل ابو علی عبد الرحمن (۱۱۳۳-۱۲۰۰ع) تصنیف مین سب سے بڑا نامور شخص ہوا ہے۔ سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا دیکھو ابن خلکان دوسری جلد صفحہ ۱۱۱-۱۱۵ ۵۲ ابو الفرج (۲) صفحہ ۴۵۵ ۵۳ دبسون چوتھی جلد صفحہ ۲۸۱ ۵۴ تاورنیر (۱) ۴ صفحہ ۱۶۰ ۵۵ رامسوسن دوسری جلد صفحہ ۱۱۱۔

مین فارس کا سفر کیا لکھتا ہے کہ باوجود اسکے مانہ کہ اُسملک مین ہرطرف شورش تھی تبریز کے
ایک مسلمان گورنر نے اسی قسم کے ایک ہنگامہ کو فرو کیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن شہر
تبریز کا ایک ارمنی سوداگر اپنی دوکان مین بیٹھا تھا کہ ایک حاجی[۱] اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وہ
عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرے۔ سوداگر نے اپنے مذہب پر ثابت قدم رہنے کا
قصد ظاہر کیا اور پیچیا چھوڑانے کیلیے اوسکو کچھ خیرات دینے لگا۔ حاجی نے کہا کہ مین
خیرات نہین مانگتا بلکہ اوسکو مسلمان کرنے آیا ہون۔ سوداگر مسلمان ہونے سے انکار
کرتا رہا یہانتک کہ حاجی کو سخت غصہ آیا اور قریب ایک شخص کھڑا تھا اوسکے ہاتھہ سے تلوار
چھین کر اوسنے سوداگر کے سر پر کارمی خم پہونچایا اور بھاگ گیا۔ اور حاکم شہر کو جب اس
واقعہ کی خبر لگی تو اوسکو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ قاتل کو تلاش کرکے گرفتار کرین۔ غرض
قاتل گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا اور شہر کے حاکم نے اپنے ہاتھہ سے خنجر مار کر اوسکو ہلاک کیا
اور یہہ کہکر کہ "کیا محمدؐ کے دین کی اشاعت اسی طریقہ سے ہوتی ہے" حکم دیا کہ قاتل کی
نعش کو شہر کے باہر پھینک دیا جاوے تاکہ اوسکو کتے کھائین۔ جب رات ہوئی تو شہر
والون نے جاکر نعش کو دفن کر دیا۔ اس توہین حکم پر حاکم تبریز کا غصہ اور بڑھا اور اوس نے
شہر کو تین یا چار گھنٹہ تک سپاہ کے حوالے کر دیا۔ اسکے بعد لوگون پر جرمانہ کیئے اور متعدد
عیسائی سوداگر کے بیٹے کو بلاکر نہایت مہربانی اور شفقت کے الفاظ سے اوسکو تشفی اور تسلی دی۔
حاکم مابعد (سنہ ۹۹۶-۱۰۲۰ھ) جیسے خلیفہ نے بھی جسکے ظلمون سے اکثر یہودی اور عیسائی
اپنا مذہب چھوڑکر مسلمان ہوگئے تھے اُنکو پھر اپنا مذہب اختیار کرنے اور برباد عبادتخانون کو
از سر نو تعمیر کرنیکی اجازت دے دی[۲] چونکہ مشرقی ملکون کے عیسائیون کی طرف سے یورپ کے

---

[۱] اس قدیم سیاح نے آزی کا لفظ لکھا ہے جس سے غالباً حاجی مراد ہوگی۔ [۲] الکیمن صفحہ ۲۶۰ اس واقعہ سے ایک عیسوی پیغمبر
(۱۰۱۳-۱۰۳۶ء) نے حکم دیا کہ فلسطین مین مسلمانون کے ہنگامون سے جو گرجا برباد ہوگئے تھے وہ پھر تعمیر کرائے جاوین۔ ان ہنگامون کا
کوئی سبب نہین بتایا گیا۔ (دیکھو ٹیوس قسم ۲ صفحہ ۵۱۳-۵۱۴) ابوصالح نے لکھا ہے کہ مصر مین عیسائیون کی اکثر خانقاہین اور دیر گرجا
بلکہ ورانی کے زمانہ مین (۱۰۱۳ء) تعمیر کرائے گئے۔ اور کردون کی فوجکشی کے وقت مسلمانون (صفحہ ۹۶ و ۹۷ و ۱۰۱ و ۱۰۲) نے متعدد گرجون کو
برباد کیا تھا (صفحہ ۸۵-۸۶ و ۱۸۲) اور دیکھو موتزی کا قول (جو مقریزی مین صفحہ ۳۲۷-۳۲۸ پر نقل کیا گیا ہے) یا جو خود شکستہ اور ناامید
ہوگئے ہے (صفحہ ۵-۸۰ اور ۱۰۲ و ۱۰۴) وہ دوبارہ تعمیر کرنے لگے۔

عیسائی بالکل غافل تھے اور مشرق کے عیسائیون کے پاس اپنی حفاظت اور بچاؤ کا کوئی سامان نہ تھا اسلئے مسلمان بادشاہون مین سے کوئی بڑا بادشاہ اگر چاہتا تو بہت آسانی سے اپنی عیسائی رعایا کو نیست و نابود کر دیتا یا اپنی سلطنت سے اونکو اس طرح نکال دیتا جس طرح اسپین کے عیسائیون نے مسلمانون کو اسپین سے نکال دیا یا جس طرح انگریزون نے چار سو برس تک اپنے ملک سے یہودیون کو جلاوطن کیا چنانچہ ۱۴۹۲ء مین سلطان سلیم اول اور ۱۵۴۶ء مین سلطان ابراہیم اپنے اون منصوبون کو عمل مین لا سکتے تھے جو انھون نے عیسائی رعایا کو غارت کرنے کے لیے سوچے تھے۔ بلکہ سلطان سلیم نے تو اس غرض سے کہ سلطنت مین کل رعایا ایک ہی مذہب کی پابند ہو چالیس ہزار شیعون کو قتل کر ڈالا لیکن مفتیون نے عیسائیون کے متعلق ان بادشاہون کو اس ظالمانہ قصد سے باز رکھا اور یہ ہی مفتی اسلامی شریعت اور اسلامی طریق صلح کل کے بتانے اور سکھانے والے تھے۔[۵۱]

سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین جرمنی مین اس اصول کو بہت پسند کیا جاتا تھا کہ جسکا ملک ہو اوسی کا دین ہو (یعنی رعایا کا مذہب بادشاہ کی مرضی پر موقوف ہونا چاہیے) لیکن مسلمان بادشاہون مین سے کسی نے اس اصول کو اپنا دستور العمل نہین بنایا۔ گو ظاہر ہے کہ جسوقت کسی ملک مین مذہب اسلام کسی فرمانروا قوم کا مذہب ہوا تو اس بات نے نومسلمون کی تعداد مین ضرور ترقی پیدا کی۔ اور جن لوگون پر مذہب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی شاید اونکو دنیا کا لالچ ہوا ہو اور بجای نیک نیتی کے خود غرضی اور حب جاہ اونکے تبدیل مذہب کا موجب ہوا ہو چنانچہ پانچوین صدی عیسوی مین سینٹ آگسٹین نے خود عیسائیون کی نسبت یہ شکایت لکھی کہ لوگ اس خیال سے اکثر عیسائی ہو جاتے ہین کہ عیسائی ہونے سے اونکو دنیا کا فائدہ ہوگا۔ سینٹ آگسٹین نے لکھا ہے کہ "کسقدر لوگ ہین جو صرف دنیا کے لیے مسیح علیہ السلام کو تلاش کرتے ہین۔ ایک ہے کہ اونکا کوئی

[۵۱] دیکھو لاجونقیر صفحہ ۲۰۳ و ۲۱۳ و ۳۱۲ [۵۲] شاردیریا "جنگ سی سالہ کی تاریخ" اتوم (۲۱) صفحہ ۶۱۵ - ۶۱۵

مولبیریس ۱۸۷۸ء)

کام اٹکا ہوا ہے اور وہ پادریون کی مدد چاہتا ہے ۔ دوسرا ہے جسکو کسی زبردست نے ستایا ہے اور وہ کلیسا مین پناہ لیتا ہے کوئی شخص اس لیئے آیا ہے کہ اوسکے معاملہ مین کسی بڑے آدمی سے جس تک اوسکی رسائی نہین ہے سفارش کردی جاوے ۔ غرض ایسے ہی لوگ ہین جنکا کلیسا مین ہجوم رہتا ہے[۵۱]"

اسکے علاوہ عروج کے زمانہ مین سلطنتِ عرب کے جاہ وحشم نے وحشی اور غیر مہذب قومون پر جو اس شان و سطوت کو دیکھتے ہی تھین ایسا ہی سحر اور افسون کیا ہوگا جیسا کہ عیسائی مذہب نے شمالی یورپ کی وحشی قومون پر اثر کیا تھا جبکہ "عیسوی مذہب ان وحشیون کو ہر جگہ نظر آتا تھا اور وہ بہت ترقی یافتہ اور دقیق مذہب معلوم ہوتا تھا شاہانہ تحکم اور دبدبہ اوسمین پیدا تھا بادشاہون کے پہلو مین وہ تخت نشین تھا بلکہ بعض دفعہ ان بادشاہون کے تخت حکومت سے بھی اوسکا سر سلطنت بلند ہوتا تھا[۵۲]"

لیکن جن لوگون نے ایک مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کیا ہو خواہ اوسمین اسلام ہو یا کوئی اور دین اون سب لوگون کی نسبت یہہ کہنا کہ بُری نیت اور بُری غرض سے اونہون نے تبدیل مذہب کیا درست نہین ہے اور نہ یہہ مناسب ہے کہ اعیان اسلام کی نیک زندگی اور عمدہ شعار اور مسلمانونکی نیکیون سے غیر مذہب کے لوگون پر جو سچا مذہبی اثر پہونچا اوسکو نظر انداز کیا جاوے ۔ اگرچہ یورپ کی موجودہ عیسائی نسلون کو جنکے نزدیک اسلام ہر قسم کی (نعوذ باللہ) برائیون اور خباثتون کا برقع ہے یہہ بات عجیب معلوم ہوگی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ قدیم زمانہ مین جن عیسائیون کو مسلمانون کی سوسائٹی مین رہنے کا اتفاق ہوا اونکے دل پر مسلمانون کی خوبیان نقش ہوگئین ۔ اگر یورپ کے عیسائی سیاح اور اجنبی لوگ مسلمانون کی نیکیون اور خوبیون سے متاثر ہوے تو بلاشبہہ اُن غیر مذہب

---

۵۱ یوحنا کی انجیل پر رسالہ ۔ صفحہ ۲۵ فقرہ ۱۰ ۔ ۵۲ میریول "شمالی اقوام یورپ کا عیسائی مذہب قبول کرنا" صفحہ ۱۰۲ (لندن ۱۸۶۶ء)

کے لوگون مین بھی جو رات دن مسلمانون مین رہتے تھے اسلام قبول کرنے کا کچھ نہ کچھ شوق ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ تیرھوین صدی عیسوی کے قریب ختم فرقہ عیسائی دومانیکن کے ایک مشنری ریکولدوس نامی نے شام اور فلسطین کا سفر کرکے وہان اپنے مذہب کی اشاعت چاہی تو ذیل کی عبارت مین اوسنے مسلمانون کی تعریف لکھی "ہم یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ مسلمانون کے مذہب کفر (نعوذ باللہ) مین کس کمال درجہ کی نیکیان موجود ہین اب ہم مسلمانون کی نیک باتون اور کامون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین..... کون شخص ایسا ہوگا جو غور سے دیکھے اور اوسکو تعجب نہو کہ مسلمانون کو تحصیل علم کا کس درجہ شوق ہے کس دل وجان سے وہ خدا کی عبادت کرتے ہین۔ محتاجون کے ساتھ کیسے فیاض ہین۔ خدا اور انبیاء کے نام کی کیسی عظمت کرتے ہین۔ آثار مقدسہ کا اون مین کس قدر ادب کیا جاتا ہے۔ انکی باتون مین کس قدر متانت اور سنجیدگی ہے۔ اجنبی لوگونکے ساتھہ وہ کسقدر سلوک کرتے ہین اور مسلمان مسلمان کی ساتھہ کیسی الفت اور محبت رکھتا ہے"[۱]۔ اسی قسم کی تعریفین عیسائی سیاحون کی کتابون مین بھی بار بار بیان ہوئی ہین۔ مشہور سیاح سر جان ماندویل نے لکھا ہے کہ "مسلمان نیک اور ایماندار ہین۔ وہ اپنے صحیفہ پاک یعنی قرآن کے نہایت پابند ہین جسکو خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اوتارا اور حضرت جبرئیل خدا کا حکم اکثر اون پر ظاہر کرتے تھے"[۲]۔ صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین عیسائیون نے جو کتابین لکھین وہ بھی اسلامی خوبیون اور نیکیون کی تعریف سے مالامال ہین۔ اور یورپ مین جسوقت ترکون کی سلطنت قائم ہوئی تو شروع شروع مین اکثر عیسائیون نے ترکون کی تعریف و توصیف کا فرض ادا کیا جسکا حال ہمنے اس کتاب کے باب ششم مین لکھا ہے۔

جن اسباب سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہوئی وہ اوپر بیان کردیے گئے ہین۔ ان مین بعض سبب ایسے ہین جو ابھی تک اسلام کی ترقی کا موجب ہین لیکن ان اسباب کے

---

[۱] لوران صفحہ ۱۳۱۔ [۲] ماندویل صفحہ ۱۳۹۔

علاوہ آج کل دنیا مین اسلام کی ترقی اور اشاعت کی دو مستند ذریعے اور بھی ہین - پہلا ذریعہ تو یہ ہے کہ مسلمانون مین شعار اسلام کو زندہ کرنیکی تحریک شروع ہوی جسکی ابتدا گذشتہ صدی کے اخیر مین فرقۂ وہابیہ کے پیدا ہونے سے ہوئی - اگرچہ وہابیون کی ملکی قوت نجد کی حدود سے باہر جلد زائل ہوگئی لیکن مذہبی اعتبار سے اس فرقہ کا اثر افریقہ اور ہندوستان اور جزائر ملایا مین آجکے دن تک موجود ہے - اور اوسکی وجہ سے متعدد اسلامی تحریکین ایسی پیدا ہوئی ہین جنکا اثر نہایت قوت کے ساتھہ کل اسلامی دنیا پر پہونچا - ہم اس کتاب مین لکھہ آئے ہین کہ موجودہ زمانہ مین جن اسلامی فرقون نے اشاعت دین مین خاص کوششین صرف کین اونمین اصلاح مذہب کی اس تحریک سے کس قدر قریب کا واسطہ رہا ہے - غرض اسلام کی حمیت اور مذہبی تعلیم و تربیت کا چرچا اور علم دین کا شوق اور ارکان مذہب کی جو پابندی اسطرح پیدا ہوئی اوسنے مسلمانون کے حال مین اسلام کی ترقی اشاعت کے اوس شوق کو جو فطرتاً اونمین موجود ہے پھر زندہ کیا اور وہ ابتک زندہ ہے -

اصلاح مذہب کی اس تحریک کے ساتھہ ساتھہ ایک اور تحریک مسلمانون مین پیدا ہوئی جو بالکل مختلف قسم کی ہے - اور ان دونون مین فرق یہہ ہے کہ تحریک اول یورپ کی تہذیب و تمدن کے خلاف ہے - اور دوسری تحریک موجودہ زمانہ کے مغربی خیالات کو پسند کرتی ہے اور اسلام کو ان ہی خیالات کے پیرایہ مین ظاہر کرنا چاہتی ہے جو مسلمان اس تحریک کے معاون ہین اونکا مقصد یہ ہے کہ مسلمانون کی تمام قومین متحد و متفق ہوکر خلیفہ اور سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کرین - اگرچہ اس تحریک کو وہ وقعت حاصل نہین ہے جو تحریک اول کو ہے لیکن اوسکے حامیون کا طرز خیال ایسا ہے جس سے اسلام کی اشاعت مین مدد ملتی ہے - اور اس شوق مین کہ اخوت المومنین کے اصول کو حقیقی اور مادی صورت مین کسی طرح دیکھہ لین اونکے مذہبی خیالات پر بہت عمدہ اثر پڑجاتا ہے اور یہ خیال کہ سب اہل اسلام ایک ہوجاوین گے اور تمام کلمہ گو قومون کا ایک شعار ہوگا ان مسلمانون کے

دلون کو تقویت بخشتا ہے اور اونکو ہمت ہوتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے اپنے مذہب کے فضائل بیان کرین۔

اب رہی یہ بات کہ ان دونون اسلامی تحریکون کی وجہ سے اسلام کی اشاعت پر کیا اثر ہوگا تو اسکا حال صرف آیندہ زمانہ مین کھل سکتا ہے لیکن آج کل دعوت اسلام مین جو سرگرمی ان دو تحریکون سے ظاہر ہو رہی ہے وہ اسبات کا ثبوت ہے کہ اسلام (خدانخواستہ) مردہ نہین ہے۔ اسلام کی روحانی قوت ملک اور سلطنت پر منحصر نہین ہے جیسا کہ اکثر لکھا گیا ہے[1]۔ بلکہ ملکی قوت اور دنیوی ثروت کے نقصان نے اسلام کی خوبیان زیادہ نمایان کر دی ہین جو کسی مذہب کی اشاعت مین ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہو سکتی ہین مسلمانون نے بداقبالی سے عقل اور پیسا سے گون سکے دیئے ہین اور بجاے اسکے کہ دنیوی جاہ و ثروت کا ہونا مذہب اسلام کے زوال کی دلیل ہو یہ امر غور کے قابل ہے کہ ان ملکون مین جو عرصہ دراز سے عیسائیون کے تسلط مین ہین دعوت اسلام مین نہایت کوشش اور جستجو کی جاتی ہے۔ ہندوستان اور جزائر ملایا کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا وہ جوش و خروش ہے کہ ٹرکی اور مراکو مین اوسکو تلاش کرنا فضول ہے۔

[1] فریڈرک ڈینیسن مورس نے کسی موقع پر یہہ فقرہ کہا تھا کہ "ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام صرف ایسے وقت ترقی کر سکتا ہے جبکہ وہ ملک گیری کے درپے ہو"۔ یہہ فقرہ ایک نہایت عامیانہ خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اسلام کی نسبت (عیسائیون مین) مدت رائج ہے (دنیا کے مذاہب صفحہ ۲۸ مطبوعہ کیمبرج ۱۹۵۲ء)

تمت بالخیر

ضمیمہ اول

جہاد

قطع نظر اور اعتراضون کے اگر صرف اس اعتراض پر نظر کیجاوے جو اسلام کی نسبت عموماً کیا جاتا ہی کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پہیلایا گیا اور سچا داعی اسلام وہ ہی آوے جسکے ایک ہاتھہ مین تلوار ہو اور دوسرے مین قرآن اور وہ ان دونون مین سے ایک کی اطاعت قبول کرائے تو ظاہر ہے کہ دعوت اسلام کی کوئی تاریخ اوس وقت تک مکمل نہین تصور ہوسکتی جبتک کہ اوسکے ساتھہ جہاد کا ذکر نہ ہو جسکا ترجمہ بالعموم مذہبی لڑائی سے کیا گیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کی نسبت اس قسم کے بیانات کا ناقص ہونا اون حالات سے جو اسوقت تک اس کتاب مین لکھے گئے ہین ثابت ہوگیا ہوگا۔ اب ہمکو یہ دیکھنا باقی ہی کہ کیا قرآن سے کسی مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا حکم ملتا ہے۔ کیا قرآن کی تعلیم مسلمانون کو حکم دیتی ہے کہ وہ مسلح ہوکر اور لڑکر اپنا دین پہیلائین۔ یعنی مختصر یہ کہ مذہب اسلام مشنری (تبلیغی) مذہب ہے یا نہین۔

قرآن مین کہین کوئی عبارت ایسی نہین ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو برخلاف اسکے بہت سی آیتین ایسی موجود ہین جن سے داعیان مذہب کی کوششین وعظ ونصیحت کی حد تک محدود کردی گئی ہین۔ علاوہ اسکے یہہ بھی دعوی کیا گیا ہی کہ قرآن کی کسی آیت سے نہین نکلتا کہ کافرون پر بغیر اسکے کہ خود کافر مسلمانون کو حملہ کرنے پر مجبور کرین حملہ کیا جاوے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت کی جسقدر لڑائیان تہین وہ اقدامی نہ تہین بلکہ دفاعی تہین۔

یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ جہاد کے جو معنی غیر مومنین کے ساتھہ لڑائی کرنے کے عام طور پر لیے جاتے ہین اور رواج پا گئے ہین یہ قرآن شریف کے نازل ہونیکے بعد تراشے گئے ہین - اور یہہ کہ جن آیتون مین یہ لفظ یا اوسکے مشتقات آئے ہین اُنکے وہی معنی لینے چاہئین جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے لئے جاتے تھے - فعل مجرد جہد کے معنی ہین کوشش کرنا - محنت کرنا - مشقت کرنا - زور لگانا - توجہ کے ساتھہ کام کرنا - یا زیادہ مطالعہ کرنا - محنت کے ساتھہ کام کرنا - غرض کسی قسم کے کام مین کوشش کرنیکو ظاہر کرتا ہے یہان تک کہ دودھہ بلونے اور کھانا کھانے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے - باب افعال مین (اجہد) سخت قسم کھانے کے معنی مین بھی آتا ہے اور اگر کسی چیز کی نسبت بولا جائے تو اوسکے معنی بڑھنے اور پھیلنے کے ہوجاتے ہین - باب افتعال (اجتہد) کی صورت مین اگر اوسکے معنی ہوجاتے ہین "صحیح رای قائم کرنیکے لیے کوشش کرنا" - چنانچہ اوسکے مصدر اجتہاد کے معنی ہین "کسی مقنن یا فقیہ کا قانون یا فقہ کے کسی مسئلہ کی نسبت رای قائم کرنیکے لئے دماغی قوتون کو بدرجۂ غایت کام مین لانا" اور لفظ جہاد کے معنی ہین "غیر مطبوع چیز کا مقابلہ کرنیکے لئے قوت کو کوشش - سعی - یا لیاقت کو بدرجۂ غایت کام مین لانا" پس جو حال جہاد کے مصدر اور مشتقات کا اوپہ بیان کیا گیا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ بذاتہ اوسمین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے لڑائی اور جنگ کے معنی لیے جاوین - بلکہ خاص خاص معنی جو وہ اختیار کرتا ہے وہ صرف مضمون اور فحوای کلام سے ظاہر ہوسکتے ہین -

ہم ذیل مین وہ تمام آیات نقل کرتے ہین جسمین لفظ جہاد یا اوسکے مشتقات آئے ہین اور آیات کو اوقات نزول کی ترتیب سے نقل کرتے ہین -

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ (الفرقان - آیت ۵۲ - ۵۴)

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی سے ایک ڈر سنانے والا اٹھاتے۔ (اسی پیغمبر) تم کافرون کا کہنا نہ مانو اور قرآن (کی دلائل) سے اونکا مقابلہ کرو۔

(ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ یہان وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے کوشش کرنی مراد ہے کیونکہ یہ آیتین مکہ مین نازل ہوئی تہین اور جہاد کے معنی یہان لڑائی یا جنگ کے لیے جسقدر محل ہین اوسی قدر غیر واضح ہین۔)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۔ (النحل۔ آیت ۴۰) (ترجمہ) اور انہون نے اللہ کی قسم کہائی اپنی سخت قسم۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل۔ آیت ۱۰۸) (ترجمہ) جو شخص کفر پر مجبور کیا جاوے اگر اوسکا دل ایمان کیطرف سے مطمئن ہو اوس سے کچھ مواخذہ نہین۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النحل۔ آیت ۱۱۱) (ترجمہ) جو لوگ مبتلائے مصیبت رہے پیچھے گھر بار چھوڑے پھر جہاد (کوشش) کیے (یہ تکلیفون پر صبر کیا) اے پیغمبر) تمہارا پروردگار بیشک تمہارا پروردگار ان (سب امتحانون) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(آیت ۱۰۸ مین اون مصیبتون کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانون کو ابتدا مین اٹھانی پڑین اور آیت ۱۱۱ مین حبشہ کی طرف مسلمانون کی ہجرت سے مراد ہے۔ ان مسلمانون کا جہاد و محنتین اور مشقتین تہین جو لوگون کے ظلم اور جلاوطنی کی وجہ سے اونکو اٹھانی پڑی تہین)

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (العنکبوت آیت ۵) (ترجمہ) اور جو محنت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی لیے محنت اٹھاتا ہے ورنہ خدا تو (دنیا جہان کے) سب لوگون سے بے نیاز ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (العنکبوت آیت ۷) (ترجمہ) اور ہمنے انسانون کو اپنے ماں باپ کے ساتھہ اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر ماں باپ تیرے درپے ہون کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرائے جسکی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہین تو اُنکا کہنا نہ ماننا۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت آیت ۶۹) (ترجمہ) اور جن لوگون نے ہمارے کامون مین کوشش کین ہم بھی اونکو ضرور اپنے رستے دکھا دین گے اور کچھہ شک نہین کہ اللہ انکا ساتھی ہے جو نیک کام کرتے ہین۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ (لقمن آیت ۱۴) (ترجمہ) اگر تیرے ماباپ تجھہ کو اس پر مجبور کرین کہ تو ہمارے ساتھہ (کسی) کو شریک بنائے جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہین ہے تو اُنکا کہنا نہ مانو۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ (فاطر۔ آیت ۴۰)

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ (الانعام۔ ۱۰۹)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (البقرۃ آیت ۲۱۵) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے اللہ کی راہ مین ہجرتین بھی کین اور جہاد (کوشش) بھی سب یہ یہہ ہی ہین جو خدا کی آس لگائے بیٹھے ہین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط (التوبہ آیت ۷۳) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے ہجرتین کین اور اللہ کے رستے مین اپنی جان

ومال سے جہاد (کوشش) کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور اونکی مدد کی یہہ ہین لوگ ایک کے وارث ایک۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ

(التوبہ آیت ۷۵-۷۶) (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) بھی کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور مدد کی یہہ ہی سچے مسلمان ہین اور اونکے لئے معافی ہے اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھہ ہوکر جہاد کئے تو وہ تم ہی مین داخل ہین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝

محمد آیت ۲۷) (ترجمہ) بیشک جن لوگون کو راہ راست صاف طور پر معلوم ہوئی اور پھر بھی وہ اپنے الٹے پاؤن پھر گئے شیطان نے اونکو سبز دیا اور اونکی رسیان دراز کردین۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝

(محمد آیت ۳۱) (ترجمہ) کیا وہ لوگ جنکے دلون مین (نفاق کا) روگ ہے اس خیال مین ہین کہ خدا اونکی دلی عداوتون کو کبھی ظاہر نہ کریگا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝

(محمد آیت ۳۳) (ترجمہ) اور تمکو ہم ضرور آزما کر رہینگے تاکہ تم مین جو جہاد کرنیوالے اور صبر کرنیوالے ہین اونکو ہم معلوم کرلین اور تاکہ تمہارے اصلی حالات کو جانچ لین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○ (محمد آیت ۳۴)
(ترجمہ) بیشک جن لوگون پر دین کا رستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوے (پھیر)
اُنھون نے انکار کیا اور اللہ کے رستے سے لوگون کو روکا اور رسول کی مخالفت کی
خدا کو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان پہونچا سکین گے نہین بلکہ ان ہی کے عملونکو اکارت کر دیگا
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ آل عمران - آیت ۱۳۶) (ترجمہ) کیا تم اس خیال مین ہو
کہ تم جنت مین جا داخل ہوگے حالانکہ ابھی تک اللہ نے نہ تو یہ جانچا ہے کہ تم مین سے
کون جہاد (کوشش) کرنے والے ہین اور نہ جانچا کہ کون ثابت قدم ہین -
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الصف - آیت ۱۱) (ترجمہ) خدا اور
اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑا دو (کوشش
کرو) بشرطیکہ تم کچھ سمجھ رکھتے ہو -
لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (النساء - آیت ۹۷) (ترجمہ)
مسلمانون مین سے بیٹھ رہنے والے سوای ناکارون کے اور اللہ کی راہ مین اپنے
مال اور اپنی جان سے جہاد (کوشش) کرنے والے برابر نہین ہین بزرگی دی ہے اللہ نے
اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر مرتبہ مین اور ہر ایک
سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے
والون پر اجر عظیم دینے سے -

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (النور - آیت ۵۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ (الحج - آیت ۷۶-۷۷)

(ترجمہ) مسلمانون کو ع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو - اور اللہ کی راہ مین کوشش کرو جیسا کہ اوسمین کوشش کرنے کا حق ہے - اوسنے تمکو انتخاب فرمایا اور دین مین تم پر کسی طرح کی سختی نہین کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا -

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ (التوبہ آیت ۷۳)

(ترجمہ) اے پیغمبر کافرون اور منافقون سے جہاد کرو اور اونپر سختی کرو -

(چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہین اسلیے جہاد کے معنی جنگ کرنیکے نہین لیے جاسکتے - آنحضرت نے جس حکم پر اپنا عمل کہا وہ اس آیت سے نکلتا ہے -

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (الاحزاب آیت ۴۸) (ترجمہ) اور اے پیغمبر کافرون اور منافقون کا کہنا نہ مانو اور اونکی ایذا دہی کی (کچھ) پروانہ کرو اور خدا پر بھروسا رکھو اور خدا کارساز بس ہے

پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافرون اور منافقون کے ساتھہ وعظ و نصیحت سے کوشش کرو اور اونکے ساتھہ سختی کرو یعنی اون سے نرم نہ ہوجاؤ اور اون کے دھوکے مین نہ آجاؤ -[1]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

[1] مولوی چراغ علی صفحہ ۱۸۶ -

تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ (الممتحنہ۔ آیت ۱) (ترجمہ) مسلمانو اگر تم ہماری راہ مین جہاد (کوشش) کرنے اور ہماری ضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے وطن چھوڑکر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ تم انکی طرف دوستی (کے نامہ وپیام) دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس جو (خدا کی طرف سے دین) حق آیا ہے وہ اوس سے انکار کر ہی چکے ہین۔ وہ تو صرف اتنی بات پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو رسول کو اور تمکو (گھرون سے) نکال رہے ہین اور تم چپکے چپکے انکی طرف دوستی کے پیغام دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو ہم خوب جانتے ہین اور جو تم مین سے ایسا کریگا تو وہ سیدھے رستے سے بہک گیا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات آیت ۱۵) (ترجمہ) پس سچے مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک (وشبہہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے مین اپنے مال اور اپنی جان سے کوشش کی حقیقت مین یہی سچے مسلمان ہین۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۱۶) (ترجمہ) کیا تمنے ایسا سمجھ رکھا ہے کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی اللہ نے اُن لوگون کو اچھی طرح دیکھا نہین جو تم مین سے جہاد (کوشش) کرتے ہین اور اللہ اور اُسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑکر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے اور جو کچھ یہ بھی تم لوگ کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (التوبہ آیت ۱۹) (ترجمہ) کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد رکھنے کو اُس شخص (کی خدمتون) جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ (دونون ایک دوسرے کے) برابر نہین اور اللہ ظالم لوگونکو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۲۰) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لئے) انہون نے ہجرت کی اور اپنی جان و مال سے اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کئے۔ یہہ لوگ اللہ کے ہان درجے مین کہین بڑھکر ہین اور یہہ ہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبہ - آیت ۲۴) (ترجمہ) سمجھا دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیان اور تمہارے کنبہ دار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے مندہ پڑنیکا تمکو اندیشہ ہو اور مکانات جن مین رہنے کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہہ چیزین) اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرنے سے تمکو زیادہ عزیز ہون تو ذرا صبر کرو یہانتک کہ جو کچھہ خدا کو کرنا ہے وہ تمہارے سامنے لاموجود کرے اور اللہ

اُن لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین دیا کرتا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۴۱) (ترجمہ) ہلکے اور بوجھل نکل کھڑے ہوا کرو اور اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد (کوشش) کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمارے حق مین بہتر ہے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ (التوبہ آیت ۴۴) (ترجمہ) جو لوگ خدا کا اور آخرت کا یقین رکھتے ہین وہ تم سے اسبات کی رخصت مانگتے نہین کہ اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہون اور اسد پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ (التوبہ آیت ۸۱) (ترجمہ) جو پیچھے چھوڑ دیے گئے وہ رسول خدا کے خلاف (راے) اپنے گھرون مین بیٹھہ رہنے سے بہت خوش ہوے اور راہ خدا مین اپنی جان و مال سے جہاد (کوشش) کرنا اُنکو ناگوار ہوا اور لوگون کو بھی سمجھانے لگے کہ ایسی گرمی مین (گھر سے) نہ نکلنا۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ) (ترجمہ) اور جبکہ اُتاری جاتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد (کوشش) کرو اوسکے رسول کے ساتھہ تو اجازت مانگتے ہین تجھہ سے وسعت والے اُن مین سے اور کہتے ہین کہ چھوڑ دے ہمکو تاکہ ہم رہین بیٹھہ بیٹھہ رہنے والون کے ساتھہ۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (التوبہ۔ آیت ۸۹) (ترجمہ) لیکن رسول

ہے اور اون لوگون نے جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتھہ جہاد (کوشش) کی اپنے مالون اور اپنی جانون سے اور یہہ لوگ ہین کہ اونہین کے لیئے ہین نیکیان اور یہ لوگ وہی ہین فلاح پانے والے۔

(یہ اوپر کی نو آیتین جو سورۃ التوبہ سے نقل کی گئین ہین ہجرت کے نوین سال کے بعد نازل ہوی تہین جبکہ اہل مکہ نے صلحنامہ حدیبیہ کے خلاف عمل کیا تہا اور بہوخراصہ پر جو آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے حملہ کیا تہا۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوی تہی۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ۔ آیت ۱۳) (ترجمہ) کیا تم نہ لڑوگے ایسی قوم سے کہ انہون نے ابتدا کی تم سے (عہد توڑنے کی) پہلے پہل۔ کیا تم اونسے ڈرتے ہو پہر اللہ زیادہ احق ہے کہ اوس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو" لیکن اہل مکہ نے جلدی مصالحت کر لی اور اس لڑائی کی حکم کی تعمیل غیر ضروری ہوگئی جو چار ماہ حرام کے گذرنے کے بعد ہوسکتی تہی۔ غرض اس صورت مین جہاد سے مطلب یہہ ہوسکتا تہا (اگرچہ اوسکے اصلی معنون سے اسبات کو کچھہ تعلق نہین) کہ جو لوگ آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے جب اونکو گزند پہونچاتو دوستون کے ساتھہ ہوکر لڑنا چاہیے تہا۔ پس اس بات سے ہم سمجھہ سکتے ہین کہ زمانہ مابعد مین جہاد کے معنی کافرون سے جنگ کرنے کے کیونکر ہوگئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (مائدہ۔ آیت ۳۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈہونڈو اوسکی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اوسکی راہ مین تاکہ تم فلاح پاؤ۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ط حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ○ (مائدہ - آیت ۵۳)
(ترجمہ) اور کہین گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیا یہ وہی ہین جنہون نے قسم کہائی تہی اللہ کی اپنی سخت قسمین کہ بیشک وہ تمہارے ساتہہ ہین نابود ہو گئے اونکے عمل پہر ہو گئے نقصان اوہٹانے والون مین -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ لا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (مائدہ - آیت ۵۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی تم مین سے پہر جاوے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک قوم کو کہ دوست رکہتا ہے اونکو اور وہ دوست رکہتے ہین اوسکو متواضع ہین ایمان والون کے ساتہہ اور سخت گیر ہین کافرون کے ساتہہ کوشش کرینگے اللہ کی راہ مین اور نہ خوف کرینگے ملامت کرنیوالون کی ملامت سے یہہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا -

یہہ مسلمان شارع اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنی مذہبی جنگ کے ہو گئے جو کفار سے لڑی جاوے اور بغیر اوسکے وہ کیہہ ستائین اونپر حملہ کرنا جائز ہو - لیکن یہ اصول ایسا ہے جسکو قرآن نے ہرگز جائز نہین کہا ہے - اگر قرآن سے یہہ اصول کسی طرح نکل بہی سکتا ہے تو صرف اسطرح کہ مختلف آیتون کے ٹکڑے علیحدہ لے لئے جاوین اور بغیر فحوای کلام پر نظر کئے اور خاص حالات کو سمجہے کہ جن مین وہ آیتین نازل ہوئین اور جن سے اونکو تعلق تہا معنی کہے جاوین - لیکن پہر بہی اون سے یہ مراد نہین ہے کہ جنگ کرنے کے لیئے آنے والی نسلون کے حق مین بطور مذہبی نصیحتون کے ناطق حکم تصور ہون - لیکن گو کافرون کے ساتہہ بغیر اشتعال کے

لڑائی کرنے کو بعض شارع نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق
جہان تک مجھہ کو تحقیق ہوا ہے کسی شارع نے اوسکو جائز نہین سمجھا بلکہ ہمیشہ مفتوحین
کے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکین

ضمیمہ دوم

عبداللہ بن سمعیل ہاشمی کا خط عبدالمسیح بن اسحق کی نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد اور رسول خدا کی نعت کے بعد مین اپنے خط کو جو تمہارے نام بھیجتا ہون تمہاری سلامتی اور تمپر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون اور مین اس امر مین اپنے آقا اور تمام پیغمبرون کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتا ہون کیونکہ وہ لوگ جنکی شہادت ہمارے نزدیک مقبول ہے اور سچ بولنے والے اور حق بات کہنے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی حدیثون کو ہم سے روایت کرنیوالے ہین انہون نے ہم سے ہمارے نبی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ انکی عادت تھی اور وہ (خدا اونپر رحمت نازل کرے) جب لوگون سے باتین کرتے تو انکو خطاب کرکے اول انکے لیے سلامتی اور انپر رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے تھے - اور اس دعا کے وقت اپنی امت کے لوگون اور ذمیون مین اور مسلمانون اور مشرکون مین کوئی فرق نہین کرتے تھے - اور فرماتے تھے کہ مین تمام آدمیون کی ہدایت کی لیئے عمدہ اخلاق کے ساتھہ بھیجا گیا ہون - مین سنگدل اور بیرحم پیدا نہین ہوا اور وہ اس بات پر خدا کو گواہ کرتے تھے جو کہتا تھا کہ خدا ایمان والون پر مہربان اور رحیم ہے - اسطرح مجکو یاد ہے کہ ہمارے پیشوا خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی فضیلت اور شرافت اور عالی ہمتی اور خوش خلقی کے ساتھہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرتے تھے اور اوسمین کسی کے ساتھہ فرق نہین کرتے تھے نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے - مین نے وہ ہی بات اختیار کی اور اوسی طریقہ پر چلا

اور اوسی نیک عادت کو پسند کیا۔ اسی لیئے مین اپنے خط کو تمہاری سلامتی اور تمیر
خیر نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون تاکہ جسکے پاس میرا خط پہونچے اوسکو
کوئی بات ناگوار نہو۔

وہ چیز جسنے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا اور اس بات پر آمادہ کیا وہ تمہاری محبت اور دوستی
ہے کیونکہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریب کے
لوگون کی محبت دین و ایمان ہے۔ اسکے سوا اس خط لکھنے کا باعث یہہ ہے کہ مین سوا
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہون اور تمہاری خدمت اور خیر خواہی کا جو حق میرے
ذمہ واجب ہے اوسکو ادا کرنا چاہتا ہون اور مین جانتا ہون کہ تم ہمارے ساتھہ محبت اور
دوستی اور مہربانی کا اظہار کرتے رہے ہو اور مین دیکھتا ہون کہ میرے آقا اور میرے چچا
کے بیٹے امیر المومنین (خدا اونکی مدد کرے) تمہاری تعظیم کرتے ہین اور تمکو اپنا مقرب
اور معتبر سمجھتے ہین اور تمہاری نسبت عمدہ رای رکھتے ہین۔ اس لئے مین نے مناسب
سمجھا کہ مین تمہارے لیے وہی بات پسند کرون جو مین اپنے لیئے اور اپنے گھر والون اور
جان بچون کے لئے پسند کرتا ہون اور تمہارے ساتھہ خالص خیر خواہی سے پیش آؤن
اور اس مذہب کو تمہارے سامنے پیش کرون جسپر ہم چلتے ہین اور جسکو خدا نے ہمارے
لئے اور اپنی تمام مخلوق کے لیے پسند کیا ہے اور اسپر آخرت مین ثواب دینے اور
عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ ..... اس لیئے مین نے تمہارے لیے
وہی چاہا جو اپنے لیے چاہتا ہون اور تمہارے اخلاق اور علمی لیاقت اور شائستگی
اور شرافت اور اپنے ہم مذہبون مین ممتاز ہونے کو دیکھکر مجھے ترس آیا کہ تم اپنے اس
مذہب عیسوی پر قائم رہو مین نے دل مین کہا کہ مین اپنے دوست کے سامنے
نرم گوئی اور خوشگوئی کے ساتھہ اوس چیز کو پیش کرون جو خدا نے مہربانی سے ہمکو عنایت
کی ہے اور خدا کے اس حکم کی پیروی کرون کہ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (سورہ عنکبوت ۴۵) - یعنی اے مسلمانو اہل کتاب کے ساتھ مباحثہ نکیا کرو مگر اسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ اور شایستہ ہو - پس مین تم سے عمدہ کلام اور نرم الفاظ مین مباحثہ کرتا ہون شاید کہ تم ہوشیار ہو اور حق کی طرف مائل ہو اور خدا تعالی کے اوس کلام کی طرف رجوع کرو جسکو مین تمہارے سامنے پڑہتا ہون اور جسکو خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا اور سردار بنی آدم محمد علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل کیا ہے - مین اس بات مین ناامید نہین ہون بلکہ تمہاری نسبت خدا سے امید رکھتا ہون جو اپنی مرضی سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ خدا مجھکو اس کام کا سبب اور وسیلہ بنا دے اور مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالی اپنے مقدس کلام مین فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورہ آل عمران - ۱۷) یعنی دین تو خدا کے نزدیک بہی اسلام ہی ہے - پہر اپنے قول کی تاکید مین فرماتا ہے -

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورۃ آل عمران - ۷۹) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش مین ہو تو اوسکا وہ دین ہرگز مقبول نہوگا اور آخرت مین وہ زیانکارون مین ہوگا - پہر خدا نے بطور امر قاطع کے تاکید کے ساتھ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (سورۃ آل عمران - آیت ۹۷) (ترجمہ یعنی اے مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا -

اور تم (خدا تمکو کفر کی حالت سے بچائے اور تمہارے دل کو نور ایمان سے منور کرے) جانتے ہو کہ مین عمر کی بہت سی منزلین طے کر چکا ہون اور مین نے تمام مذہبون پر عبور کیا ہے اور اونکو آزمایا ہے اور اُن تمام مذہب والون مین خاصکر تم عیسائیون کی بہت سی کتابین مطالعہ کی ہین - مین نے عہد عتیق اور عہد جدید کے

پڑھنے مین جنکو خدا نے موسےٰ اور عیسےٰ اور دیگر انبیاے علیہم السلام پر نازل کیا محنت اُٹھائی ہے" (اسکے بعد ہاشمی عہد عتیق اور عہد جدید کی خاص خاص کتابون کے نام لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مختلف عیسوی فرقون کے عقائد مذہبی اوسنے کس طرح معلوم کیئے) "مین بہت سے آدمیون سے ملا ہون جو شدت زہد اور کثرت علم مین مشہور ہین اور بہت سی خانقاہون اور گرجاؤن اور معبدون مین گیا ہون اور ان سات لمبی نمازون مین شریک ہوا ہون جنکو صلوٰۃ الاوقات کہتے ہین۔ ..... اور مین نے اوس عجیب محنت کو اور رکوع کرنے اور زمین پر چہرہ اور پیشانی رکھکر سجدہ کرنے کو اور نماز ختم ہونے تک سینہ پر ہاتھ باندھنے کو خاص کر اتوارون اور جمعون اور تہوارون کی راتون کو دیکھا ہے جن مین وہ تمام رات جاگتے اور کھڑے ہوکر تسبیح اور تقدیس اور تہلیل مین مشغول رہتے ہین اور اسیطرح تمام دن کھڑے ہوکر نماز پڑہتے ہین اور نمازون مین باپ اور بیٹے اور روح القدس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور اعتکاف کے دنون مین جنکو وہ ایام البواعیث کہتے ہین ننگے سر بالون کے بچھونے اور راکھ کے ڈہیر پر بیٹھے ہوتے اور زار زار روتے اور آنکھون سے پے در پے آنسو بہاتے اور نہایت درد کے ساتھ چلاتے ہین۔ مین نے اونکی قربانی کو بہی دیکھا ہے کہ وہ اوسکو کس احتیاط سے ادا کرتے ہین اور قربانی کی روٹیان کتنی صاف ہوتی ہین اور جب قربانی کو اوس مقام مین جو بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے شراب کے بھرے ہوے پیالون کے ساتھ قربان گاہ پر چڑہاتے ہین تو کسقدر روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہین اور کیسی کیسی لمبی دعائین پڑہتے ہین۔ راہب جو اپنے چھ سو دن کے دنون مین جن مین چار بڑے اور دو چھوٹے روزے ہین جو عبادت اور تفکر اپنے حجرون مین کرتے ہین اوسکو بہی دیکھ چکا ہون۔ مین ان تمام موقعون پر موجود رہا ہون اور جو عیسائی ان موقعون پر بہی انکو دیکھ چکا ہون اور ان سب باتونکو خوب جانتا اور پہچانتا ہون مین اُن مطرانون اور اسقفون کو بہی دیکھ چکا ہون جو بڑے

بڑے عالم اور عارف مشہور ہین - اور مذہب عیسوی مین سرتاپا غرق ہین اور دنیا سے نہایت بے تعلقی اور نفرت ظاہر کرتے ہین - مین نے اونکے ساتھہ انصاف پسند اور طالب حق ہوکر مناظرہ کیا ہی اور اپنے اور اونکے درمیان جھگڑے اور دشمنی اور زیادتی اور خود پسندی اور تکبر کے ساتھہ مکابرہ کرنے کو دخل نہین دیا - مین نے اُنکو پوری طرح آزادی دی کہ وہ اپنی دلیلین بیان کرین اور حجتین کہین نہ مین اونپر مواخذہ کرونگا - نہ کسی بات مین اونپر طعن اور ملامت کرونگا جیسا کہ ہمارے وہ اہل مذہب کرتے ہین جو عام بازاری اور نادان اور احمق اور ساقط الاعتبار ہین - نہ اونکا کوئی اصلی مقصد ہے جسپر پہونچکر وہ تھم جائین اور نہ اونکو سمجھہ ہے جسپر وہ بہروسا کرین - نہ دین اور اخلاق ہے جو اونکو بے ادبی سے روکے - اُنکا کام سراسر زبان درازی اور مکابرہ اور حکومت کی قوت پر شیخی کرنا ہے - اور نہ اُنکے پاس علم ہے اور نہ کوئی حجت - جب مین اُن عیسائیون سے مناظرہ کرتا تہا اور اونکی عقل اور اعتقاد اور علم کے ٹٹولنے کو اونسے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تہا - تو وہ اُس مسئلہ کو سچ سچ بیان کرتے تہے اور کسی بات مین جسپر مین اُنسے مباحثہ کرتا یا سوال کرتا تہا جھوٹ نہین بولتے تہے - مین نے اونکے دل کا حال بہی ویسا ہی پایا جیسا کہ اونکا ظاہری حال تہا - اب مین تمکو (خدا تمکو نیک ہدایت دے) یہہ حال لکہتا ہون اور اُن باتونکی تفصیل کر رہا ہون جنکو مین نے مدت کے مباحثون اور استحانون کے بعد اچہی طرح معلوم کیا ہے تاکہ میرا مکتوب الیہ یہہ گمان نکرے کہ مین اُن باتون سے ناواقف ہون اور جان جاوے کہ مین نصاریٰ کے تمام حالات سے کما حقہ آگاہ ہون -

اب مین بسبب اوس واقفیت کے جو مجہکو تمہارے مذہب کی نسبت حاصل ہے اور بسبب زبانہ درازی کی محبت کے تمکو اُس مذہب کی طرف بلاتا ہون جسکو خدا نے میرے لیے پسند کیا اور مین نے خود اوسکو اپنے لیے اختیار کیا اور مین تمہارے لیے جنت مین

پہونچنے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا پورے طور پر ضامن ہوتا ہون
وہ مذہب یہ ہے کہ تم ایک یکتا اور بے نیاز خدا کی عبادت کرو نہ اوس سے
کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اوسکی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے نہ اوسکا کوئی
ہمسر ہے یہ وہ صفت ہے جو خدا تعالے نے اپنی نسبت بیان کی ہے کیونکہ دنیا مین
کوئی اوسکو اوس سے زیادہ نہین جانتا۔ مین ایسے ایک خدا کی طرف تمکو بلاتا ہون
جسکی یہ صفت ہے اور مین اپنے خط مین خدا کی تعریف اس سے زیادہ نہین کرسکتا جو
خود اوسنے اپنی نسبت بیان کی ہے اوس کا نام اور ذکر اس سے بہت زیادہ بلند ہے
جو مشرکین بیان کرتے ہین۔ یہہ ہی طریقہ تمہارے باپ اور ہمارے باپ ابراہیم کا
تہا (اونپر خدا کی رحمت ہو) اور وہ خالص مسلمان تہے۔
پہر مین تمکو (خدا تمکو ہر بلا سے محفوظ رکہے) اپنے آقا کی نبوت کے اقرار اور شہادت
کی طرف بلاتا ہون جو بنی آدم کے سردار اور خدا کے برگزیدہ اور خاتم الانبیا محمد بن عبداللہ
ہین ..... جنکو خدا نے تمام دنیا کے لیے بشیر یعنی خوشخبری دینے والا اور نذیر
یعنی ڈرانیوالا پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ
(سورۂ توبہ ۳۳) یعنی وہ ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بہیجا
تاکہ اوسکو تمام دینون پر غالب کرے گو مشرکون کو برا ہی کیون نہ لگے۔ انہون نے
مشرق اور مغرب اور خشکی اور تری اور پہاڑون اور میدانون کے سب آدمیون کو رحمت
اور مہربانی اور اخلاق اور شیرین کلامی سے دعوت کی۔ اور تمام مخلوق نے اونکی دعوت
قبول کی اور اسبات پر گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہین اونکے لیے جو نصیحت ماننے
کے لیے تیار ہین۔ اور تمام دنیا نے دل سے اونکی اطاعت کا اقرار کیا کیونکہ سب لوگ
اونکے قول کے سچا ہونے اور اونکی دلیل کے صحیح اور واضح ہونے کو جان چکے

تھے۔ وہ دلیل ہین اور حجت قاطع یہہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے اونپر نازل ہوی اور جسکی مثل کوئی جن اور کوئی انسان نہین لاسکتا خدا فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (سورۂ بنی اسرائیل - ۹۰) یعنی اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ اگر آدمی و جنات جمع ہوکر اسبات پر آمادہ ہون کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنالاین تاہم اس جیسا نہین لاسکتے اگرچہ ان مین سے ایک کی پشتی پر ایک کیون نہ ہو۔ یہی دلیل آنحضرت کے دعوے پر کافی ہے انہون نے ایک بہمتا اور بے نیاز خدا کی عبادت پر لوگون کو دعوت کی۔ لوگون نے اونکے دین مین داخل ہوکر بلا جبر و اکراہ کے نہایت خوشی سے اونکی اطاعت قبول کی اور اُن لوگون پر جو اونکی نبوت اور رسالت سے انکار کرتے اور اُنکے ساتھہ مقابلہ اور مکابرہ کو تیار رہتے اونکے نام کی برکت سے غالب آئے اور خدا نے اونکو ملکون پر مسلط کیا اور قیصر و کسریٰ کی گردنین اونکے سامنے جھکادین مگر جن لوگون نے اونکی بات کو سنا اور اونکے مذہب کو مانا اور اونکے دین پر گواہی دی تو اونکے جان و مال اور عزت محفوظ کی گئی اور وہ عاجز ہوکر جزیہ دینے سے بری ہوے ۔۔۔ (بیان الہاشمی اسلام کے ارکان و فرائض بیان کرتا ہے مثلاً پانچ وقت کی روزانہ نماز۔ رمضان کے روزے جہاد۔ قیامت کے دن مردون کا زندہ ہونا اور اونکا انصاف ہونا۔ بہشت کی خوشیان اور دوزخ کی تکلیفین۔) اب ہم تمکو سمجھا چکے۔ اگر تم ایمان لائے اور خدا کی نازل کی ہوی کتاب کی جو آیتین تمکو سنائی گئی ہین اونکو تمنے قبول کرلیا تو ہماری نصیحت اور جو کچھہ تمکو تحریر کیا ہے اوس سے فائدہ اوٹھاؤگے اور اگر تمنے نہین مانا اور کفر اور گمراہی اور حق باتون کی مخالفت پر تم برابر قائم رہے تو ہم تو ضرور اپنے کیے کی جزا پائینگے کیونکہ ہم کو جو حکم دیا گیا تھا ہمنے اوسپر عمل کیا اور خدا نے چاہا تو وہی تمہارا انصاف کریگا۔ (اسکے بعد الہاشمی متعدد مذہبی فرائض اور مسلمانون کے طریقون کو بیان کرتا ہے اور نتیجہ

نکالتا ہے کہ) پس مین نے خدا کا کلام تمکو سنا دیا اور کلام سچا ہے - اوسکا کوئی وعدہ کبھی خلاف نہین ہوسکتا نہ اوسکا کوئی قول جھوٹا ہوسکتا ہے جسکو مین اپنے خط مین اوپر لکھہ آیا ہون اور جو کہ باوجود کم ہونے کے کافی ہے - اب تم کفر اور گمراہی اور بدبختی اور مصیبت کی باتون کو ترک کرو اور تحریف کی باتون کو چھوڑ دو جن کو تم جانتے ہو اور جنکا تم انکار نہین کرسکتے - اور وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا قائل ہونا اور صلیب کی پرستش کرنا ہے جو نقصان ضرور دیگا اور فائدہ کچھہ نہین - مین تمہاری اس حالت کو دیکھہ کر شکر کرتا ہون اور تمہاری علم اور فضیلت کی شان کو اس مذہب کی لغویت سے بالا سمجھتا ہون مین دیکھتا ہون کہ خدا اپنے پاک کلام مین فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ○ (نساء - ۱۵) یعنی اسداس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہین کہ اوسکے ساتھہ کسی کو شریک گردانا جائے - ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کردے اور جس نے کسی کو خدا کا شریک گردانا اوس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو بہت بڑا گناہ (ہے)"-

اسیطرح ایک جگہہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ج وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

(مائدہ - ۷۶ - ۷۹) یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو یہہ ہی مریم کے بیٹے مسیح ہین اور اس

یہہ لوگ بے شک کافر ہو گئے اور مسیح (تو یون) سمجھایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل
اللہ (ہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے - اسمین شک نہین کہ
جو اللہ کے ساتھہ کسی کو بھی شریک گردانے اللہ کی طرف سے بہشت اوسپر حرام ہو چکی اور
اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالمون کا کوئی بھی مددگار نہین جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو
یہہ ہی تین مین کا تیسرا ہے - یہہ لوگ بھی بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدای واحد کے سوا
کوئی معبود نہین اور جیسی جیسی باتین یہہ لوگ کہتے ہین اگر اونسے باز نہین آئینگے تو جو لوگ اونمین
سے کفر کرتے رہین گے اون پر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا - کیا یہہ خدا کے آگے توبہ
اور استغفار نہین کرتے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے - مریم کے بیٹے مسیح تو صرف
ایک رسول ہین اور بس - اُن سے پہلے بھی بہتیرے رسول ہو گذرے ہین اور اونکی والدہ
(خدا کی ایک) سچی (بندی) تہین - یہہ دونون (ماں بیٹے) کھانا کھاتے تھے دیکھو تو
سہی ہم کس طرح کھول کھول کر ان لوگون سے دلائل بیان کرتے ہین پھر دیکھو یہہ لوگ کدہر
اولٹے بہکے چلے جا رہے ہین ۔ اب تم اس گمراہی کو اور اوس سخت تعصب کو جو تکلیف
مین ڈالنے والا ہے اور روزون کی سخت محنت کو اور دائمی شقاوت اور تکلیف سخت
کو جس مین تم ڈوبے ہوے ہو اور جس سے سوای جسمانی اور روحانی تکلیف کے کوئی
فائدہ نہین ہے ، چھوڑ دو اور اس مضبوط دین مین داخل ہو جسکا رستہ آسان ہے جسکے عقیدے
سچے ہین - جسکے قانون عمدہ ہین اور جسکا رستہ کشادہ ہے اور جسکو خدا نے اپنے بندون
مین سے اپنے دوستون کے لیے پسند کیا اور تمام مذہبون کو چھوڑ کر مہربانی اور احسان
سے اسی مذہب کی طرف تمام مخلوق کو دعوت کی ہے تاکہ اونکو ہدایت ہو اور خدا کی نعمت
اون پر پوری ہو -

مین تمکو نصیحت کر چکا اور دوستی اور سچی محبت کا حق ادا کر چکا - کیونکہ مین چاہتا ہون
کہ تمکو اپنے ساتھہ شامل کرون اور مین اور تم دونون ایک خیال اور ایک مذہب پر ہون

مین دیکھتا ہون کہ خدا اپنے کلام محکم مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ع (بینہ - ۵ - ۸)

یعنی بیشک اہل کتاب اور مشرکین مین سے جو لوگ انکار کرتے رہے وہ (آخرکار) دوزخ کی آگ مین ہونگے اور اوسمین ہمیشہ رہین گے یہہ لوگ بدترین خلائق ہین - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک عمل بھی کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہین اُنکا بدلا اُنکے پروردگار کے ہان رہنے کے باغ (بہشت) ہین جنکے تلے نہرین بڑی بہ رہین ہونگی اور وہ اُن مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ اونسے خوش اور وہ اوس سے خوش - یہہ اوسکے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے - دوسری جگہہ خدا فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؕ (آل عمران - ۱۰۶) یعنی لوگون کے (فائدہ) کے لیے جسقدر اُمتین پیدا ہوئین اُن مین تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اونکے حق مین بہتر تھا (مگر) اون مین سے تھوڑے ایمان لائے اور اکثر نافرمان ہین" خدا تمکو زندہ اور سلامت رکھے مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ تم دوزخیون مین شامل ہو جو بدترین خلائق ہین اور اُمید رکھتا ہون کہ تم خدا کی ہدایت سے ایمان والون مین شامل ہوگے جن سے خدا خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہین اور وہی بہترین خلائق ہین - اور مین امید کرتا ہون کہ تم اوس امت مین شامل

ہوگے جوان تمام امتون سے بہتر ہے جوکہ لوگون کے فائدہ کے لیے پیدا ہوئین
لیکن اگر تم انکار کرو اور جھگڑو اور تکرار اور نادانی اور کفر اور سرکشی مین مبتلا رہو جسمین کہ تم
ابھی تک مبتلا ہو اور ہماری بات کو نہ مانو اور ہماری نصیحت کو نہ سنو حالانکہ نہ تم سے ہم
اسکا انعام طلب کرتے ہین نہ شکریہ کے خواستگار ہین تو نہایت اطمینان سے اپنے مذہب
کی کیفیت لکھ بھیجو جو تمہارے نزدیک صحیح ہو اور جسپر تمہارے نزدیک دلیل قائم ہوچکی ہو۔
دلیل لانے مین ذرا کمی نہ کرنا اور نہ اپنے اعتقاد کو چھپانا اور کچھہ خوف اور باک نہ کرنا مین صبر
کے ساتھہ تمہاری دلیل کو سنونگا اور جو حجت مجھپر قائم ہو اوسکو مانونگا۔ اور دل سے مانونگا مین
نہ انکار کرونگا۔ نہ ہٹ دہرمی اور نہ کچھہ خوف کرونگا۔ یہ اسلیے کہا کہ جو کچھہ تم ہماری سامنے پیش کروگے اور ہمکو
سناؤگے اوسکا ہم اندازہ کرین اور جو معلومات ہمکو حاصل ہین انمین شامل کرین پھر اسکے بعد ہمکو اجازت
دین کہ تم دل کھولکر بیان کرو اور ہمپر یہ دلیل نہ لاؤ کہ ہم خوف کی سبب سے رک گئے اور کافی طور پر حجت نہ لاسکے اور اس
بات کی ضرورت ہو کی کہ ہم اپنی زبان کو بند کرین اور دل کھولکر اپنی دلائل نہ بیان کرین
اس لیے ہمنے تمکو دلائل بیان کرنے کے لیے پوری آزادی دی تاکہ تم ہماری طرف اس
بات کو منسوب نہ کرسکو کہ ہم مغرور ہین اور ہم حجت نہ لاسکو کہ ہم نے ہٹ دہرمی اور زیادتی
کی کیونکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے۔

خدا تمکو تمام آفات سے محفوظ رکھے اب تم جو چاہو دلیل لاؤ اور جس طرح چاہو بیان کرو
اور جو تمہارا جی چاہے کہو اور تم اپنے خیال مین جس بات کو سمجھو کہ اس سے مضبوط دلیل پیدا
ہوگی اوسکو جی کھولکر بیان کرو۔ اب تم وسیع طور پر امن و امان مین ہو اور خدا تمکو نیکی دے
جبکہ ہم نے اس قدر آزادی تمکو دی۔ اور تمہاری زبان اسقدر کھلوائی تو ہمارا یہہ حق بھی
تمپر لازم ہے کہ تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسے منصف حکم کو مقرر کرو جو فیصلہ مین
ناانصافی نہ کرے اور ہوای نفسانی کے غلبہ سے دورہ کرنا حق کی طرف نہ جھکے۔ اور
وہ حکم عقل ہے جسپر خدا لیتا اور دیتا ہے۔ ہم نے تمسے کلام کرنے مین انصاف کا خیال

رکھا ہے اور تمکو نہایت وسیع طور پر آزادی دی ہے اب ہم عقل کے فیصلہ پر راضی ہین خواہ وہ فیصلہ ہماری راے کے موافق ہو یا مخالف - کیونکہ مذہب مین کوئی جبر نہین ہے اور ہمنے تمکو اپنے مذہب کی دعوت جبر سے نہین کی ہے بلکہ خوشی اور رغبت دلانے کے طریق پر کی ہے اور جس مذہب پر تم ہو اوسکی خرابی جتادی ہے - اب تمپر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین تمپر نازل ہون" (تمام شد)

اسمین شک نہین کہ یہہ خط غیر مکمل حالت مین ہم تک پہونچا اور عیسائی نقل نویسون نے اوس مین بہت کچھہ ردوبدل کر دیا - بعض مسائل مذہبی کا ذکر جو عیسوی مذہب کے ساتھہ خصوصیت رکھتے ہین مثلاً مسئلہ تثلیث کا رد اس خط مین بیان نہین ہے - لیکن عبد المسیح الکندی کے جواب مین جو تثلیث کے خلاف جو عبارتین دیکھنے مین آتی ہین اونسے صاف ظاہر ہے کہ ہاشمی کے خط سے وہ مضامین جو عیسائیون کو ناراض کرتے تھے اڑا دیے گئے[۵۲]

---

[۵۱] مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے نہایت مہربانی فرماکر براہ راست عربی زبان سے اس خط کا ترجمہ کر دیا جسکو مین نے بجنسہ یہان نقل کیا ہے - مولوی صاحب موصوف کا مین نہایت مشکور ہون انگریزی ترجمہ سے جو اصل کتاب مین ہے یہہ اردو کا ترجمہ بالکل مطابق ہے - (مترجم) [۵۲] اسیطرح مشہور عیسائی الوار اور ایک یہودی کے درمیان جو عیسائی مذہب چھوڑکر یہودی ہوا تھا سخت مذہبی مناظرہ ہوا اس مناظرہ مین جو خط و کتابت ہوی اوسکے ایڈیٹر نے بیدر ہوین خط مین لکھا ہے کہ "اس صفحہ پر چودہ سطرین اسطرح مٹائی گئی ہین کہ ایک سطر بھی نہین پڑہی جاتی - مالک کتاب نے آگے کے صفحہ بالکل اڑا دیا ہی تاکہ یہودی نے جو دیوانون کی طرح بڑہانکی ہے اسکو کوئی شخص نہ پڑہ سکے (میزان قسم ۱۲ صفحہ ۴۸۳)

ضمیمہ سوم

مسلمانون اور غیر مذہب کے لوگونکے درمیان مناظرانہ تحریرین

اگرچہ مسلمانونکے ہان تبلیغ مذہب کیلیے کوئی مستقل انتظام یا سررشتہ نہین ہے اور نہ ایسی انجمنین موجود ہین جو مذہبی کتابین اور رسالے اشاعت دین کی غرض سے تقسیم کرین یا ایسے ہی اور طریقون سے اسلام کو پھیلائین لیکن مسلمانون کے ہان ایسی کتابونکی کمی نہین ہے جن مین غیر مذہب والون کے خلاف خاص کر یہودیون اور عیسائیون کے مقابلہ مین مذہب اسلام کی فضیلت کو دلیل اور حجت سے ثابت کیا ہو۔ ان کتابون کا مفصل حال لکھنا ہمارا مقصود نہین ہے بلکہ اونکی طرف صرف متوجہ کرنا ضرور ہی ہے تاکہ دعوت اسلام کے متعلق لوگون کا یہہ عام خیال رفع ہوجاوے کہ جب کبھی اسلام کی اشاعت ہوی تو ہزارون آدمیون نے یک بخت مجبور ہوکر اسلام قبول کیا اور وہ دلی اعتقاد سے مسلمان نہین ہوے بلکہ غیر مذہب والون کو اعتقاد پیدا کرکے مسلمان کرنا داعیان اسلام کا مقصد ہی تہا اگرچہ کفار کے خلاف اسلامی مباحثون کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے لیکن در اصل نوین صدی عیسوی سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا جو ابتک جاری ہے۔ یہہ تحریرین اور کتابین عیسوی مذہب کے رد مین اسقدر لکھی گئی ہین کہ عیسائی مذہب کی طرف سے اسلام کے رد مین اتنی کتابین تحریر نہین ہوئین۔ اور بعض زبردست علمای اسلام نے مثلاً ابو یوسف ابن اسحاق الکندی (سنہ ۸۱۳-۸۷۳ع) مسعودی (سنہ وفات ۹۵۸ع)۔ ابن حزم (سنہ ۹۹۴-۱۰۶۴ع)۔ امام غزالی (سنہ وفات ۱۱۱۱ع) نے ان کتابون کی تحریر کے لیے قلم اٹھایا۔ بعض عیسائیون نے بہی مسلمان ہوکر اسلام کی

حمایت اور اپنے مسلمان ہونے کے حالات اور وجوہات مین کتابین لکھین - چنانچہ گیارھوین صدی عیسوی مین ابن جزلہ نے اور تیرھوین صدی عیسوی مین یوسف اللبنانی اور شیخ زیاد ابن یحییٰ نے اور پندرھوین صدی عیسوی مین عبداللہ ابن عبداللہ نے (جسکا حال ضمیمہ چہارم مین لکھا گیا ہے) اور سولھوین صدی عیسوی مین احمد ابن عبداللہ نے جو انگریز تہا اور انگلستان کے شہر کیمبرج مین پیدا ہوا تہا اسلام کی حمایت اور اپنے اسلام لانے کے حال مین کتابین لکھین - یہہ سب لوگ مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی مذہب رکھتے تہے - چند یہودیون نے بہی اسلام قبول کرکے اسی قسم کی تحریرین لکھین لیکن اُنکی تعداد اُن مسلمانون کی کتابون سے کم ہے جو عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوے تہے - ہندوستان مین بہی علاوہ اُن متعدد کتابون کے جو عیسوی مذہب کی رد مین لکھی گئین ہندوؤن کے مذہب کے خلاف مسلمانون نے بکثرت کتابین لکھی ہین - لیکن یہہ بات مجہہ کو تحقیق نہین ہے کہ اور ملکون مین بہی جہان بُت پرست رہتے ہین مسلمانون نے اس قسم کی کتابین تحریر کین -

مفصلۂ ذیل کتابون سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کے متعلق بخوبی معلومات حاصل ہوسکتی ہے -

(۱) مورخ ستین شنیدر کی کتاب "پولیمیشے اندپولوگیتشے لیتراتور ان عرابیشر سپراخے زولیشن مسلمین - کرستین اندجودین" (مطبوعہ لائپزگ ۱۸۷۷ء -

(۲) اگناتوس گولدزہر کی کتاب "اوبر محمدانیشے پولیمیک گیگن اہل الکتاب (ز - د - م - گ - جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ سنہ ۱۸۷۸ء)

(۳) مارتین شرانر کی کتاب "زور گیشختے دیر پولیمیک زوشن جودین اند محمدانیرن" ز - د - م - گ - جلد ۲ صفحہ ۴۹۱ سنہ ۱۸۸۸ء)

ضمیمہ چہارم

وہ لوگ جنہون نے بغیر دا عیان اسلام کی ہدایت کے اسلام قبول کیا

اشاعت اسلام کے حالات اوسوقت تک مکمل تصور نہین ہوسکتے جبتک کہ ایسے لوگون کا ذکر نہ کیا جاوے جنہون نے بغیر واعظین اسلام سے واسطہ پڑے بلکہ بغیر کسی مسلمان کو دیکھے صرف اسلامی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا۔ ایسے لوگون کی تعداد کچھ کم نہین ہے لیکن اونکے مسلمان ہونے کے متعلق جو حالات تحقیق ہوتے ہین وہ کم ہین۔ اسطرح کے چند لوگون کا حال کسی قدر تفصیل سے یہان لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ دعوت اسلام کی تاریخ سے اوسکو واسطہ نہین ہے مگر فی نفسہ وہ دلچسپ ہے۔

غالبًا سب سے پہلا شخص جو اسطرح مسلمان ہوا وہ ایک یونانی تہا جسکا نام تہیوڈس کلوس تہا اور وہ سینٹ آسوڈور کی موت پر (سنہ ۶۳۶ء) سیوایل کا آرچ بشپ مقرر ہوا تہا عیسائیون نے تہیوڈس کلوس کو اس وجہ سے ملحد قرار دیا کہ وہ مسیح (علیہ السلام) کو باپ اور روح القدس کے ساتہہ وحدت مین ایک خدا نہ مانتا تہا بلکہ اُنکو خدا کا متبنّے تسلیم کرتا تہا۔ چنانچہ کلیسا کی ایک مجلس نے تہیوڈس کلوس کو ملحد قرار دیا اور آرچ بشپ کے عہدے سے اوسکو برخاست کیا بلکہ قیس کی سند بھی اوس سے چہین لی۔ پس وہ عربون کے پاس چلا گیا اور وہان مسلمان ہوگیا[1] اور اسکے بعد اسکا کچھ تحقیق نہین ہوسکا کہ مذہب اسلام کی نسبت جو واقفیت اول یورپ مین ملک اسپین سے پہیلی یا اسکے بعد صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین یورپ کے تعلقات بلاد اسلامیہ سے پیدا ہوے تو ان وقتون مین یورپ کے عیسائیون کو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت

[1] لوکاس پادری کی تاریخ دنیا۔ جلد ۴۔ صفحہ ۵۳ (مطبوعہ فرانکفرٹ سنہ ۱۶۰۳ء سنہ ۱۶۰۸ء)

ہوی یا یہہ کہ زمانہ متوسطہ کے اکثر عیسائی فرقے جو ملحد سمجھے جاتے تھے انہون نے
مذہبی خیالات کی آزادی کے لیے احاطۂ اسلام مین شامل ہونا چاہا سلطنت روم کی
عیسائی رعایا یا صلیبیون کے ذکر کی جو مسلمان ہوے یہان ضرورت نہین کیونکہ انکا
ذکر ہم اس کتاب مین لکھہ چکے ہین۔

جن لوگون نے بغیر واعظون کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا انمین سب سے
زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب ہدیۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب
مین بیان ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ ابن
عبداللہ اپنا نام رکھکر سنہ ۱۴۰۶ء مین عیسوی مذہب کے رد مین لکھا۔ کتاب کے دیباچہ
مین اوسنے اپنی سوانح عمری لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرہ میورقہ (سیورکا)
مین دولتمند ماں باپ کے گھر مین پیدا ہوا۔ بچپن سے اوسکی تعلیم پادری بننے کے لیے ہوی
چھہ برس کی عمر سے اوسکو انجیل پڑھنے بٹھایا گیا اور اوسنے انجیل کے بہت سے حصے حفظ
یاد کر لیے۔ لغت اور منطق پڑھنے کے بعد وہ لاردہ (لیریڈا) کی یونیورسٹی کو جو ملک قطلونیہ
(کیٹی لونیا) مین تھی روانہ کیا گیا۔ یہان چار برس تک اوسنے عیسوی دینیات کی تحصیل
مین کوشش کی۔ پھر لاردہ سے وہ بلونیہ (بلونا) کی یونیورسٹی مین گیا جو اوسوقت شہرۂ
آفاق تھی۔ یہہ پادری لکھتا ہے کہ یہان مین ایک پادری کے گھر مین جا کر رہا جسکی لوگ بہت عزت
کرتے تھے اور اوسکا نام نکولس مارتیل تھا بلونیہ مین اس پادری کو اپنے علم و فضل زہد و پارسائی
کی وجہ سے جن مین وہ یگانۂ روزگار تھا بڑا رتبہ حاصل تھا۔ مذہب کے نہایت مشکل مسایل
اطراف ملک سے حل ہونے کے لیے ملکون کے بادشاہ اور اور لوگ مع بیش قیمت
تحائف کے اوسکے پاس بھیجتے تھے۔۔۔۔۔۔ اس پادری سے مین نے عیسائی
مذہب کا علم اصول پڑھا اور مدت تک اوسکی خدمت کی یہانتک کہ وہ مجھکو اپنے خاص
خاص مین سے سمجھنے لگا۔ چونکہ مین نے نہایت دل سے اوسکی خدمتگزاری کی اس لیے

اوسنے اپنے تمام گھربار اور مال ومتاع کی کنجیان میرے حوالے کردین اور اس طرح دس برس مین نے اس پادری کی ملازمت اور تحصیل علم مین صرف کیئے اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہوگیا اور درسگاہ مین پڑہانے کے لیے نہ آیا سب طالبعلم جو اوس سے سبق لیا کرتے تھے اوسکے انتظار مین بیٹھے بیٹھے مختلف مسائل علمی پر بحث مباحثہ کرنے لگے یہانتک کہ ان مباحثون مین خدا کے اوس کلام کا ذکر آیا جسکو خدا نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی القا فرمایا تھا کہ "میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام فارقلیط ہوگا" اس کلام پر دیر تک قیل وقال ہوتی رہی لیکن بغیر اسکے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی بامعنی توجیہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب طالبعلم اپنے اپنے گھر چلے گیے۔

جب مین اپنے اوستاد کے گھر واپس آیا تو اوسنے مجھہ سے پوچھا کہ "آج میری غیبت مین تمنے کس مضمون پر بحث کی؟" مین نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوی لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہوسکے کسی نے کچھہ کہی لگائی اور کسی نے کچھہ" اسکے بعد مین نے وہ تمام رائین بیان کین جو مختلف طلبا نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تھین۔ پادری نے پوچھا کہ "خاص تمنے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا؟ مین نے عرض کیا کہ "فلان فلان مفسر نے انجیل کی تفسیر مین جو کچھہ لکھا ہے وہی مین نے بیان کیا تھا" مارتیل یہہ سنکر بولا "حق بات کے قریب تم پہونچ گئے تھے لیکن نہر بہی بہت دور تھے۔ فلان طالبعلم نے یہہ یہہ غلطی کی اور فلان طالبعلم سچی بات کے لگ بھگ پہونچ گیا تھا لیکن جو حقیقی معنی ہین اوس تک کوئی نہ پہنچا۔ کیونکہ اس مقدس نام کے معنی اون علمائے کے سوا کوئی شخص نہین جان سکتا جنکا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہونچ گیا ہے معلوم ہوا کہ تمہارا پایہ علمی ابہی بہت کم ہے"

یہہ باتین سُنکر مین پادری کے قدمون پر گر پڑا اور اوسکے پاؤن کو بوسہ دے کر مین نے التجا کی کہ "اے میرے آقا مین ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہون۔ دس

برس سے آپ کی خدمت مین حاضر ہون اور مین نے وہ علمی فوائد آپکی ذات سے حاصل کیے ہین جو بیان سے باہر ہین - اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتاکر مجھ پر اپنے احسانات کا خاتمہ کردیجیے" بوڑھا پادری یہ سُنکر رونے لگا اور کہا کہ" بیشک تو نے میری بہت خدمت کی ہے اسلیے تیری خاطر مجھکو عزیز ہے - فی الواقع اس اسم شریف کے معنی پر علم حاصل کرنے مین بڑا فائدہ ہے - لیکن مجھکو خوف ہے کہ اگر اوسکے معنی مین نے تجھپر ظاہر کیے تو عیسائی تجھے مار ڈالین گے"

یہہ سُنکر مین نے کہا" قسم ہے مجھہ کو خدا کی اور قسم ہے انجیل اور اوسکے لانیوالے کی کہ بلا آپکی اجازت مین اس راز کو کسی پر فاش نہ کرونگا - پادری نے کہا" اے فرزند جب تو پہلے پہل میرے پاس آیا تھا تو مین نے تجھہ سے پوچھا تھا کہ تیرا وطن کہان ہے - کیونکہ مین جاننا چاہتا تھا کہ وہ مسلمانون کے ملک کے پاس ہے یا دور - اور یہ کہ تیرے ملک کے لوگ مسلمانون سے اڑنے جاتے ہین یا مسلمان اونسے لڑنے آتے ہین - غرض مین نے یہ تحقیق کرنا چاہا تھا کہ اسلام کے ساتھہ تجھہ کو کس درجہ کی نفرت ہے - پس اب اے عزیز معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسمای مبارک مین سے ایک نام ہے اور یہہ وہی پیغمبر ہین جن پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جسکا وعدہ دانیال نبی کی زبانی خدا نے کیا تھا - یقینی پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور اوسکا مذہب دشمنیون سے بھرا ہوا ہے جسکا ذکر انجیل مین ہے -

یہہ سُنکر مین نے پوچھا کہ" اگر ایسا ہے تو پھر عیسائی مذہب کی نسبت آپکی کیا رائے ہے؟" پادری نے جواب دیا" اے عزیز - اگر عیسائی مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہتے تو خدا کا دین اون پاس رہتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین مثل دیگر انبیاء کے دین کے منجانب اللہ ہے"

مین نے پوچھا" تو اب اسکا کیا علاج ہے؟"

پادری نے کہا "اے عزیز اسلام قبول کرلے۔

مین نے دریافت کیا "تو کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مستحق نجات ہے"

پادری نے جواب دیا "وہان اوسکو دنیا اور آخرت مین نجات ملتی ہے"۔

پھر مین نے عرض کیا کہ "اے آقا۔ ہر عاقل اپنے لیے وہ ہی چیز پسند کرتا ہے جسکو وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جب اسلام کی فضیلت کو آپ تسلیم کرتے ہین تو خود کیون مسلمان نہین ہو جاتے؟"

پادری نے کہا کہ "اے عزیز۔ مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیان اور پیغمبر اسلام کے درجات خدا نے مجھپر عالم ضعیفی مین ظاہر کیے۔ اب مین ایک پیر ضعیف ہون لیکن اس کہنے سے میری یہ مراد نہین ہے کہ یہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اسکے خدا کی حجت مجھپر قائم ہے۔ اگر تمہاری سی عمر مین خدا کی طرف سے مجھکو یہہ علم حاصل ہوتا تو مین سب چیزون کو چھوڑکر اسلام کے سچے دین کو قبول کرتا لیکن دنیا کی محبت تمام گناہون کی جڑ ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ عیسائیون مین مجھکو کیا درجہ حاصل ہے اور وہان میری کیسی عزت اور توقیر کرتے ہین۔ اب انکو اگر ذرا بھی معلوم ہو کہ میرا میلان خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب ملکر مجھکو فوراً قتل کرڈالین گے۔ اگر فرض کرو کہ مین اونکی دار و گیر سے کسی طرح بچکر مسلمانون کے ملک مین بخیریت پہونچ بھی گیا تو پھر کیا نتیجہ ہے۔ اگر مین نے مسلمانون سے کہا کہ مین مسلمان ہوکر تم مین آباد ہونا چاہتا ہون تو وہ مجھسے کہین گے کہ سچے دین کو قبول کرکے تم اپنے اوپر احسان کروگے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاؤگے لیکن تمہارے مسلمان ہونے سے ہمکو کیا نفع ہے۔ جب یہ جواب ملیگا تو سوائی اسکے کیا ہوگا کہ مین ستر برس کا بڈھا مفلس مسلمانون کی زبان سے ناواقف فاقہ کشی سے مرنے کے لیے اون مین پڑا رہون اور اونکو خبر تک نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجھکو کیا درجہ و مرتبہ حاصل تھا پس مین خدا کا شکر کرتا ہون اور خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

دین پر اور اوس وحی پر جو اونپر نازل ہوی ثابت قدم ہون"
مین نے کہا "تو کیا میرے حق مین اب آپ کی نصیحت یہہ ہے کہ مین مسلمانون کے ملک مین جاؤن اور اونکا مذہب اختیار کرون - ؟"
پادری نے کہا - "ہان - اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے ہو تو فورًا جاؤ اور مسلمان ہو کر دنیا اور آخرت کی نعمتین حاصل کرو - لیکن یاد رہے کہ اسوقت تک ہماری ان باتون کی کسی کو اطلاع نہین ہے اور آیندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے انکو اپنے دل مین پوشیدہ رکھو - کیونکہ اگر ان باتون کا ایک شمہہ بھی کسی پر ظاہر ہو گیا تو تم فورًا مار ڈالے جاؤ گے اور مین تمہارے لیے کچھہ نہین کر سکونگا - اگر یہ راز تمنے کسی پر ظاہر کیا تو پھر مجھہ پر الزام لگانے سے تمکو کچھہ نفع نہ ہوگا - کیونکہ جو کچھہ مین تمہارے خلاف کہونگا اوسکو عیسائی سچ سمجھینگے اور جو کچھہ تم میرے خلاف کہوگے اوسکا کوئی یقین نہین کریگا"
مین نے کہا "خدا مجھکو اس خیال تک سے محفوظ رکھے کہ مین اس راز کو فاش کرون"
غرض اپنے اوستاد کے حسب منشا مین نے وعدہ و اقرار کیا اور سامان سفر مہیا کر کے اوستاد سے رخصت ہوا - چلتے وقت اوسنے میرے حق مین دعا کی اور زاد راہ کے لیے مجھہ کو پچاس دینار دیے -

اول مین نے شہر میورقہ کا جو میرا وطن تہا رخ کیا اور وہان چھہ مہینے تک قیام کیا - پھر میورقہ سے سوار ہو کر جزیرہ سسلی کو گیا - یہان پانچ مہینے تک مین اس انتظار مین ٹھہرا رہا کہ کوئی جہاز بلاد اسلامیہ کو جاتا ہو اسلیے - اتفاقًا ایک جہاز جو تونس کو جاتا تہا سسلی کے بندرگاہ مین آیا اور مین اوسپر سوار ہوا - جزیرہ سسلی سے شام کے وقت لنگر اٹھایا اور دوسرے دن بندرگاہ تونس مین دوپہر کے وقت پہونچ گیا - جب مین جہاز سے اتر کر تونس کے محصول خانہ مین آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سنکر میرے پاس آئے اور مجھہ کو اپنے گھر لے گیے - بعض عیسائی سوداگر بھی جو تونس مین

رہتے تھے اونکے ہمراہ تھے۔ چار مہینے تک مین ان عیسائیون مین خوش و خرم رہا اور انہون نے اس زمانہ مین میری بہت خاطر و مدارات کی۔

جب چار مہینے اس طرح گذر لیے تو مین نے ان عیسائیون سے پوچھنا شروع کیا کہ سلطان تونس کے دربار مین کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہو اسوقت یہان کا سلطان ابوالعباس احمد تھا۔ غرض لوگون نے مجھے بتایا کہ درباریون مین یوسف طبیب ایسا شخص ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہے۔ اور وہ سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص مین سے ہے۔

یہہ سنکر مین بہت خوش ہوا اور پتا پوچھکر یوسف طبیب کے مکان پر پہونچا۔ جب اوس سے میری ملاقات ہوی تو مین نے اپنے حالات بیان کیے اور کہا کہ اسلام قبول کرنے کی تمنا میرے یہان آنے کا باعث ہوی ہے۔ یوسف یہہ خبر سنکر بہت خوش ہوا غالباً اسوجہ سے کہ یہہ امر خدا اوسکے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا۔ یوسف فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور مجھے ساتھ لیکر سلطان کے محل مین آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہہ کر اجازت چاہی کہ مجھکو حضوری کی عزت ملے۔ سلطان نے یہ درخواست منظور کی اور مین سلطان کے حضور مین پیش ہوا۔

سلطان نے اول میری عمر پوچھی۔ مین نے عرض کیا کہ میری عمر پینتیس برس کی ہے اسکے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور مین نے جو کچھہ حال تھا عرض کیا۔

سلطان نے سب حال سنکر کہا کہ "تم نے بہت اچھا کیا کہ یہان چلے آئے۔ اب مسلمان ہو جاؤ اور خدا کی تم پر رحمت ہو"۔

مین نے یوسف طبیب سے جو اس وقت میرا ترجمان تھا کہا کہ سلطان کی خدمت مین میری طرف سے عرض کیا جاوے کہ جو شخص اپنا مذہب چھوڑتا ہے اوسکو اکثر لوگ سخت و سست ضرور کہتے ہین اور اوسکی نسبت بری باتین مشہور کرتے ہین۔ اس لیے مین

سلطان سے اجازت چاہتا ہون کہ عیسائی سوداگرون اور سپاہیون کو دربار مین بلاکر میری نسبت اون سے پوچھا جاوے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ میرے ہم مذہبون کا میری نسبت کیا خیال ہے اسکے بعد مین مسلمان ہو جاؤنگا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعہ سے جواب دیا کہ "تمہاری یہ درخواست بالکل ایسی ہے جیسے کہ عبداللہ ابن اسلام نے مسلمان ہونے کے وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی" اسکے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیون کو اور بعض عیسائی سوداگرون کو بلایا اور اپنی نشستگاہ کے قریب ہی ایک کمرہ مین مجھ کو بٹھایا۔ پھر سلطان نے عیسائیون سے پوچھا کہ فلان فلان جہاز سے جو پادری ہمارے ملک مین اترا تھا اور ابتک مقیم ہے اوسکی نسبت تمہاری کیا رای ہے۔ عیسائیون نے کہا کہ ہمارے علم دین کا وہ بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے علماء کہتے ہین کہ علمی فضائل اور پارسائی مین اس وقت اوسکا کوئی ہمسر نہین۔

سلطان نے پھر عیسائیون سے پوچھا کہ "اگر یہ پادری مسلمان ہو جاوے تو تم اوسکی نسبت کیا خیال کروگے"

اُنھون نے جواب دیا "معاذاللہ وہ کبھی ایسا نہین کر سکتا"

جب سلطان نے اسطرح میری نسبت عیسائیون سے رای پوچھ لی تو مجھکو بلایا اور سب عیسائیون کے سامنے مین نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ عیسائیون نے یہ ماجرا دیکھتے ہی ہاتھہ اوٹھا کر اپنے چہرون پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ اوسنے شادی کرنے کے شوق مین یہ حرکت کی ہے کیونکہ ہمارے ہان پادری شادی نہین کر سکتے پھر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گیے[۵۱]

مسلمان ہونے کے بعد سلطان ابوالعباس احمد (سنہ ۱۳۷۰-۱۳۹۴ء) کی طرف سے چار دینار روز اس شخص کے لیے مقرر ہوے اور کچھہ عرصہ کے بعد محصول خانہ اوسکے

[۵۱] تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب صفحہ ۵-۸ (مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ)

سپرد کر دیا گیا اس شخص کا مزار تونس مین ابتک موجود ہے اور لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور بہت تعظیم کرتے ہین[۱]

اس کتاب مین ہم یہ لکھ چکے ہین کہ ریفارمیشن یعنی پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کی رائج ہونیکے زمانہ مین ملک ہنگری اور اور جگہ کے پروٹسٹنٹ عیسائی رومن کیتھولک عیسائیونکی مقابلہ مین ترکونکی حکومت کو پسند کرتے تھے اور اکثر صورتین ایسی پیش آتی رہین کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کو عیسائی ترکون کی قلمرو مین چلے آنے تاکہ فرائض مذہب کے ادا کرنے اور مذہبی خیالات کی سلامتی کے لیئے اونکو بخوبی آزادی ملے کیونکہ یورپ کے عیسوی ملکون مین ان عیسائیون کو یہ مذہبی آزادی اور سلامتی نصیب نہ تھی — ان عیسائیون کے بعض فرقون مین بہت سے عقائد اور اصول اسلام کے مطابق تھے اور بہت کم غیر مطابق تھے اسلیے کچھہ تعجب نہین کہ سولھوین صدی عیسوی مین اکثر سوئیین فرقہ کے عیسائی مسلمان ہوگئے[۲]

ترکون کی تاریخ مین بعض بڑے بڑے لوگون کا ذکر ہے جو سلطنت عثمانیہ کے ممتاز عہدون اور بڑے کامون پر مقرر تھے جنکا مذہب پہلے عیسائی تھا اور جو یورپ کی مختلف قومون کے آدمی تھے لیکن ان بڑے لوگون کے مذہب کی نسبت سوا اسکے کچھہ نہین تحقیق ہوسکا کہ کسی زمانہ مین وہ عیسائی تھے اور پھر مسلمان ہوگئے — یہ مجھہ کو دریافت نہین ہوسکا کہ ان لوگون مین کوئی شخص ایسا بھی تھا جسنے فقط اس ضرورت سے مسلمان ہوکر مسلمانون مین آباد ہوا اپنا وطن چھوڑا ہو — اب رہے وہ متعدد عیسائی جنھون نے شمالی افریقہ کے قزاقون کی تعداد کو مسلمان ہوکر بڑہایا تو ان لوگون مین غالبًا ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جسنے دلی یقین و ایمان سے عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کیا ہو — کیونکہ جس خونریزی اور قزاقی کی زندگی یہ لوگ بسر کرتے تھے وہ سوا ہی بھاگے ہوئے قیدیون اور ہر قسم کے بدمعاشون کے جو سولھوین صدی سے اٹھارھوین صدی عیسوی تک

---

[۱] تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب صفحہ ۶۹-۸۰-۸۱ [۲] ہوٹنگر ہسٹوریا اورینٹالس صفحہ ۳۶۳ (مطبوعہ زیورچ سنہ ۱۶۶۰ء)

شمالی ساحل افریقہ پر آکر آباد ہوتے رہے اور کسی کے لیے کچھ دل آویزی نہ رکھتی تھی[1] اٹھارھوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب جبکہ آزاد خیال لوگونکی تصانیف نے خاص کر فرانس کے ملک سے شروع ہوکر عیسائی مذہب کے قدیم عقائد کو ضعیف کردیا اور آزاد خیال گروہ مین بعض مصنفین کے قلم سے ایسی کتابین شائع ہوئین جن مین عیسائی مذہب کی تحقیر و تذلیل کے لیے مسلمانون کے دین کی تعریف کی گئی تو بہت سے یورپین جن مین فرانس کے بعض مادہ پرست بھی شامل تھے اپنا وطن چھوڑکر مسلمان ہونے کے لئے ترکی مین آن بسے۔

ان عیسائیون کے مسلمان ہونے کی خبر یورپ مین مشکل سے پہونچی ہوگی اور اس سے بھی کم اطلاع اسبات کی ہوی ہوگی کہ ان نومسلمون مین سے کسی نے اپنے مسلمان ہونے کی سرگذشت بھی لکھی ہے۔ جیساکہ موجودہ صدی کے شروع مین فرانس کے ایک فوجی افسر نے جسکا عیسائی نام اسمعیل تھا اور اسلامی نام ابراہیم منصور ہوا اپنے اسلام لانے کا حال لکھا ہے۔ زمانہ طالبعلمی مین جسوقت اسمعیل پیرس کے شہر مین تھا تو اوسنے ترکی زبان کو پڑھنا لکھنا اور بولنا سیکھا تھا۔ اسلیے وطن چھوڑنے سے پہلے ہی مسلمان کے مذہب کا کسی قدر علم اوسکو حاصل ہوگیا تھا۔

زمانہ حال مین یورپ کے کئی عیسائی اسی طریقہ سے مسلمان ہوے جنکے حالات کسی قدر تحقیق ہوے ہین۔ مثلاً ان مین ایک صاحب مسٹر شومان ہنوور کے باشندے ہین جنہون نے ۱۸۸۸ء مین شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کرنے کے بعد اسلام قبول کیا شیخ الاسلام کو جو خط قسطنطنیہ سے مسٹر شومان کے نام لکھا وہ اول قسطنطنیہ کے اخبارون مین چھپا اور پھر اوسکا فرانسیسی اور انگریزی زبان مین ترجمہ ہوا۔ ہم بھی اوسکا یہان ترجمہ لکھتے ہین۔ چونکہ آجکل یہ کوشش کیجاتی ہے کہ عیسوی دنیا کے سامنے اسلام کو جس قدر دلکش پیرایہ مین بیان کرنا ممکن ہو بیان کیا جاوے اور انگلستان اور امریکہ کے ملکون کو

[1] نامس سیل کے حالات "مولفہ ڈاکٹر ریورنڈ جارج سیل صفحہ ۱۲-۱۳ و ۳۲-۳۳ (لندن ۱۸۹۰ء)

ایک دن مسلمان کرلینا اکثر مسلمانون کی دعا کا مضمون رہنے لگا ہے اسلیئے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا خط اس لحاظ سے بہت قابل وقعت ہے کہ اوسمین اسلام کے بہت بڑی پیشوا مذہب کے قلم سے اسلام کے اصول اسطرح بیان ہوے ہین کہ عیسائیون کے دلون پر نہایت عمدہ اثر پہونچائین - اسلیئے یہ خط دعوت اسلام کی تاریخ مین بہت وقعت رکھتا ہے اور ہم اوسکا ترجمہ یہان لکھتے ہین -

جناب من - آپ کا خط جسمین آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے پہونچا اور ہمکو بہت مسرت ہوی - جو خیالات آپنے اس خط مین ظاہر کیئے ہین وہ ہماری راے مین بہت تعریف کے قابل ہین لیکن اسکے ساتھہ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہین کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہین ہے - کیونکہ اسلام مین خدا اور خدا کے بندون کے درمیان مثل پادریون کے کوئی ثالث نہین ہے - ہمارا فرض فقط یہہ ہے کہ مذہب کے حقائق لوگون کو سکھائین پس اسلام قبول کرنے کے لیے اسلام مین کسی باضابطہ مذہبی کارروائی کی ضرورت نہین ہے اور نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر ہو سکے کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے - فقط یہہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کرے -

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہہ ہے کہ خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے - یعنی دل سے اسپر ایمان رکھے اور الفاظ مین اسکا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ ہین - جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے - اگر آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط مین لکھا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہین یعنی آپ اقرار کرتے ہین کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہین تو آپ مسلمان ہین اور ہماری منظوری کی آپ کو کچھہ ضرورت نہین - ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی

اور فخر کے ساتھہ مبارکباد دیتے ہین کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہوی اور ہم اس دنیا مین اور آخرت مین گواہی دینگے کہ آپ ہمارے بھائی ہین مسلمان سب آپس مین بھائی ہوتے ہین

یہہ تو مذہب کی تعریف ہوی - اب ہمکو اوسکی تصریح کرنی چاہیے - انسان جو دیگر حیوانات سے عقل رکھنے کی وجہ سے بہتر ہے نیستی سے ہستی مین اسلیئے لایا گیا ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرے - یہ عبادت دو جملون مین بیان ہوسکتی ہے - ایک یہ کہ خدا کے احکام کی تعظیم کرے اور دوسرے یہہ کہ اوسکی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرے - یہ دو ہی عبادت تمام مذہبون مین موجود ہے - اب رہا اوسپر عمل - جسقدر مذہب ہین وہ اپنے آئین قوانین اوقات اور مقامات کے لحاظ سے اور مذہبی رسوم کی دو بیشی کے لحاظ سے مختلف ہین - لیکن انسان کی عقل کافی نہین ہے کہ وہ کوئی عمدہ طریقہ عبادت کا جو خدا کی شان کے لائق ہو ہمکو بتا سکے - پس خدا نے اپنی رحمت سے خاص خاص بندون کو نبوت عطا کرکے اور فرشتون کے ذریعہ سے اونپر وحی نازل کرکے اور اسطرح اونپر سچا مذہب ظاہر کرکے اپنے بندون کو نعمتون سے مالا مال کردیا -

(اسکے بعد خطبہ مین قرآن اور انبیاء اور قیامت اور دیگر عقائد کا بیان ہے اور پھر نماز زکوۃ وغیرہ کا ذکر ہے)

کوئی گنہگار جو خدا کی جناب مین خود توبہ کرتا ہے اوسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین صرف اوسکے ہمسایون کے حقوق ایسے ہین جو اس معافی سے مستثنی ہین - کیونکہ خدا کا وہ بندہ جسکا اس دنیا مین انصاف نہین ملتا قیامت کے دن خدا سے انصاف کا طالب ہوتا ہے اور خدا جو منصف ہے ظالم کو مجبور کریگا کہ مظلوم کی تلافی کرے - جو لوگ راہ خدا مین شہید ہوے ہین وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنی نہین ہین - پس اس جوابدہی سے بری ہونے کا یہہ ہی طریقہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے جسکی تمنے حق تلفی کی ہے بریت حاصل کرو - بہرحال تمام صورتون مین کسی مذہبی پیشوا کے دخل کی ضرورت نہین ہے -

بلاشبہہ یہ سب باتین ان لوگون کو عجیب معلوم ہونگی جنکو پادریون کی مذہبی حکومت کا پابند ہوکر رہنا پڑا ہے - عیسائیون کا یہ حال ہے کہ جب اونکے ہان بچہ پیدا ہوتا ہے تو اوسکو سوسائٹی مین شامل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پادری اوسکو اصطباغ دے - جب وہ بڑا ہوکر جوان ہوتا ہے تو اوسکی شادی کے لیے بھی پادری درکار ہے - اگر وہ عبادت کرنی چاہتا ہے تو گرجا مین جائے اور پادری کو تلاش کرنے کی اوسکو ضرورت پڑتی ہے - اگر اپنے گناہون سے توبہ کرنی چاہتا ہے تو بھی کسی پادری کے سامنے اوسکو اپنے گناہون کا اقرار کرکے معافی مانگنی ہوتی ہے - اور آخر مین جب وہ مرتا ہے تو بھی پادری ہی کی ضرورت پڑتی ہے کہ اوسکے مردہ کو وہ دفن کردے - مسلمانون کے ہان عیسائیون کی طرح پادری نہین ہین اور ان مجبوریون کو ہمارے مذہب مین جگہہ نہین ملی ہے - بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے - اوسکا باپ یا گھر مین جو بوڑھا و بڑا ہو اوسکا نام رکھتا ہے - جب نکاح کی ضرورت ہوتی ہے تو مرد اور عورت یا اونکے وکیل دو گواہون کے سامنے معاہدہ کرتے ہین - جن فریقین نے معاہدہ کیا ہے اُنہی کو اس معاہدہ سے تعلق ہوتا ہے دوسرے اوسمین نہ دخل دے سکتے ہین نہ شریک ہوسکتے ہین -

مسلمان تنہا جسجگہہ چاہے عبادت کرسکتا ہے اور گناہون کی معافی کے لیے وہ براہ راست خدا کے سامنے توبہ کرتا ہے - وہ اپنے گناہون کا اقرار دوسرون کے سامنے نہین کرتا اور نہ اوسکو ایسا کرنا چاہیے - مرنے کے بعد شہر کے مسلمانون کا فرض ہے کہ اوسکو تابوت مین رکھہ کر دفن کردین - ہر ایک مسلمان یہ کام کرسکتا ہے اور کسی مذہبی پیشوا کے موجود ہونے کی اوسکو ضرورت نہین -

مختصر یہہ کہ تمام دینی کامون مین خدا اور اوسکے بندون مین کسی ثالث کی ضرورت نہین - یہہ ضروری ہے کہ خدا کے احکام کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ

سے نازل ہوے اونکو ہر مسلمان جانے اور اونپر عمل کرے۔

صرف بعض مذہبی سوم جیسے کہ جمعہ کی نماز اور بیرام (عید الضحی) ہین اونکا انتظام خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کیونکہ مذہبی سوم کا انتظام خلیفہ کے مقدس فرائض مین سے ہے۔ خلیفہ کے احکام کی تعمیل نہایت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کام صرف یہہ ہے کہ خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اوسنے ہمارے سپرد کیا ہے اُن کا انتظام کرین۔

ایک چیز جسپر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال کرنا چاہیے وہ خصائل نیک کا پیدا کرنا ہے۔ بُرائیان جیسے غرور تکبر۔ انانیت۔ اور سختی ہین وہ مسلمان کو شایان نہین۔ بڑونکی تعظیم کرنی اور ضعیفون پر رحم کرنا ہمارے مذہب کے احکام ہین"[1]

اس خط کی تاریخ یعنی ۱۸۸۸ء سے چند سال پہلے ایک انگریز سالیسٹر نے جسکا نام مسٹر ولیم ہنری کیولیم ہے قرآن پڑھکر اور اسلامی دینیات کی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا مسٹر کیولیم کو اول دفعہ اسلام قبول کرنے کی طرف ۱۸۸۴ء مین خیال ہوا جبکہ وہ مورا کو مین سفر کرتے تھے جہان انکو مسلمانون کا ظاہری خلاص اور ہمدردی دیکھکر اور شراب خواری اور قمار بازی سے جو انگلستان کے بڑے شہرون مین بُری طرح دکھائی دیتی ہین مسلمانونکو پاک دیکھکر حیرت ہوی۔ انہون نے لیورپول کے شہر مین اسلامی مشن جاری کیا اور پانچ برس کی محنت کے بعد (۳۰) انگریزون کو مسلمان کرلیا۔ اسکے بعد مشن کے لیے زیادہ کوشش کی گئی لکچر دیے گیے کتابین شائع ہوئین ایک رسالہ جاری کیا گیا اور واعظ مقرر کیے گیے جنہون نے بازارون مین اسلام پر وعظ کہا۔ مسٹر کیولیم کے مسلمان ہونے کے دس برس بعد انگریزی نومسلمون کی تعداد ۱۳۰ ہوگئی۔ انگلستان کی اس اسلامی مشن نے مسلمانون کے ملکون مین خاصکر ہندوستان مین بڑا جوش پیدا کردیا جہان انگریز مسلمانون کی نسبت ہر بات فوراً اخبارون مین چھاپی گئی

[1] اخبار انڈیپنڈنٹ۔ مورخہ ۹ فروری ۱۸۸۸ء۔ نیویارک۔

گئی اور چھاپی جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء مین مسٹر کریم کو سلطان روم نے ملاقات کیلیے قسطنطنیہ مین بلایا اور اس سے تین برس بعد سلطان نے ایک مسلمان سوداگر کو اپنی طرف سے خطاب دینے کیلیے جسنے مغربی ساحل افریقہ کے شہر لاگوس مین مسجد تعمیر کی تھی۔ مسٹر کنیولیم کو لاگوس روانہ کیا۔

امریکہ مین ایک اور شخص محمد رسل ویب مسلمان ہوے جنہون نے اسلامی کتابین پڑھکر خود اسلام قبول کیا اور سنہ ۱۸۹۳ء مین ایک اسلامی مشن امریکہ مین قائم کیا[۱] محمد رسل ویب کی ابتدائی تعلیم عیسوی فرقہ پریسبیلٹیرین کے عقائد کے مطابق ہوی تھی۔ لیکن انہون نے خلد عیسائی مذہب چھوڑ دیا اور میٹیریلیسٹ (مادی المذہب) ہوگئے اسکے بعد انکو مشرقی مذاہب کی تحقیق کا شوق ہوا اور اسلام کی طرف خاص طور پر میلان خاطر ہوا۔ بمبی کے ایک صاحب بدرالدین عبداللہ قور سے انہون نے خط و کتابت شروع کی۔ اس زمانہ مین مسٹر ویب جزیرہ منیلا مین امریکہ کی طرف سے کونسل تھے۔ یہان دو برس کی خط و کتابت کے بعد جدہ کے ایک دولتمند سوداگر حاجی عبداللہ عرب سے انکی ملاقات ہوی جنہون نے امریکہ مین اسلامی مشن قائم کرنے کے لیے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ مسٹر ویب سے کیا۔ اسکے بعد مسٹر ویب ہندوستان مین آئے اور یہان کے بعض بڑے بڑے شہرون مین جہان مسلمان کثرت سے رہتے ہین لکچر دیکر نیویارک کو روانہ ہوے جہان انہون نے اسلامی مشن جاری کیا اور ایک اخبار "مسلم ورلڈ" جاری کرکے اسلام کی تلقین شروع کی[۲]

انگلستان اور امریکہ کی یہہ دو اسلامی تحریکین زمانہ حال کی کوششین ہین جو اشاعت اسلام مین کی گئین۔ یہہ تحریکین اس باعث سے زیادہ قابل توجہ ہین کہ موجودہ مہذب دنیا کے لیے بھی قابل قبول بننے کا اسلام مین کیسا مادہ موجود ہے۔ انگلستان اور امریکہ مین جو اسلامی

---

[۱] یہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ امریکہ مین اسلامی مشن قائم ہوا ہو کیونکہ سنہ ۱۸۷۵ء مین فرقہ متھوڈسٹ کا ایک عیسائی پادری جسکا نام ڈین تھامیسن تھا عیسائی مشنری کی حیثیت سے قسطنطنیہ گیا تھا۔ لیکن وہان پہونچکر وہ مسلمان ہوگیا اور امریکہ واپس آکر اوسنے اسلام پر وعظ کرنا شروع کیا (گارسن دے تاسی "ہندوستان کی زبان اور علم ادب" صفحہ ۹۲ مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۷۶ء) [۲] لکچر مصنفہ مسٹر ویب مطبوعہ بدرالدین عبداللہ قور۔ (بمبی سنہ ۱۸۹۲ء)

مشن جاری ہوے ہین اونکے چلانے والے علماے اسلام کے ذخیرے تصانیف سے نہایت درجہ ناواقف ہین اور اونکو اسلام کا جسقدر علم ہے وہ آجکل کے مصنفون کی کتابون سے ہے جو اسلام کو عقل کے مطابق دکھاتے ہین اور دیگر مذاہب کے مقابلہ مین اپنے مذہب کی حمایت کرتے ہین - ان انگریز مسلمانون نے عبادات مین اکثر طریقے پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کے اختیار کر لیے ہین جیسے مناجات کو گانا - انگریزی زبان مین نماز پڑھنی وغیرہ وغیرہ - غرض اسطرح ان دو اسلامی مشنون مین اسلام پر ایسے طریقہ سے عمل ہوتا ہے جو سب سے نرالا ہے - مگر یہ بات بھی اس مذہب کی ایک خاص زبردست قوت کا ثبوت ہے یعنی وہ قوت جس سے اسلام اپنے تئین مختلف حالتون اور خصلتون کے لوگون کی قبول کے لیے مناسب مزاج بنا لیتا ہے -

اشتہار

اس کتاب کی بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
رجسٹری کرادی گئی ہے کوئی صاحب
بغیر اجازت قصد طبع نہ فرماویں ورنہ
بعوض نفع کے نقصان اوٹھائیں گے

نہایت ضروری التماس

ناظرین کتاب سے درخواست ہے کہ جو غلطیاں اس کتاب کے چھپنے مین ہوگئی ہین اُنکو کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل کے صحت نامہ سے تکلیف فرماکر درست کرلین تاکہ ترجمہ کے پڑھنے اور سمجھنے مین دقت نہ ہو۔ اول تو کسی ترجمہ کا پڑھنا ہمارے ناظرین کو یونہین شاق گذرتا ہے پھر اُسمین فقرون کی پیچیدگی کے ساتھہ جب کتابت کی غلطیان بھی شامل ہون تو کیا پوچھنا ہے۔

غلطیان وجہانے کے دو بڑے سبب ہین۔ اول غیر زبان کے ناموں کی کثرت ہے۔ تمام ناموں پر مترجم نے خط کھینچ دیے تھے اور اس مین احتیاط بھی بہت کی تھی لیکن کاپیون مین یہہ بے عنوانی ہوی کہ کہین یہہ خط چھوٹا ہوگیا اور نیچے کے نام کو نہ ڈھک سکا اور کہین ایسا بڑھا کہ ادھر اودھر کے چھوٹے موٹے لفظ بھی اُسکے نیچے آگئے اور نام ایک پہیلی بن گیا۔ دوسرا سبب یہہ ہے کہ انگریزی کتابون مین جب مصنف کسی غیر شخص کی عبارت کو اپنی عبارت کے ساتھہ شامل کرکے نقل کرتے ہین تو تمیز کرنے کے لیے نقل کی ہوی عبارت کے شروع اور آخر مین دو علامتین لکھہ دیتے ہین اور وہ علامتین یہہ ہین

"....."

ہمارے ہان چونکہ ان علامتون کے کچھہ معنی نہین سمجھے جاتے اس لیے کاتب اونکو غیر ضروری یا بیمحل سمجھکر کہین ایسی ہی گنجایش دیکھتے ہین تو لکھہ دیتے ہین ورنہ اکثر تو یہہ بلا تامل ہی دی جاتی ہے۔ اس کتاب کے چھپنے مین ان علامتون کے بارے مین اہل مطبع نے نہایت احتیاط کی ہے لیکن پھر بھی اکثر جگہہ یہہ علامتین چھوٹ گئی ہین جو بالخصوص اس ترجمہ مین کہین نہین چھوٹنی چاہیے تھین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۷	اشاعت کی حال	اشاعت کا حال
۸	۱۰	نمگیرائٹ	نیگراسٹ
۱۹	۱۶	فرانس	فرانسس
۲۰	۵	فیاضی کے	فیاضی کے ساتھہ
باب اول صفحہ ۹	۱۰	جانتے تھے	جانتی تھی
〃	۱۹	لبونی	لیونی
〃	۲۱	میلے	ملایا
۳	نوٹ سطر ۱	۔کلو۔	رکلو۔
۶	۱۱	جابر کے ظلم کے اور	جابر کے ظلم اور
۹	۲۱	سکسن	سیکسن
۱۰	۴	بروشمن	پروشن
〃	نوٹ سطر ۱	سکسن	سیکسن
۱۱	۴	حالات زندگی مین	حالات زندگی پر
۱۲	۱۷	کلمہ	کلمے
۱۳	۵	پریشانی طبیعت	پریشان طبیعت
۱۴	۳	ابتدائے مانے	ابتدا زمانہ
۱۵	۲۰	چھوڑ دونگا۔	چھوڑونگا۔"
۱۶	۱۱	روز اوذیت اسطرح	روز اس طرح
۲۳	۸	مدہوے	مدہوی
〃	۱۰	آئے	برپا ہوی
۲۴	۳	خزرج اور اوس	خزرج اور اوس
〃	۱۵	نتیجے پیدا ہوے	نتیجہ پیدا ہوے
		جہان آپ	آپ
〃	۲۱	مقررہ وقت پر	مقررہ وقت
۲۶	۱۹	بیجتا ہون	بیجتا ہون"
〃	۲۱	یر	پر
۳۱	نوٹ سطر ۴	لایے آئے	لے آئے
۳۴	۹-۱۰	.....	نوین دسوین سطر کو ملا ہوا پڑہیے
۳۸	۱۹	لکستا ہو کہ آنحضرت	لکستا ہو کہ "آنحضرت
۳۹	۳	ہو گئے۔	ہو گئے"
〃	۴	آنحضرت	"آنحضرت
۴۱	۱۳	مسلمان کرتا ہی	مسلمان کرتی ہی
۴۶	نوٹ سطر ۳	سکطن	سکطن
۴۸	۶	واقع	واقعے
۴۹	۱۹	(سنہ ہجری	(سنہ ۶ ہجری)
۵۵	۱۶	بحال ہوتے	بحال ہوتی۔
〃	نوٹ سطر ۱	اگنار گولد۔	اگنار گولد زیہر
۵۶	۶	اعلی	عالی
〃	۱۵	تھی	تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۴	سب سے یادہ	سب سے زیادہ
〃	۸	بنا تھا	بنایا تھا
۵۹	۱	شمال افریقہ	شمالی افریقہ
۶۱	نوٹ سطر ۳	سیڈیونل	سیڈی ایول
۶۳	۷	پہونچتے عجم	پہونچتے ہی عجم
〃	۱۳	بنی قصاعہ	بنی قضاعہ
۶۴	۷	امت مین ہونے	امت مین شامل ہونے
۶۶	۱۲	بہت عیسائی	بہت لوگ عیسائی
۶۷	۶	(سنہ ۴۵۱ء	(سنہ ۴۵۱ء)
〃	۱۶	مونوتھیلیتزم	مونوتھیلیتزم
۷۱	۱۷	کم استطاعت پیر	کم استطاعت لوگونپر
۷۳	۴	چوپٹ کہلے	چوپٹ کہلا
۷۷	۲	یا کوئی اور ؎	یا کوئی اور ؎
۷۸	۶	مسلمانون فوجی	مسلمانونکی فوجی
۸۰	۹	بفض	بعض
۸۱	۵	(سنہ ۷۷۵-۸۵ء	(سنہ ۷۷۵-۸۵ء)
۸۲	نوٹ سطر ۳	سارسین	سارسین
۸۳	۱	اسطوری	نسطوری
〃	۳	ساتھہ ہزار	ساٹھہ ہزار
۸۴	۳	کہ ۰۰ اُن ملکون	کہ ۰۰ اُن ملکون
〃	نوٹ سطر ۳	نسبت کہتے	نسبت یہہ کہتے
〃	۱۵	اکلیلیز یا سٹیزم	اکلیز یا سٹیسنزم
۸۶	نوٹ سطر ۱	بیز انتنے گسیختن	بیز انتنے گسیختن
۸۷	۱۷	ریشنلسٹک	ریشنل اسٹک
۹۰	۵	نبی نہ ہوجانا	نبی بند ہوجاتا
۹۱	۱۹	متصب بلا	متعصب ملّا
۹۴	۳	موجود ہین	موجود تھے
۹۶	۱۷	بیچ ڈالین ؎	بیچ ڈالین ؎
〃	نوٹ سطر ۱	آسمانی	اسمانی
۹۹	۱۰	یزدان بخت	یزدان بخت
〃	نوٹ ۵	فرانس کی ایک شخص	فارس کی ایک شخص
۱۰۱	۸	اودو دیل	اودو آف دیل
〃	۱۰	لوی	لوئی
۱۰۲	۱۱	اددود	اودو
۱۰۳	۳	جنکو ٹمپلرز کہتے	جنکو نائٹ ٹمپلرز کہتے
		تھے وہ	بنے اور وہ
۱۰۵	۱۲	ختم نہ ہوگی ؎	ختم نہ ہوگی ؎
〃	نوٹ سطر ۱	رچارڈ اول	رچرڈ اول
۱۰۶	۲	امورسی دے لاروش	امئری دے لاروش
〃	۱۵	مانڈویل	مانڈویل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	نوٹ سطر ۲	(سوائے مصر اور عرب	(سوائے مصر اور عرب
		کے یہاں	کے) جہاں
〃	〃	آباد ہیں تمکو	آباد ہیں تمکو
۱۰۹	۳	زیادہ کین لے	زیادہ کین لے،،
〃	۱۰	سے ہمکو	سے وہ ہمکو..
〃	۱۱	پالمین	پالیسین
〃	نوٹ سطر ۲	یلیا کے پرلیتون	ایلیا کے پرلیتون
۱۱۰	۳	جسکی	جنکی
〃	۱۲	تاورنیر	تاورنیئر
۱۱	۱۴	نہ رہنے	نہ رہے تھے
〃	۱۵	ہوگئی	ہوگئی تھی
〃	نوٹ سطر ۱	کستیمیتر	کستھی تھیز
۱۱۵	۱۳	کلیسدون	کیلیسیدون
۱۱۶	نوٹ سطر ۲	امین	امن
〃	〃 سطر ۵	پاک رہب	پاک مذہب
۱۱۸	۷	قسیسون نے	قسیسون) نے
〃	۱۰	دین است	دین ہے
۱۲۰	۱۸	چوہترزوان	چوہتروان
۱۲۱	نوٹ سطر ۲	کالیسیدون	کیلیسیدون
۲۷	۱۱	اول	ادل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۷	۱۴	ماسوہ	ماسووہ
۱۲۸	۱۲	قائم کرنا تھا	قائم کرتا تھا
۱۳۱	۱۳	توجہ کرنا ہے	توجیہ کرتا ہے
۱۳۲	۴	اسکی	اوسکے
۱۳۴	۱۰	صدمہ پہونچا ہے	صدمہ پہونچے
〃	〃	سہولیت	سہولت
۱۳۵	۱۳	آزادی دلنے	آزادی ملنے
۱۳۷	۱۴	دندلون	واندلون
〃	۱۲	ستجارت	ستجارت جو
〃	۱۳	غرض	ہو غرض
۱۳۸	۳	سوری طانیہ	موریتانیہ
〃	〃	سطران	مطران
۱۳۹	۳	نمیا	نومیا
۱۴۳	۶	ضلعے	ضلع
〃	۷	انہون	انہون نے
۱۴۹	۸	فتح کا وقت	فتح کے وقت
〃	نوٹ سطر ۱	لبودہ سن	لبودسن
〃	نوٹ ۲	الوگنوسن	الوگنوس
۱۵۱	۴	بے اصطبانی کا فرون	بے اصطبانی کا فرون
〃	۱۵	تیمولن کے عدد	تیمولن کے عدد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	پڑھانے والے	پڑھانے والے
۱۵۳	۶	آسکتے ہین	آسکتے نہین
〃	۱۵	اور گل	اور گل
۱۵۴	نوٹ سطر ۲	پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے"
〃	〃 سطر ۶	اعتقاد و یقین	اعتقاد و یقین
۱۵۶	۱۵	تلاش کرتے[۵]	تلاش کرتے[۵]
〃	نوٹ سطر ۱	الوگیوس	الوگیوس
۱۵۷	۹	عیسائیونکی	عیسائیون
۱۵۸	۱۲	اسلام کو	اسلام کی
۱۵۹	۴	بھی	ہی
〃	۵	مطرن	مطران
۱۶۱	۴	تقریبا	تقریبًا
〃	نوٹ سطر ۲	۱۴۲۱-۱۴۵۱ء	۱۴۲۱-۱۴۵۱ء
〃	۵ سطر ۵	۱۴۵۱-۱۴۸۱ء	۱۴۵۱-۱۴۸۱ء
۱۶۲	۱۹	لطریق	بطریق
۱۶۳	۹	کلیسائے یونان	کلیسائے یونان
۱۶۵	۱۰	جنکو	جسکو
۱۶۷	۱۲	ان لڑکونکے ساتھ	ان لڑکونکے ساتھ
۱۶۸	نوٹ سطر ۱	[۱] لیکن	[۱] لیکن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۸	نوٹ سطر ۲	[۵] لیکن	[۵] لیکن
۱۷۰	نوٹ سطر ۱	معاملہ تمکو	معاملہ مین تمکو
〃	نوٹ سطر ۵	جوجسکا	جسکا
۱۷۱	〃 سطر ۷	مین نہین	مین نہین
۱۷۲	〃 سطر ۶	ہالپبرگ	ہاسپبرگ
۱۷۴	۱۱	کہ ایمان کسی	کہ یہان کسی
〃	۱۲	مین دلایا جاتا"	مین نہین دلایا جاتا"
〃	۱۶	سیع مذہب	سیمی مذہب
۱۷۵	۶	اخلاق کے یہہ	اخلاق کے ساتھ یہہ
〃	۱۸	چھوڑا ہے[۵]	چھوڑا ہے[۵]"
۱۷۶	۱	یہہ طریقہ ایسے	یہہ طریقے ایسے
〃	۲	کلیسای یونان	کلیسائے یونان
〃	۱۴	آئی تھی	آتی تھی
〃	۱۶	عام اور شریف	عالم اور شریف
〃	۱۱	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
〃	۱۲	مصنف لکھا ہی کہ جو	مصنف نے لکھا ہے کہ" جو
〃	۱۶	بھی	ہی
〃	نوٹ سطر ۳	دور دورہ ہے	دورہ دورہ ہے"
۱۷۸	۴	پالیسیس	پالیسیئن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۰	کلیسا یونان	کلیسے یونان
۱۸۰	۱۵	نسبت رکھتی تھے	نسبت گمان رکھتی تھے
۱۸۲	۷	کالون مذہب	کالون کے مذہب
۱۸۳	۹	قبول کیا	اسلام قبول کیا
〃	۱۵	دیتے ہین	دیتے ہین
〃	۱۶	انجیل	انجیل کا
۱۸۴	۵	ہمارے دل۔	ہمارے دل۔
		ہمارے دل۔	تمہارے دل۔
۱۸۵	۱۱	چھڑکتے۔	چھڑکتے ہے
۱۸۶	نوٹ سطر۲	تربونا مقام کے	تربونا کے مقام کے
〃	〃 سطر۵	سقف	اسقف
۱۸۸	۳	فرض ہے لہ	فرض ہے لہ
۱۸۹	۱۲	انہون نے	انہون نے
〃	۱۶	بیمار آدمی	بیمار آدمی
۱۹۰	۱۱	کیا یہہ	کیا یہہ
〃	نوٹ سطر۳	جنی ترک	جنتی ترک
۱۹۲	۱۳	کی جاتی۔ تو بھی	کی جاتی تو بھی
〃	نوٹ سطر۳	لہ ترکونکی	لہ ترکونکی
〃	〃 سطر۹	مسٹر لنگ ناکر ول	مسٹر لنگ ناکر ول
〃	〃 سطر۸	نیپلز	نیپلز
۱۹۳	نوٹ سطر۲	لہ از بدقسمت	ان بدقسمت
۱۹۴	۱۷	سمجھے جاتے ہین	سمجھے جاتے ہین
〃	نوٹ سطر۱	کیتھولیسائی	پکے عیسائی
〃	〃 سطر۳	کے حالات	کی حالت
〃	〃 سطر۵	خیریت سے گذرا	خیریت سے گذرا
۱۹۵	۴	پہلی قسم	پہلی قسم
۱۹۶	۷	اور یہ توپل	اور یہ نوپل
〃	نوٹ سطر۱	لہ جب بوڑھا	لہ جب بوڑھے
〃	〃 سطر۲	کیے گئے تھے۔	کیے گئے تھے
۲۹۷	۳	بھرا ور یاتک	بھیرہ اور یاتک
〃	۴	پلاسچک	پلاسجک
〃	۱۴	کاستریوت	کاستریوت
〃	۲۰	مجسٹریت	مجسٹریٹ
۱۹۹	۱۲	سکتیار	سیکیپتار
〃	نوٹ سطر۲	لیکن البانیا	لیکن البانیا
۱۹۹	۱۷	پروگاندا	پروپگاندا
〃	نوٹ سطر۲	ادا کیے ہین	ادا کیے ہین
〃	〃 سطر۳	نیر بدی	میر بدی
〃	〃 سطر۵	میر بدی	میر بدی
۲۰۰	نوٹ سطر۲	کہ اُسنے	کہ اُس نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۱	۱۷	چڑیلون	چڑیلون
۲۰۲	۶	ہزارمن	ہزاردن
۲۰۳	۳	عقلاً	عقلاً
״	۱۵	عہدے ملتے سے	عہدے ملتے تھے
		لوعہدہ داریواری	توعہدہ دارنوکری
۲۰۴	۱	اہل وینس اورعیسوی	اہل وینس اورديگرعیسوی
۲۰۵	۱۱	مانگتے	مانگنے
״	نوٹ سطر۲	۵۲ اوران	۵۲ اوران
״	״ سطر۴	کرین	کرین״
۲۱۲	۱۷	״ اُن	״ اِن
۲۱۴	۱۲	سٹفین	اسٹیفن
۲۱۶	نوٹ سطر۲	پریزن	پریزان
۲۱۷	۱۷	اور پوچی	اور پوجی
۲۱۸	۷	موقوف ہوگئی	موقوف ہوگئین
۲۱۹	نوٹ سطر۲	انکبوزیشن	انکیوزیشن
۲۲۱	״ سطر۱	۵۱ فرقہ بگوبائل	۵۱ فرقہ بگوبائل
״	״ سطر۶	مسلمان ہے	مسلمان ہے״
۲۲۹	۱۶	نوشک	نوپستک
۲۳۰	۳	سجات دیتے تھے	سجات دیتی تھی۔
״	۱۵	تباہی قومی	قومی تباہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۹	تبلیغ مذہب کے	تبلیغ مذہب کا
۲۳۵	۱۰	آپنے مذہب	اپنے مذہب
۲۳۸	۲	قبرغیز	قرغیز
۲۴۱	۱۴	تیسری چیز	دوسری چیز
۲۴۳	۲	اس عیسائی	عیسائی
״	۱۰	مغلون	اکثرمغلون
۲۴۴	۱۶	اُنھوان	اُنھون نے
״	نوٹ سطر۱	کرنل لیول	کرنل یول
۲۴۶	۱۸	ہوچلی تھی	ہوچلی تھی
۲۴۷	نوٹ سطر۲	لکھا	حال لکھا
۲۵۰	۱۸	کرسیکں	کرسکین
״	۲۰	ہم	ہم نے
۲۵۱	۱۳	نیز	تیز
۲۵۸	۶	مطرانی	مطران
۲۶۰	۱۸	جاؤ ہمکو شوق	جاؤ ہمکوشوق
۲۶۲	۱۵	سہل انگاری	سہل انگاری
۲۶۳	۸	طریقہ	طریقے
״	۱۲	قوم فن	قوم فن
۲۶۶	۶	پہیرے تے ۵۱	پہیرے تے ۵۱״
۲۷۱	۲	اورحاکمون	بادشاہون اورحاکمون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۱	۷	ہوسے نین	ہوتے ہین
۲۷۵	۸	جاتے تھے لہ	جانتے تھے لہ"
"	نوٹ سطر۲	مسلمان	" مسلمان
۲۷۷	۳	گوڑگاوین	گوڑگانوہ
"	نوٹ سطر۳	قبول کرلیا	قبول کرلیا"
۲۸۱	۶	گرانگانور	گرانگانور
۲۸۱	نوٹ سطر۶	مین یہہ بات	" مین یہہ بات
"	" سطر۱۳	نتیجہ ہے	نتیجہ ہے"
"	" سطر۱۶	ہوا ہو۔	ہوا ہو"
۲۸۲	۱۸	ہوبای مرادی	ہوبای مرادی
۲۸۳	۱۷	ایمان	اسلام
"	نوٹ سطر۱	اگر	" اگر
"	" سطر۳	یر	پر
۲۸۴	۱۰	مغربی۔ حل	مغربی ساحل
۲۸۶	۴	۱۳۴۷-۱۳۹۰ء	۱۳۴۷-۱۳۹۰ء
"	۱۰	شیخ باباجب	شیخ باباجب
۲۸۷	۵	خواجہ کمیز	خواجہ کمنیر
"	۸	سید عمر اور دس	سید عمر امدوس
		باشیبان	باشیبان
"	نوٹ سطر۲	جب	" جب
۲۸۷	نوٹ سطر۶	رکھتے۔	رکھے۔"
۲۹۱	۱	اہل کہ	اس مسئلہ
"	۱۱	کنبئی	کنبئی
۲۹۴	۷	نبٹ مل	جٹ مل نے
"	۱۷	صوبون کو	صوبون کے
"	نوٹ سطر۲	گورگا شہر	گورگا شہر
۳۰۱	۱۲	جیمین	جنمین
۳۰۲	۱۰	خاندیش	خاندیس
"	۳	پرس بیٹرین	پرس بیٹرین
"	نوٹ سطر۹	تہا۔	تہا۔"
۳۰۵	۱۴	ہندوکی	ہندوؤن کی
۳۰۶	۱۲	مسلمانون	مسلمانون
۳۰۷	۵	مسلمان کے طریقہ پر	مسلمانوں کے طریقہ پر
۳۰۸	۱۴	ٹڑی	کوڑہی
"	۱۷	نسلاً بعد نسلا	نسلاً بعد نسل
۳۰۹	۱	جوران	جوان
۳۱۰	۳	بلیل شاہ	بلبل شاہ
"	۴	معلین	مطمئن
"	۱۱	(۱۳۹۳ء سنہ ۱۴۱۷ء	(۱۳۹۳ء سنہ ۱۴۱۷ء
۳۱۳	۸	کہ صوبہ کا راجان	کہ صوبہ کا راجان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۴	۴	کہ چین	کہ "چین
〃	۱۳	قوی مذہب	"قومی مذہب
〃	نوٹ سطر ۱	لہ بحری	لہ "بحری
۳۱۵	۲	ترکستان	"ترکستان
۳۱۷	نوٹ سطر ۶	مسٹر ولفرڈ بلنٹ	مسٹر ولفرڈ بلنٹ
۳۱۹	۱۲	اس مانہ یعنی	اس مانہ (یعنی
〃	۱۷	علی الاشہاد	علیٰ رؤس الاشہاد
۳۳۰	۲	جیسے	جیسا
۳۳۲	۱۹	زنگبریا	زنگبیریا
۳۳۳	۳	فرتہ	رفتہ رفتہ
۳۳۵	۳	لکھتی	لکھنی
۳۴۰	۴	ہسپانیہ کی ٹاک	ہسپانیہ کی بہی ٹاک
〃	۸	ابن تومرت	ابن تومرت
۳۴۱	نوٹ سطر ۵	مسرت ہوی	مسرت ہوی"
۳۴۲	۹	سنگم	سنگم
۳۴۴	۳	شیخ عثمان النفوبیرا	لہ شیخ عثمان النفوبیرا
〃	۷	بُرا سمجھا یا	بُرا بتایا
۳۵۱	۹	فتہ تورو کا رہنے والا	فتہ تورو کا رہنے والا
۳۵۰	۲۰	بہادر	بہادر
۳۵۲	--	جن	جس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۶	۹	ارض سوڈانی مین	ارض سوڈانی تک
〃	۱۷	تو یا تبستی	تو یا تبستی
۳۵۸	۷	سنگہم	سنگم
〃	۱۲۰	ناگر تیا	ناگر میا
۳۶۱	۱۵	سرداردون فرانسسکو	سرداردون فرانسسکو
〃	۰	ڈالمیدیا	دالمیدیا
۳۶۲	۰۱۸	گرو	گروہ
۳۶۳	۱۸	اسکے بعد سال	اسکے بعد چند سال
۳۶۴	۰۱۷	مین ہی گے لہ	مینگے لہ "
۳۶۵	۳	سواہے	تو سوائے
۳۶۸	۷	دولو گالا	وولو گالا
〃	نوٹ سطر ۱	اگرچہ	"اگرچہ
〃	۷ سطر ۳	ہنری سالٹ	ہنری سالٹ
		حبشہ کا سفر"	"حبشہ کا سفر"
۳۶۸	۱۱	چونکہ سمالیو کا ملک	چونکہ سوالیون کا ملک
〃	۱۵	اول کے شہر	اول کے شہر
۳۶۹	۲	شیخ ابراہیم البزبیر	شیخ ابراہیم البوزدبی
		کے شہر میں	ہرر کے شہر مین
۳۷۳	۹	دار فروادی	دار فر- وادی
۳۷۵	نوٹ سطر ۱۲	ایک افریقی خیالات	ایک افریقی کے خیالات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۸	″ سطر ۱۱	(صفحہ ۲۰۶ —	(صفحہ ۲۰۶ —
		۲۰۷ لکھتے ہین	۲۰۷ لکھتے ہین
″	″ سطر ۱۱	تصانیف کے حصہ	تصانیف کے حصہ
۳۷۹	۶	جسکو جوجو کا گھر	جسکو جوجو کا گھر
۳۸۰	۴	حال لکھا	شروع شروع مین
		″	حال لکھا
۳۸۸	۱۶	اس	اب اس
″	نوٹ سطر ۲	مارسدن مشرقی ہند	مارسدن ہشتی ہند
۳۸۹	۵	جزیرہ جاوا	جزیرۂ جاوا
۳۹۴	۱۳	رحم کرین گے	رحم کرین گے
۳۹۶	۱۹	لوگونکی دنیکیان	لوگونکی ساتھ دنیکیان
۳۹۷	۵	حالات ہوتے ہین	حالات یافتہ ہوتے ہین
″	۷	مناقص	تناقص
″	۹	آثار قدیم	آثار قدیمہ
۳۹۹	نوٹ سطر ۱	بروموندسنے	بروموندسنے
۴۰۰	۹	اپنی	اپنی
۴۰۲	۱۸	رون رحمت	رون رحمت
″	″	رون پاکو	رون پاکو
″	۱۹	رون پاکو	رون پاکو
۴۰۹	نوٹ سطر ۱	ملکا کا جزیرہ ترناتی تیدور	ملکا کا جزیرہ ترناتی تیدور
۴۰۹	نوٹ سطر ۲	ترناتی کا سلطان	ترناتی کا سلطان
″	″ سطر ۷	ہسم یا نوتراسولو	ماسیمیلیانو ترانسلوانو
۴۱۰	۲	فرماندہ گیلان	فرماندہ گیلان
″	۴	داوسکی	اوراوسکی
″	نوٹ سطر ۱	لکھتا ہے کہ تیدور	لکھتا ہے کہ ″تیدور
۴۱۳	۹	ہے۔	ہے″
″	نوٹ سطر ۲	مونیکے بھی	ہونیکے بھی
۴۱۴	۱	ظاہر کرتے ہین	ظاہر کرتے ہین″
۴۱۵	۱	شمالی مشرقی	شمال مشرقی
۴۱۶	۱	اس تحریک کی شناعت	اس تحریک کی شناعت
″	۶	واعظ	مسلمان واعظ
″	۱۹	دون دس پریرا	دون روس پریرا
″	″	شہر ملاکا گورنر	شہر ملاکا کا گورنر
۴۱۷	۹	زیادہ خلوہے	زیادہ خلوہے″
″	۱۳	مالوکا والی	مالوکا والی ریاست
″	نوٹ سطر ۲	ایمتیزان تیوم	ایتیزان تیوم
″	″ سطر ۵	ٹرینی	ٹری نٹی
۴۱۹	″ سطر ۳	نہ گذری	نہ گذرلی
۴۲۳	۱۰	قاعدہ تہا کہ	قاعدہ تہا کہ
۴۲۴	۴	خود مختار ہری سامی	خود مختار اسلامی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۴	نوٹ سطر ۱	[illegible] عیسوی مذہب	[illegible] عیسوی مذہب
〃	〃 سطر ۵	علی حدہ	علیحدہ
۴۲۵	۱۸	باتجان کا مسلمان	باتجان کے مسلمان
		بادشاہ ہان	بادشاہون
۴۲۶	نوٹ سطر ۱	ساحل کے باشندے	ساحل کے باشندے
〃	〃 سطر ۵	جزیرہ گیبی	جزیرہ گیبی
〃	〃 سطر ۱۱	جسکی	جنکی
〃	〃 سطر ۱۲	مجھے	مجھسے
〃	〃 سطر ۱۳	بہت اعلیٰ ہے	بہت اعلیٰ ہے
۴۲۷	۱	جزیرہ اوی	جزیرہ آوی
〃	۲	اوی	آوی
〃	۴	جزیرہ ادی	جزیرہ آوی
〃	۶	اس زمانہ کے کچھ پہلے	اس زمانہ سے کچھ پہلے
۴۳۰	نوٹ سطر ۱	[illegible] کانفرنس	[illegible] کانفرنس
۴۳۹	۹	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
۴۴۰	۵	اصلاح ہے	اصطلاح ہے
۴۴۳	۱۰	پروفیسر ہوا ہے	پروفیسر ہوا ہے)
۴۴۶	نوٹ سطر ۳	عیسائیون کی سبات	عیسائیون سے اس بات
〃	〃 سطر ۴	مصنف آسمانی	مصنف آسمانی
〃	〃 سطر ۶	معتمدان کے منقاشات	معتمدون کے مناقشات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۶	نوٹ سطر ۱	سخت نہوتی	سخت نہوتی
〃	〃 سطر ۱۲	خارج تھے	خارج تھے
۴۴۷	۱۴	تاورنیر	تاورنیر
〃	۱۹	آباد رہین	آباد رہین
۴۴۸	۸	اور حاکم شہر	حاکم شہر
〃	نوٹ سطر ۲	متعصب لوگون	متعصب لوگون نے برپا کیا
		دیکھو صفحہ (۴۴۹)	کیا تھا (صفحہ ۸۶
			۱۸۲ اور دیکھو مقریزی
			کا قول جو نیچے میں صفحہ
			۳۲۷ - ۳۲۸ پر نقل
			کیا گیا ہے) یا جو خود
			شکستہ اور بوسیدہ
			ہو گئے تھے (صفحہ
			۱۰۲ اور ۱۰۳ اور ۱۰۴) و
			دوبارہ تعمیر کیے گئے
۴۵۰	۴	ہجوم رہتا ہے	آباد رہتا ہے
۴۵۱	۲	دومانگین	دومانگین
〃	۱۵	ظاہر کرتے تھے	ظاہر کرتے تھے
۴۵۵	۱۹	کسی مذہب کو	کسی کے مذہب کو
۴۶۰	۴	اکاوت	اکارت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۶	۱۵	اور بغیر اوسکے وہ کچھ	اور بغیر اسکے کہ وہ کچھ
۴۷۱	۴	اہبون	راہبون
〃	۵	ملبی	لہبی
۴۷۳	۲۰	اطاعت اقرار	اطاعت کا اقرار
۴۷۸	۲۱	حکم	حکم
۴۸۱	۱۷	امام غزالی سنہ وفات ۱۱۱۱ع	امام غزالی (سنہ وفات ۱۱۱۱ سنہ ع)
۴۹۲	۸	شہر نشر	شذرہ نشر
۴۸۳	۱۵	ہوگیا ہے	ہوگیا ہے (اسکے آگے ۱ سے پڑیگا دن یعنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	〃		فقرہ جدا شروع ہوتا ہے
〃	〃	اور یہہ امر	یہہ امر
۴۸۶	۱۴	زبان	زبانی
〃	۱۶	انجیل مین ہے	انجیل مین ہے
۴۸۹	۸	پتہ	پتا
۴۹۱	۴	رومن کیتھولک	رومن کیتھولک
〃	۱۰	سوسین	سوسی نین
۴۹۲	نوٹ سطر	تامس ہیلپو	تامس ہیلپو
۴۹۴	۸	کمی	کی کمی

تمت